الله

العظمة

میر عثمان علی خان بہادر

فہرست مشروح بعض کتب نفیسہ قلمیہ (حصہ اول)

مخزونہ

کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی

مرتبہ بعہد معدلت مہد

اعلحضرت سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان

سلطان العلوم فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک

مظفر الممالک آصف جاہ سابع فرمانروائے مملکت دکن

خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

مطبوعہ دار الطبع سرکار عالی حیدرآباد دکن

۱۳۵۷ھ
۱۳۴۷ف

العظمة لله

میر عثمان علی خان بہادر

فہرست مشروح بعض کتب نفیسہ قلمیہ

مخزونۂ

کتب خانۂ آصفیہ سرکار عالی

مرتبہ بعہد معدلت مہد

اعلحضرت سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان

سلطان العلوم فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک

مظفر الممالک آصفجاہ سابع فرمانروائے مملکت دکن

خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

مطبوعۂ دار الطبع سرکار عالی حیدرآباد دکن

۱۳۵۰ھ
۱۳۴۰ف

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

این فہرست مشروح مختص بہ کتب قلمیہ نفیسہ و عمدہ عربی و فارسی است کہ در کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ مخزون و موجود است۔

درین فہرست ابتدائے ہر کتاب و حلیہ آن براہ خط و کاغذ و سال کتابت و نام کاتب و عدد اوراق یا صفحات و سطور و علامات دیگر از قسم مواہیر وغیرہ کہ بر کتاب ثبت شدہ نوشتہ شدہ و نیز کیفیت چاپ گشتن آن کتاب اگر معلوم شدہ بتحریر یافت۔ و این فہرست منقسم است بر دو حصہ۔

حصہ اولی متضمن کتب قلمیہ عربیہ۔

حصہ ثانیہ مشتمل بر کیفیات کتب قلمیہ فارسیہ۔ و بوجہ کمی تعداد کتب اردو ہم درین حصہ دوم نوشتہ شد۔

و مراد از کتب عمدہ و نفیسہ درین فہرست مشروح چند قسم کتب می باشد۔

قسم اول کتب خوشخط و با لوح و جدول طلائی و کاغذ خان بالغ۔ و این ہر سہ صفات جمیعاً موجود باشد یا بعضے از آن۔

قسم دوم کتب مکتوبہ بخط خود مصنف یا تلمیذش یا بقلم اولاد و اسباط مصنف۔

قسم سوم کتب منقول از نسخہ مکتوبہ مصنف یا تلمیذش وغیرہ۔

قسم چہارم کتب مخدومہ و مقروءہ و مقابلہ کردہ علماء و فضلاء۔ یا مخزونہ کتب خانہ علماء و امراء و سلاطین و وزراء و دیگر مشاہیر۔

قسم پنجم مکتوبہ قدیمہ از صدی پنجم تا صدی یازدہم ہجری۔

قسم ششم کتب نایاب وکمیاب۔

قسم ہفتم مولفات قدیمہ ملک دکن تا آخری صدی دوازدہم خواہ بزبان عربی وفارسی باشد یا بزبان اردو و دکنی۔

ویک فہرست جامع جملہ کتب مذکورہ این فہرست مشروح بہ ترتیب حروف ہجا تحریر شد تا بملاحظۂ آن معلوم شود کہ فلان فلان کتاب درین فہرست مذکورات فقط

سید تصدق حسین الموسوی النیسابوری الکنتوری
۵ شوال المکرم ۱۳۴۴ھ

فہرست اسماء کتب مندرجہ فہرست مشروح کتب قلمیہ نفیسہ مخزونہ کتبخانہ آصفیہ سرکار عالی

(حصہ اول)

نشان سلسلہ	نام کتاب	زبان	نشان صفحہ	نشان سلسلہ	نام کتاب	زبان	نشان صفحہ
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	آثار الوزراء	فارسی	۱۴۳	۲۳	اظہار اسرار الخفیہ فی حل الفاظ الرسالۃ المجیبہ	عربی	۶۳۱
۲	آداب الرسائل	عربی	۵۹	۲۴	الاعجاز والایجاز	〃	۸۲
۳	آداب عالمگیری	فارسی	۶۶	۲۵	الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام	〃	۱۰۹
۴	آئینہ حق نما	〃	۳۱۹	۲۶	اقبال نامہ جہانگیری	فارسی	۱۴۷
۵	اتحاف المہرۃ باطراف المتبکرۃ العشرۃ	عربی	۴۱۶	۲۷	اقضیۃ رسول اللہ صلعم	عربی	۴۴۶
۶	الاجمال فی نظم فہرست الاکمال	〃	۶۱۴	۲۸	اکبر نامہ شیخ ابوالفضل	فارسی	۱۵۰
۷	الاجوبۃ المفیدہ علی الاسئلۃ العدیدہ	〃	۴۳۴	۲۹	اکبر نامہ مؤلفہ حمید	〃	۱۴۹
۸	الاحکام الشرعیۃ الکبری	〃	۴۴۲	۳۰	الاکمال	عربی	۶۱۵
۹	احوال سرداران دکن	فارسی	۱۴۵	۳۱	اکمال الدین واتمام النعمہ	〃	۴۵۴
۱۰	اخبار المدینہ	〃	۱۴۶	۳۲	الہامات منعمی	فارسی	۳۴۹
۱۱	الاخبار المستطابہ فی فضل سکان طابہ	عربی	۴۲۵	۳۳	امالی ابن بابویہ	عربی	۴۴۸
۱۲	اخلاق ناصری	فارسی	۵	۳۴	امالی ابن الشجری	〃	۸۴
۱۳	اربعین مرویات الامام ابی حنیفہ رح	عربی	۴۲۶	۳۵	الامر المحکم المربوط	〃	۳۴۳
۱۴	ارجوزہ ابن شحنہ	〃	۸۱	۳۶	انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ	〃	۳۰۲
۱۵	ارشاد القاصد الی اسنی المقاصد	〃	۴۲	۳۷	انباط المیاہ الخفیہ	〃	۶۳۲
۱۶	ارشاد القلوب الی الصواب المنجی الخ	〃	۴۲۸	۳۸	انتخاب ترجمہ وقائع بنگالہ	فارسی	۱۵۲
۱۷	ارشاد المبتدی وتذکرۃ المنتہی	〃	۲۶۴	۳۹	الانسان الکامل	عربی	۳۴۴
۱۸	الاستغنا فی شرح ابیات القاضی الکرخی	〃	۳۷۸	۴۰	انشای غلام قادر مرحوم	فارسی	۹۷
۱۹	اسناد حدث	〃	۴۲۹	۴۱	انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب	عربی	۴۴۹
۲۰	اسنی المطالب فی صلۃ الاقارب	〃	۴۳۰	۴۲	الاوراق فی اخبار آل عباس واشعارہم	〃	۱۱۱
۲۱	الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ	〃	۴۳۴	۴۳	اورنگ نامہ منظوم	فارسی	۱۵۳
۲۲	اطراف مزی	〃	۴۳۳	۴۴	اولیات	عربی	۱۱۳

سلسلہ نشان	نام کتاب	زبان	صفحہ نشان
۱	۲	۳	۴
۴۵	الدرر المطائف من اخبار الطائف	عربی	۱۱۴
۴۶	ایوان نعمت	فارسی	۵۴۷
۴۷	بادشاہ نامہ	"	۱۵۴
۴۸	بحار الانوار	عربی	۴۵۱
۴۹	البحر المحیط	"	۳۸۰
۵۰	البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر النذیر	"	۴۵۶
۵۱	بساط الغنائم	فارسی	۱۵۶
۵۲	بغیۃ الطالب و کنز المطالب	عربی	۲۴
۵۳	بہارستان سخن	فارسی	۴۷۷
۵۴	بہجۃ المہج فی بعض فضائل الطائف و وج	عربی	۱۱۵
۵۵	بیاض ابراہیمی	فارسی	۵۴۰
۵۶	بیان واقع	"	۱۵۹
۵۷	تاج الرسائل	عربی	۳۲۵
۵۸	تاج المآثر	فارسی	۱۶۱
۵۹	تاریخ اسکندری	"	۱۶۲
۶۰	تاریخ ایلچی نظام شاہ	"	۱۶۳
۶۱	تاریخ بنائے تاج گنج وغیرہ	"	۱۶۷
۶۲	تاریخ بنائے حیدر آباد	"	۱۶۸
۶۳	تاریخ بنگالہ	"	۱۶۵
۶۴	تاریخ تاج محل و مضافات تیموریاں	"	۱۶۹
۶۵	تاریخ الحکمار	"	۳۲۰
۶۶	تاریخ الحکما از علامہ شہرزوری	عربی	۱۱۲
۶۷	تاریخ خورشید جاہی	اردو	۲۵۴
۶۸	تاریخ راجا وتی	فارسی	۱۷۱
۶۹	تاریخ راحت افزا	"	۱۷۲
۷۰	تاریخ سندھ	"	۱۷۳
۷۱	تاریخ صنعا	عربی	۱۱۸
۷۲	تاریخ ظفرہ دکن	فارسی	۱۷۵
۷۳	تاریخ عادل شاہی	"	۱۷۷
۷۴	تاریخ قطب شاہی	"	۱۸۱
۷۵	تاریخ قطب شاہیہ	"	۱۸۳
۷۶	تاریخ کابل	"	۱۸۵
۷۷	تاریخ کشمیر منظوم	"	۱۸۶
۷۸	تاریخ محمد شاہی	"	۱۸۷
۷۹	تاریخ مظفری	"	۱۸۸
۸۰	تاریخ الملک الاشرف لمصر والمغرب	عربی	۱۱۹
۸۱	تواریخ قطب شاہیہ از قادر خان بیدری	فارسی	۱۷۸
۸۲	تحفۃ الاحباب فی علم الحساب	عربی	۲۳۳
۸۳	تحفۃ الاخیار المنتقی من سیرۃ محمد المختار	"	۲۵۸
۸۴	التحفۃ السنیۃ لمعانی الاربعین الحدیث السابقۃ	"	۲۵۹
۸۵	تحفۃ الشعراء	فارسی	۲۸۲
۸۶	تحفۂ ملکی	"	[illegible]
۸۷	تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ	عربی	۱۲۱
۸۸	التدبیرات الالہیۃ فی اصلاح المملکۃ الانسانیۃ	"	۳۲۹
۸۹	تذکرۃ الاولیاء	فارسی	۳۰۳
۹۰	تذکرہ جمیع اولیائے دہلی	"	۲۰۴
۹۱	تذکرہ رشیدیہ	اردو	۲۶۲

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	نمبر کتب خانہ	نمبر شمار	نام کتاب	زبان	نمبر کتب خانہ
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۹۲	تذکرۃ الملوک	فارسی	۱۹۱	۱۱۵	التوشیح علی الجامع الصحیح	عربی	۴۶۳
۹۳	تذکرۃ الملوک تاریخ بیجاپور	"	۱۹۳	۱۱۶	تہذیب الاحکام	"	۴۶۴
۹۴	تذکرۃ الواقعات ہمایونی	"	۱۹۵	۱۱۷	تہنیت نامہ	فارسی	۶۹
۹۵	تذکرہ ہفت اقلیم	"	۱۹۶	۱۱۸	التیجان	عربی	۱۲۳
۹۶	ترجمہ فیروز شاہی	اردو	۲۵۷	۱۱۹	التیسیر	"	۴۶۵
۹۷	ترجمہ قطب شاہی	فارسی	۵۴۴	۱۲۰	تیسیر	"	۴۶۶
۹۸	ترجمہ مفتاح الفلاح از جمال الدین انصاری	"	۱۹	۱۲۱	تیسیر البیان لاحکام القرآن	"	۳۸۴
۹۹	ترجمہ مفتاح الفلاح از علامہ صدرا	"	۱۶	۱۲۲	التیسیر فی احادیث البشیر النذیر	"	۴۶۷
۱۰۰	الترغیب والترہیب	عربی	۴۶۱	۱۲۳	تیسیر الکلام لرکوع الصیام	"	۳۸۵
۱۰۱	تزک جہانگیری	فارسی	۱۹۷	۱۲۴	تیمور نامہ ہاتفی منظوم	فارسی	۱۹۸
۱۰۲	تعلیق زرکشی علی العمدہ	عربی	۴۶۳	۱۲۵	جادۃ العاشقین	"	۲۸۵
۱۰۳	تفسیر آیات الاحکام	"	۳۸۱	۱۲۶	جامع الازہر	عربی	۴۶۹
۱۰۴	تفسیر آیات الاحکام مسمی بہ تفسیر شاہی	فارسی	۴۰۵	۱۲۷	جامع الاصول فی احادیث الرسول	"	۴۷۱
۱۰۵	تفسیر امینی	"	۱۰۴	۱۲۸	جامع البیان فی تفسیر القرآن	"	۳۸۸
۱۰۶	تفسیر خازن	عربی	۳۹۹	۱۲۹	جامع العلوم از علامہ فخر رازی	فارسی	۳۷
۱۰۷	تفسیر خمسمائۃ آیۃ	"	۳۸۲	۱۳۰	جامع لاحکام القرآن	عربی	۳۸۷
۱۰۸	تفسیر سورۂ والضحیٰ مسمی بہ روح الارواح	فارسی	۴۰۸	۱۳۱	جلاء الخاطر من کلام الشیخ عبد القادر	"	۳۲۸
۱۰۹	تفسیر طبرسی	عربی	۳۸۳	۱۳۲	الجمالین علی الجلالین	"	۳۸۹
۱۱۰	تفسیر دکنی	اردو	۴۱۰	۱۳۳	جمع الجوامع	"	۴۲
۱۱۱	تلخیص المفتاح	عربی	۸۰۶	۱۳۴	جمع الجوامع فی الاحادیث اللوامع	"	۴۷۵
۱۱۲	تلویح فی کشف حقائق التنقیح	"	۴۱	۱۳۵	چمنستان سخن	فارسی	۸۰
۱۱۳	تنویر فی اسقاط التدابیر	"	۳۲۷	۱۳۶	جوامع الکلم	"	۳۵۱
۱۱۴	تواریخ فرخندہ	فارسی	۱۹۰	۱۳۷	جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر	"	۳۰۷

نشان سلسلہ	نام کتاب	زبان	نشان صفحہ	نشان سلسلہ	نام کتاب	زبان	نشان صفحہ
١	٢	٣	٤	١	٢	٣	٤
١٣٨	جواہر الرحمن	عربی	٣٢٩	١٦١	الدر النثیر فی تلخیص النہایہ لابن اثیر	عربی	٤٧٩
١٣٩	الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ	"	٦١٧	١٦٢	دستور العمل آگہی	فارسی	٧٢
١٤٠	حادثہ نادرشاہی	فارسی	١٩٩	١٦٣	دلائل الخیرات	عربی	٩
١٤١	حاشیہ تفسیر البیضاوی	عربی	٣٩٢	١٦٤	دمیۃ القصر وعصرۃ اہل العصر	"	٣٠٣
١٤٢	حاشیہ تفسیر کشاف	"	٣٩١	١٦٥	دول الاسلام	"	١٣٠
١٤٣	حاشیہ تفسیر کشاف	"	٣٩٠	١٦٦	دیوان آصفی	فارسی	٥٤٨
١٤٤	حاشیہ علی شرح اشکال التاسیس لاقلیدس	"	٦٣٣	١٦٧	دیوان ادیب صابر	"	٥٦٧
١٤٥	حاشیہ نزہۃ النظار	"	٦٣٦	١٦٨	دیوان ارزقی	"	٥٤٩
١٤٦	حالات مہدی السودان احمد محمد احمد	"	١٢٥	١٦٩	دیوان اہلی شیرازی	"	٥٥٢
١٤٧	حسن و عشق	فارسی	٤١	١٧٠	دیوان لسانی سمرقندی	"	٥٥٣
١٤٨	حصر الشارد	عربی	٤٧٣	١٧١	دیوان حضرت بندہ نواز موسوم بہ انیس العشاق	"	٣٥٢
١٤٩	الحصن الحصین فی احوال الوزراء السلاطین	"	١٣٦	١٧٢	دیوان حافظ رح	"	٥٥٤
١٥٠	حل و عقد لآلی در شرح زیج الغ بیگی	فارسی	٦٥٨	١٧٣	دیوان حسن دہلوی	"	٥٥٧
١٥١	خاتمہ حضرت بندہ نواز رح	"	٣٦٢	١٧٤	دیوان امیر خسرو رح	"	٥٥٠
١٥٢	خزانہ رسول خانی	"	٢٠٠	١٧٥	دیوان سعدی	"	٥٥٩
١٥٣	الخصال	عربی	٤٧٨	١٧٦	دیوان سیف الدین اسفرنگی	"	٥٦٠
١٥٤	خلاصۃ التواریخ	فارسی	٢٠١	١٧٧	دیوان شاعر قراباغی	"	٥٦١
١٥٥	داستان نواب نظام علیخان	اردو	٢٥٩	١٧٨	دیوان شانی	"	٥٦٢
١٥٦	الدرۃ البیضا	عربی	٣٩٣	١٧٩	دیوان شاہ راجو قتال حسینی	"	٥٦٣
١٥٧	درج الدرر	"	٣٩٤	١٨٠	دیوان شاہی سبزواری	"	٥٦٤
١٥٨	الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ	"	٦١٨	١٨١	دیوان شہیدی قمی	"	٥٦٦
١٥٩	الدر المنثور فی العمل بربع الدستور	"	٦٣٧	١٨٢	دیوان صاحب	"	٥٦٨
١٦٠	در منظوم	فارسی	٢٠٢	١٨٣	دیوان صاحب	اردو	٦٠٨

سلسلہ نشان	نام کتاب	زبان	صفحہ نشان
۱	۲	۳	۴
۱۸۴	دیوان صرفی	فارسی	۵۶۹
۱۸۵	دیوان صیدی اصفہانی	؍؍	۵۷۰
۱۸۶	دیوان ظہیر فاریابی	؍؍	۵۷۱
۱۸۷	دیوان عارف	؍؍	۵۷۳
۱۸۸	دیوان قاسم انوار	؍؍	۵۷۴
۱۸۹	دیوان کامل	؍؍	۵۷۶
۱۹۰	دیوان گلشن	؍؍	۵۷۷
۱۹۱	دیوان لسانی شیرازی	؍؍	۵۷۸
۱۹۲	دیوان محتشم کاشی	؍؍	۵۷۹
۱۹۳	دیوان مظہر جان جاناں رح	؍؍	۵۸۰
۱۹۴	دیوان مولانا روم رح	؍؍	۵۸۱
۱۹۵	دیوان میلی	؍؍	۵۸۲
۱۹۶	دیوان نظیری نیشاپوری	؍؍	۵۸۳
۱۹۷	دیوان نعمت اللہ ولی	؍؍	۵۸۵
۱۹۸	دیوان نوری	؍؍	۵۸۶
۱۹۹	دیوان وحشی	؍؍	۵۸۵
۲۰۰	دیوان ولی دکھنی	اردو دکھنی	۶۱۰
۲۰۱	دیوان ہوس	اردو	۶۱۲
۲۰۲	ذوب الذہب فی محاسن اہل الادب	عربی	۳۰۴
۲۰۳	ذیل الجامع الصغیر یعنی زیادۃ الجامع	؍؍	۴۰۰
۲۰۴	ذیل اللباب	؍؍	۶۱۹
۲۰۵	رباعیات عمر خیام	فارسی	۵۸۹
۲۰۶	رسالہ آمدنی پیدائش ممالک ہند	؍؍	۳۰۳

سلسلہ نشان	نام کتاب	زبان	صفحہ نشان
۱	۲	۳	۴
۲۰۷	رسالہ برأت الایمان در علم تصوف	فارسی	۳۵۴
۲۰۸	رسالہ تصوف موسوم آئینہ از بندہ نواز رح	؍؍	۳۵۴
۲۰۹	رسالہ تصوف از حضرت بندہ نواز رح اذکار	؍؍	۳۵۵
۲۱۰	ایضاً در اثبات توحید	؍؍	۳۵۶
۲۱۱	رسالہ تصوف	عربی	۳۳۰
۲۱۲	رسالہ در احوال امیر تیمور گورگان	فارسی	۲۰۴
۲۱۳	رسالہ عمل ربع مجیب	؍؍	۶۵۹
۲۱۴	رسالہ فی بیان حدود الکعبہ	عربی	۴۱۳
۲۱۵	رسالہ فی رسم خط القرآن	؍؍	۲۶۷
۲۱۶	رسالہ فی علم المجیب	؍؍	۶۳۹
۲۱۷	رسالہ کیمیا	؍؍	۶۶۰
۲۱۸	رسالہ مساحت طول و عرض و ارتفاع خانہ کعبہ	فارسی	۴۱۴
۲۱۹	رسالہ [illegible] از حضرت بندہ نواز رح	؍؍	۳۵۷
۲۲۰	رشحات	؍؍	۲۸۶
۲۲۱	رقعات ابو الفضل	؍؍	۷۳
۲۲۲	رقعات ملا نیر	؍؍	۷۲
۲۲۳	روزنامہ دربار ابو المظفر غازی الدین بادشاہ اودھ	؍؍	۲۰۵
۲۲۴	روضۃ الاولیا	؍؍	۲۸۸
۲۲۵	روضۃ الاولیا از غلام علی آزاد بلگرامی	؍؍	۲۸۹
۲۲۶	روضۃ اولی الالباب معروف بہ تاریخ بناکتی	؍؍	۲۰۶
۲۲۷	روضۃ الخلفا	؍؍	۲۰۷
۲۲۸	روضۃ الشہدا منظوم	اردو	۳۶۰
۲۲۹	ریاض الاولیا	فارسی	۲۹۰

نشان سلسلہ	نام کتاب	زبان	نشان صفحہ
۱	۲	۳	۴
۲۷۶	صحیح مسلم	عربی	۴۹۵
۲۷۷	صحیفۂ ذہبیہ	فارسی	۴۱۹
۲۷۸	صراط المستقیم فی تبیان القرآن الکریم	عربی	۳۹۵
۲۷۹	الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع	〃	۶۲۱
۲۸۰	طبقات الحنبلیہ	〃	۶۲۲
۲۸۱	طبقات الشافعیہ	〃	۶۲۳
۲۸۲	طبقات شاہجہانی	فارسی	۲۲۰
۲۸۳	طبقات الشعراء	〃	۲۹۴
۲۸۴	طبقات الصوفیہ	عربی	۳۰۷
۲۸۵	طبقات القراء	〃	۳۰۸
۲۸۶	طبقات الوسطی	〃	۶۲۴
۲۸۷	طبق الحلوی وصحاف المن والسلوی	〃	۱۳۰
۲۸۸	طرح التثریب فی شرح التقریب	〃	۵۰۴
۲۸۹	طیبۃ النشر	〃	۲۷۰
۲۹۰	عجائب المخلوقات	فارسی	۴۱۵
۲۹۱	عقود الدرر فی حل ابیات المطول والمختصر	عربی	۹۲
۲۹۲	عمل صالح	فارسی	۲۲۱
۲۹۳	عنوان الشرف الوافی	〃	۹۴
۲۹۴	عیون المسائل فی اعیان الرسائل	عربی	۲۶
۲۹۵	غایۃ التوضیح الجامع الصحیح	〃	۵۰۵
۲۹۶	غایۃ المطلوب فی قراءۃ ابی جعفر خلف یعقوب	〃	۲۸۱
۲۹۷	فتح الباری بشرح صحیح البخاری	〃	۵۰۶
۲۹۸	فتح نامہ نادر شاہ	فارسی	۲۲۳

نشان سلسلہ	نام کتاب	زبان	نشان صفحہ
۱	۲	۳	۴
۲۹۹	فتوحات سکندری	فارسی	۲۲۴
۳۰۰	فتوح الحرمین منظوم	〃	۲۲۳
۳۰۱	فتوح مکہ	عربی	۱۳۳
۳۰۲	فرامین عالمگیری	فارسی	۲۲۵
۳۰۳	فصل الخطاب لوصل الاحباب	〃	۳۶۰
۳۰۴	فوائد بہیہ	اردو	۴۱۲
۳۰۵	الفوائد المدنیہ	عربی	۴۷
۳۰۶	فہرست اسامی راجگان سلاطین ہند	فارسی	۲۲۶
۳۰۷	فہرست مصنفات علامہ شیخ ابن العربی	عربی	۲۹
۳۰۸	الفیض الطاری شرح صحیح البخاری	〃	۵۰۹
۳۰۹	قوانین الاصول	〃	۴۹
۳۱۰	القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع	〃	۵۱۰
۳۱۱	القول المختار فی معرفۃ الصحابۃ الابرار	〃	۶۲۵
۳۱۲	کاشف الاسرار	〃	۶۲۶
۳۱۳	کافی کلینی	〃	۵۱۱
۳۱۴	الکبریت الاحمر فی علوم الشیخ الاکبر	〃	۳۳۲
۳۱۵	کتاب الارشاد والتطریز	〃	۳۳۳
۳۱۶	کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء	〃	۳۳۰
۳۱۷	کتاب الاکر ثاوذس	〃	۶۲۸
۳۱۸	کتاب الالزامات علی صحیح البخاری والمسلم	〃	۵۱۵
۳۱۹	کتاب الالف	〃	۳۳۴
۳۲۰	کتاب الالمام باحادیث الاحکام	〃	۴۴۰
۳۲۱	کتاب لبار الموحدۃ	〃	۳۳۶

سلسلہ نشان	نام کتاب	زبان	صفحہ نشان
۱	۲	۳	۴
۳۲۲	کتاب الثانیہ والثمانین ھو کتاب الازل	عربی	۳۳۷
۳۲۳	کتاب الجلالہ	″	۳۳۸
۳۲۴	کتاب الجمع بین کتابی ابی نصر الکلاباذی الخ	″	۶۲۴
۳۲۵	کتاب الحق	″	۳۳۹
۳۲۶	کتاب العبر فی اخبار من مضیٰ و غبر	″	۱۳۱
۳۲۷	کتاب العروض لابن القطاع	″	۹۷
۳۲۸	کتاب ما اتی بہ الوارد من حضرۃ الحکیم الودود	″	۳۴۰
۳۲۹	کتاب المصطفین والمصطفیات	″	۳۰۹
۳۳۰	کتاب مفاتیح الغیب	″	۳۴۱
۳۳۱	کتاب النشر فی القراءات العشر	″	۲۷۵
۳۳۲	کتاب النقبا	″	۳۴۲
۳۳۳	کتاب الوسائل فی معرفۃ الاوائل	″	۵۱۲
۳۳۴	کتاب الیاء وھو کتاب الہو	″	۳۴۳
۳۳۵	کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر رضی	فارسی	۳۶۳
۳۳۶	کشف الاسرار علی اصول البزدوی	عربی	۵۱
۳۳۷	الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث	″	۶۲۸
۳۳۸	کشف الریب فی العمل بالجیب	″	۶۴۹
۳۳۹	کشف الغموض فی شرح العروض	فارسی	۹۸
۳۴۰	گلدستہ ہند و تاریخ بیجاپور	اردو	۲۹۱
۳۴۱	گلدستہ بیجاپور	″	۲۹۲
۳۴۲	کلمات الشعراء	فارسی	۲۹۶
۳۴۳	کلیات اسحاق حلاج	″	۵۹۳
۳۴۴	کلیات اسعد افندی	ترکی	۵۹۴
۳۴۵	کلیات طالب آملی	فارسی	۵۹۵
۳۴۶	کلیات فیضی	″	۵۹۷
۳۴۷	کلیات کمال اسمٰعیل اصفہانی	″	۵۹۸
۳۴۸	کلیات کمال خجندی	″	۶۰۰
۳۴۹	کلیات نصیر	″	۶۰۲
۳۵۰	کلیلہ دمنہ	فارسی	۶
۳۵۱	کنز العباد فی شرح الاوراد	″	۳۶۵
۳۵۲	کنز العرفان فی فقہ القرآن	عربی	۳۹۷
۳۵۳	الکوکب الدراری شرح البخاری	″	۵۱۸
۳۵۴	الکوکب المنیر شرح الجامع الصغیر	″	۵۲۰
۳۵۵	کونین مصفا	فارسی	۴۰
۳۵۶	کیمیاے سعادت	″	۳۶۷
۳۵۷	اللآلی الفریدہ فی شرح القصیدہ	عربی	۲۷۲
۳۵۸	لباب القوت من خزائن الملکوت	″	۳۴۵
۳۵۹	لب التاویل معروف بہ تفسیر خازن	″	۳۹۹
۳۶۰	لب التواریخ	فارسی	۲۲۷
۳۶۱	لطف الرمز والاشارہ الی خبایا زوایا	عربی	۱۰۰
۳۶۲	لمحات الانوار ونفحات الازہار	″	۲۷۳
۳۶۳	لمعات الطاہرین منظوم	فارسی	۳۶۸
۳۶۴	ماہ نامہ	″	۲۲۹
۳۶۵	مبہمات الاسماء	عربی	۵۲۱
۳۶۶	متوسطات	″	۶۵۱
۳۶۷	مثنوی معنوی	فارسی	۳۶۹

سلسلہ نشان	نام کتاب	زبان	صفحہ نشان
۱	۲	۳	۴
۳۶۸	مجسطی	عربی	۶۵۵
۳۶۹	مجمع الاشعار	فارسی	۶۰۳
۳۷۰	مجموعہ رسائل ابن عربی	عربی	۳۴۷
۳۷۱	مجموعہ منتخب دیوان ہای اساتذہ ماضیہ	فارسی	۶۰۲
۳۷۲	مجموعہ میرزا مہدی خان بطور جداول	"	۲۳۱
۳۷۳	ایضاً یعنے شاہان مشہد	"	۲۳۲
۳۷۴	محاسن اصفہان	عربی	۱۳۳
۳۷۵	مختصر ثبت العلامہ شیخ محمد البدیری	"	۵۲۲
۳۷۶	المختصر الجامع المعلم بمقاصد صحیح مسلم	"	۵۲۳
۳۷۷	مختصر حصن حصین	"	۱۱
۳۷۸	مختصر الدول	"	۱۳۴
۳۷۹	مختصر غربال الزمان	"	۱۳۶
۳۸۰	مختصر فی بیان آلات الرصدیہ	"	۶۵۶
۳۸۱	مختصر کتاب العمدہ	"	۱۰۱
۳۸۲	مختصر المقال فی الفتح والامالہ	"	۲۷۴
۳۸۳	مخزن افغانی	فارسی	۲۳۳
۳۸۴	مدارج الاسناد	عربی	۲۴۵
۳۸۵	مدارک شرح منہاج الاصول	"	۵۲
۳۸۶	مدینۃ العلوم ازنیقی	"	۳۰
۳۸۷	مرآۃ الاسرار	فارسی	۲۹۸
۳۸۸	مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان	عربی	۱۳۰
۳۸۹	مرآۃ العالم	فارسی	۲۳۵
۳۹۰	مراد المریدین ومرام المریدین	"	۲۷۳
۳۹۱	المزارات فی زیارات الشیراز	عربی	۳۱۰
۳۹۲	المستصفیٰ	"	۵۴
۳۹۳	مسند الشافعی	"	۵۲۵
۳۹۴	مسند عبد بن حمید	"	۵۲۶
۳۹۵	المشرع الروی فی مناقب الاشراف بنی علوی	"	۳۱۲
۳۹۶	مشکل اعراب القرآن	"	۴۰۱
۳۹۷	مشکوٰۃ المصابیح	"	۵۲۷
۳۹۸	مشکوٰۃ النبوۃ	فارسی	۳۰۰
۳۹۹	مصابیح السنۃ	عربی	۵۲۸
۴۰۰	مصباح کفعمی	"	۱۲
۴۰۱	مطلع السعدین	فارسی	۲۳۷
۴۰۲	مطول	عربی	۱۰۳
۴۰۳	مغنی فی اصول الفقہ	"	۵۵
۴۰۴	المفاتیح فی شرح المصابیح	"	۵۲۹
۴۰۵	مفتاح الجنان	فارسی	۳۱
۴۰۶	مفتاح السعادہ ومصباح السیادہ	عربی	۳۲
۴۰۷	مفتاح الفلاح	"	۱۴
۴۰۸	مکاتیب فارسی	فارسی	۲۳۸
۴۰۹	مکاتیب بنام شاہ عباس صفوی	"	۷۷
۴۱۰	مکاتیب عربیہ	عربی	۶۲
۴۱۱	مکتوبات حافظ محمد علیشاہ خیرآبادی	فارسی	۷۶
۴۱۲	مکتوبات شاہی	"	۷۸
۴۱۳	مکتوبات قاضی عبد الرحیم	عربی	۶۳

سلسلہ نشان	نام کتاب	زبان	صفحہ نشان
۱	۲	۳	۴
۴۱۴	ملفوظ حضرت بندہ نواز رح	فارسی	۳۷۶
۴۱۵	مناہج التوسل فی مباہج الترسل	عربی	۶۵
۴۱۶	منتخب اشعار متقدمین	فارسی	۶۰۰
۴۱۷	منشات موسوی خان	〃	۷۹
۴۱۸	المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج	عربی	۵۳۰
۴۱۹	منہج الطالبین فی فضل علم والعلماء	〃	۵۳۱
۴۲۰	مواہب علیہ	فارسی	۴۰۸
۴۲۱	مودۃ القربی	عربی	۵۳۴
۴۲۲	مونس الارواح	فارسی	۳۷۷
۴۲۳	میزان الاشعار	〃	۱۰۱
۴۲۴	میزان الاعتدال	عربی	۶۲۹
۴۲۵	میزان الحکمۃ	فارسی	۶۵۰
۴۲۶	نتائج الفطنۃ فی نظم کلیلہ ودمنہ	عربی	۴
۴۲۷	النجوم العوالی فی ابناء الاوائل والتوالی	〃	۱۳۹
۴۲۸	نجوم الفرقان یعنی تخریج الآیات	〃	۱
۴۲۹	نزہۃ الناظرین	〃	۳۶
۴۳۰	نسمۃ السحر فیمن تشیع وشعر	〃	۳۱۴
۴۳۱	نظام التواریخ	فارسی	۲۴۰
۴۳۲	نفحات الانس	〃	۲۲۱
۴۳۳	نفحۃ الریحانۃ ورشحۃ طلاء الحانۃ	عربی	۶۲۰
۴۳۴	الینع المسکی بمعجم شیوخ المکی	عربی	۳۱۶
۴۳۵	نقل عرایض منشات برہمن	فارسی	۸۰
۴۳۶	نگارستان	〃	۲۴۲
۴۳۷	نوادر الزمان فی ملاحم عربستان	عربی	۱۴۰
۴۳۸	النور السافر عن اخبار القرن العاشر	〃	۳۱۷
۴۳۹	نہایۃ الاصول الی علم الاصول	〃	۵۶
۴۴۰	نہایۃ السول فی شرح منہاج الاصول	〃	۵۰
۴۴۱	الوافی بحل الکافی فی علم العروض والقوافی	〃	۱۰۵
۴۴۲	الوافی شرح کافی وغیرہ	〃	۵۳۷
۴۴۳	واقعات دکن	فارسی	۲۴۹
۴۴۴	واقعات کشمیر	〃	۲۵۱
۴۴۵	واقعہ خرابی دہلی	〃	۲۴۸
۴۴۶	وفیات الاعیان	عربی	۱۴۱
۴۴۷	وقایع البدایع سوانح دہلی	فارسی	۱۴۳
۴۴۸	وقایع بنگالہ	〃	۲۴۵
۴۴۹	وقایع جنگ نادرشاہ	〃	۲۴۶
۴۵۰	وقایع دلپذیر	〃	۲۵۰
۴۵۱	یادگار لکھن لال	〃	۲۵۲
۴۵۲	ینبوع الحیاۃ	عربی	۴۰۳

نجوم الفرقان

یعنے

تخریج الآیات

برائے تخریج آیات قرآنی بطریق مختلفہ چند تا کتب مولف شدہ کہ اگر یک لفظے از الفاظ کدامی آیات کسے را یاد باشد و خواہد کہ تمامی آیت در قرآن مجید تلاش نماید کہ این آیت در کدامی سورہ و کدامی پارہ قرآن مذکور است بذریعہ آں کتاب آیۂ مطلوبہ از قرآن بر می آید این چنین کتب را نام نجوم الفرقان یا تخریج الآیات است۔ منجملہ این ہمہ تخریجات نجوم الفرقان است کہ ہمراہ قرآن مجید در جرمنی در جلد جداگانہ در سال یکہزار و ہشت صد و ہفتاد و پنج عیسوی طبع شدہ کہ بہتر ازاں تخریجے تالیف نہ شدہ و تفحص آیات بذریعہ آں نہایت سہل و آسان است و ہر کس کہ واقف قواعد صرف عربی باشد یا نہ باشد استخراج آیات او را بذریعہ این تخریج نہایت سہل و آسان است و درین تخریج این قدر تفصیل الفاظ نمودہ کہ باختلاف ضمہ و فتحہ و کسرہ و تنوین و معرف بلام و غیر معرف و مع حروف جارہ ہر لفظ را نشان میدہد۔ مثلاً لفظ جلالہ یعنے لفظ اللہ اگر میخواہی کہ در تمامی قرآن مجید مضموم و مفتوح و مکسور چند جا آمدہ ہمہ را بہ نشان آیت و نشان سورہ می نویسد ہمچنین می نویسد کہ باللہ مع حرف البا الموحدۃ التحتانیہ چند جاست و تاللہ مع تاء مثناۃ فوقانیہ چند جاست۔

ترتیب این نجوم الفرقان برین عنوان است کہ قرآن مجید کہ این نجوم القرآن ہمراہ آں بطور ضمیمۂ ذیل طبع شدہ در آں قرآن مجید در ہر سورہ بر جملہ آیات آں سورہ شمار آیات در ہندسہ انگریزی می نویسد کہ این آیۂ اول است و این دوم و سوم و این چہارم و پنجم تا آخر سورہ جملہ آیات آں می شمارد و عدد ہر آیت ہمراہ آں آیت می نویسد۔ مثلاً بر آخر

آیہ سورۂ فاتحہ عدد ہفت و در آخر سورۂ بقر ہندسہ ۲۸۶ می نویسد۔ و ہمیں نمط بر ہر سورۂ قرآن عدد شمار آں می نویسد مثلاً ہندسہ (۱) برائے سورۂ فاتحہ و ہندسہ (۲) برائے سورۂ بقر ہندسہ (۳) برائے سورۂ آل عمران ہمچنیں تا آخر قرآن بر سورۂ قل اعوذ برب الناس ہندسہ (۱۱۴) می نویسد۔

و نجوم الفرقان را بر حروف ہجا مرتب ساختہ۔ مثلاً اگر میخواہی کہ لفظ الحمد باضمہ دال در قرآن مجید کجا کجا مذکور شد پس در نجوم الفرقان حرف الحاء مع المیم بعدہٗ دال را ببیں آنجا لفظ الحمد معہ ضمہ می نویسد و تحت آں لفظ دو ہندسہ یک بقلم خفی و یک بقلم جلی می نویسد و مراد از ہندسۂ خفی عدد آیت می باشد و از ہندسۂ جلی عدد سورہ۔ پس برائے الحمد باضمہ دال می نویسد (۱) خفی و (۱) جلی یعنے ایں لفظ الحمد در آیہ اولی از سورۂ اولی قرآن است۔

ایں نجوم الفرقان مطبوعہ جرمنی را شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی متوفی ۱۳۲۹ھ ترجمہ کنانیدہ بایں طور کہ بجائے عدد سورتہائے قرآنی نام آں سورہ ہم نوشتہ مثلاً بجائے ہندسہ (۲) عدد سورۂ نام آں سورۂ بقر و بجائے (۳) سورۂ آل عمران و بجائے (۴) سورۂ انعام۔ و بعد ختم ترجمہ مولوی صاحب موصوف آں ترجمہ برائے تصحیح و مقابلہ بایں بندۂ عاصی حوالہ کردند کہ مقابلہ کنم کہ بجائے اعداد سور قرآنی کہ حالا در ترجمہ اسامی سورتہا نوشتہ شدہ صحیح است یا نہ۔

چنانچہ حقیر بمعیت مولوی عبد اللہ خان متوفی ۱۳۴۱ھ یکہزار و سہ صد و چہل و یک ہجری بہ تصحیح و تنقیح آں در سال یکہزار و سہ صد و بست ہجری پرداختم و بحمد اللہ ہماں اصل نسخہ از کتب خانہ شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی مرحوم خرید شدہ دریں کتبخانۂ آصفیہ بر نمبر ۹۲ فن مصحف موجود است۔ و در آخر ایں عبارت نوشتہ قلم حقیر است۔

بلغ قبالا من اولہ الی آخرہ بقراءۃ المولوی عبد اللہ خان والسماع منی وانا الجانی السید تصدق حسین خازن خزانہ کتب الدولۃ الاصفیہ المعروف بہ کتب خانہ آصفیہ الواقعۃ فی بلدۃ حیدرآباد فی زمن

السلطان بن السلطان میر محبوب علی خان نظام الملک آصف جاه السادس اطال اللہ عمرہ وابقاہ دولتہ وسلطنتہ وکان الفراغ من مقابلتہ فی الرابع من شہر ذی الحجۃ سنۃ الف وثلثمائۃ وعشرین من الہجرۃ

جملہ صفحات نہصد ۹۰۰ وسطور فی صفحہ نوزدہ۔

مولوی صاحب موصوف بعد تصحیح و تکمیل نسخہ مذکور ہمراہ خود داشت و بہ لندن بردہ بودند و خیال طبع آں درآنجا داشتند۔ مگر نوبت طبع نرسید بعد انتقال شاں ہرگاہ کتب خانہ شاں فروخت شد و اکثر کتب ازاں کتب خانہ برائے کتب خانہ آصفیہ خرید شدہ ایں نسخہ نجوم الفرقان بقیمت پنجاہ روپیہ خرید شدہ۔

در دار السلطنت طہران یک قرآن مجید تقطیع کلاں بقلم محمد صادق کلپایکانی در سال یکہزار و دوصد و ہشتاد و نہ طبع کردہ اند در آخر ایں قرآن مجید نقل ہمیں نجوم الفرقان چاپ کردہ اند و بجائے ہندسہ شمار آیات و سورتہا کہ بزبان انگریزی بود دریں ترجمہ اعداد بزبان عربی نوشتہ اند۔ ایں نسخہ مطبوعہ طہران دریں کتب خانہ آصفیہ برنمبر ۸۰ فن مصاحف مرتب است۔

نتائج الفطنة فی نظم کلیلة و دمنة

ابو یعلی محمد بن محمد بن صالح بن حمزة المعروف بابن الهباریة الملقب به نظام الدین البغدادی متوفی سنه ۵۰۴ھ کتاب کلیلہ و دمنہ را بزبان عربی نظم نمودہ اول کتاب اینست۔

الحمد للہ العلی شانہ — القاہر الذی علا برہانہ

ناظم موصوف اوّلاً کتاب را بنام ابو الفضل روستانی مستوفی ممسنون کردہ بود بعد آں نام ابو الفضل خارج کردہ خطبہ کتاب دیگر انشا کرد کما ہو یظہر من اخر الکتاب۔ کتاب مذکور تا حال غالباً چاپ نشدہ۔ وہم در فہرست ہائے کتب خانہائے برٹش میوزیم و ریاست رامپور و بانکی پور و اشپرنگر موجود نیست۔ مصنف موصوف تمامی کتاب را در دہ شب نظم کردہ۔ چنانچہ در آخر کتاب گفتہ:-

حررت فی عشر لیال عدّہ ولم اطق حتی استعنت جدّہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن اخلاق بر نمبر (۸) مخزون ست۔ منقول است از نسخہ کہ با مسودۂ خود ناظم مقابلہ شدہ بود۔

ودریں نسخہ موجودہ سہ صد و بست و پنج صفحہ می باشد و در ہر صفحہ یازدہ شعر پس جملہ اشعار کتاب بعد حذف عنوانات سہ ہزار و پانصد و چہل شعر ست۔ خط نسخ صاف۔ سنہ کتابت و نام کاتب در آخر نمی باشد۔

وابن الہباریہ از مشاہیر شعراء کاملین بودہ و اکثر اشعار او در ہجو می باشد۔ ترجمۂ او در وفیات الاعیان بشرح و بسط مذکور ست۔ از تصانیف او الصادح والباغم و دیوان است صادح و باغم در سنہ ۱۲۶۶ھ در قاہرہ و سنہ ۱۲۸۶ھ در بیروت۔ و سنہ ۱۳۰۲ھ در لکھنؤ چاپ شدہ اما دیوانش تا حال چاپ نشدہ

اخلاق ناصری

تصنیف خواجہ نصیرالدین محقق طوسی متوفی ۶۷۲ھ ششصد و ہفتاد و دو ہجری۔
کتابے ست معروف و مشہور در کلکتہ و لکھنو چند بار چاپ شدہ۔ دریں کتب خانہ علاوہ مطبوعہ یک نسخہ ازاں قلمی خوشخط و مطلا ست۔

نسخۂ قلمی مع فرہنگ در فن اخلاق بر نمبر ۹۲ مخزون۔ خط نستعلیق باجدول طلائی صفحات اصل ششصد و سی و چہار۔ و صفحات فرہنگ یکصد و سی و پنج۔ سطور فی صفحہ سیزدہ سنہ کتابت یکہزار و یکصد و بست و ہشت ہجری۔ یکم ماہ شعبان یوم دوشنبہ بخط عبدالکریم بن عبدالرزاق خاں۔ بفرمایش امیرے نوشتہ شد۔ اما نام نامی فرمایش کنندہ کسے از آخر بریدہ کاغذ سادہ بجایش چسپانیدہ است۔ و فرہنگ کہ ہمراہ کتاب مجلد ست مؤلف آں عبدالرحمٰن بن عبدالکریم برہانپوری ست کہ در ۱۰۸۵ھ یکہزار و ہشتاد و پنج ہجری تالیف نمودہ و وقت تالیف یک نسخۂ صحیحہ مزین بخط محقق طوسی پیش نظر مؤلف بودہ۔ اول فرہنگ این ست۔

"بر ضمائر ارباب بصائر پوشیدہ نماند کہ بندۂ خادم درویشان و خاکپائے ایشان عبدالرحمٰن بن عبدالکریم العباسی برہانپوری را مدت مدید ہوائے نسخۂ صحیحۂ اخلاق ناصری در دماغ پیچیدہ بود لہذا قریب سی نسخہ گرد آمدہ۔ الخ"

کلیله دمنه فارسی

نظام الملک ابو المعالی نصر اللہ بن محمد بن عبد الحمید بحکم ابو المظفر بہرام شاہ بن مسعود الغزنوی از ترجمہ عربی ابن المقفع بزبان فارسی ترجمہ نمودہ وہمیں نسخہ درمیان مردم دائر و سائر۔

کتاب مذکور در ہند وعجم وغیرہ مکرر چاپ شدہ۔ اول کتاب اینست:۔

"سپاس وستایش مرخدایرا جل جلالہ کہ آثار قدرت او بر چہرۂ روز روشن تابان ست:"

دریں کتب خانہ سہ نسخہ موجود ست یک چاپہ ایران کہ مخزون ست بر نمبر ۹ فن اخلاق۔ دو نسخہ قلمیہ مخزونہ نمبر ۱۰۸ و ۱۰۹ فن اخلاق۔

نسخہ نمبر ۱۰۸ نسخہ نفیسہ است بخط ایران خوشخط مجدول بطلا وعنوانات را از طلا نوشتہ ومصور بہ تصاویر دستی۔ مکتوبہ ۹۱۰ھ نہصد وہجدہ ہجری و از کتب خانہ شاہی می باشد۔ ونزد دانیال ہم ایں نسخہ بودہ۔ جملہ صفحات چہار صد و شصت ویک ۴۶۱۔ سطور فی صفحہ در متن ۱۵ و در حاشیہ ۳۲ جملہ تصاویر پانزدہ است۔ و بر حاشیہ ایں نسخہ منطق الطیر عطار و دیوان حافظ ہم نوشتہ است۔

ونظام الملک ابو المعالی نصر اللہ مترجم کلیلہ دمنہ بزبان فارسی در زمانہ بہرام شاہ غزنوی بود وتاریخ جلوس بہرام شاہ غزنوی پانصد و دوازدہم ہجری است۔

ریاض العارفین منظوم

تصنیف اسحاق متخلص بہ عاصی بزبان اردو دکھنی قدیم است۔ درآن حکایات عرفا و صابرین و تابعین وغیرہ وغیرہ نقل کردہ۔ کتاب مرتب است بر ہشت باب۔

باب اول در طلب قوت حلال۔

باب دوم در ریاضت و عبادت۔

باب سوم سوختن پروانہ۔

باب چہارم در تحمل۔

باب پنجم خود را سپردن بہ خدا۔

باب ششم در بیان عیب پوشی۔

اول کتاب این است:۔

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں	صاحب اجلال عز و جاہ سوں
حمد حق ہے افسر فرق سخن	زینت ہر نامۂ نو و کہن
پر شرف انوار حمد ذو الجلال	ہے سخن کے چرخ کا روشن ہلال
کیا نثر کیا نظم ہر یک بات کون	زیب ور ونق ہے خدا کی حمد سوں
حمد حق سیں جو سخن ہے بے فواد	چوں طعام بے نمک ہے بے سواد
آفرینش کوں جدا ہستی نہ تھی	کچھ کسی کوں رفعت و پستی نہ تھی
خلوت وحدت میں تھا حق جاگیر	کوئی نہ اسکی پاس کوئی نہ اسکی دیر

در سال یکہزار و یکصد و شش ہجری بہ عمر بست و دو سالگی مصنف کتاب را نظم نمود۔ چنانچہ در خاتمۂ کتاب مصنف ذکر کردہ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ بر نمبر - ۱۲۴ - فن اخلاق موجود است بد خط طبعی۔
محررہ سنہ ۱۲۶۱ یکہزار و دو صد و شصت و یک ہجری بقلم محمد غوث است۔
جملہ صفحات ۳۷۹ سیصد و ہفتاد و نہ - و سطور فی صفحہ ۱۶ شانزدہ۔

دلائل الخیرات

کتاب مشہور و معروف و مقبول اہل زماں در ادعیہ و اوراد وظیفہ عباد و زہاد از مصنفات شیخ کامل ابو عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی الشملالی الشریف الحسینی متوفی ۸۷۰ھ سبعین و ثمانمائۃ است۔ موضوع کتاب ارسال ہدیہ درود صلوٰۃ بر حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می باشد۔ اوّل کتاب این است۔

قال الشیخ الفقیہ الامام الولی الصالح ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی رحمہ اللہ تعالیٰ ونفعنا ببرکاتہ الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۵۹ فن ادعیہ مخزون است تقطیع کوچک نہایت نفیس عمدہ۔ بخط نسخ نہایت خوشخط متن سطور جملہ صفحات از طلا مزین نمودہ بر آں عبارت کتاب نوشتہ و ترجمہ بزبان فارسی از سرخی نوشتہ سطور ترجمہ غیر طلائی است و متصل عبارت متن بر حاشیہ جدول طلائی ولاجوردی است و بعد این جدول بفاصلہ قلیل بیل طلائی بر جملہ صفحات است و کاغذ ہم خان بالغ در آخر نہ نام کاتب است نہ سال کتابت اما نام مالک محمد عظیم مولٰنا نوشتہ و سنہ ملکیت ۱۱۹۷ھ نوشتہ است۔ جملہ اوراق ہشتاد و چہار ۸۴۔ سطور فی صفحہ علاوہ ترجمہ یازدہ ۱۱۔

کتاب مذکور در بلاد ہندوستان بمرات وکرات چھاپ شدہ بکثرت تمام نزد خاص و عام موجود است۔ اما علوشان و رفعت مکان صاحب دلائل الخیرات بس در کتب رجال مذکور مختصراً اینجا ہم باید شنید۔ مولوی خدابخش خان در محبوب الالباب گفتہ۔

شملال قبیلہ ایست در شہر سوس۔ شیخ تحصیل علوم در مدینہ فاس نمود۔

کتاب دلائل الخیرات از تالیفات اوست کہ در قزوین از کتب اقتباس فرمودہ
جمع نمود و بعد از قزوین بہ فاس رجوع کرد و شیخ ابا عبداللہ محمد بن عبداللہ را دید
و فیض صحبت ایشاں یافت و برائے عبادت چہاردہ سال منزوی ماند و بعد مرو
ایں مدت بہ نواحی اسفی رفت و در افاضت بر روئے عالمیان کشادہ و بیعت
از خلقی گرفت از حضرت وی کرامات و خوارق عادات واقع شد پیروی سنت
و بجا آوری احکام شریعت از شعار حضرت ایشاں بود چوں خلقے کثیر بر وے گرد
آمدند حاکم اسفی حکم اخراج وے کرد۔ شیخ مذبور بنا بر ایں حکم بہ موضع افوغال کہ
مضافات مطرز است شتافت۔ و آنجا ہم در تربیت مریدیں اوقات خود میگزرانید
تا آنکہ در تمام بلاد مغرب شہرت کامل یافت۔ صاحب ترجمہ شیخ می فرمایند
خلف کثیرا من المشائخ وکان فیاض المدد والامداد وکثیرا النفع للعباد
وکان اصحابہ فی البلاد منھم ابو عبداللہ الصغیر السہلی والشیخ ابو محمد
عبدالکریم المندوزی۔ عدد مریداں بر دوازدہ ہزار بود۔
روایت است کہ حضرت شیخ را مسموم کردند و بوقت صلوٰۃ صبح جان بجان
آفریں سپرد وکان ذالک فی سادس عشر شہر ربیع الاول سنۃ سبعین
وثمانمائۃ۔ وہماں روز بوقت نماز مدفون شد۔ بعضے گویند کہ فرزندی نداشت۔
بصحت پیوستہ کہ قبر او را بعد ہفتاد و ہفت سال بغرض نقل نعش نبش کردند و از سوس
بہ مراکش بردند و آنجا بہ ریاض العروس دفن کردند و قبہ مرقدش ساختند۔ صاحب ترجمہ
حالت نعش را کہ بعد ہفتاد و ہفت سال یافتند چنیں فرمایند:۔ وجدوہ کھیئۃ یوم
دفن لم تعد علیہ الارض ولم یغیر طول الزمان من احوالہ شیئاً واثر الحلق
من شعر رأسہ ولحیتہ ظاہر کحالۃ یوم موتہ اذا کان قریب عہد بالحلق
ووضع بعض الحاضرین اصبعہ علی وجہہ حاضرا بہا فحضر الدم عما تحتھا
فلما رفع اصبعہ رجع الدم کما یقع ذالک فی الحیّ"۔
نقل عبارت روایت چونکہ خیلے ندرت داشت بلا تغیر و تبدیل برداشتم۔

مختصر حصن حصین

حصن حصین تالیف شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن الجزری متوفی سنہ ۷۹۱ھ ہفتصد و نود و یک ہجری است۔ بزرگے آں را مختصر نمودہ۔ نام او در کتاب مذکور نیست۔

دریں کتب خانۂ آصفیہ در فن ادعیہ بر نمبر (۱۵۸) آں مختصر موجود است و در آخر او دلائل الخیرات ہم مجلد است۔

نسخہ بخط نسخ خوشخط کاغذ حنائی تقطیع خورد باجدول طلائی است۔

جملہ اوراق یکصد و ہفتاد و پنج۔ وسطور فی صفحہ ۹۔

نام کاتب و سال تحریر مرقوم نیست لاکن بنظر ایں ہیچمدان تقریباً نوشتہ سہ صد سال خواہد بود۔

مصباح کفعمی

نام اصلی آں جُنّۃ الامان الواقیہ وجنّۃ الایمان الباقیہ است۔

ابراہیم بن علی بن حسن بن محمد بن صالح کفعمی در ماہ ذی قعدہ سال ہشتصد ونود وپنج ہجری از تالیف آں فارغ شدہ۔ دعاہائے کہ از جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واز ائمہ اثنا عشر علیہم السلام برائے ہر کار وہر وقت وہر روز وماہ وسال وایام مختص منقول است جمع نمودہ۔ وکتاب را بر چند فصول مرتب نمودہ۔ اول کتاب این است۔

الحمد للہ الذی جعل الدعاء سُلّما یرتقی بہ اعلی مراتب المکارم ووسیلۃ الی اقتناء غرر المحامد ودرر المراحم والعقود المنصورۃ من اللآلی النظیمۃ بل جہات الخیرات المتصفۃ بالمکانۃ العلیۃ والمنزلۃ العظیمۃ فاجعلہ شعارک ودثارک ولیلک ونہارک الخ۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۲۵۲) فن ادعیہ مخزون است۔ بخط نسخ خوشخط است وبحواشی مفیدہ محشی شدہ۔ پنجاہ ودو سال بعد تالیف بخط حسین بن شمس الدین محمد اصفہانی جامۂ تحریر پوشیدہ۔ ودر خاتمہ ایں عبارت تحریر است۔

وقد اتفق الفراغ من تحریر ہذا الکتاب المستطاب ضحی یوم الاربعاء سادس شہر ربیع الاول من شہور سنۃ سبع واربعین بعد الالف علی ید اقل الخلیقۃ حسین بن شمس الدین محمد اصفہانی حامداً ومصلیاً۔

جملہ صفحات ہفتصد وسہ ۷۰۳ ۔ سطور فی صفحہ شانزدہ ۱۶ ۔

ذکر کتاب مذکور در کشف الحجب والاستار عن اسامی الکتب والاسفار جناب خال علامہ مولٰنا سید اعجاز حسین چنیں فرمودہ۔

جُنّۃ الامان الواقیۃ وجنّۃ الایمان الباقیۃ فی الدعوات لابراہیم

بن علی بن حسن بن محمد بن صالح الکفعمی مولداً اللوذی محتداً الجبعی
اباً وهو المشهور بمصباح الکفعمی والکفعمی نسبة الی کفرعیما من قری
جبل عامل ومعنی الکفر القریة واکثر ان یتکلم بهذہ الکلمة اهل الشام
فانهم یضیفون کل کفر الی رجل مثل کفر توثا وکفر تعقاب وکفر حونا
وامثالها وهذه من جملة تغیرات النسب. قد جمعه من کتب معتمدة
ذکر اسامیها فی اوله وفرغ من تصنیفه یوم الثلثاء لثلاث لیال بقین
من شهر ذی القعدة الحرام سنة خمس وتسعین وثمانمائة اوله الحمد
لله الذی جعل الدعاء سلما یرتقی به اعلی مراتب المکارم ووسیلة
الی اقتناء عزیز المحامد ودرر المراحم الخ۔

مِفتاحُ الفلاح

تصنیف وتالیف علامہ شیخ بہاء الملۃ والدین محمد بن الحسین بن عبدالصمد الحارثی الہمدانی الجبعی العاملی متوفی سال یکہزار و سی و یک ہجری است۔ شروع کتاب این است:-

"الحمد للہ الذی دلّنا علی جادۃ النجاۃ وھدانا الی مایوجب علوالدرجات والصلوۃ علی اشرف البریات وافضل اھل الارض والسّموات محمد والہ الذین بموالاتھم تقبل الصلوۃ وببرکاتھم تستجاب الدعوات الخ:"

موضوع کتاب این کہ در ہر روز و شب از عبادات واجبہ و مستحبہ انسان را آنچہ باید نمود بیان آن نمودہ و دعاہائے منقول و مرویہ از حضرات ائمہ اثنا عشر علیہم السلام برائے ہر روز و شب و ایام مختصہ جمع کردہ و بشرح الفاظ ادعیہ مشکلہ ہم پرداختہ۔

جناب خال علامہ در کشف الحجب فرمودہ:-

"مفتاح الفلاح لشیخنا بہاء الملۃ والدین محمد بن الحسین بن عبدالصمد الحارثی الھمدانی الجبعی العاملی المتوفی سنۃ احدی و ثلاثین والف فی بیان لابد منہ فی کل یوم و لیلۃ من واجب العبادات مندوباتھا و محمود الاداب و مرغوباتھا و شرح الالفاظ المشکلۃ الغریبۃ الواردۃ و تبیین مایحتاج الی البیان ببیان لطیف رتبہ علی ستۃ ابواب الاول فیما یعمل مابین طلوع الفجر الی طلوع الشمس الثانی فیما یعمل مابین طلوع الشمس الی الزوال الثالث فیما یعمل بین الزوال

الی الغروب الرابع فیما یعمل بین الغروب الی وقت النوم الخامس فیما یعمل بین وقت النوم الی انتصاف اللیل السادس فیما یعمل مابین انتصاف اللیل الی طلوع الفجر الخ ؛

دریں کتب خانۂ آصفیہ دو نسخہ قلمیہ آں بر نمبر ۱۱ و ۶۸ فن ادعیہ موجود است نمبر ۶۸ بخط ایران خوشخط تقطیع خورد کاغذ خان بالغ با جدول طلائی در اول و آخر یک ورق بخط جدید است و بر ختم آں سال کتابت ۱۱۸۰ھ ہجری نوشتہ است و نام کاتب تحریر نیست۔

جملہ صفحات سہ صد و پنجاہ و ہفت (۳۵۷) و سطور فی صفحہ شانزدہ (۱۶)۔

نسخہ نمبر ۱۱۔ آں ہم بخط نسخ صاف است تاریخ کتابت و نام کاتب در آخر مرقوم نیست۔

جملہ اوراق آں یکصد و ہفتاد (۱۷۰) و سطور فی صفحہ دوازدہ (۱۲)۔

کتاب مذکور در طہران چھاپہ ہم شدہ حقیر نسخہ مطبوعہ آں بچشم خود دیدہ است۔

ترجمۂ مفتاح الفلاح

اصل مفتاح الفلاح تصنیف شیخ بہاء الدین العاملی متوفی سال یکہزار و سی و یک ہجری است در آں ادعیہ ماثورہ از جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرات ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کہ در ہر روز و شب باید خواند مع اسناد و ثواب و فوائد آں جمع نمودہ۔ کتاب را بر شش باب مرتب نمودہ۔

باب اول در بیان دعاہا کہ ما بین طلوع فجر تا طلوع آفتاب باید خواند۔

باب دوم در بیان انچہ از طلوع آفتاب تا ظہر بجا باید آورد۔

باب سوم انچہ از وقت ظہر تا غروب آفتاب بجا باید آورد۔

باب چہارم انچہ از غروب آفتاب تا وقت خوابیدن بجا باید آورد۔

باب پنجم انچہ از وقت خوابیدن تا نصف شب بجا باید آورد

باب ششم در بیان انچہ از نصف شب تا طلوع صبح بجا باید آورد۔

بزرگے معروف بہ صدرا ترجمہ مفتاح الفلاح بزبان فارسی در حیات مصنف بزمانہ شاہ عباس صفوی نمودہ نام آں "آداب عباسی" قرار داد۔

مخفی نماند کہ ایں صدرا غیر ملا صدرا است کہ شرح ہدایت الحکمت معروف بکتاب صدرا و شرح اصول کافی وغیرہ از مصنفات اوشان می باشد۔ چرا کہ در زمانہ ہردو تفاوت زیادہ از یکصد سال است۔ ایں بزرگ مترجم در زمان شاہ عباس صفوی و زمانہ شیخ بہائی بودہ و وفات شیخ بہائی در سال ۱۰۳۱ھ و وفات ملا صدرا شارح ہدایت الحکمۃ وغیرہ در سال یکہزار و یکصد و چہل چیزے زاید است اول ترجمہ این است:۔

تقدیس و تسبیح پادشاہ قادرے را کہ خلص عبادش بہ مفتاح فلاح

قد افلح المومنون الذینھم فی صلوٰتھم خاشعون اقفال خزائن عبودیت وبندگی کشایند ومقربان قدس عبودیتش شاہد اعمال را بہ حلے وحلل یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوت والارض آرایند الخ۔

وبعد خطبہ مترجم چند اشعار نوشتہ ازاں معلوم می شود کہ مترجم عرف خود صدر اظاہر نمودہ وزمانہ ترجمہ درحیات شیخ بہائی وسلطنت شاہ عباس بود۔ اشعار

چنیں گوید ایں ذرۂ خاکسار　　بصدرا شدہ شہرہ در روزگار
زاطوار نفس از خدا شرمسار　　نظر بستہ بر رحمت کردگار
کہ در وقت اقبال شاہِ جہاں　　جہانگیر وشاہی دہ شہ نشاں
شہِ بادشاہان روئے زمیں　　ابونصر عباس نصرت قریں
ازو رونق دین پاک نبیؐ　　بہ او تازہ آثار آلِ علیؑ
جبین شہاں را درش سجدہ گاہ　　موید بہ تائید لطف الٰہ
بخاک درش نقش روئی شہاں　　چہ بر روئی زر نقش روئی بتاں
بہ تدبیر ورائے وبہ اقبال وبخت　　گرفتہ جہاں را نشستہ بہ تخت
نکردہ بہ کس مشورت جز خدا　　ہمیں از خدا جستہ راہِ ہدیٰ
خدا نصرتش داد در کارزار　　مدد کرد او احمدؐ وہشت چار
خدا برگزیدش بہ فتح وظفر　　بہ قبضش بر انداخت جنیاد شر
بصحت تنش باد وخوش خاطرش　　خدا یاور وحاضر وناصرش
فلک بر مراد دلش شادماں　　بہ زیر نگینش تمامی جہاں
سخندان دین مجتہد زماں　　بہار محمدؐ میر عالماں
کتابے در آداب طاعت نوشت　　در او در ادہر وقت وساعت نوشت
بلفظ عرب بود آں را بیاں　　نبد فرس را نفع بسیار ازاں

برائے غلامان خاقان دیں | بفرسش بیاں کرد ایں کمتریں
چو برنام شاہجہاں شد تمام | شد آداب عباسی اش نیز نام
امید آنکہ مقبول یزداں شود | ثوابش زشاہجہاں باں شود
بہ بخشد خدا عمر سلماں بداو | بود شمع ایماں فروزاں براو

بر رونق از و باد شرع نبیؐ
وز و شاد جد ش علیؑ و ولی

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بہ نمبر (۱۷۲) ادعیہ مخزون است بخط نسخ و نستعلیق معمولی نوشتہ سال یکہزار و ہفتاد و ہفت ہجری بخط عزیز الدین مازندرانی می باشد۔ در آخرش ایں عبارت نوشتہ۔

تمت الرسالہ الموسومہ بمفتاح الفلاح الفارسی علی الخیر والنجاح فی یوم السبت اثنی وعشرین من رمضان المبارک سنہ ۱۰۷۷ سبع وسبعین فوق الف من الھجرۃ النبویہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کتبہ المذنب العاصی عزیز الدین محمد المازندرانی۔

جملہ اوراق یکصد وشصت و نہ $\frac{۱۶۹}{}$ ۔ وسطور فی صفحہ دوازدہ $\frac{۱۲}{}$ ۔

ترجمہ مفتاح الفلاح

اصل مفتاح الفلاح مصنفۂ علامۂ شیخ بہائی عاملی است۔ اکثر علما ترجمۂ آں نمودہ اند کہ جناب خال علامہ مولانا سید اعجاز حسین طاب ثراہ ذکر آنہا در کشف الحجب کردہ اند اما ایں ترجمہ غیر آنہا است۔

اسم مترجم علامۂ جمال الدین محمد بن حسین خوانساری است و در سال یکہزار و دوصد و پنجاہ و چہار بزمانہ سلطنت سلطان شاہ صفی ثانی ترجمہ کردہ۔ شروع کتاب اینست۔

"مفتاح فلاح دینی و عقبی و مقدمہ سنجاح آخرت و اولی حمد و ثنائے بارگاہ کریمیست کہ دعا را کلید خزائن فضل و احسان و مفتاح ابواب طول و امتنان ساختہ"

در اوّل کتاب خطبۂ مترجم است کہ بر ورق ہم تمام است و از صفحۂ ثانیہ ورق دوم ترجمۂ اصل کتاب شروع است۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بہ نمبر ۲۶۸ فن ادعیہ مرتب است بخط شفیعہ ایرانی مکتوبہ ۱۲۵۴ ہجری کہ حسب فرمائش سرکار عالیجاہ شیخ جایگاہ عبد الصمد خان قلمی شدہ گردید۔ ظاہراً ایں نسخہ اصل نسخۂ مصنف و مترجم است۔

جملہ اوراق یکصد و شصت و دو - و سطور فی صفحہ دوازدہ

شفاء الصدور فی شرح الزبور

مجموعہ دعاہائے حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام کہ موسوم
است بہ صحیفۂ کاملۂ سجادیہ آں را زبور آل محمد علیہم السلام ہم می گویند۔ ایں کتاب شرح
صحیفۂ کاملہ است۔ کہ علامہ عبد الرحیم بن سید محمد الحسینی الموسوی الشہرستانی در سال
یکہزار و یکصد و پانزدہ ہجری در زمان سلطنت ابو المظفر شاہ سلطان حسین الصفوی
الموسوی الحسینی بزبان فارسی تصنیف نمودہ۔ اول کتاب این است۔

"حمد شایستہ مرزائی را تواند بود کہ اشرف مخلوقات بزبان عجز از ثنائے او
بلا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک گویا است و انواع بنی آدم
بجہت انحطاط مرتبہ امکان و عدم قدرۃ بر حمد او جریان صم بکم عمی بر لسان ایشان
مراست و صانعی تواند بود کہ تراکیب دل پذیر بر صفحات عالم کبیر بقلم قدرت بیاراست
و نموداری از آں بر افراد عالم صغیر بنحامی بی شبہ و نظیر نگماشت الخ"

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۴ فن ادعیہ مخزون است بخط نسخ
مکتوبۂ قلم محمد کاظم حسینی در سال یکہزار و یکصد و پانزدہ ہجری است و در خاتمہ سال تالیف
یکہزار و یکصد و پانزدہ ہم نوشتہ است و نیز بر ورق اول و ہم بر خاتمہ مہر ابو القاسم
الشریف ثبت است۔ و ہم بر ورق اول پنج مواہیر دیگر از اہل علم کہ در ملک و مطالعہ
شان نسخۂ مذکور بودہ ثبت است۔

جملہ اوراق دو صد و سی (۲۳۰) و سطور فی صفحہ بست و سہ (۲۳)۔

و ہم بر ورق اول کتاب عبارت دو اہل علم تحریر است کہ از آں علو شان و
فضل و کمال مصنف ظاہر میشود و ہم از آں ہویدا است کہ علامہ موصوف چند کتب
در سلوک نوشتہ و یک تفسیر برائے آیات معضلات قرآن مجید تصنیف نمودہ۔

مفتاح الجنان

تصنیف محمد مجیر وجیہ ادیب خادم درگاہ سلطان المشائخ و الاولیاء نصیر الدین چراغ دہلی است در آں ادعیہ و فضائل دعا و آداب دعا گو وغیرہ وغیرہ ہم جمع کردہ و نیز احکام نماز و روزہ و زکوٰۃ و صلۂ رحم و دیگر اخلاق حسنہ ہمہ را بزبان فارسی سہل بیان کردہ و کتاب را بر بست و پنج باب منقسم نمودہ و در ہر باب چند فصول ذکر ساختہ۔

اولش این است :۔

حمد و ثنا بے عدد مر خالق و رازق و صمد را کہ برگزیدہ بشر را بر کل مخلوقات کما قال اللہ تعالیٰ جل جلالہ و لقد کرمنا بنی آدم۔ و برکشید بعضے را بر بعضے و رفعنا بعضھم فوق بعض درجات و نیافرید آدمی و پری را مگر از برائے بندگی حضرت عزت جلت قدرتہ و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون و نہ آفرید از برائے افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون و رزق را پیش از خلقت جد متکفل گشت و ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۱۲۵) فن ادعیہ مخزون است بخط عادی است نام کاتب و سال تحریر در آخر مرقوم نیست۔ بظاہر تحریر کم از دو صد سال نخواہد بود۔

جملہ اوراق ۳۲۱۔ و سطور فی صفحہ شانزدہ $\frac{16}{}$۔

ارشاد القاصد
الیٰ
اسنی المقاصد

تصنیف شیخ جمال الدین محمد بن ابراہیم بن ساعد انصاری المتوفی سنہ ۷۴۹ ہجری تسع و اربعین وسبعمائۃ در بیان اقسام علوم بزبان عربی۔

اگرچہ کتاب مختصر است اما مشتمل بر فوائد کثیرہ۔ شروع کتاب اینست:
"قال الفقیر الی اللہ تعالیٰ الواحد الباری محمد بن ابراہیم بن ساعد الانصاری الحمد للہ الذی خلق الانسان و فضلہ علی سائر الحیوان بالنطق والبیان۔

طاش کبری زادہ کتاب خود مفتاح السعادۃ کہ بحمد اللہ در مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن چاپ شدہ از ہمیں کتاب ساختہ۔

جملہ علوم کہ دریں کتاب ارشاد القاصد مذکور شدہ شصت علم ست و تحت ہر علم اسامی کتب آن علم ذکر نمودہ تعداد آن چہار صد کتب ست۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن اسامی کتب بر نمبر (۴۷) مخزون ست نسخہ قدیمہ صحیحہ بخط عرب ست نام کاتب وسنہ کتابت ندارد۔ اما خط عرب ست خط خوب و قدیم بظاہر مکتوبہ صدی ہشتم از ہجری خواہد بود۔ جملہ اوراق نسخہ مذکورہ ہفتاد و ہشت ورق۔ و سطور در ہر صفحہ سیزدہ سطر۔

و حاجی خلیفہ ہم در کشف الظنون بذکر آں پرداختہ۔

و کتاب مذکور در بیروت چاپ شدہ چنانچہ نسخہ مطبوعہ در کتب خانہ

ریاست رام پور بر نمبر (۳) فن متفرقات موجود ست۔ اما آنچہ در فہرست کتب خانہ رام پور در خانہ کیفیت نوشتہ کہ ایں کتاب از مفتاح السعادہ مولفہ طاش کبری زادہ ماخوذ ست ایں سہو ست چہ طاش کبری زادہ در مائۃ عاشرہ (۹۶۸ھ) بودہ و مصنف ایں کتاب در مائۃ ثامنہ بودہ و ترجمہ شیخ جمال الدین محمد بن ابراہیم بن ساعد انصاری پس در درر کامنہ فی اعیان القرن الثامنہ تصنیف علامہ ابن حجر عسقلانی موجود ست۔ و از مصنفات او ہمیں کتاب ارشاد القاصد را درآں ترجمہ ذکر نمودہ اما وفاتش در مرض طاعون در سال تسع و اربعین و سبعمائۃ نوشتہ و حاجی خلیفہ در کشف الظنون وفاتش سنہ اربع و تسعین نوشتہ ظاہرا در کشف الظنون بجائے احاد عشرات۔ و بجائے عشرات احاد نوشتہ۔

بغیة الطالب و کنز المطالب

تصنیف قاضی جلال الدین بن قاضی خضر خیر الدین بن القاضی الیاس متوفی سنہ ۹۷۰ھ بزبان عربی در بیان علوم ۔ اولش این ست:۔

"الحمد للہ خالق الامم و مولی النعم لاراد لما حکم ولا مانع لما اعطی و قسم المنفرد فی وجودہ بالقدم الحاکم علی من سواہ بالفنا والعدم له الامر کله لایسأل عما فعل وحکم والصلوٰۃ والسلام علی عبدہ و رسوله سید العرب والعجم المبعوث الی کافۃ الامم صلی اللہ علیه وعلی آله وصحبه معادن الفخار والکرم ما اضاء نجم وافل وهطل غیث وانجم الخ"

وتفصیل علوم کہ تعریف آنہا وبعض مسائل ہریک علم دریں کتاب بعد خطبہ چنیں گفتہ:۔

"وسمیتها بغیة الطالب وکنز المطالب متضمنة لمباحث جلیلة ودقائق جمیلة من اصول الدین ثم من علم التفسیر ثم انموذج من قواعد الحدیث واصول الفقه ومسائل من الفقه ثم مختصر مفید فی علم الفرایض ثم فی علم المعانی والبیان والبدیع ثم انموذج سدید فی علم النحو وکذا فی علم الصرف وکذا فی علم الطب وکذا فی علم التشریح وکذا فی علم التصوف وآدابه مرتبة علی هذا النمط راجیا ان تکون محمیة من الزلل والغلط والخلل واللغط"

قاضی موصوف قاضی مدینہ منورہ و صاحب تصانیف عدیدہ است۔ یک حاشیہ بر تفسیر بیضاوی نوشتہ و از قضائے مدینہ منورہ در سال

نہصد و شصت و ہفت ہجری معزول شد و بہ روم رفتہ بار دوم عہدہ قضا حاصل نمود و عازم مدینہ منورہ بود کہ ہمانجا سیزدہم ذی قعدہ سال نہصد و شصت و ہشت ہجری وفات یافت۔ والدش قاضی خیر الدین وجدش قاضی الیاس ہم قضاۃ مدینہ منورہ بودند چنانچہ بر ورق اول ہمیں کتاب بغیۃ الطالب مرقوم است:۔

"القاضی جلال المولف رحمہ اللہ تعالی کان قاضی المدینۃ الشریفۃ وکذا والدہ القاضی خضر خیر الدین وکذا جدہ القاضی الیاس لہ من المؤلفات حاشیہ علی تفسیر البیضاوی وغیرہا من المؤلفات حاشیہ عدیدہ عزل عن قضاء المدینۃ فی سبع وسبعین وتسعمائۃ فذہب الی الروم واخذ المنصب ثانیا فادرکتہ المنیۃ فی ذلک الموضع المکرم فی شہر ذی القعدۃ الحرام ۱۳ اخلت منہ فی سنہ ۹۷۰ ووالدہ القاضی خضر خیر الدین لہ المؤلفات الاسعاف علی الکشاف وغیرہ من المؤلفات رحمہم اللہ تعالی"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ در مجموعہ نمبر ۱۸ فن متفرقات مجلد ست بخط عرب مکتوبہ سال یکہزار و یکصد و دوازدہ ہجری بقلم محمد بن شیخ سلیمان است جملہ اوراق آں سی و ہشت (۳۸) و سطور فی صفحہ بست و یک (۲۱)۔

عیون المسائل
من اعیان الرسائل

تصنیف علامہ عبدالقادر بن محمد بن یحیی الطبری الحسینی ست کہ امام مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام در خانہ کعبہ بود در سال یکہزار و یک ہجری تصنیف نمودہ۔ تعریف کیفیت و مسائل جہل علوم در آں ذکر نمودہ۔ شروع کتاب اینست:۔

"الحمد للہ الذی احاط بکل شیئ علما و احصی کل شیئ عددا و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شہادۃ دائمۃ ابدا و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ امین الوحی و رسولہ الہدی صلی اللہ و بارک و تحنن و ترحم علیہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ سرمدا الخ"

مصنف علامہ بعد تصنیف کتاب خود را بطور ہدیہ و تحفہ خدمت شریف مکہ حسن بن ابی نمی بن برکات گزرانیدہ و بعد خطبہ نام شریف موصوف چنیں نوشتہ

تجعلتہ خدمۃ بریم امیر المومنین الاکبر و کبیر السلطین الاطہر ولی الخلافۃ بالاخلاق مظہر الانصاف بالعدل و مظہر الانصاف ناصر بیضۃ الاسلام بکلمہ و قلمہ ناشر کلمۃ الایمان بعلمہ و علمہ مشید ارکان الدین باحکامہ المرضیہ مسدد ثغور المومنین باحکام ارادۃ الرضیہ فخر الملوک والسلاطین مفخر الاکابر الاساطین قامع اصحاب الفساد قارع ارباب العناد ماحی ماثر البغی والضلال ماحق اثار البغاۃ الفجرۃ الجہال ظل اللہ علی جدیر انزا امین اللہ علی شریف حوزتہ و مکانہ من تضرب اباط الابل الی حمی حرمہ من کل فج عمیق و یعد من اہل السعادۃ من اہل

بالعبودیة الی فنا بیته العتیق من اضحت ارضه للملائکة مسجد او قبلة واصبحت اعتابه للملوک مسجد او قبله السید الشریف الجلیل السند الودیف الظلیل رب العزمات المشهورة والجیوش المویدة المنصورة والرایات التی هی فی افق الغد منشورة شرف التخوت والمنابر مشرف اشرف من عقدت علیه للریاسة الخناصر وارث العظمة کابراعن کابر ذی الشمة التی نفحه من ریحانی الجنة والشمم الذی نالہ من جده وناهیک بحلة الجنة وکیف لا وهو سلالة سید الانبیاء والمرسلین القائد الی الجنان امة الغر المحجلین وسلیل اللیث الغالب امام المشارق والمغارب ابی الحسنین علی بن ابی طالب شعر

نسب کان علیه من شمس الضحی نوراً ومن فلق الصباح عموداً

اعنی بذلک عما حرسه الله بالسبع المثانی من السبع الجهات مولانا وسیدنا الحسن بن ابی نمی بن برکات۔ شعر

سلطان مکه من اضحت فیه مننا فی وجه ایامنا الحول المذہب غرۃ

ترتیب کتاب بر فنون است و در ہر فن چند ابواب وغیرہ قرار دادہ۔ در فن اول بیان علم اخلاق است و در آن یک مقدمہ و دو باب است۔ مقدمہ در بیان اصطلاحات و اصول و فروع اخلاق۔ باب اول در علاجات اخلاق ذمیمہ باب دوم در علاجات جزئیہ جہل بسیط و جہل مرکب و حیرت و غضب و خوف و جبن و بطالت و حرص و حسد و حقد و کذب۔

فن دوم در بیان علم ادب معلم و متعلم و در آن سہ فصول و یک خاتمہ است وہم چنیں ہر علم را در یک فن ذکر می نماید۔

علوم و فنون کہ تعریف و ذکر آں دریں کتاب نمودہ ایں است:۔

علم الاخلاق۔ علم ادب العالم والمتعلم۔ علم اصول الدین۔ علم اللغة علم التصریف۔ علم النحو۔ علم المعانی۔ علم البیان۔ علم البدیع۔ علم العروض

علم القوافی ۔ علم القریض ۔ علم الانشاء ۔ علم المحاضرات ۔ علم المعمی ۔ علم الالغاز
علم الخط ۔ علم اصول الفقہ ۔ علم اصول التفسیر ۔ علم اصول الحدیث ۔ علم الفقہ
علم المناسک ۔ علم الفرائض ۔ علم المناسخات ۔ علم الحساب ۔ علم الجبر والمقابلہ
علم التصوف ۔ علم التلاوۃ ۔ علم الجادلہ ۔ علم المنطق ۔ علم الکلام ۔ علم المنزل
علم الحمیۃ ۔ علم السیاسۃ ۔ علم الحکمۃ ۔ علم الطب ۔ علم الربع ۔ علم الفراسۃ
علم التعبیر ۔ علم التقویم ۔

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۲۹ فن اسامی کتب مرتب است ۔
بخط عرب خط عالمانہ می باشد نسخہ موصوفہ صحیحہ ملاحظہ فرمودۂ صاحبان فضل وکمال
است در آخر نام کاتب وسال کتابت مرقوم نیست اما براہ خط وکاغذ معلوم
می شود کہ نوشتہ اوائل صدی یازدہم قریب زمانہ مصنف نوشتہ شدہ
جلد اوراق ۹۸ ۔ سطور فی صفحہ ۲۸ ۔

فہرست مصنّفات
علامۂ شیخ ابن العربی

محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن علی بن محمد بن احمد بن علی الحاتمی الطائی الاندلسی المشہور بہ ابن العربی متوفی ۶۳۸ھ ششصد سی وہشت ہجری حسب فرمائش بعض احباب خود قلمبند فرمودہ۔ اوّلش این است:۔

قال الشیخ الامام ابو محمد الاوحد الفرد الراسخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی رضی اللہ عنہ۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فقد سألنی بعض الاخوان ان اقید لہ فی ھذہ الاوراق جمیع ما صنفتہ وانشاتہ فی طریق الحقایق والاسرار علی طریق التصوف و فی غیر ھذا الفن فقید تہ وفقہ اللہ فی ھذا الفہرست ما سألہ الخ

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۱۴۰) فن اسامی کتب مخزون است بخط عرب نسخ مکتوبہ ششصد و ہشتاد و نہ ہجری است یعنے بعد پنجاہ و یک سال بعد وفات شیخ ابن العربی نوشتہ شدہ بایں وجہ نہایت قابل قدر است۔ در آخرش ایں عبارت نوشتہ است:۔

تمت بعون اللہ تعالی وحسن توفیقہ فی غرہ ذی الحجہ سنۃ تسع وثمانین وستمائۃ بنسخہ العبد الضعیف ابراھیم ابن محمد بن مطہر البلخی وصلی اللہ علی سیدنا محمد و الہ وصحبہ وسلم۔

جملہ صفحات یازدہ۔ تقطیع خورد و سطور فی صفحہ ۲۴۔

مدینۃ العلوم

تصنیف علامہ ازنیقی است کہ شاگرد محمود بن محمد بن قاضی زادہ رومی بن علی بن محمد قوشجی بودہ۔

علامہ ازنیقی از تصنیف آں در سال ہشصد و چہل و ہشت ہجری فارغ شدہ موضوع کتاب بیان جملہ علوم و فنون و تعریف و فائدہ آنہا۔

و بعد بیان ہر علم و فن بعض اسامی کتب مشہورہ و معروفہ آں علم ہم ذکر می نماید و نام و ترجمہ مصنفین کتب مذکور ہم می نگارد۔ کتاب مرتب است بر شش دوحہ:۔

دوحہ اولیٰ بیان علوم خطیہ۔

دوحہ ثانیہ متعلق در بیان علومے کہ تعلق بالفاظ دارد مثل علم مخارج حروف و لغت و نحو و صرف و بلاغت وغیرہ وغیرہ۔

دوحہ ثالثہ در علوم منطق و آداب درس و علم نظر و جدل و خلاف۔

دوحہ رابعہ علوم متعلقہ با عیان الٰہیات۔ فلکیات۔ طبیعیات۔ ریاضیات ہیئت۔ نجوم۔ سحر۔ طلسمات وغیرہ وغیرہ۔

دوحہ خامسہ در بیان حکمت عملیہ۔ اخلاق۔ تدبیر منزل۔ سیاست۔ طب تشریح۔ کحالی۔ صید۔ طباخی۔ ادویہ۔ وغیرہ۔

دوحہ سادسہ علوم شرعیہ۔

اولش این است:۔

"بدیع بیان لا یحتذی مثالہ و منیع بیان لا یخطی منالہ توشیح خایر الکتاب نطرازا لمحامد و اعلامہا و ترشیح صدور الخطاب برایات المدائح

واعلامہا فللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ ولہ المثل الاعلیٰ فی فاتحۃ کل کتاب ولہ الشکر علی جزیل ما اولیٰ من نعم یبتدی منہا العجب العجاب واوثق اعصام مالہ انفصام الا اعتصام بالصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد جامع علوم الاولین والآخرین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین ماسئل عن المسائل وشح بالمحامل صدور الکتب والرسائل۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن اسامی کتب بر نمبر (۱۳۱) مرتب است بخط معمولی فاضلانہ محررۂ مولوی محمد حسن لکھنوی ست کہ در ۱۲۸۲ھ تحریر شدہ جملہ صفحات چہار صد و سی و شش ۴۳۶۔ و سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

عبارت خاتمہ این است:۔

"تمام شد تاریخ مدینۃ العلم از دست محمد حسن بتاریخ ہفتم ذی قعدہ روز یکشنبہ ۱۲۸۲ھ ہجری در لکھنؤ بوقت مغرب از عمل نصاریٰ۔"

در اول این نسخہ یک فہرست تفصیل علوم و فنون نوشتہ است بعد آں فہرست آں مصنفین و علما کہ ذکر آنہا درین کتاب آمدہ نوشتہ است و ایں ہر دو فہرست مرتبہ کاتب نسخہ است۔

مخفی نماند کہ خطبۂ ایں کتاب و کتاب مفتاح السعادہ کہ در ہمیں فن اسامی کتب بر نمبر ۹۵ نسخہ قلمیہ آں و بر نمبر ۹۶ و ۹۷ نسخہ مطبوعہ آں موجود است ہر دو یکی است فرق یک لفظ ہم نیست و ترتیب و تہذیب و ذکر علوم و فنون ہر دو متحد ست محض فرق این ست کہ عبارت مفتاح السعادہ مفصل است و ایں کتاب مدینۃ العلوم بظاہر خلاصۂ آں معلوم می شود۔

نام مصنف در خطبہ نہ در مفتاح السعادہ مذکور شدہ نہ دریں مدینۃ العلم۔ اما حاجی خلیفہ نسبت مفتاح السعادہ بطاش کبری زادہ نمودہ۔ و نام مصنف مدینۃ العلوم در اول کتاب کاتب آں چنیں نوشتہ "مصنفہ ای مصنف مدینۃ العلوم الازنیقی وہو تلمیذ محمود بن محمد بن قاضی زادہ الرومی بن علی بن محمد القوشجی وکان زمان تصنیفہ سنۃ ثمان واربعین وثمانمائۃ"

مِفتاحُ السّعادۃ
و
مِصباحُ السّیادۃ

دربیان تعریف علوم وفنون تصنیف احمد بن مصطفیٰ مشہور بہ طاش کبری زادہ متوفی سال نہصد و شصت و ہشت ہجری۔

مصنف علامہ سہ صد و شانزدہ علوم وفنون دریں کتاب ذکر نمودہ بایں طور کہ اول نام علم می نویسد بعد آں تعریف آں بعد آں موضوع آں علم و مبادی و غرض وفائدۂ آں بعد آں ہر قدر کتب قدیمہ مشہورہ کہ در آں علم و فن تصنیف شدہ اسماء آنہا مع اسماء مصنّفین و وفیات اوشان می نویسد غرض کتاب بے مثل و نہایت مفید است۔

اوّلش این است :-

بدیع بیان لا یحتدی مثالہ و منیع تبیان لا یختطی منالہ توشیح جید الکتاب بطراز المحامد واعلامھا و ترشیح صدور الخطاب برایات المدائح واعلامھا فللہ الحمد فی الاخرۃ والاولیٰ ولہ المثل الاعلیٰ فی فاتحۃ کل کتاب ولہ الشکر علی جزیل ما اولیٰ من نعم یتبدیٰ منھا العجب والعجاب واوثق عصام مالہ انفصام الاعتصام بالصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمّد جامع علوم الاوّلین والاخرین وعلیٰ الہ واصحابہ الطیّبین الطاھرین ماسُئل فی العلوم عن المسائل ووشح بالمحامد صدور الکتب والرسائل۔ الخ

کتاب مرتب است بر چہار مقدمہ وشش دوحہ۔ و در ہر مقدمہ چند وظیفہ است و در ہر دوحہ ہم مقدمات و شعبہ ہا مقرر کردہ تفصیل آں نہایت طولانی است۔ مختصراً نوشتہ می شود:۔

مقدمہ اولیٰ در فضیلت علم وتعلم وتعلیم۔

مقدمہ ثانیہ در شرائط متعلم۔

مقدمہ ثالثہ در وظائف متعلم۔

مقدمہ رابعہ در بیان نسبت در طریق نظر وطریق تصفیہ۔ بعد آں دوحات است وتفصیل دوحات این است:۔

الدوحة الاولیٰ فی بیان العلوم الخطیہ۔

الدوحة الثانیہ فی علوم متعلق بالالفاظ۔

الدوحة الثالثہ فی علوم باحثہ عما فی الاذهان من المعقولات الثانیہ

الدوحة الرابعة فی علم المتعلق بالاعیاب۔

الدوحة الخامسة فی الحکمة العملیہ۔

الدوحة السادسة فی علوم الشریعة۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۹۸) فن اسامی کتب موجود است بخط نستعلیق صاف مکتوبہ سال یکہزار دسی وہشت ہجری است۔ در استنبول بقلم مصطفیٰ بن مرجان بن اسکندر نوشتہ شد۔ عبارت خاتمہ این است:۔

قد استراحت اقدام الاقلام عن اتمام هذا الدفتر وتمنیقہ بعون الله الملك العلام وتوفیقہ علی یدی عبد المذنب الجانی مصطفیٰ بن مرجان بن اسکندر جعل الله تعالیٰ یومہ خیر امراسہ ورجح عقدہ علی نفسہ وغفرالله لہ ولوالدیہ واحسن الیهما والیہ یرحم الله عبدا قال امینا وقت الضحوة یوم الجمعة من شہر شوال المنخرط فی سلك شہور سنة ثمان وثلثین والف من الهجرة النبویة بمحروسة قسطنطنیہ حمیت عن الافات والبلیة والحمد لله وحدہ

جملہ اوراق سیصد و شانزدہ (۳۱۶)۔ و سطور فی صفحہ بست و پنج (۲۵)۔

نقل ہمیں کتب خانہ آصفیہ در مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن در دو (۲) جلد چاپ شدہ۔

جلد اول در سال یکہزار و سہ صد و بست و ہشت ہجری۔ و جلد آخر در سال یکہزار و سہ صد و بست و نہ ہجری چاپ شدہ۔ و قبل ازیں چاپ نہ شدہ بود ارباب مطبع دائرۃ المعارف بکمال محنت در آخر کتاب دو فہرست طبع نمودہ اند۔

فہرست اول فہرست مضامین است۔

در فہرست دوم تمامی علوم و فنون مذکورہ کتاب را بر حروف ہجا مرتب نمودہ نوشتہ اند و محاذی نام ہر علم می گویند کہ ایں علم یا فن بر صفحہ فلاں و نمبر فلاں مذکور است۔ پس ازیں فہرست در تلاش و تفحص ہر علم و فن کمال سہولت گردیدہ۔

ایں نسخہ مطبوعہ ہم دریں کتب خانہ بر نمبر ۹۵ و ۹۶ فن اسامی کتب موجود است۔

حاجی خلیفہ در کشف الظنون ذکر آں چنیں نمودہ:۔

مفتاح السعادۃ و مصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم للمولی احمد بن مصطفیٰ المعروف بطاش کبری زادہ المتوفی سنۃ ۹۶۸ ثمان و ستین و تسعمائۃ ذکر فیہ مائۃ و خمسین فنا واجاد ثم ترجمۃ ابن المولی کمال الدین محمد المتوفی سنۃ ۱۰۳۲ اثنین و ثلاثین والف بالحسابات کبیر فی مجلد کثیر فبلغ فیہ من العلوم خمس مائۃ فن۔

ازیں عبارت ظاہر است کہ مصنف محض یکصد و پنجاہ علوم و فنون در کتاب خود ذکر کردہ بود و فرزندش کمال الدین محمد متوفی سنہ یکہزار و سی و دو سال ہجری ترجمہ کتاب پدر خود نمودہ و اسامی دیگر علوم و فنون بر آں افزودہ تعداد جملہ علوم و فنون سابق و لاحق بہ پانصد رسید اما سابقا دانستی کہ علوم و فنون مذکورہ دریں نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ سہ صد و شانزدہ است و صاحبان مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ کہ بر علم و فن نشان دادہ اند و عدد برائے آں می گویند

شمار آں تا سہ صد و شانزدہ رسیدہ است۔ معلوم نمی شود کہ حاجی خلیفہ در اصل کتاب یکصد و پنجاہ علم بودن و اضافہ سہ صد و پنجاہ بر آں از طرف پسر مصنف از کجا معلوم کردہ۔ و نیز از عبارت خاتمہ نسخہ ما کہ سابق منقول شد دانستی کہ آں نسخہ مکتوبہ سال یکہزار و سی و ہشت است و وفات کمال الدین محمد در سال یکہزار سی و دو است۔ پس ایں نسخہ شش سال بعد وفات کمال الدین محمد فرزند مصنف نوشتہ شدہ۔ پس اگر بقول حاجی خلیفہ در اصل کتاب یکصد و پنجاہ علوم مذکور بود ایں نسخہ بعد اضافہ نمودن پسر مصنف خواہد بود۔ و اگر ہمیں نسخہ اصل است پس تعداد علوم کہ حاجی خلیفہ در اصل نسخہ گفتہ درست نمی شود۔ علاوہ بریں دریں نسخہ موجودہ در اول خطبہ وغیرہ ذکر اضافہ نمودن پسر مصنف ہیچ مذکور نیست۔

نزد حقیر ایں نسخہ اصل است در تعداد علوم یا از حاجی خلیفہ سہوی عارض شد یا ماخذے کہ حاجی خلیفہ از آں تعداد علوم نقل کردہ در آں غلط تعداد مرقوم بود۔

نزهۃ الناظرین

تصنیف علامہ سیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ بزبان عربی۔ علامہ سیوطی دریں رسالہ جملہ مؤلفات خودرا بہ ترتیب فنون ذکر نمودہ۔ در فن اسامی کتب بر نمبر (۴۵) موجود ست۔ خط نسخ صاف جدید الخط ست۔

اوّلش این است:۔

قال الشیخ الامام العلامہ ابوالفضل جلال الدین السیوطی هذا فهرست مؤلفاتی مرتبا علی الفنون۔

رسالہ بتقطیع خورد جملہ اوراق بست و دو۔ در ہر صفحہ نہ سطر۔

جامع العلوم

علامۂ فخرالدین محمد بن عمر رازی متوفی سال ششصد و شش ۶۰۶ ہجری برائے ملاحظ و مطالعۂ سلطان خوارزم شاہ در خوارزم تصنیف نمودہ۔

دریں کتاب ذکر چہل و شصت علوم نمودہ پس اول نام ہر علم ذکر میفرماید بعد آں موضوع آں غرض و فائدہ آں و بعد آں نہ مسئلہ ازاں علم بیان می کند سہ مسائل ظاہریات و جلیات یعنی بدیہیات و سہ ازاں مسائل غامضہ مشکلہ و سہ دیگر امتحانیات۔ شروع کتاب اینست۔

الحمد للّٰہ الذی انشأنا بتصریفہ واثرنا بتشریفہ وشرفنا بتکلیفہ وکلفنا بالنظر فی عجائب تالیفہ والصلوٰۃ علی محمد خیر بریتہ وعلی آلہ واصحابہ وعترتہ۔

اما بعد چنیں گوید مولف ایں کتاب محمد بن عمر المدعو بفخر الرازی کہ چوں ایزد تعالیٰ مرا از مواہب علمی و مطالب علمی حصہ بداد و در مباحث عقلی و مناہج نقلی بر خاطر بکشاد پیوستہ بمقتضائے تکلیف الٰہی در تبلیغ آں جد می نمودم و عقد مشکلات را بدست فکرت می کشودم و نبات افکار و بنیات اسرار بطالبان می رسانیدم و اصحاب جہالت و ارباب ضلالت از لجۂ بحار اخطار در می گذرانیدم و چوں یقین جلی و علم اولی حاصل بود کہ دریں باب از حضیض طلب باوج مطلوب و از مبدا حرکت بذروۂ مقصود نتواں رسید جز در کنف و حریم حمایت بادشاہی کہ بپایہ الٰہی و الطاف نامتناہی مخصوص بود بکل کمالات انسانی و سعادات دو جہانی فائز باشد لاجرم در انتظار ظہور ایں خورشید ترحیب روزگار می کردم و اوقات و ساعات در تمنائے ادراک ایں سعادت بسر می بردم و چوں آثار عدل و سیاست و

انوار عاطفت و مرحمت خداوند عالم بادشاه خوارزم شاه کبیر عالم عادل شہریار جہان ابو المظفر تکش بن الملک المعظم الپ ارسلان بن الملک الکبیر اتسز در کل عالم منتشر گردیده بنده قصد جناب معظم و بارگاه مکرم کرد و مدت سہ سال در دائرۂ الملک خوارزم اجلها در نشر علم روزگار می گذرانیده. سرایں مقال و ذخائر ایں حال به بندگان حضرت اعلیٰ رسانید و چوں حق سبحانہٗ و تعالیٰ نوبت خلوت و مدت عزلت ایں بنده بآخر رسانید و سعادت تقبیل سدۂ شریفہ و عتبۂ منیفہ که ملجاء اکابر گیہاں و مؤمل اعاظم جہاں و ملاذ قہاران عالم و کعبہ حاجات جباران بنی آدم است میسر گردانید خواست تا کتابے سازد که معتکفان حضرت جلال و ملازمان کعبۂ اجلال خدایگان جہاں را بمطالعہ آں اساسے بود و بواسطۂ آں از انواع علوم اقتباسے باشد۔

اسامی علوم که در کتاب مذکور شده این ست۔

(۱) الکلام (۲) اصول الفقہ (۳) الجدل (۴) الخلافیات (۵) المذہب
(۶) الفرائض (۷) الوصایا (۸) التفسیر (۹) دلائل الاعجاز (۱۰) علم القرارت
علم الاحادیث (۱۲) اسماء الرجال (۱۳) التواریخ (۱۴) المغازی (۱۵) النحو
(۱۶) التصریف (۱۷) الاشتقاق (۱۸) الامثال (۱۹) العروض (۲۰) القوافی
(۲۱) بدایع الشعر (۲۲) علم المعانی (۲۳) المنطق (۲۴) الطبیعیات (۲۵) التعبیر
(۲۶) الفراست (۲۷) الطب (۲۸) التشریح (۲۹) الصدقہ (۳۰) الخواص
(۳۱) الاکسیر (۳۲) معرفۃ الجواہر (۳۳) الطلسمات (۳۴) الفلاحۃ (۳۵) قلع الآثار
(۳۶) البیطرة (۳۷) علم البزاة (۳۸) الہندسہ (۳۹) المساحۃ (۴۰) جر الاثقال
(۴۱) آلات الحروب (۴۲) حساب الہند (۴۳) حساب ہوائی (۴۴) الجبر و المقابلہ (۴۵) الارثماطیقی
(۴۶) علم الوفق و الاعداد (۴۷) علم المعائنہ (۴۸) علم الموسیقی (۴۹) علم الہیات (۵۰) علم الاحکام
(۵۱) علم الرمل (۵۲) علم العزائم (۵۳) علم النبات (۵۴) مقالات اہل علم (۵۵) علم الاخلاق
(۵۶) علم سیاسیات (۵۷) علم تدابیر المنازل (۵۸) علم الآخرت (۵۹) علم الدعوات (۶۰) علم ادب الملوک

دریں کتب خانہ آصفیہ سہ نسخہ قلمیہ آں و یک نسخہ مطبوعہ موجود ست۔

یک نسخۂ قلمیہ در فن فلسفہ بر نمبر ۲۷ می باشد بخط طبعی نام کاتب و سال کتابت در آخر مرقوم نشدہ جملہ اوراق ۲۴۸ سطور فی صفحہ ۱۳ و نام این نسخہ حدائق الانوار در متن کتاب نوشتہ ست و ہمیں نام در فہرست این کتب خانۂ آصفیہ ۱۳۳۳ھ چاپ شدہ۔

نسخۂ ثانیہ قلمیہ در فن متفرقات بر نمبر (۸۵) مربوط ست آں ہم بخط عادی است نام کاتب و سال کتابت مرقوم نشدہ جملہ اوراق (۲۲۰) سطور فی صفحہ ۱۷ در ایں نسخہ نامش جامع العلوم نوشتہ ست و بہ ہمیں نام در فہرست مطبوعہ ۱۳۳۳ھ ہجری در فن متفرقات بر صفحہ ۷۶۶ ادرج ست و نسخۂ ثالثہ بر نمبر فن متفرقات بہ نام حدایق الانوار مربوط ست بخط نستعلیق معمولی عادی بخط عبداللطیف تھانیسری سال کتابت مرقوم نہ شدہ جملہ اوراق ۲۰۰ سطور فی صفحہ ۱۷ و نسخۂ مطبوعہ چاپ بمبئی ست کہ میرزا محمد خاں شیرازی ملک الکتاب در شہر بمبئی در سال ۱۳۲۲ھ ہجری چاپ کردہ در آں نسخہ ہم نام کتاب بر لوح جبیں نوشتہ ست کتاب مستطاب ستینی موسوم بہ جامع العلوم و در متن ہم بعد خطبہ ہمیں طور نوشتہ ست کہ ایں کتاب ستینی را جامع العلوم نام کردم۔ صفحات ایں نسخہ ۲۲۴ سطور ۲۳۔

و ایں نسخۂ مطبوعہ بر نمبر ۸۹ فن اسامی کتب مربوط ست۔

کونین مصفّا

تصنیف فراسو گوٹپ قوم جارمن متوطن ولایت (پولونیا) پولند که در خدمت زیب النسا بیگم زوجه شمرو ملازم بود۔ مصنف مذکور هر قدر کتب زبان فارسی منظوم و منثور از هر علم و فن دیده اسامی آنها مع نام مصنف اگر معلوم شد به ترتیب حروف تہجی جمع نموده۔ کتاب باینوجه زیاده قابل قدر است که اکثر مصنفات اهل هند در آن مذکور شده۔ اول کتاب این است:۔

ستایش صانعے که بر ناظران صحائف معارف از گردش صفائح لیل و نهار چون اوراق گردانی رسائل باستانی مضمون بوقلمونی زمانه غدار واضح فرمود و کلامے که جواهر زواهر کلمات پر انوارش زیبایش دیهیم خاقان بیان تواند بود و بیانش عالی است که بر ماهران دفاتر حقایق از مشاهده عالم بیدار لائح نموده و در خاتمه این عبارت تحریر است:۔

تمت تمام شد نسخه همایون کونین مصفا تالیف فراسو گوٹپ قوم جارمن از ولایت پولند از خط جینمط هولاسر آقا لون گوئی سرو هینی بروز سه شنبه بتاریخ سیزدهم اگست ۱۸۳۹ء مطابق ساون سدی چوت سمت ۱۸۹۶۔

نسخه کتب خانه آصفیه که بر نمبر (۱۰۵) فن اسامی کتب مربوط است بخط طبعی صاف می باشد۔

جمله اوراق دو صد و بست و دو ۲۲۲۔ و سطور فی صفحه ۹۔

تلویح فی کشف حقایق التنقیح

صدر الشریعہ علامہ عبید اللہ بن مسعود المحبوبی الحنفی المتوفی سنہ سبع واربعین وسبعمائہ ۷۴۷ھ اُصول بزدوی ابن حاجب را کہ در علم اصول فقہ بود خلاصہ نمودہ و مہذب کردہ نامش تنقیح مقرر فرمود۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ بر تنقیح مذکور شرحے نوشتہ نامش تلویح قرار دادہ۔ ایں شرح درمیان علمائے اعلام ہمیشہ مقبول ومتداول بودہ ومردم شروح وحواشی برائے تلویح تحریر کردند از انجملہ است حاشیہ حسن چلپی وغیرہ۔ تفصیل شروح وحواشی در کشف الظنون تحت لغت تنقیح مذکور است ابتدائے خطبہ تلویح:-

الحمد للہ الذی احکم بکتابہ اصول الشریعۃ الغراء الخ

دریں کتب خانہ آصفیہ پنج نسخہ قلمیہ ویک نسخہ مطبوعہ لکھنؤ ازاں موجود است نسخ قلمیہ برنمبرہائے ۱۲۱ و ۱۰۹ و ۱۱۱ و ۱۱۹ می باشد ونسخہ مطبوعہ برنمبر ۱۲۸ مرتب است منجملہ نسخ قلمیہ یک نسخہ نمبری یکصد ویازدہ ۱۱۱ بخط عرب نوشتہ قدیم ومحشی است۔ اگرچہ در آخر کتاب نام کاتب وسنہ کتابت مرقوم نشدہ اما بر صفحہ اول چند عبارات تملیک نوشتہ است منجملہ آں در یک عبارت تملیک تاریخ تحریر عبارت تملیک ۲۹ شہر رمضان المبارک ۹۹۲ھ نوشتہ۔ پس ازاں ظاہر است کہ اصل کتاب مرقومہ قبل ایں سال است۔ جملہ صفحات کتاب ۳۳۴ در تخمین ایں بندۂ عاصی کتاب مذکور نوشتہ آخر صدی نہم می باشد واللہ اعلم بالصواب۔

جمع الجوامع

تصنیف شیخ الاسلام شیخ علامہ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب ابن السبکی المتوفی سال ہفصد وہفتاد ویک ہجری۔ کتابے است مشہور و معروف مفید ومختصر۔ اولش این است:-

قال الشیخ الامام العالم العلامة شیخ الاسلام تاج الدین ابو نصر عبد الوهاب ابن السبکی رحمہ اللہ تعالی۔ نحمدك اللهم نعم لوزن الحمد بازدیادها ونصلی علی نبیك محمد هادی الامة لرشادها وعلی اٰله وصحبه ما قامت الطروس والسطور لعیون الالفاظ مقام بیاضها وسوادها الخ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن اصول فقہ بر نمبر ۱۶۱ مرتب است بخط عرب تقطیع خورد مکتوبہ ۸۶۲ھ ہشتصد وشصت و دو ہجری است۔ نام کاتب مرقوم نیست۔

و در آخر ایں عبارت نوشتہ است:-

ختم الکتاب بحمد الملك الوهاب وصلی اللہ علی سید المرسلین وعلی اٰله وصحبه اجمعین وکان الفراغ منه بکرة نهار السبت تاسع شهر رمضان المعظم قدره من الشهور اثنین وستین وثمانمائة وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

جملہ صفحات ہفتاد وسہ صفحہ۔ سطور فی صفحہ ۱۷۔

شرح تہذیب الوصول الی علم الاصول

اصل متن در علم اصول فقہ از مصنفات علامہ جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہر الحلی المعروف بہ علامہ حلی متوفی سال ہفتصد و بست و شش ہجری است۔

جمال الدین بن عبداللہ بن محمد بن الحسن الحسینی الجرجانی در سنہ نہصد و بست و نہ ہجری بر آں شرح نوشتہ۔ اول شرح این است :۔

اللّٰھم ان العجز عن احصاء ثنائك مقام سید انبیائك وسند اولیائك فانی لنا دعوی العجز عن تحمیدك والشکر علی جزیل عطائك واین لاحد حد الحمد علی عظمۃ کبریائك وجمیل الائك ما للتراب وسماء عزك وسرادقات بھائك ما للذباب والطیران فی فضاء تجا وجھك مع قربانك فکان حمدك حقیق لساحۃ مجدك وعلائك کذلك صلوتك الخ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بہ نمبر (۳۹) فن اصول فقہ مرتب است نسخہ قدیمہ بخط نستعلیق مکتوبہ ۹۹۹ھ نہصد و نود و نہ ہجری بخط اسمٰعیل بن شعبان است واز کتب خانہ سلاطین اودہ است۔ چنانچہ بر ورق اول مہر امجد علی شاہ و مہر واجد علی شاہ ثبت است۔

بعد آں نسخہ مذکورہ در کتب خانہ حکیم مسیح الدولہ در میراث رسید۔

در شروع کتاب و آخر کتاب عبارت و مہر مظفر حسین خان موجود است۔

جملہ اوراق کتاب دو صد و بست و نہ ورق ۲۲۹۔ وسطور فی صفحہ بست و ہفت ۲۷۔

و در خاتمہ عبارتے نوشتہ کہ ازاں سنہ تصنیف کتاب معلوم می شود و ہو ہذا
قال الشارح المحقق وقد فرغ العبد المفتقر الی اللّٰہ الغنی جمال الدین
بن عبد اللّٰہ بن محمد بن الحسن الحسینی الجرجانی عن تعلیق ماھو بمنزلۃ
الشرح فی اواسط شھر ربیع الاخر سنۃ تسع وعشرین وتسعمائۃ
ادنی کتابہ بیمینہ وحشر یوم یدعی کل اناس بامام من اقتدے ۔

و نیز عبارت سال کتابت و نام کاتب این است ؛۔

وقع الفراغ من تحریرہ بست و چہارم من ماہ ذی القعدۃ روز
جمعۃ سنہ ۹۹۹ھ کاتب فقیر الحقیر محتاج الی غفران خاکپائے درویشان
اسمٰعیل ابن شعبان غفر ذنوبھما وستر عیوبھما ۔

مخفی نماند کہ شرح مذکور متداول و معروف و معتبر نزد علما بودہ چنانچہ
خال علامہ سید اعجاز حسین در کشف الحجب فرمودہ ؛۔

شرح تھذیب الوصول الی علم الاصول لجمال الدین بن عبد اللّٰہ
بن محمد بن الحسن الحسینی الجرجانی فرغ منہ فی اواسط ربیع الاٰخر
سنۃ تسع وعشرین وتسعمائۃ وھو شرح ممزوج حاصل المتن
اولہ اللھم ان العجز عن احصاء ثنائک مقام سید انبیائک
وسند اولیائک فانی لنا دعوی العجز عن تحمیدک والشکر
عن جزیل عطائک الخ ۔

شرح مِنہاجُ الاُصُول

درعلم اصول فقہ اصل منہاج تصنیف علامہ بیضاوی المتوفی ۶۸۵ھ سنہ ششصد و ہشتاد و پنج ویں شرح تصنیف سید برہان الدین عبید اللہ بن محمد الفرغانی العمیری متوفی ۷۴۳ھ ہفصد و چہل و سہ ہجری می باشد۔ اول کتاب اینست:۔

الحمد للّٰہ الذی اعلی معالم الاسلام و بیّن لطرق المعاش والمعاد قوانین الشرع والاحکام

وایں شرح بطور قال اقول است:۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ مکتوبہ ہشتصد و ہفتاد و ہفت ۸۷۷ھ ہجری بخط عرب نہایت محشی جملہ صفحات چہار صد و ہشتاد و دو ۴۸۲ است۔ بر نمبر ۵۴ درفن اصول فقہ مخزون ست۔

و بست ۲۰ سطور در ہر صفحہ۔ ونام کاتب عمر بن احمد۔

بر ورق آخر صفحہ دوم یک عبارت تحریر است اگرچہ بعض آں حک شدہ لیکن ازاں معلوم می شود کہ نسخہ مذکور بر علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ خواندہ شدہ وبا نسخہ کہ نزد علامہ سیوطی بود مقابلہ کردہ شد و آں عبارت اینست:۔

قوبلت و صححت تصحیحا کاملا علی الشیخ الجلال السیوطی فی مجالس اٰخرھا یوم السبت المبارک سابع عشر شھر جمادی الاخریٰ سنۃ ست و سبعین وثمانمائۃ ۔

حاجی خلیفہ در کشف الظنون تحت لغت منہاج الاصول علامہ بیضاوی ہیچ شرحے از شروح منہاج ذکر ننمودہ وبظاہر تا حال ایں کتاب چاپ ہم نشدہ۔

شرحِ منہاج

در اصول فقہ مخزون نمبر ۱۴ - ایں ہم شرح منہاج بیضاوی است مکتوبہ ۹۹۹ سنہ نہصد و نود و نہ ہجری۔

و بظاہر اسم مصنف علی بن احمد ست چنانچہ از عبارت خاتمہ ظاہر می شود تمّ فرغ من تسویدہ الی البیاض بفیض الملک الفیاض یوم الثلثاء احدی عشر صفر ختم اللہ بالخیر و الظفر اضعف عباد اللہ الملک الصمد علی بن احمد غفرہ اللہ الملک الواحد الاحد سنہ ۹۹۹ والحمد للہ اولاً و اخراً و ظاہراً و باطناً۔

و بر ورق خاتمہ بر حاشیہ نوشتہ - قوبل بالاصل من اولہ الی اخرہ بقدر الوسع والطاقۃ -

و ایں شرح ممزوج المتن ست بر متن خطوط عرضی برائے امتیاز متن از شرح کشیدہ۔

اوراق کتاب جملہ یکصد و ہشتاد و پنج ۱۸۵ - و سطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷ - خط عالمانہ با یقرار و تا حال چاپ نشدہ۔ و در کتب خانہ بانکی پور و رام پور و برٹش میوزیم موجود نیست۔

الفوائد المدنیه

فی الرد علی من قال بالاجتہاد والتقلید فی الاحکام الالٰہیہ

تصنیف محمد امین بن محمد شریف استرآبادی متوفی ۱۰۳۳ھ یکہزار وسی وسہ ہجری می باشد۔ موضوع کتاب رد بر علمائے اصولیین است۔

مصنف علامہ در فرقہ شیعہ اول شخص است کہ فرقہ شیعہ را بر اخباری و اصولی تقسیم نمودہ و مذہب اخباری ایجاد کردہ قبل او این تفصیل در مذہب شیعہ نبود چنانچہ در مذہب اہل سنت وجماعت۔ مقلدین و غیر مقلدین ہستند۔ ہمچنان در مذہب شیعہ اصولیین مثل مقلدین ہستند و اخباریین بجائے غیر مقلدین۔

اول کتاب این ست:۔

"اما بعد حمد اللہ باعث النبیین وناصب الاوصیاء المعصومین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی اصحاب سرہ وابواب مدینۃ علمہ الائمۃ الطاہرین المطہرین الحافظین الدین فاقول انی بعد ماقرأت الاصولین علی معظم اصحابہما واستفدت حقایقہما ودقایقہما من کل اربابہما وتحملت الاحادیث المنقولۃ عن العترۃ الطاہرۃ علیہم السلام من حل رواتہا العارفین بحقایقہما الواصلین الی دقایقہما"

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن اصول فقہ بر نمبر (۴۰۱) مخزون ست بخط نسخ مایقرا مکتوبہ سال یکہزار و پنجاہ و ہشت ہجری است۔

جملہ صفحات آں دو صد و نود و سہ (۲۹۳)۔ سطور فی صفحہ بست و دو (۲۲)۔

در خاتمہ کتاب ایں عبارت مرقوم است:۔

وکان الفراغ من نسخہ یوم الاحد عشرین شہر جمادی الثانی سنۃ ثمان وخمسین بعد الالف من الہجرۃ النبویہ والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً۔

قال علامہ مولانا سید اعجاز حسین درکشف الحجب ذکر فوائد المدنیہ فرمودہ۔ چنانچہ گفتہ۔

الفوائد المدنیۃ فی الرد علی من قال بالاجتہاد والتقلید فی الاحکام الالٰہیۃ لمحمد امین بن محمد شریف الاسترآبادی الاخباری المتوفی بمکۃ فی السنۃ الثالثۃ والثلاثین بعد الالف۔ ھو اول من فتح باب الطعن علی المجتہدین وقسم الفرقۃ الناجیۃ الی اخباری ومجتہد رتبہ علی مقدمۃ واثنی عشر فصلاً وخاتمۃ فرغ من تصنیفہ فی شہر ربیع الاول سنۃ احدی وثلاثین بعد الالف بمکۃ المشرفۃ المعظمۃ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً۔ اولہ اما بعد حمد اللہ باعث النبیین وناصب الاوصیاء المعصومین الخ۔

قوانینُ الاصُولُ

دراصُول فقہ تصنیف ملا ابو القاسم بن الحسن القمی شیعی است کہ در سال یکہزار و دو صد و پنج ہجری از تصنیف آں فارغ شدہ۔

کتاب مرتب است بر مقدمہ و چند ابواب خاتمہ۔ اوّلش اینست:۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ اجمعین اما بعد فھذہٖ عجالۃ فی الاشارۃ الی بعض القواعد الاصولیۃ ورسالۃ فی جملۃ من مبانی المسائل الفقھیۃ کتبتھا لتکون تذکرۃ لنفسی والطالبین وذخیرۃ یغتنم بھا وینتفع یوم الدین الخ۔

کتاب مذکور درمیان طلباء و علماء دائر و سائر و شریک درس علماء عراق و ہند می باشد۔ و چند بار در ایران چاپ ہم شدہ۔

نسخۂ قلمیہ آں کہ در کتب خانۂ آصفیہ بہ نمبر (۴۱) فن اصول فقہ مربوط است بخط نسخ متوسط۔ از آخر ناقص است۔

جملہ صفحات ۵۱۲۔ وسطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹۔

وجلالت شان و علو مکان و تبحر و تمہر مصنف علامہ در علوم پس از عبارت نجوم السماء فی تراجم العلماء تصنیف مولوی مرزا محمد علی لکھنوی ظاہر است کہ چہ قدر مراتب جلیلہ و کمالات عدیدہ در او جمع شدہ بود۔ و تصانیف کثیرہ در فروغ و اصول از و بہ ظہور آمد۔ و ہٰذہ عبارت نجوم السماء:۔

"محقق القوانین میرزا ابو القاسم بن الحسن القمی الجاپلاقی الجیلانی منسوب است بسوئے جاپلاق بجیم فارسی و بائے موحدہ و قاف در آخر کہ قریہ از توابع قم است ولادت میرزا ہمانجا واقع شد لہذا انتساب او بآں مقام شد

پدرش از اہل گیلان است حامل علم و فضل و زبان زد اقاصی و ادانی است و از تحریر و تسطیر این عبد معترف بہ تقصیر مستغنی تحصیل علوم بخدمت اکابر علماء و فقہاء علی الخصوص از حضرت استاد اکمل آقا باقر بہبہانی نمودہ بدرجہ قصوای فضل و اجتہاد مرتبہ علیا افادت و رشاد صاعد گردید تصانیف او در غایت دقت و متانت است مشہور ترین آنہا کتاب قوانین الاصول فی اصول الفقہ است و کتاب جامع الشتات در اجوبہ مسائل از اول طہارت تا آخر ابواب فقہ مبسوط و ضخیم است۔ و از دست حواشی بر قوانین الاصول و کتاب شرح تہذیب الاصول و کتاب مناہج الاحکام و کتاب غنائم الایام در فقہ و رسالۂ فارسی در اصول دین و رسالہ در جواب مسائل عبادات و معاملات۔ و کتاب معین الخواص و رسالہ مرشد العوام فارسی در عبادات۔ از تلامذہ او جمعی کثیر از علما اند سید عبد اللہ بن سید محمد رضا حسینی و در اجازہ شیخ احمد احسائی در ذکر طرق خود میرزا بدین الفاظ ستودہ "الشیخ المعظم والعلم المقدم مسھل سبیل التدقیق والتحقیق مبین قوانین الاصول و مناھج الفروع کما ھو بہ حقیق المیرزا ابو القاسم الجیلانی القمی قدس اللہ روحہ و نور ضریحہ"

جناب میرزا بعد وفات سید علی طباطبائی بہ فاصلہ قلیل از دنیا رحلت فرمود۔ فراغ از تصنیف کتاب قوانین در سنہ خمس و مائتین اجد الالف اتفاق افتاد۔

کشف الاسرار
علی
اصول البزدوی

در فن اصول فقہ بزبان عربی تصنیف شیخ علاء الدین عبدالعزیز بن احمد البخاری المتوفی سنۃ ثلاثین وسبعمائۃ۔

کتاب مذکور در مصر در ۱۳۰۷ھ یکہزار و سہ صد و ہفت ہجری در چہار مجلد کہ مجموع صفحات آں یکہزار و پانصد و بست و یک صفحہ ہست چھاپ شدہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۵۷۔ فن اصول فقہ مخزون است یک جلد رابع است کہ از باب القیاس شروع می شود و بر باب الترجیح ختم میشود و در نسخہ مطبوعہ ایں مجلد قلمی از صفحہ ۹۸۶ شروع می شود و بر صفحہ ۱۲۲۲ ختم میشود۔ پس بایں حساب ایں جلد رابع از جملہ مجلدات پنجگانہ خواہد بود۔ صفحات نسخہ کتب خانہ دو صد و نود و چہار است۔ سطور فی صفحہ بست و سہ (۲۳)۔ خط نسخ صاف۔ در آخر کتاب سنہ تحریر ست و ستین و سبعمائۃ (۷۶۶) نوشتہ است۔ اما نزد حقیر ایں جعل است و غلط زیرا کہ بلاحظہ خط کتاب ہرگز معلوم نمی شود کہ تحریر اینقدر زمانہ بعیدہ باشد بلکہ بخوبی ظاہر است کہ جدید الخط است۔

نزد حقیر ایں سنہ کہ مذکور شدہ عجب نیست کہ سنہ تحریر منقول عنہ باشد۔

در محبوب الالباب بعد ترجمہ علامہ بزدوی گفتہ کہ شرح اصول بزدوی بنام کشف الاسرار اشتہار دارد از علاء الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری الحنفی ست امام موصوف تصانیف عالیہ دارد و کشف الاسرار شرح اصول بزدوی ست شرح موصوف در سنہ ہفتصد و سی راہی ملک بقا گردید۔ اول خطبہ کتاب اینست۔ ... مصور النسم فی ظلمات الارحام

مدارک

شرح منہاج الاصول

اصل منہاج در اصول فقہ تصنیف علامہ ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ خمس وثمانین وستمائۃ است۔

علمائے اعلام وفقہائے کرام ہمیشہ بشرح وحواشی آں پرداختہ غوامض و مشکلات آنرا برائے طلبۂ علوم حل فرمودہ۔

حاجی خلیفہ در کشف الظنون شروح متعددہ وحواشی عدیدہ برائے آں ذکر کردہ مگر ایں مدارک را ذکر نمودہ غالباً بنظرش نرسیدہ باشد۔

مدارک از تصنیفات نور الدین ابو الحسن علی بن ناصر الحجازی الیافعی الشافعی الواعظ بالحرم الشریف المکی است۔ در سنہ نہصد وشانزدہ ہجری از تصنیف آں فارغ شد۔ اول کتاب ایں است۔

نسبح من تقدس ذاتہ وتنزہ من نجم صفاتہ وتفرد من ترفعت افعالہ وجلت سماتہ وتبارک من عمت رحماتہ وعمرت صلاتہ وشرایف صلوتہ وتوالی تسلیماتہ وجلائل کراماتہ علی اشرف مخلوقاتہ واعز موجوداتہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم المجتبی وحبیبہ المرتضی وخلیلہ المنتقاد وعلی الطیبین من الہ والمخلصین من اصحابہ والصالحین من اتباعہ وجمیع بلوذ بہ من امتہ۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن اصول فقہ بر نمبرہ ۱۴۰ مربوط است بخط عرب خوشخط بر کاغذ گندہ ومنقول از نسخۂ مکتوبۂ مصنف می باشد چنانچہ از عبارت خاتمہ ظاہر است:۔

تم ذلک والمنۃ للہ تعالیٰ وفرغ من تالیفہ یوم الاثنین خامس عشر جمادی الاخرہ سنۃ ستۃ عشر وتسعمائۃ علی ید مولفہ سیدنا ومولانا وشیخنا الامام العالم العلامہ شیخ العارفین وعمدۃ السالکین ومربی المریدین وشیخ العلماء العالمین ومفتی المسلمین علاء الدین علی بن ناصر الدین الشافعی الواعظ بالحرم الشریف نفعنا اللہ برکتہ فی الدنیا والاخرۃ والحمد للہ رب العالمین۔

سال کتابت ونام کاتب مرقوم نیست۔ مگر از عبارت خاتمہ کہ سابق مذکور شود کہ ایں نسخہ درحیات مصنّف منقول شدہ۔

جملہ صفحات یکصد وسی وہفت (۱۳۷)۔ وسطور فی صفحہ بست وشش (۲۶)۔

المستصفی[1]

تصنیف علامہ ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی سنہ ۵۰۵ھ خمس وخمسمائۃ در فن اصول فقہ بزبان عربی۔ کتاب مذکور در مصر بطبع ہم رسیدہ۔ نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن اصول فقہ بر نمبر ۶۲ مرتب است نسخہ کاملہ بخط عرب ست غالباً خط دو کاتب باشد چراکہ بر ورق اول ایں عبارت تحریر ست۔

وکملہ لنفسہ الفقیر الی رحمۃ اللہ تعالی علی بن عبد الکریم بن عبد الرحمن بن علی بن عثمان الکبوی غفر اللہ لہ ولجمیع المسلمین۔

شروع کتاب اینکہ۔ الحمد للہ القوی القادر الولی الناصر۔ خاتمہ اینست وقع الفراغ من تصنیفہ فی السادس من المحرم سنۃ ثلاث وخمسمائۃ، وکاتب آں سنہ کتابت در آخر کتاب چناں ذکر نمودہ۔ وقع الفراغ من کتابتہ فی شہور سنہ ۵۷۸ھ ثمان وسبعین وخمسمایۃ بمدینۃ السلام۔

تصنیف کتاب یک خطہ جدید تصنیف و دیگر در خط دیگر قدیم معلوم میشود کہ نسخہ قدیمہ ناقص الاول بدست عالمے رسیدہ و او آں را تکمیل نمودہ چنانچہ از عبارت منقولہ صفحہ اول ہمیں ظاہر میشود۔ و نزد من خط جدید نصف اول قریبی دو یا سہ صد سالہ باشد۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اما جلالت وعظمت امام غزالی بس حاجت بہ بیان آں نیست بطون کتب رجال وتاریخ بجواہر زواہر فضائل ومناقب امام غزالی مملو ومشحون ست۔ در سنہ ۴۵۰ھ بمقام طاہران متولد شدہ و در سنہ ۵۰۵ھ پانصد و پنج ہجری وفات یافت۔

مجلد اوراق ۲۰۳۔ سطور فی صفحہ ۲۷۔

مغنی فی اصول الفقہ

تصنیف شیخ جلال الدین عمر بن محمد الخبازی الخجندی الحنفی المتوفی ۶۷۱ھ احدی وسبعین وستمائۃ در فن اصول فقہ کتاب مشہور و معروف است اکثر علمار شروح آں نوشتہ اند و حاجی خلیفہ در کشف الظنون یازدہ شروح برائے آں تحریر نمودہ و ہمیشہ مطمح انظار علمائے اعلام بودہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۵۔ فن اصول فقہ مخزون۔ بخط عرب نہایت صحیح خوشخط خط نسخ محشی بحواشی مفیدہ کتوبہ ۸۸۵ھ ہشتصد و ہشتاد و پنج ہجری نام کاتب عبدالقادر بن عمر بن عبدالرحمن۔

جملہ صفحات۔ ۳۸۶۔ سطور فی صفحہ یازدہ۔

اما ترجمہ مصنف علامہ پس در جواہر مضیہ فی طبقات الحنفیۃ تصنیف محی الدین عبدالقادر مذکور ست۔

نہایۃ الاصول الی علم الاصول

تصنیف علامہ جمال الدین حسن بن یوسف بن علی بن مطہر الحلی متوفی سنہ ۷۲۶ھ ستۃ وعشرین وسبعمائۃ در علم اصول فقہ مصنف علامہ حسب التماس فرزند خود فخر المحققین این کتاب تصنیف نمودہ اول کتاب این ست۔

الحمد للہ المتقدس بوجوب وجودہ عن الاشباہ والنظائر والاضراب المتنزہ بقدرتہ عن الاصحاب والامثال والاتراب الذی عجز عن ادراک کمالہ بصائر اولی الالباب وحسرت عن الاحاطۃ بکنہ ذاتہ ابصار اولی النہی والصواب رب الارباب ومسبب الاسباب ومجیب سوال الطلاب الحکیم الکریم الوہاب الغفور الودود التواب المتفضل المتعطف الاواب منہ المبدأ والیہ الماب الذی وعد التواب ورافع منازل العلماء علی غیرہم بغیر شک ولا ارتیاب ومفضلہم علی من عداہم بنص الکتاب جاعل قلوبہم اوعیۃ لما یرد عنہ من الخطاب ومرجح مداد ہم علی دماء الشہداء فی میزان الحساب وصلی اللہ علی سیدنا المصطفی المبعوث من اشرف الانساب وعلی آلہ الطاہرین الانجاب البررۃ الاخیار صلوۃ یتعاقب الاعوام والاحقاب۔

کتاب مرتب ست بر چند مقاصد ودر ہر مقصد چند فصول ست۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۵۰) فقہ شیعی مخزون ست بخط نسخ خوشخط چند اوراق مجدول بجدول طلا و چند جدول جملہ صفحات ۲۵ سطور فی صفحہ۔

در آخر نام کاتب و سال کتابت مرقوم نشد۔

ومخفی نماند کہ جناب خال علامہ در کشف الحجب نام ایں کتاب نہج الوصول الی علم الاصول تحریر فرمود مگر نسخۂ موجود کہ ایں وقت بدست حقیر ست در خطبۂ آں نام کتاب نہایۃ الاصول الی علم الاصول نوشتہ ست غالباً نسخہ کہ پیش نظر جناب خال علامہ بود دراں نام نہج الوصول نوشتہ باشد۔ وعبارت کشف الحجب ایں ست۔

نہج الوصول الی علم الاصول للعلامۃ جمال الدین حسن بن یوسف بن علی بن المطہر الحلی المتوفی سنۃ ست وعشرین وسبعمائۃ صنفہ لالتماس ولدہ فخر المحققین وھو کتاب جامع لما ذکرہ المتقدمون حاو لما حصلہ المتاخرون مع زیادات نفیسۃ لم یسبقھا الاولون رتبہ علی مقاصد وفرغ من تصنیفہ فی ثامن شہر رمضان سنہ اربع وسبعمائۃ اولہ الحمد للہ المتقدس لوجوب وجودہ عن الاشباہ والنظائر والاضراب المتنزہ بقدرتہ عن الاصحاب والامثال والاتراب الخ۔

نهایة السؤل
فی شرح منهاج الاصول

درعلم اصول فقہ تصنیف علامہ جمال الدین عبدالرحیم بن حسن الاسنوی المتوفی سنہ ۷۷۲ اثنین وسبعین وسبعمائۃ ہجری۔ اول کتاب۔ الحمد للہ الذی مہد اصول شریعتہ بکتابہ القدیم الازلی۔

دریں کتب خانہ دو نسخہ موجودست و در فن اصول فقہ بنمبر ۲۴ و ۸۷۔ مخزون نسخۂ مخزونہ نمبر ۸۷۔ مکتوبہ ہفتصد و ہشتاد و سہ سال ہجریست۔ یعنے دہ سال بعد وفات مصنف نوشتہ شدہ خط مایقرأ نام کاتب لطف اللہ بن محمد الخبوشانی الخراسانی۔ جملہ صفحات ایں نسخہ سہ صد و بست و نہ (۳۲۹) صفحہ۔ سطور در ہر صفحہ بست و پنج (۲۵)۔

نسخۂ مخزونہ نمبر ۲۴۔ خوشخط بخط نسخ مکتوبہ یکہزار و ہفدہ ہجری ست۔ نام کاتب یوسف بن شیخ احمد بن عبداللہ بن درویش بن علی بن حسن المکنی بابن علل البصری الہبابی الشافعی الاشعری۔ جملہ صفحات پانصد و بست و سہ (۵۲۳) صفحہ۔ وسطور در ہر صفحہ بست و چہار (۲۴)۔

کتاب مذکور بظاہر تا حال چھاپہ نشدہ۔

جمال الدین ابو محمد عبدالرحیم اسنوی از شیوخ شوافع بودہ و تصانیف متداول دارد۔ در سنہ ۷۰۴ ہفتصد و چہار ہجری ولادت یافت و تحصیل علوم از علامہ تقی الدین سبکی و زنکلونی و قونوی و ابوحیان وغیرہ نمودہ۔ در ادب و اصول و عروض کامل و در فقہ امام زمانہ بود و وے آخر کبار شوافع است۔ مہمات و جواہر و شرح منہاج و الغاز و غیر ذلک از تصانیف اوست۔ بماہ جمادی الاولی سنہ ۷۷۲ وفات یافت۔ کذا المذکور فی محبوب الالباب۔

آداب الرسائل

تصنیف عبد الرحمن بن عیسیٰ بن حماد الهمدانی متوفی ۳۲۷ھ سیصد و بست و ہفت ہجری است۔ نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ بخط عرب قدیم بر کاغذ گندہ مکتوبہ بست و سوم ماہ ذیحجہ سال ہفتصد و شصت و یک ہجری است۔

کاتب نام خود براہ عجز و انکسار در آخر نہ نوشتہ اما چنیں نوشتہ است۔

کتبہ شخص اذا حضر لم یعرف و اذا غاب لم یذکر۔ کتاب مربوط است در فن انشار بر نمبر ۳۱۸۔

جملہ اوراق کتاب شصت و ہشت۔ و سطور فی صفحہ سیزدہ۔ اول کتاب این است۔

الحمد للہ الذی جعل توفیقنا الحمدہ نعمۃ مضافۃ لنا الی سائر نعمہ وصلی اللہ علی محمد صفوتہ من خلقہ وعلی الطاہرین الاخیار من آلہ الخ۔

موضوع کتاب انشا و املاء عبارت عربی است۔ و کتاب مرتب است بر ابواب۔ مگر تعداد ابواب در شروع ضبط نہ کردہ۔ برائے ہر مطلب یک باب مقرر نمودہ چنیں می گوید:۔

باب اصلح الفاسد۔

پس دریں باب الفاظ متعددہ مختلفہ مترادفہ ذکر بجائے اصلح الفاسد استعمال آں علی سبیل البدلیۃ تواں نمود ذکر نمودہ۔ چنانچہ گفتہ:۔

یقال لم فلان الشعث وضم المنتشر الخ۔

مضمون کتاب بعد خطبہ از ہمیں باب اصلح الفاسد شروع کردہ۔

ختم کتاب بر باب۔ یقال شریت الشئ اذا بعتہ و شریتہ اذا اشتریتہ و بعض الشئ کلہ و بعض الشئ بعضہ قال اللہ تعالیٰ لأبین لکم بعض الذی

مختلفون فیه ای کلہ۔ وکل الشیئ بعضہ قال اللہ تعالیٰ واوتیت
من کل شیئ ای بعضہ الخ۔

کتاب مذکور تا حال چاپ نشدہ۔ و در کتب خانہ برٹش میوزیم ہم وجود ندا[؟]
و در فہرست کتب خانہ خدیو مصریہ ہم موجود نیست۔ و در رامپور و بانکی پور ہم
وجود ندارد۔

واما عظمت و جلالت و علوشان و رفعت مکان عبدالرحمٰن بن عیسیٰ
بس در کتب تاریخ و رجال مذکور است۔

سحر البلاغة

تصنیف ابو منصور عبد الملک بن محمد الثعلبی المتوفی سنه ۴۲۹ھ تسع و عشرین و اربعمائة
در فن بلاغت بزبان عربی کتاب مشهور و معروف و بدست مردم متداول۔
اوّلش۔ اما بعد فالحمد اولی من حمد و الصلوٰة علی محمد الخ۔
نسخه موجوده کتب خانهٔ آصفیه بخط عرب۔ مکتوبه سنه ۸۲۱ھ هشتصد و بست و یک
ہجریست و بر نمبر (۱) فن انشا مخزون۔
اما ترجمه علّامه ثعلبی در تاریخ ابن خلکان وغیره موجود و مذکور است۔

مکاتیبِ عربیّہ

بعضے از منشآت مولانا اُستادنا مفتی سید محمد عباس لکھنوی متوفی سال یکہزار و سیصد و شش ہجری (۱۳۰۶) است کہ بنام مجتہدین عراق و دیگر علماے اعلام و احباب خود تحریر فرمودہ۔ و این خطوط علاوہ آں مکاتیب است کہ در کتاب شان "ظل ممدود" چاپ شدہ۔ این خطوط را غالباً مولوی سید محمد مہدی مصطفیٰ آبادی نقل کنانیدہ۔ مکاتیب مذکورہ بخط شیخ نہایت خوشخط بخط مولوی سید معصوم علی ہست کہ بندہ بخوبی سواد خط شان می شناسد و سید موصوف خدمت مولانا و استادنا و خالنا سید حامد حسین می بودند و کار تبییض و صفائی مسودات سپرد اوشان بود و اوشان مرد فاضل و قانع و متصف بہ صفات حسنہ بودند۔ و درین مکاتیب بعض خطوط نوشتہ جناب مفتی صاحب از طرف سلطان العلماء سید محمد مجتہد لکھنو ہم است کہ بنام مجتہدین کربلا و نجف اشرف وغیرہ براے تعارف مولانا سید اعجاز حسین والسید حامد حسین طاب ثراہما وقت سفر عراق تحریر فرمودہ بودند۔

اوّل این نسخہ چنیں است:۔

ھنیئاً بالبنت وھی ام الاولاد وثمرۃ الفواد وجالبۃ الختن والاحفاد۔

ولو کان النساء کمثل ھذی ٭ لفضلت النساء علی الرجال
وما التانیث اسم الشمس عیب ٭ ولا التذکیر فخر للھلال

و خاتمہ این است:۔

فھل انت علی العھد القویم والحب الاصیل الکائن من ایام التحصیل کیف لا والمحبات ثابتۃ کالجبال الرواسی متضحۃ عند الادانی والاقاصی مرتسمۃ فی القلوب۔

جملہ اوراق بست و سہ (۲۳)۔ و سطور فی صفحہ نوزدہ (۱۹)۔

نسخہ مذکورہ بر نمبر (۳۰۸) فن انشاء درین کتب خانہ آصفیہ مربوط است۔

مکتوبات قاضی عبد الرحیم

بزبان عربی نہایت خوشخط بخط عرب کاغذخان بالغ مجدول بہ جدول طلاء حجملہ اوراق (۱۲۰) وسطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

در فن انشاء بر نمبر ۹۳ در کتب خانہ آصفیہ مربوط است۔ اوّل کتاب این است:۔

الحمد للہ الذی علی نعمتہ وصلی اللہ علی خیر بریتہ وعلی الائمۃ الطاہرین من صحبہ وعترتہ الخ۔

در تمامی کتاب یکصد و دہ خطوط ومراسلات ہست وتفصیل آں بعد خطبہ چنیں مذکور است۔

تہنیت نامہ بہ والیان وعاملان حکومت ہشت خط (۸)

تہنیت عافیت پنج خط (۵)

جواب خطوط تہنیت سہ خط (۳)

تہنیت ولادت سہ خط (۳)

تہنیت فتح بلاد سہ خط (۳)

تہنیت فتح لشکر چہار خط (۴)

سفارش شش خط (۶)

تہنیت اعیاد شش خط (۶)

تہنیت سال نو سہ خط (۳)

خطوط مع ہدایا و تحف سہ خط (۳)

جواب خطوط وصول شدہ مع تحف وہدایا سہ خط (۳)

تعزیت نامہ شانزدہ خط (۱۶)

خطوط بنام حکام فارغ شدہ از عہدہ ہائے خود چہار خط (۴)
خطوط بنام سرداران لشکر دو خط (۲)
خطوط بنام حکام کہ بعد فراغ از خدمت بار دوم بخدمت مامور و مقرر شدند دو خط (۲)
تہنیت نامہ تبدیل مکان سہ خط (۳)
شکایت و معاتبہ ہفت خط (۷)
استفسار مریضان شش خط (۶)
تہنیت برائے خلاصی از جنگ و قتال سہ خط (۳)
تہنیت جان بری و سلامتی بعد افتادن از فرس چہار خط (۴)
خطوط ہمراہ تحف و ہدایا بخدمت سلطان ہمراہ شمشیر۔ ہمراہ اسپ۔ ہمراہ جوہر۔ ہمراہ غلام دوم
تہنیت سلامتی از دشمنان پنج خطوط (۵)

ترجمہ قاضی عبد الرحیم باوجود تفحص بدست نیامد اما از خود کتاب چنیں معلوم شد کہ مصنف در سال سہ صد و پنج ہجری یک خط بنام قاضی ابو جعفر عذری زہری تہنیت در تقرر او بر عہدہ جلیلہ قضاء مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً نوشتہ۔ خط مذکور بر صفحہ اولین ورق ہشتاد و چہارم موجود است ملاحظہ شود و در آخر کتاب ایں عبارت نوشتہ است:۔

وقع الفراغ من تحریر هذه الرسائل بمكة المعظمة المكرمة زادها الله تعظيماً وتكريماً في شهر ربيع الثاني على يد العبد حسن العمادي في سنة واحد وخمسين وتسعمائة من الهجرة النبوية عليها افضل الصلوات واكمل التسليمات اللهم اغفر لصاحبه ومصنفه وجميع المومنين والمومنات والحمد لله رب العالمين۔

مناہج التوسل
فی مباہج الترسل

بزبان عربی در فن انشا تصنیف عبدالرحمن بن محمد بن علی بن احمد الحنفی مذہباً والبسطامی مشرباً متوفی سنہ ہشتصد و پنجاہ و ہشت ہجری است۔ اوّل کتاب این است:-

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین الخ۔

کتاب مرتب است بر چہل و شش لطیفہ و در ہر لطیفہ یک سر مکتوم ذکر می کند و بعد ہر لطیفہ یک نکتہ و یک حکایت می آرد۔ کتاب خوب است حکایات معتبرہ و مفیدہ جمع نمودہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۲) فن انشا مرتب است بخط نسخ معمولی مکتوبہ سنہ ۱۰۶۵ یکہزار و شصت و نہ ہجری است۔

جملہ صفحات (۱۱۱) یکصد و یازدہ۔ سطور فی صفحہ (۱۵) پانزدہ۔

حاجی خلیفہ در کشف الظنون ذکر این کتاب نمودہ۔

آداب عالمگیری

شیخ محمد صادق مطلبی النسب و حنفی المذہب متوطن انبالہ متوفی ۱۱۲۹ھ یکہزار و یکصد و بست و نہ ہجری در ۱۱۱۵ھ یکہزار و یکصد و پانزدہ ہجری نبوی ایں تالیف را لباس کتابے پوشانیدہ۔

مکاتیب و منشأت منشی ممالک شیخ ابوالفتح عنایت اللہ المخاطب بہ قابل خان کہ بطور عرضداشت از طرف شاہزادگان و امراو حکام بخدمت بادشاہ عالمگیر نوشتہ بود و فرامین عالمگیر بادشاہ کہ بنام شاہزادگان و امراو حکام و صوبہ داران تحریر کردہ بود دریں کتاب جمع نمودہ۔ و در آخر یک ضمیمہ حالات شاہ جہاں و جنگ و جدال شاہزادگان و تعداد اولاد تیموری از ذکور و اناث و ولادت و وفات ہر یک از طرف خود نوشتہ ملحق نمودہ۔

کتاب کمیاب و قابل کمال قدر است۔

اوّل کتاب این است۔ خداوند علیم حکیم خرد بخش سخن آفریں الخ۔

دریں کتب خانہ دو نسخہ قلمیہ آں بر نمبر ۸۶ - ۲۹۴ فن انشا موجود است۔

نسخہ اولی مکتوبہ ۱۱۱۶ھ یکہزار و یکصد و شانزدہ ہجری بقلم خلیفہ غلام احمد است کہ بمقام ربجیت گڈھ نوشتہ خط آں نستعلیق معمولی۔ جملہ اوراق چہار صد و ہفتاد و چہار ۴۷۴ سطور فی صفحہ بست و یک ۲۱۔ و در آخر ہمیں نسخہ ضمیمہ مذکور است کہ اضافہ کردہ محمد صادق موصوف است۔ صفحات ضمیمہ نود و ہشت ۹۸ و سطور ہم بست و یک۔

نسخہ ثانیہ کہ بر نمبر ۲۹۴ مربوط است بخط شفیعہ خوشخط۔ جملہ اوراق سہ صد و نود و ہفت سطور فی صفحہ بست و یک ۲۱۔ مکتوبہ ۱۱۸۸ھ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت ہجری بخط حیات علی دریں نسخہ ضمیمہ نیست۔ بر مکاتیب و منشأت شیخ ابوالفتح منشی الممالک ختم کردہ۔

انشائے غلام قادر ہمدم

غلام قادر ہمدم مخاطب بہ توسل حسین خان نظام الملکی فرامین وشقہ جات واحکام کہ از طرف سلطنت و دیگر امراء وغیرہ وخطوط کہ بنام احباب وغیرہ نوشتہ بود دریں مجموعہ جمع نمودہ۔ کتاب را بر شش یوسون منقسم نمودہ۔

یوسون اول نامہ کہ اکابر و عظام بہ عمایدِ عالیمقام نوشتند۔

یوسون دوم عرایض و آں شعر بر دو طبقہ۔

طبقہ اول اہالی روزگار بخدام امرای ذیجاہ وصاحب دولتان عالی بارگاہ ارسال داشتند۔

طبقہ اخری زمرۂ مساکین وضعفا بعالی حضرت و تونگران سرمایہ جود و ہمت بقلم احتیاج نگاشتند۔

یوسون سوم مکاتبات کہ بخدمت جمہور بزرگان و امثال و اقران زینت تحریر پذیرفت۔

یوسون چہارم وثوق شرعیہ و عرفیہ بدانچہ اتفاق افتاد بسواد تحریر پیوست۔

یوسون پنجم اخبار و آثار سوانح و قضایائے روزگار سلف و خلف طراز رقم گرفت

یوسون ششم عبارات متفرق وجدانی و مقدمات متعلق معاملہ دانی و دیگر مراتب کمالات نفسانی و شرایف ذات انسانی بواسطہ خامہ واسطی نژاد نقش بست۔

اول کتاب این است:۔

"خامہ ستایش خرام عجز مواد در ساحت جلال نیایش کبریائی بانفعال نارسائی از نقاط عرق ریز و نامہ حیرت ارتسام سرمہ سواد در غلغل آباد حمدش از خجلت بے نوائی مانند حروف املا سکوت آمیز ام"

نسخۂ مخزونۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۳۲۲) فن انشا مربوط است۔ بخط طبعی صاف۔

جملۂ اوراق یکصد و بست و پنج۔ و سطور فی صفحہ دوازدہ۔
در آخر نام کاتب و سنۂ کتابت مرقوم نیست۔

تہنیت نامہ

تصنیف و تالیف ولی محمدؐ است کہ در ہمیں حیدر آباد دکن مکاتیب و خطوط خود را کہ بعضی از طرف خود بخدمت صاحبان و اجلہ زمان و بعضی از طرف حافظ بدیع الدین خان بخدمت نواب نظام الملک آصفجاہ و نظام الدولہ ناصر جنگ وغیرہ وغیرہ در اوقات مختلفہ نوشتہ بود جمع نمودہ۔

اوّل کتاب۔ حمدے کہ منشیان کامل و کاتبان صاحبدل در حیطہ تقریر و احاطہ تحریر نمی توانند آورد الخ۔

کتاب مرتب بر دو باب است۔

باب اوّل در تہنیت نامجات۔

باب دوم مشتمل بر عرائض و مراسلات۔

نسخہ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۹۴۔ فن انشاء مربوط است تقطیع خورد خط معمولی بقلم احمد علی در بلدۂ حیدر آباد فرخندہ بنیاد در سنہ ۱۲۰۷ھ یکہزار و دو صد و ہفتاد ہجری نوشتہ شدہ۔

جملہ صفحات یکصد و چہل و یک ۱۴۱۔ و سطور فی صفحہ ہفت ہشت سطر۔

چمنستان سخن

تصنیف منشی بندہ علی عطارد قلم خان بہادر بن شمشیر علی۔ سال تصنیف ۱۲۴۴ھ یکہزار و دو صد و چہل و چہار ہجری۔ نام تاریخی "باغ ارم" مصنف از وابستگان میر تیمور علی خان بہادر اعتماد الدولہ عمدۃ الملک اکبر جاہ بن میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ قدس سرہم بودہ۔

اول کتاب۔ "حمد بیحد و ثنائے بیعد مر خالق صمد و احد را می سزد"

کتاب مرتب است بر چہار فصل۔

فصل اول۔ در داستان عجائبات علم جفر و حکایات ہدایت آیات۔

فصل دوم۔ در احوال عبارت و انشا و مکتوبات و معلومات و مراسلات۔

فصل سوم۔ در دستور العمل مقدمات ملکی۔

فصل چہارم۔ در ضوابط و قرائن دربار و ادب و آداب و مدارج القاب۔

کتاب خوب است جامع قواعد و قوانین دربار آصف جاہی۔ و در آخر کتاب اسامی شریفہ امرا و اعیان دولت و عہدہ داران سلطنت آصفیہ آن زمان را بترتیب حروف تہجی بیان کردہ۔

در فن انشا بنمبر (۱۲۹) مخزون ست۔ تا حال چھاپہ نشدہ۔

حسن و عشق

تصنیف نعمت خان عالی - نام اصلی میرزا محمد فرزند حکیم فتح الدین شیرازی متوفی سنہ ۱۱۲۱ھ -

شروع کتاب این است :-

"حمد بیحد احدے راسزاوار است کہ ریاض بدن را بہ آب روان پرورده و حسن را مظہر عشق و عشق راز یور حسن کرده و درود معتمدی را رواست کہ علم او عقل را پیرایہ است و عقل او را سرمایہ الخ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن انشا بر نمبر ۸۰ مرتب است نسخہ پاکیزه تقطیع خورد عمده مزین بہ لوح و جدول و درمیانہ سطور ہمہ مزین بہ طلا - خوشخط نستعلیق بخط ولایت کاغذ خان بالغ -

جملہ اوراق بست $\frac{۲۲}{}$ و دو - وسطور فی صفحہ یازده $\frac{۱۱}{}$ -

نام کاتب ہدایت اللہ منشی نظام شیرازی -

سال کتابت تحریر نیست - اما نوشتہ کم از دو صد سال نخواہد بود -

ترجمہ نعمت خان عالی در تذکرہ گل رعنا وغیره موجود است و ہم مولوی عبد الجبار خان صوفی در محبوب الوطن ترجمہ شان نوشتہ و در مدفن شان اختلاف ست بعضے گویند در لاہور در باغ نورجہان کنار دریائے راوی مدفون ست - و مولوی عبد الجبار خان زبانی ثقات حیدر آباد شنیده کہ در دائره میر مومن استر آبادی در حیدر آباد مدفون ست - راقم الحروف ہم از اکثرے اعیان و اکابر اینجا ہمیں شنیده است -

دستور العمل آگہی

شقہ ہائے خاص کہ بعبارت کرامت اشتباہ از پیشگاہ محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بنام اعلحضرت صاحبقران شاہجہاں و دیگر شاہزادگان عالی اقتدار و وزرائے عالی مراتب و امرائے والامناقب اصدار یافتہ حسب فرمایش راجا ایل در سال یکہزار و یکصد و پنجاہ و شش ہجری جمع نمودہ بنام دستور العمل آگہی موسوم ساخت۔

نسخہ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۱۱۲۔ فن انشاء تقطیع خورد بخط شفیعہ خوشخط جملہ اوراق ہشتاد و دو ۹۲ و سطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳۔ مکتوبہ ۱۲۱۶ سنہ یکہزار و دو صد و شانزدہ ہجری بقلم محمد وجیہ شاگرد میاں محمد عثمان۔

کاتب در خاتمہ نام ایں کتاب کلمات طیبات نوشتہ۔ آں سہو است چراکہ کلمات طیبات نام کتاب دیگرست کہ آں را منشی الممالک عنایت اللہ خان بن میرزا شکور اللہ در ۱۱۳۱ سنہ یکہزار و یکصد و سی و یک ہجری تالیف نمودہ۔ و دستور العمل آگہی بعد بست و پنجسال کلمات طیبات در سال یکہزار و یکصد و پنجاہ و شش برجمع شدہ۔

رقعات ابوالفضل

در اوراق اول عرض داشت از شیخ ابوالفضل علامی المقتول سنه ۱۰۱۰ھ وزیر محمد اکبر بادشاه غازی بزبان فارسی که بنام سلطان مراد بزمانهٔ مهم دکن نوشته بود۔ مشتمل بر چندین حکایات بزرگان سابق و نصائح و پندگه سزاوار یادگار بزرگ کرده ہائے ایزدیست۔ و بعدازان در اوراق آخرین نامهٔ نادرشاه ایران است که بنام خدیو مملکت ہندوستان محمد شاه بادشاه غازی که پیش از خرابی دہلی مصحوب ایلچی فرستاده بود۔

نسخهٔ کتب خانهٔ آصفیه که بر نمبر (۱۱۰) فن انشا مربوط است بخط شفیعه عمده کاغذ خان بالغ لوح و بین السطور طلائی بقلم میر محمد حسین خان عطا مرصع رقم لکھنوی در سال یکهزار و نود و نه هجری سنه ۱۰۹۹ھ بزمانهٔ حکومت نواب آصف الدوله حسب فرمایش راجه ٹکیٹ رائے نوشته شده۔

اول کتاب این است:۔

کمترین دعاگویان صمیمی ابوالفضل مبارک آنکه ظاهراً و باطناً حقیقتاً و مجازاً بدعائے از دیاد مراتب و دولت حضرت شاهزادهٔ کامگار نامدار عالم مدار گردون اقتدار دُر دریائے فتوت گوهر اکلیل دولت نوبادهٔ بوستان جاه و جلال نور حدیقهٔ فضل و کمال سلیل مهر سپهر نامداری قطب فلک کامگاری مرکز دائرهٔ سلطنت اختر برج سعادت گلدستهٔ گلشن لطافت غنچهٔ بوستان سخاوت مردمک دیدهٔ همت مراد بخش نامرادان دلکار شاهزادهٔ والاتبار زاد الله قدره و طال الله عمره مشغول بود" الخ

جمله اوراق کتاب بست و پنج ۲۵۔ و سطور فی صفحه سیزده ۱۳۔

و این رقعه در مجموعهٔ انشاء ابوالفضل که در کتب خانهٔ آصفیه بر نمبر (۱۲۷) فن انشا مربوط است شامل است

رقعاتِ مُلّا منیر

بزبان فارسی مجموعۂ مکاتیب و خطوط وغیرہ است کہ ملا منیر در عہد شاہ جہان
از طرف میرزا صفی المخاطب بہ سیف خان پسر ابوالحسن آصف خان ولد میرزا غیاث بیگ
اعتماد الدولہ طہرانی نوشتہ بود در سال یکہزار و پنجاہ آن را بصورت کتاب جمع نمودہ۔
اول کتاب این است:۔

بر راز شناسان سخن نہفتہ نماند کہ مکاتیبی کہ از زبان خدیو پاک روان سیف خان
بہ بعضی خوانین ستودہ آئین نگارش پذیر کلک بندۂ منیر گردیدہ بود از ہمہ پریشانی
حواس و برہم زدگی خاطر از دیر باز پراگندہ افتادہ" الخ

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ بر نمبر (۴۲) فن انشا مربوط است خط نستعلیق
معمولی۔ مکتوبہ یکہزار و شصت و ہفت ہجری است و آنچہ در فہرست مطبوعہ کتب خانۂ
آصفیہ سنہ تحریر این نسخہ یکہزار و ہفدہ ہجری نوشتہ شدہ سہو است۔

جملہ اوراق نود و نہ ۹۹ و سطور فی صفحہ پانزدہ۔ عبارت خاتمہ این است:۔

تمام گردید بتوفیق من قال علم آدم الاسماء کلہا منشآت منیر روشن ضمیر
بدستخط احقر الانام محمد امین بن محمد افضل خیر خواہ اہل اسلام ساکن قصبۂ سودہرہ مضافی
صوبۂ پنجاب بتاریخ ۲۵ ہر شہر محرم الحرام افاضت برکاتہ بر جمیع اہل اسلام روز
شنبہ وقت نماز پیشین سنہ ۱۰۶۷ ہجری۔

اما حالات ملا منیر پس مولوی خدا بخش خان در محبوب الالباب صفحہ ۲۹۸
گفتہ:۔

ملا منیر پسر ملا عبد المجید ملتانی است۔ لاہور مولد و منشای اوست۔ در
عہد شاہجہان با میرزا صفی المخاطب بہ سیف خان پسر ابوالحسن آصف خان ولد

میرزا غیاث بیگ اعتماد الدوله طہرانی بوده چون میرزا مزبور به نظامت الہ آباد
اختصاص داشت ملا مشار الیه ہمانجا اقامت داشت و خوش میگزرانید آخر الامر
با اعتقاد خان پسر خورد اعتماد الدوله مزبور که حکومت جونپور داشت ربطی بہم
رسانید و از جود و کرم امیر عالی گہر تمتع بر داشت تا اینکه در ۱۰۵۴ھ در اکبر آباد
بساط ہستی در نوشت النعش او را به لاہور بردند مدفونش کردند۔ در نثر نویسی ید طولی
داشت۔

مکتوبات

حافظ محمد علیشاہ خیرآبادی عرف محرم علی شاہ متوفی سنہ ..... حسب همگی یازده رقعات است وآن هم مختصر که به حیدرآباد دکن بنام واجد علی خان صاحب ومیان محمد علی صاحب وحسن خان مندوزئی از مقام خیرآباد ضلع سیتاپور صوبہ اودھ نوشته بودند۔

اول مکتوبات این است۔

"رقعۂ اول خان صاحب مشفق مهربان کرم فرمائے نیاز مندان واجد علیخان صاحب سلامت۔ شیخ الٰہی بخش که از عزیزان جناب شاہ تراب علی صاحب کاکوری هستند و شاہ صاحب در بارۂ روزگار شان به فقیر از مبالغه نوشتند باید بود۔ هذا امیر سند"۔ الخ نسخۂ کتب خانۂ آصفیه که در فن انشاء بر نمبر (۴۰۳) مربوط است بخط طبعی معمولی است۔ نام کاتب و تاریخ کتابت هم در آخر نیست۔ جمله صفحات ۱۰ ده وسطور فی صفحه (۱۲) دوازده۔

ومخفی نماند که حافظ صاحب موصوف به زمانۂ راجه چندولال (۱۸۰۰ء) درین بلدۂ مبارک یعنی حیدرآباد دکن هم آمده بودند واکثر مردمان این دیار از امرا ومتوسطین وغربا به رشتۂ ارادت شان منسلک شدند چنانچه حسن زمان خان ترکمانی حیدرآبادی مصنف قول مستحسن وفقه اهل بیت وغیره وغیره هم از خلفائے شان بودند ونیز حبیب علیشاہ که از امراء اینجا بودند مرید وخلیفۂ شان بودند۔ ومزار حبیب علیشاہ در آبادی جدید بیرون حصار حیدرآباد دکن در محلۂ ڈکنل منڈی مع مسجد موجود است۔

مکاتیب بنام شاه عباس صفوی

و جواب آن

این مجموعه مکاتیب عدیده است که بنام شاه عباس صفوی و منجانب شاه موصوف نوشته شدند۔

مکتوب اول از طرف عبیداللہ خان والی توران بہ شاه عباس صفوی نوشته۔

مکتوب دوم شاه عباس بنام عبداللہ خان در باب صلح۔

مکتوب سوم جواب خط علماء ماوراءالنہر کہ ملا محمد خادم نوشته۔

خط کہف الانام شیخ عبدالسلام از للد بیاران ہند نوشته۔

مکتوب شاه طہماسپ کہ بخواندکار روم نوشته۔

شروع کتاب این است :۔

مکتوبے کہ عبیداللہ خان بہ شاه عباس نوشته۔

نامۂ نامی و صحیفۂ گرامی کہ از جانب سلطنت و نصفت آیات حشمت قباب ایالت انتساب جلالت اکتساب معالی نصاب شرف صدور یافته بود در زمان خوب و ساعت مرغوب رسید۔"

نسخۂ مخزونہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۵۴۔ فن انشاء مرتب است بخط نستعلیق معمولی المکتوبہ بقلم میر علی اکبر ولد میر محمد محسن ذکی الحسینی است۔ تاریخ کتابت یکہزار و دو صد و چہار ہجری نوشته است۔ جملہ اوراق (۵۶) سطور فی صفحہ چہاردہ۔

مکتوبات شاہی

تصنیف جامی بہمان رائے است کہ در سال یکہزار و نود و چہار ہجری از تصنیف آن فارغ شده۔

اول کتاب این است :۔

بعد ادائے حمد و ثنائے کارساز دو جہان و حاجت روائے عالمیان بر ضمیر منیر و خاطر خطیر ناظران این مجموعۂ بے نظیر واضح می گرداند کہ رزاق حقیقی بہ کمال قدرت و حکمت خویش پیش از حلول روح بہ بدن سر انجام حوائج بندہائے خود بہ نیکوترین وجہے می نماید۔

کتاب مرتب است بر سی و چہار فصل و برائے ہر مضمون مثلاً تہنیت تعزیت وغیرہ یک فصل جداگانہ قرار دادہ۔ فہرست جملہ فصول در دیباچہ مذکور است۔

الغرض کتاب خوب است و نہایت مفید۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ بر نمبر (۳۰۱) فن انشاء مربوط است بخط نستعلیق خوشخط بر کاغذ عمدہ است در آخر نام کاتب و سال کتابت نہ نوشتہ۔ اما از خط و کاغذ قیاس میشود کہ بر کتاب تقریباً صد سال گزشتہ جملہ صفحات سہ صد و نود و چہار۔ و سطور فی صفحہ بست و پنج ۲۵۔ کاغذ قطنی کشمیری۔

منشات موسوی خان

ہاشم موسوی کہ مخاطب بہ موسوی خان است در زمان آصف جاہ اول مغفرت منزل المتوفی ۱۱۶۱ھ ہجری بخدمت انشا ممتاز و سرفراز بود ہر قدر عرائض کہ از طرف مغفرت منزل خدمت محمد شاہ بادشاہِ دہلی نوشتہ شد و نیز دیگر پروانہ جات و خطوط کہ بنام وزراء و امراء تحریر شدہ مع فرامین شاہی کہ از دہلی بنام مغفرت منزل صادر شدہ موسوی خان مذکور درین مجموعہ جمع نمودہ۔

اول کتاب این است:-

"عمریست کہ در دار الانشائے صنائع الٰہی برنگ مردمک دیدہ قربانی روز و شب سواد حیرت روشن میکنم و بعینک چشم تماشا در فن بدایع ہستی و وقائع معانی مطالعہ می نمایم اما قدرت بیان ندارم" الخ

نسخہ کتب خانہ آصفیہ بر نمبر (۳۲۹) فن انشا مخزون است بخط نستعلیق صاف بقلم صدر الدین نوشتہ شدہ سال تحریر کاتب نہ نوشتہ۔ اما قدامت خط زاید از یک صد سال نہ باشد۔

جملہ اوراق (۴۱۶) چہار صد و شانزدہ۔ وسطور فی صفحہ (۱۲) دوازدہ۔

نقل عرایض

نام آن منشیات برہمن است۔ چندر بھان برہمن عرائض وغیرہ کہ بخدمت سلاطین و وزراء و امراء نوشتہ بود آن را جمع نمودہ۔

ترتیب کتاب باین طور نمودہ۔

قسم اول نقل عرائض کہ بدرگاہ آسمان جاہ ارسال داشتہ۔

قسم دوم نقل عرائض کہ بعمدہ و زبدۂ ارکان دولت و امراء وقت ارسال شدہ

اول کتاب این است:-

چون از عنوان شباب این برہمن عقیدت کیش را میل و عقیدت بدریافت دقایق شعر و انشا ہم رسید و بعد مطالعہ کتب و تواریخ و نسخہ ہا نظم و نثر متقدمین و متاخرین بمقتضائے سعادت ازلی نقش عبودیت در بارگاہ سلاطین پناہ سلیمان جاہ و صحبت وزرائے رفیع الشان مثل عضد الدولہ آصف خان سپہ سالار و علامۃ العصر و الدوران افضل خان و رکن السلطنت اسلام خان و علامۂ ارسطو فطرت سعد اللہ خان و وزیر اعظم معظم و دستور معظم افلاطون شیم جعفر خان درست نشست الخ

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۱۲۳) فن انشا مندرج است بخط معمولی است در یکہزار و دو صد و چہل و دو ہجری در حیدرآباد دکن بزمانہ دیوانی راجہ چندو لال تقلم گنپت رائے نوشتہ شدہ۔

جملہ اوراق ہشتاد و دو۔ و سطور فی صفحہ مختلف۔

ارجوزہ ابن شحنہ

علامہ ابن شحنہ در علم معانی و بیان یک قصیدہ نظم فرمودہ کہ جملہ اشعار آن زاید از یکصد نیست در ہمین یک صد اشعار جملہ مسائل و مضامین معانی و بیان در نظم کشیدہ۔

این نسخہ در آخر مقصورہ ابن درید کہ بر نمبر (۱۲۵) فن بلاغت مخزون است مجلد ست و مکتوبہ ۱۰۸۴ھ یکہزار و ہشتاد و چہار ہجری است۔ و بخط ہمان کاتب مقصورہ ابن دریدہ است۔

جملہ اوراق پنج ورق۔ و سطور در ہر صفحہ سیزدہ ۱۳۔

اولش این ست۔ الحمد للہ و صلی اللہ علی رسولہ الذی اصطفاہ محمد والہ وسلم۔ و بعد فقد احببت ان انظم۔

و علامہ ابن شحنہ از مشاہیر کاملین و معارف ماہرین بودہ ترجمہ او در طبقات حنفیہ ملا علی قاری مذکور است نام نامی او ابوالولید محمد بن کمال الدین المعروف بابن شحنہ حنفی الملقب بہ شہاب الدین قاضی القضاۃ حلب بودہ۔ در ۹۲۱ھ نہصد و بست و یک ہجری وفات یافت۔

الاعجاز والایجاز

تصنیف ابومنصور عبدالملک بن اسماعیل الثعالبی متوفی ۴۳۰ھ ثلاثین واربعمائة
اول کتاب این است "اما بعد حمد اللہ عز اسمہ والصلوٰۃ علی نبیہ المصطفیٰ
وآلہ فمن الکبایر ان تسیر مولفاتی فی البلاد مسیر الامثال الخ
موضوع کتاب اینکہ کلام ہائے کہ بحد اعجاز رسیدہ یا غایت درجہ دران ایجاز یعنی
اختصار کردہ شد این ہر دو قسم را جمع نماید۔ چنانچہ در خطبہ گفتہ۔
وعنونتہ ای الکتاب بالاعجاز والایجاز اما الاعجاز فکلام اللہ تعالیٰ وکلام
نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم واما الایجاز فلاعیان البلاغة یعنی نام کتاب الاعجاز
والایجاز" مقرر کردم۔ اما اعجاز بس مختص ست بکلام باریتعالیٰ وکلام رسول او۔ وایجاز
بس حصہ صاحبان بلاغت ست۔
کتاب را برائے ابوسعید محمد بن احمد ابن غسان امیر نیشاپور تصنیف نمودہ و بر دہ
باب قسمت کردہ۔
باب اول آیات وکلمات قرآنی کہ بوجہ کمال اختصار بحد معجزہ رسید و بعد ازین اقوال حضرت
خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔
باب دوم مختصرات کلام خلفائے راشدین وصحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم۔
باب سوم کلام سلاطین جاہلیت واسلام وامرائے عظام۔
باب چہارم کلام وزرا وسادات۔
باب پنجم ادبا و بلغاء۔
باب ششم کلام حکماء۔
باب ہفتم کلام علماء وزہاد۔

باب ہشتم کلام ظرفا۔

باب نہم کلام شعراء۔

باب دہم در ادعیہ

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ بر نمبر (۶۰) فن بلاغت مخزون است بخط عرب مکتوبہ سنہ ۱۱۲۹ یکہزار و یکصد و بست و نہ ہجری است۔

جملہ صفحات نود و نہ ۹۹ سطور فی صفحہ بست و یک۔

حاجی خلیفہ این کتاب در کشف الظنون ذکر نمودہ۔

و علامہ یافعی در مرأۃ الجنان در وقائع سنہ ثلاثین و اربعمائہ در ترجمہ علامہ ثعالبی میگوید۔ عبد الملک شاعر صاحب تصانیف ادبیہ و جامع اشتات نظم بودہ۔ کتاب یتیمۃ الدہر فی محاسن اہل العصر و فقہ اللغۃ و سحر البلاغۃ و مونس التوحید از مصنفات او می باشد۔

امالی ابن الشجری

اول باید لفظ امالی را بیان کنیم پس باید دانست که امالی جمع املاست و معنی املا نویسانیدن. طریقۂ درس قدما این بود که استاد و شیخ می نشست و طلبه و متعلمین در حلقہ می نشستند و بدست ہر یکے کاغذ و قلم دوات می بود پس استاد مسئلہ از مسائل علمیہ کہ آن روز درس گفتن منظور نظر داشت شروع می فرمود و تلامذہ گفتار او را می نوشتند بلکہ روز تاریخ و سنہ و مقام درس ہم اکثر اوقات نوشتہ چنین عنوان میکردند مجلس اول یا دوم در شہر فلان روز فلان تاریخ فلان از ماہ فلان از سال فلان ہمچنین ہمیشہ می نوشتند ہر گاہ این مجالس تمام می باشند ہمہ تحریرات روزانہ را یکجا نمودہ نقل می کردند و آن را امالی میگفتند و بعد امالی نام استاد و شیخ داخل میکردند تا معلوم شود کہ املا و انشاء این کتاب از کدام است۔ و چنین می گفتند کہ امالی ابن حجر۔ امالی مالک۔ امالی فلان فلان۔

پس ہمین طور است امالی ابن شجری یعنے نویسانیدۂ ابن شجری و این امالی ہشتاد و چہار مجلس دارد و دوران فوائد و قواعد و نوادر و مسائل و مشکلات ادبیہ صرف و نحو و معانی بیان وغیرہ وغیرہ مذکور است۔

اول کتاب این است۔ اخبرنا الشیخ الاجل المسند ابو حفص عمر بن محمد بن طبرزد البغدادی قراءۃ علیہ و انا اسمع بدمشق فی ذی الحجۃ سنۃ ثلاث وستمائۃ قال اخبرنا السید الشریف العلامۃ ذی الشرفین ابو السعادات ھبۃ اللہ بن علی بن محمد بن حمزۃ العلوی الحسینی المعروف بابن الشجری قراءۃ علیہ و انا اسمع ببغداد قال المجلس الاول۔ الخ

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن بلاغت بر نمبر ہفتاد مخزون است نصف

اول است و بر مجلس چہل و نہم ختم است تاریخ کتابت ۷۹۲ھ ہفتصد و نود و دو ہجری است۔ بخط نسخ عمدہ بخط عرب بر کاغذ گندہ می باشد و نسخہ صحیحہ است۔ جملہ اوراق ۲۰۰ دو صد و سطور فی صفحہ ۲۱ بست و یک۔ و بعد ختم نصف اول چہار مجلس یعنے چہل و ششم تا چہل و نہم نوخط بخط عرب ہم شامل است کہ در آخر آن تحریر است انتھی المجلس التاسع والاربعون وسلوہ المجلس الخمسین یتضمن ذکر الحذف من قولھم فوک وذو ومال الخ

علامہ ابن شجری ضیاء الدین ابو السعادات ہبۃ اللہ بن علی بن محمد بن حمزۃ العلوی الحسنی۔ ولادت او در سال چہار صد و پنجاہ ۴۵۰ھ ہجری و وفات او در ماہ رمضان سال پانصد و چہل و دو ۵۴۲ھ ہجری واقع شدہ و در منزل خود واقع شہر کرخ مدفون گشت واو یکے از علمائے مشہورین کاملین و مورخین و ماہرین بودہ۔ ابن خلکان در وفیات الاعیان (صفحہ ۳۱۷ جلد دوم مطبوعہ ایران حرف الہاء) ترجمہ ابن شجری بکمال بسط نوشتہ۔ ترجمہ بعض نوشتہ می شود۔ میفرماید:۔

ابن شجری امام فن نحو و لغت و اشعار و تاریخ عرب و کامل الفضائل بودہ تصانیف عدیدہ دارد از جملہ آن امالی است کہ آن اکبر تصانیف اوست و کثیر الافادہ است و مشتمل بر ہشتاد و چہار مجالس و متضمن است بفوائد کثیرہ ادبیہ الخ

حالا این کتاب منتخب مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ چاپ شدہ نشر گردیدہ و در مہمات طبع این کتاب ہمین نسخہ کتب خانہ آصفیہ با نسخہ ہائے دیگر معتمد علیہ بودہ

تلخیص المفتاح

جلال الدین محمد بن عبد الرحمٰن قزوینی خطیب دمشق متوفی ۷۳۹ھ کتاب مفتاح العلوم علامہ سکاکی را تلخیص نمودہ آن خلاصہ مشہور بہ تلخیص مفتاح گردیدہ۔

درین کتب خانہ آصفیہ دو نسخہ قلمیہ و یک چاپ یورپ ازان موجود است۔ و در فن بلاغت بر نمبرہائے ۲۱ و ۹۲ و ۱۹۶ مربوط است۔

اما نسخہ نمبری ۱۹۶ بخط نسخ عادی بسیار محشی و صحیح و قدیم مکتوبہ سال نہصد و پنجاہ و ہفت ۹۵۷ ہجری است۔ کاتب آن خدابخش بن قاضی راجو مدرس ہستند۔

جملہ اوراق آن یکصد و سیزدہ ۱۱۳ و سطور فی صفحہ یازدہ ۱۱ است۔

علامہ جلال الدین محمد القزوینی بن عبد الرحمٰن بن قاضی القضاۃ سعد الدین خلف قاضی القضاۃ امام الدین است۔ در شروع عمر خطیب دمشق بودہ بعد ازان ملک ناصر اورا تکلیف قضا داد علامہ مزبور در اختیار و اعتبار باقصے الغایت رسیدہ۔

علامہ یافعی در مرآۃ الجنان در وقائع سنہ اربع و ثلاثین و سبعمائۃ گفتہ کہ او عربی و عجمی و ترکی خوب میدانست و صورت زیبا داشت در عمر ہفتاد و سہ سالگی در سنہ ۷۳۹ ہفتصد و سی و نہ ہجری بعالم آخرت خرامید۔

شرح درة الغواص
فی اوہام الخواص

اصل متن درة الغواص تصنیف شیخ ابو محمد قاسم بن علی الحریری صاحب مقامات متوفی ۵۱۶ھ پانصد و شانزده ہجری ست۔ علامہ حریری درین کتاب اغلاط زبان عربی کہ درمیان خواص مستعمل و متداول بود ذکر نمودہ۔ و در ہر زمان علمائی کرام حواشی و شروح این کتاب تحریر فرمودہ و بعضے آنرا مختصر نمودہ۔ و بعضے بسلک نظم کشیدہ و بعضے بہ تکملہ آن پرداختہ۔ چنانچہ حاجی خلیفہ در کشف الظنون پنج حواشی و سہ شرح و یک مختصر و یک منظوم و یک تکملہ برائی آن ذکر نمودہ منجملہ آن شرح علامہ خفاجی ہم است۔

شرح موجودۂ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن بلاغت بر نمبر ۱۲۱ مخزون است از ہمین علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی المصری (المتوفی ۱۰۶۹ھ تسع و ستین بعد الالف) است حاجی خلیفہ گفتہ ہو شرح لطیف ممزوج۔

اولش اینست:- الحمد للہ الذی جعل حمدہ فی تاج الادب درة۔

در نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ یکصد و ہشتاد و سہ ۱۸۳ ورق است بخط نسخ صاف و در ہر صفحہ بست و یک سطر در آخر نام کاتب خود نوشتہ و ۱۰۷۶ھ کتابت یکہزار و ہفتاد و شش نوشتہ است۔

و در ۱۲۹۹ھ این شرح در مطبع الجوائب چاپ شدہ۔

شرح مذکور در کتب خانہ میوزیم موجود نیست۔ اما اصل درة الغواص انجا موجود است و بر نمبر ۲۹۷ مخزون۔ و در کتب خانہ بانکی پور ہم این شرح وجود ندارد۔ و در کتب خانہ

ریاست رامپور نسخهٔ مطبوعه سنه ۱۲۹۹ یکهزار و دو صد و نود و نه هجری بر نمبر ۹۰-۶ فن آن موجود است و نسخهٔ قلمیه دران کتب خانه موجود نیست۔

و در آخر این کتاب یک تکمله تصنیف شیخ ابو منصور موهوب بن احمد بن محمد بن خضر الجوالیقی هم مجلد است که متضمن است بر بیان اغلاط عوام۔ و جمله صفحات این تکمله پنجاه و هفت است۔ و شروع تکمله این است۔ قال الشیخ الامام ابو منصور موهوب بن احمد بن محمد بن خضر الجوالیقی۔ و نیز حواشی درة الغواص تصنیف شیخین جلیلین ابو محمد عبد الله بن بری و ابو عبد الله محمد بن ظفر هم مجلد است که حاجی خلیفه هم ذکر آن در کشف الظنون نموده جمله صفحات این حاشیه یکصد و شانزده صفحه است و کاتب تکمله و این حاشیه هر دو یکیست اما نام کاتب و سنه کتابت مذکور نیست۔ اول این حاشیه اینست۔ الحمد لله رب العلمین و افضل الصلوة و اشرف التسلیم علی سیدنا محمد خاتم النبیین والمرسلین و علی آله و صحبه اجمعین۔

شهاب الدین احمد بن عمر و قاضی القضاة از تلامذهٔ شیخ الاسلام محمد الرملی و نور الدین علی و خاتمة الحفاظ ابراهیم العلقمی و علی بن غانم المقدسی است۔ همراه پدر بزرگوار خود بحرمین شریفین رفته آنجا از علی بن جار الله استفاده نموده بعد آن در قسطنطنیه رفت و در علم و فضل و کمال شهرت تامه حاصل نمود تصانیف کثیره مفیده ازو در وجود آمده۔ عنایت القاضی حاشیه بیضاوی ازوست که در مصر در سنه ۱۲۸۳ در هشت مجلدات چاپ شده۔

و درین کتب خانه در فن تفسیر از نمبر ۳ تا ۴ موجود است۔

شرح شواهد تلخیص

در تلخیص المفتاح سکاکی هر قدر کہ اشعار برائے سند از شعراء جاہلیت وغیرہ مذکور شدہ شیخ بدر الدین محمد بن رضی الدین محمد الغزی مفتی شام متوفی ۹۸۳ھ نہصد و ہشتاد و سہ ہجری بشرح آن پرداختہ و بکمال بسط و تفصیل ترجمہ ہر شاعر را ذکر نمودہ تراجم سہ صد و پنجاہ (۳۵۰) شاعر دران مذکور است۔ کتاب نہایت مفید نام این شرح "تقویت المعاہد فی شرح تلخیص الشواہد" است۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۱۵۶) فن بلاغت مخزون ست محشی و خوشخط بخط نسخ است در ۱۰۵۱ھ احدی و خمسین والف بقلم حمزہ الحسینی الحنفی نوشتہ شدہ۔ جملہ اوراق کتاب دو صد و ہفتاد و یک (۲۷۱) ورق، سطور در ہر صفحہ بست و پنج۔ اصل اشعار بہ سرخی و شرح بہ سیاہی نوشتہ۔

وعدد آن ورق ہم نوشتہ کہ نام شاعر دران مذکور است۔ اول کتاب این است:۔

یقول فقیر عفو اللہ تعالی ابو البرکات محمد بن محمد الغزی العامری الشافعی لطف اللہ علیہ وعفی عنہ۔ الحمد للہ الذی اطلع بدور المعانی من مشرق البیان۔

شرح قصیدہ لامیہ ساویہ

اصل قصیدہ از صدر الملۃ والدین علامہ ساویست قصیدہ لامیہ است دران مسائل فن عروض وقوافی نظم نمودہ مشتمل بر فوائد کثیرہ وبیانات عجیبہ۔
علامہ سعید بن محمد السعدی شرح آن نمودہ دراول شرح گفتہ اکثرے از اکابر افاضل شروح متعددہ نوشتہ اما بعضے اطناب ممل ودر بعضے اختصار مخل بودہ من ازان شروح این شرح ساختم کہ نہ ممل باشد ونہ مخل بلکہ طلاب را بوجہ احسن معین وکفیل شود شرح بطور قولہ واقوال است۔
شروع کتاب اینست۔ "الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین اما بعد فانہ یقول العبد المعترف بالعجز والقصور الامام العالم الفاضل الکامل المحقق النحریر المدقق نجم الملۃ والدین سعید بن محمد السعدی الخ"
نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ درفن بلاغت بر نمبر ۶۶ مخزون ست۔ نسخہ قدیمہ بخط عرب مکتوبہ ۹۷۹ نہصد وہفتاد ونہ ہجری است۔ بقلم عبد المجید بن عبد السلام الکبانی المالکی نوشتہ شد۔
جملہ صفحات یکصد وبست ویک ۱۲۱۔ سطور در ہر صفحہ سی وسہ سطر۔

شرح مقصورۂ ابن درید

علامہ ابوبکر بن محمد بن الحسن بن درید الازدی متوفی ۳۲۱ھ سہ صد و بست و یک ہجری۔ یک قصیدہ در مدح شاہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن میکائیل و پسر او ابوالعباس اسمعیل کہ در فارس عامل بودند نظم کردہ۔

ابوزکریا یحیی بن علی التبریزی الخطیب المتوفی ۵۰۲ھ بپانصد و دو ہجری شرح آن قصیدہ نمودہ۔ نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ ہمانست و بر نمبر ۱۲۵۔ فن بلاغت مخزون۔

نسخہ بخط نسخ خوشخط۔ اشعار اصل قصیدہ بخط جلی نوشتہ و در میان اشعار یعنے در بین السطور شرح ہر شعر بقلم خفی تحریر نمودہ۔

نسخۂ مذکور بقلم عبدالہادی بن سید محمد الحمیری الیمنی در جامع مسجد اموی در ۱۰۸۴ھ یکہزار و ہشتاد و چہار نوشتہ شد۔

جملہ اوراق نسخہ نوزدہ ۱۹۔ سطر در ہر صفحہ ہفت سطر۔

ترجمۂ خطیب تبریزی۔ پس در کتاب البلغہ فی تراجم ائمۃ النحو واللغہ تصنیف علامہ مجدالدین فیروزآبادی صاحب موجود و نیز در کتب دیگر بشرح و بسط مذکور است

عقود الدرر

فی حل ابیات المطول و المختصر

تصنیف علامہ حسین بن شہاب الدین الشامی العاملی المتوفی ۱۰۷۶ھ است.
علامہ تفتازانی در مطول و مختصر معانی اشعار عربیہ کہ در سند و بیان و تمثیل مسائل وارد کردہ مصنف عقود الدرر شرح آن ابیات درین کتاب نوشتہ است. و تعداد جملہ اشعار کہ در مطول و مختصر است بعد حذف مکررات مصنف عقود الدرر شش صد و یازدہ گفتہ منجملہ آن در مطول پانصد و نود و ہشت چنانچہ در آخر کتاب مذکور است شروع کتاب این ست.

"یا من اطلع فی سماء بیان بدایع البراعۃ اہلۃ المعانی و قرن دلائل الاعجاز باسرار البلاغۃ من آیات المثانی نحمدک حمد العجز عن مختصر تلخیصہ مطول البیان و یقصر عن ایضاح توضیحہ طول التبیان و نشہد انک المنزہ عن عوارض التشبیہ والتمثیل المقدس لا یلیق بجنابک من الکنایۃ والتخییل الخ"

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۵ از فن بلاغت مخزون است بخط شفیعہ معمولی نوشتۂ قلم خان محمد در سال یکہزار و ہشتاد و ہشت ۱۰۸۸ھ ہجری است.
نسخۂ مذکورہ از کتب خانۂ سلاطین دہلی است چنانچہ در آخر آن مہر کتب خانۂ عالمگیر ثبت است و بعد آن در کتب خانۂ طبیب شاہی حکیم مسیح الدولہ بہادر طبیب واجد علیشاہ شاہ اودھ رسید مہر او شان ہم در آخر موجود است.
و عبارت حکیم مظفر حسین خان فرزند مسیح الدولہ ہم بر صفحۂ اول ورق نوشتہ ۱۲۶۹ھ مع مہر شان مرقوم است.

جملہ صفحات [۴۲] چہل و دو۔ و سطور صفحہ [۱۷] ہفدہ۔
[۱۴] چہاردہ ورق اول کتاب بخط جدید بقلم کاتب دیگری باشد باقی جملہ کتاب بخط ہمان خان محمد است و این کتاب در سنہ [۱۳۱۲] در ایران چاپ گشتہ شایع و ذایع است واما ترجمہ علامہ حسین بن شہاب الدین العاملی کہ این جا ندارم خواندہ شود در کتب تراجم مثل خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر للمحبی و امل الآمل للعاملی بہ تمام شرح و بسط مذکور است۔ مصنف رحمۃ اللہ از آل اعیان علما ہست و تصانیف کثیرہ دارد از انجملہ شرح نہج البلاغۃ، ہدایۃ الابرار، ارجوزۃ المنطق، کنز اللآل مشہور و معروف اند۔

عنوان الشرف الوافی

فی الفقه والنحو والتاریخ والعروض والقوافی

شرف الدین بن المقری اسمٰعیل بن ابی بکر الیمنی المتوفی ۸۳۷ھ ہشت صد و سی و هفت ہجری حسب فرمائش سلطان ملک اشرف اسمٰعیل بن العباس کتاب را در فقہ تصنیف نمود و کہ در ضخامت قلیل و در ترتیب و ترصیف عجیب و غریب کہ احدے از علمائے عالیمقام و فضلائے عالیمقام قبل ازیں چنیں تصنیفے نہ کردہ باشد کہ بظاہر یک کتاب باشد و از ہماں کتاب چہار کتب دیگر در فنون مختلفہ پیدا شود۔ پس مصنف ممدوح اصل کتاب چنیں تحریر نمودہ کہ ہر سطر را سہ حصہ نمودہ و حرف اول و لفظ آخر حصۂ اول۔ و لفظ آخر حصۂ دوم۔ و حرف آخر حصۂ سوم را برائے امتیاز بسرخی نوشتہ۔ پس اگر حروف حصۂ اول کہ بسرخی نوشتہ است آنرا مرکب نمائی کتابے در عروض پیدا میشود۔ و از لفظ آخر حصۂ اول کہ بسرخی نوشتہ کتاب تاریخ دولت بنی رسول مرتب میشود۔ و از الفاظ اخیرۂ حصہ دوم کتاب در نحو خواندہ می شود۔

و از حروف اواخر حصۂ سوم در بیان قوافی یک بر می آید۔

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ ولی الحمد و مستحقہ الخ

حاجی خلیفہ در کشف الظنون از علامۂ سخاوی نقل می نماید کہ باعث تالیف این کتاب بدیں منوال است۔ مصنف را خواہش حصول عہدۂ قضا گردیدہ میخواست کہ بعد صاحب قاموس عہدہ قضا بدست او برسد و صاحب قاموس برائے سلطان ملک اشرف کتابے تصنیف کردہ بود کہ اوائل ہمہ سطور از اول تا آخر کتاب حرف الف بود۔ و سلطان موصوف بنظر کمال استعظام آں را دیدہ۔ پس علامہ

ابن المقری نحو است کہ بالاتر و اعلیٰ تر از صاحب قاموس در کتاب نحو صنعت نماید کہ احدے مثل آں نکردہ باشد و ایں کتاب فقہ تصنیف نمود کہ از حروف و الفاظ ہماں کتاب در عروض و تاریخ و نحو و قوافی چہار کتب دیگر پیدا شود مگر تصنیف کتاب ختم نشدہ بود کہ ملک اشرف راہ ملک عدم اختیار فرمود۔ پس ابن المقری کتاب در خدمت سلطان ناصر پسر ملک اشرف پیش نمود و خود سلطان ناصر ملک یمن و شام و جملہ علمائے اعلام بکمال استعجاب آں را دیدند و بہ مدح و ثنائے مصنف علامہ رطب اللسان شدند۔

دریں کتب خانۂ آصفیہ ازیں کتاب سہ ۳ نسخہ موجود است۔
دو ۲ نسخہ قلمیہ بر نمبر ۴۱ فن بلاغت۔ و نمبر ۱۰۱ فن فقہ شافعی۔ و یک نسخہ مطبوعہ بسال ۱۲۰۹ھ یکہزار و دو صد و نہ ہجری در محروسہ مصر بر نمبر ۱۱۶۔ بلاغت مخزون است۔
نسخہ قلمیہ نمبری ۴۱۔ بلاغت بخط نسخ صاف مکتوبہ ۱۱۵۷ھ یکہزار و یکصد و ہفتاد و ہفت ہجری بقلم محمد السہراوی است۔ جملہ صفحات یکصد و پنجاہ و سہ ۱۵۳ و سطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷ و نسخہ ثانیہ کہ در فن فقہ شافعیہ بر نمبر ۱۰۱ مخزون ست۔ جملہ اوراق آں یکصد و سی و شش ۱۳۶ و سطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳ بخط خود مصنف است۔ چنانچہ ازیں عبارت کہ در صفحۂ اول کتاب مرقوم است ظاہر می شود۔

کتاب عنوان الشرف فی الفقہ والتاریخ والعروض والنحو وعلم القوافی تالیف الفقیر الی عفو اللہ تعالیٰ اسمٰعیل بن المقری عفا اللہ عنہ۔

و در پہلوے ایں عبارت تحریر است ازاں تصدیق می شود کہ عبارت مذکورہ بالا و نیز اصل کتاب نوشتۂ قلم خود مصنف است و ہو ہذا:۔

الحمد للہ ھذا الکتاب بخط مصنفہ الشیخ العلامہ اسمٰعیل ابن المقری وکتبہ عبد العظیم البجلی وھو عارف بالمصنف للکتاب وبخطہ عفی اللہ عنہ بمنہ وکرمہ۔

و ہم بر صفحۂ اول کتاب خطوط چند علماء اعلام موجود است کہ شواہد عدل است بر اینکہ کتاب مذکور در مطالعۂ ایشاں بودہ و آں عبارت ایں است:۔

ملکہ افقر الوری راجی لطف ربہ الخفی ابو البقا احمد البقاعی فی ۱۲ ربیع الاول المشرف سنہ ۹۲۵ھ
ثم انتقل الی ملک ولدہ سلیم الدین اداعنہ فی ذی القعدہ سنہ ۹۶۵ھ ثم توفی سلیم الدین
ابن ابی البقا البقاعی فانتقل بالشراء الشرعی من ورثتہ الی ملک الفقیر محمد بن محمد
بن داؤد القریشی فی اواخر جمادی الاخرۃ من شہور سنہ ۹۸۶ھ
دخل فی نوبۃ الفقیر ایوب فی ۱۲ رجب اول سنہ ۱۲۵۲ھ
ملکہ کاتب ھذہ الحروف محمد بن عبد اللہ بن قاضی عجلون (رش) الشہیر بابن ولی
غفر اللہ لھم ولسائر المسلمین والحمد للہ وحدہ۔
الحمد للہ طالعہ وانتخب من فوائد لعبد الفقیر الی رحمتہ ربہ الکریم الازلی محمد بن
عثمان الشافعی السلمی غفر اللہ لھما ولطف بھما ولمن دعا لھما بالمغفرۃ ولجمیع المسلمین
وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون
وسلم۔

و ہم در صفحۂ اول ایں کتاب مسئلہ فقہ تحریر است کہ ازاں ہم کمال عظمت و جلالت کتاب
مذکور ظاہر می شود۔ سوال این است۔ کہ شخصی بر کتاب عنوان الشرف واقف شد
قسم یاد کرد کہ اگر مثل ایں کتابے قبل ازیں تصنیف شدہ باشد زوجۂ مطلقہ بائنہ
بشود پس آیا طلاق واقع خواہد شد یا نہ۔ جواب سوال از علامہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر
کہ طلاق واقع نخواہد شد چراکہ اقل مرتبہ اینست کہ دریں باب شک نمایم
کہ قبل ازیں کتابے دیگر مثل او تصنیف شدہ باشد پس در حالت شک بموجب
قواعد شرعیہ طلاق واقع نخواہد شد۔ جواب ایں سوال علامہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر
الزوفری تحریر نمودہ و علامہ ابوبکر خیاط در جواب اتفاق فرمودہ و بعد اتفاق و
تصحیح آں چنیں فرمودہ:۔
ومن النعم النظر فی ھذا الکتاب وجلدہ لم یظفر لہ بمثال ولا ینسج علی منوال ولا
یلتفت الی قول معاند ولا الی ما قیل حاسد الی آخرہ۔
وایں کتاب در مطابع ہند و مصر چاپ گشتہ شایع و ذایع ہست۔

کتاب العروض

تصنیف شیخ ابوالقاسم علی بن جعفر المعروف بابن القطاع المتوفی ۵۱۵ھ۔
نسخہ قدیمہ بخط عرب نہایت محشی و مخلوط اکثر علماء و طلاب مزین بر نمبر (۶۴)
فن بلاغت مخزون۔

اما نام کاتب و سنہ کتابت ننوشتہ ظاہر انوشتہ کم از صد سال معلوم میشود۔

اما ترجمہ ابن القطاع پس در کتاب البلغۃ فی تراجم اہل النحو واللغۃ تصنیف مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس مذکور ست کہ او در سنہ ۴۳۳ھ ثلث و ثلاثین واربعمائۃ بمقام صقلیہ متولد شد و در سال پانصد ہجری بمصر آمد و سال وفات او دراں مذکور نیست۔ اما سال وفات در کتاب شذرات الذہب لابن العماد الحکری و قاموس الاعلام للزرکلی و دیگر کتب تراجم پنجصد و پانزدہ سنہ ۵۱۵ ہجری نوشتہ است۔

کشف الغموض

فی شرح العروض

در بیان قوافی بزبان عربی تصنیف عبد السّلام بن علی بن الحسین متوفی سہ
ترجمہ عبد السلام بن علی بن الحسین در کتب متداولہ تراجم ندیافتم۔ در کشف الظنون
ہم ذکر نہ نمودہ جملہ اقسام اوزان اشعار بتفصیل بیان نمودہ۔
اول کتاب اینست،۔ الحمد للہ الذی جعل العروض میزان الکلام الخ
نسخۂ کتب خانہ آصفیہ بر نمبر (۱۷) فن بلاغت مخزون است بخط عرب مکتوبہ
سال ہشصد و یک ہجری ست (۸۰۱ھ)
آخر کتاب،۔ ھذا آخر ما دعل نامن کشف الغموض فی شرح العروض والحمد
للہ حق حمدہ والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین اجمعین۔
جملہ اوراق پنجاہ و ہشت۔ سطور فی صفحہ چہاردہ۔
در فہرست ہائے موزہ برطانوی و کتب خانہ خدیویہ ازیں کتاب اثرے نیافتم
وچنانکہ می دانم ہنوز بہ طبع ہم نہ رسیدہ۔ در آخر یک رسالہ دیگر پنج ورق شامل است
تصنیف ابو عبد اللہ محمد المعروف بابی الجیش الانصاری الاندلسی المتوفی ۶۲۶ھ و
۶۲۷ھ کہ در آن ہم مختصراً بیان جملہ اقسام بحور ذکر کردہ۔
و ایں رسالہ ہم مکتوبہ ہماں کاتب معلوم میشود۔
و ابو الجیش صاحب رسالہ عالمے است مشہور بفن عروض و یک قصیدہ معروف
دریں فن از وست کہ بہ قصیدۂ خزرجیہ مشہور است در ۱۲۶۲ھ در روم طبع شدہ

و در سنہ ۱۹۱۲ء بمقام آستانہ ہم بچاپ رسیدہ و استاذ باسَت فرانسیسی بزبان فرنساوی ترجمہ ہم نمودہ ایں قصیدہ با ترجمہ استاذ موصوف بمقام الجزائر در سنہ ۱۹۰۲ء طبع گشتہ است۔

لطف الرمز والاشارہ
الیٰ خبایا زوایا حسن العبارہ

علامہ محمد علی بن علان الصدیقی الاشعری الشافعی المکی المتوفی ۱۰۵۷ھ یک ہزار و دو و پنجاہ ہفت اولاً یک منظومہ در بیان اقسام استعارہ تصنیف کردہ نام حسن العبارۃ مقررہ نمودہ۔ بعد آں حسب فرمایش بعض طلبہ برآں در سال یکہزار و ہفتاد و چہار ہجری شرحی نوشتہ۔ ایں ہماں شرح است۔ اولش این است:
"الحمد للہ الذی من یفہم لطیف الرمز والاشارۃ الی ما انطوی من المحاسن الاحاسن فی طی حسن العبارۃ وجعل للبیان اکرم منہج للوصول الی معاتب الکلام فی الوضوح الخ"

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۳۷ فن بلاغت مخزون است بخط عرب معمولی است نام کاتب مرقوم نیست۔ اما سال تحریر در آخر کتاب یکہزار و چند عشرات و چہار نوشتہ۔ اما عدد عشرات مشکوک شدہ۔
جملہ صفحات پنجاہ و سہ ۵۳۔ و سطور فی صفحہ بست و سہ ۲۳۔

ترجمۂ مصنف در خلاصۃ الاثر جلد رابع از صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۹ مطبوعۂ مصر موجود است چند سطور از اول ترجمہ مذکورہ خلاصۃ الاثر نقل می شود۔ وصاحب ترجمہ ہو واحد الدہر فی الفضائل مفسر کتاب اللہ تعالیٰ ومحی السنۃ بالدیار الحجازیہ ومقری کتاب صحیح البخاری من اول الی آخرہ فی جوف کعبۃ اللہ احد العلماء المفسرین والائمۃ المحدثین عالم الربع المعمور صاحب تصانیف الشہیرہ الخ

مختصر کتاب العمدہ

اصل کتاب العمدہ تصنیف ابوعلی حسن بن رشیق الازدی المتوفی سنہ ۴۶۳ھ چہار صد و شصت و سہ ہجری موضوع کتاب بیان فضائل و محامد و محاسن شعر است۔
کتاب را برائے علی ابن الرجال تصنیف نمودہ۔ و یکصد و سہ باب قرار دادہ۔
باب اول در فضیلت شعر۔ باب دوم تردید کسانیکہ شعر را مکروہ می دانند۔ باب سیوم اشعار خلفاء و قضاۃ۔ ہمین طور جملہ یکصد و سہ (۱۰۳) باب است۔
نسخہ خطیہ ازین کتاب مکتوبہ سنہ ۱۲۱۴ھ یکہزار و دو صد و چہاردہ ہجری درین کتب خانہ بر نمبر ۴۔ فن بلاغت موجود است۔
و کتاب مذکور در سنہ ۱۳۲۵ھ در مصر چاپ شدہ۔ این نسخہ مطبوعہ ہم در کتب خانہ موجود است
و مقصود اینجا ذکر مختصر العمدہ است کہ در فن بلاغت بر نمبر ۱۶۵۔ مخزون است
علامہ ابوبکر محمد بن سعید الملک بن محمد بن السراج النحوی اللغوی المصری المتوفی ۵۴۹ھ
از کتاب العمدہ این را مختصر و منتخب نمودہ۔
اولش اینست۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ ثقتی۔ التعلیق من کتاب العمدۃ فی محاسن الشعر وآدابہ لابی علی حسن بن رشیق الازدی الذی الفہ لابی الحسن بن علی بن ابی الرجال۔
نسخہ موجودہ خوشخط بخط عرب مکتوبہ سنہ ۱۰۳۹ھ یکہزار و سی و نہ ہجری۔ جملہ صفحات دو صد و بست و نہ (۲۲۹)۔ و سطور در ہر صفحہ بست۔
و در سنہ ۱۱۹۳ھ یکہزار و یکصد و نود و سہ ہجری عبد اللہ بن عیسیٰ این نسخہ را مقابلہ با نسخۂ دیگر نمودہ و تصحیح کرد۔
اما جلالت و نبالت ابن السراج در کتب تاریخ مثل نفح الطیب وغیرہ مذکور

است۔ حاجی خلیفہ در ذکر کتاب العمدہ لابن رشیق القیروانی دو مختصر ذکر کردہ ولیکن ذکر این مختصر در آن نیست۔ و بہ ظاہر این کتاب تا حال بچاپ نہ رسیدہ۔

مطول

شرح مفتاح سکاکی (ابو یعقوب یوسف بن ابوبکر المتوفی ۶۲۶ھ) کتاب مشہور و معروف و متداول بین الطلبۃ والعلماء۔

علامۂ سعد الدین تفتازانی متوفی در ۷۹۲ھ ہفتصد و نود و دو ہجری بر تلخیص مفتاح سکاکی دو شرح تحریر کردہ یکے مختصر دیگر مبسوط۔ اول را نام مختصر کردہ کہ مشہور بہ مختصر معانی است دوم را مطول۔

کتاب مذکور حاوی و جامع جملہ اقسام و انواع معانی و بیان میباشد۔ اول کتاب منیتہ الحمد للہ الذی الھمنا دقایق المعانی والبیان وخصصنا ببدایع الایادی وروایع الاحسان۔

درین کتب خانۂ آصفیہ پنج نسخہ قلمیہ کاملہ آن بحمد اللہ حسب تفصیل ذیل در فن بلاغت موجود است۔

نمبر ۹۔ محررہ ۱۰۲۷ھ یکہزار و بست و ہفت ہجری صفحات ۲۹۴ سطور ۲۲

نمبر ۱۹۔ مکتوبہ ۱۰۷۵ھ یکہزار و ہفتاد و پنج ہجری۔ اوراق ۲۵۸ سطور ۱۸

نمبر ۱۹۲۔ نوشتہ ۱۰۹۲ھ یکہزار و نود و دو ہجری۔ اوراق ۲۷۹ سطور ۱۹

نمبر ۱۹۸۔ ناقص الآخر۔

نمبر ۱۹۹۔ مکتوبہ ۱۰۸۹ھ یکہزار و ہشتاد و نہ ہجری۔ اوراق ۲۷۱ سطور ۱۹

مخصوص یک نسخہ ازان کہ بر نمبر (۹) مخزون ست۔ عدیم المثال و محشی و مزین بحواشی ارباب کمال از اول تا آخر کدامی صفحہ ازان از حواشی مفیدہ و معریٰ نخواہی یافت علاوہ برین شش ورق در اول و ہفت ورق در آخر است کہ دران فوائد کثیرہ و عبارات مفیدہ بطور حاشیہ و شرح نوشتہ است وہم این نسخہ مزین بخطوط علماء اعلام می باشد۔

۲۹۴

خط عرب نسخ متوسط است. جملہ صفحات این نسخہ دو صد و نود و چہار مع اوراق زوائد در اول و آخر. سطور در ہر صفحہ سی و دو. متن از سرخی و شرح از سیاہی نوشتہ.
مطول در ایران در سنہ ۱۲۷۴ بکمال خوشی و صحت چاپ شدہ و این نسخہ مطبوعہ ہم درین کتب خانہ بر نمبر ۸۰ فن بلاغت موجود.
و در لکھنؤ ہم بزمانۂ سلطنت اودھ چاپ شدہ بود اما کامل نبود تا بحث ما انا قلت طبع شدہ بود. در بھوپال ہم در سنہ ۱۳۱۱ یکہزار و سہ صد و یازدہ ہجری چاپ شدہ و این نسخہ ہم در کتب خانۂ آصفیہ بر نمبر ۲۳۶ موجود است.
علامہ سعد الدین مسعود بن عمر بن تفتازانی از علماء اعلام و کملاء عالی مقام بودہ فضائل و مناقب آن علامۂ زمان در کتب تاریخ و رجال مذکور و مسطور است.
ولادت او در سنہ ۷۲۲ ہفتصد و بست و دو ہجری در تفتازان واقع شدہ و ایام طفولیت بہ تحصیل علوم مشتغل شدہ تا آنکہ در سن شانزدہ سالگی شرح کتب زنجانی فرمودہ و در تمام عمر خود بسیارے از کتب مفیدہ در اکثر فنون تصنیف نمودہ. وفات علامہ تفتازانی در سنہ ۷۹۲ ہفتصد و نود و دو ہجری واقع شدہ.

الوافی بحل الکافی
فی علم العروض والقوافی

اصل کافی دربیان عروض وقوافی تصنیف ابوالعباس احمد بن شعیب مشہور بہ خواص است۔ علامہ شیخ عبدالرحمن بن عیسیٰ بن مرشد حنفی مفتی حرم شریف مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً متوفی سنہ ۱۰۳۷ھ درسال یکہزار وچہاردہ ہجری بمقام جدہ شرح آن تصنیف نمودہ ودرسال یکہزار وسی ویک ہجری مسودہ اش را تبییض کردہ۔

اولش این ست:۔

"اللہم یا کافی المہمات یوم الفصل والمیزان یا وافی العطیات من وافر الفضل وکامل الاحسان الخ"

علامہ شارح حسب درخواست بعض تلامذہ خود این شرح نوشتہ چنانچہ بعد خطبہ گفتہ:۔

"قد التمس منی بعض اعزاء الطلبۃ علی واجلاء المستفیدین لدی حین قرأتہ علی کتاب الکافی فی علمی العروض والقوافی للامام العلامۃ الادیب ابی العباس احمد بن شعیب الشہیر بالخواص بلغہ اللہ تعالیٰ مرتبۃ عبادۃ الخواص ان اعلق علیہ شرحا یوضح معانیہ" الخ

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۶۳ فن بلاغت مربوط است بخط نسخ عرب مکتوبہ عہد مصنف بقلم محمد بن ابراہیم بن علی بن عبداللہ درسال یکہزار وسی وہشت ہجری است جملہ صفحات ہفتاد ودو[۷۲]۔ وسطور فی صفحہ بست ونہ[۲۹]۔

ترجمۂ عبدالرحمن بن عیسیٰ بن مرشد در خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر بکمال شرح

در ہشت صفحہ از ص ۳۶۹ تا ص ۳۷۳ در جلد دوم طبع مصر موجود است۔ ولادت او در ہشصد و نود و پنج ہجری و وفاتش سال یکہزار و سی و ہفت دران نوشتہ فلیرجع الیہ۔

ریاض الصنائع

در علم عروض و قوافی تصنیف اُلفتی حسینی ساوجی متوفی بعد از سنہ ۱۰۸۳ھ یکہزار و ہشتاد و سہ است کہ در زمانہ سلطنت عبداللہ قطب شاہ در حیدرآباد تصنیف نمودہ۔

اولش این است۔

"حمد وافر و ثنائے کامل مبدعی و صانعی را شایان است کہ از امتزاج ارکان عناصر و ازدواج موالید مصرع موزون ترکیب انسان را ترتیب دادہ۔ الخ"

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۳۱۰) فن بلاغت موجود است تقطیع خورد خوشخط شفیعہ آمیز بقلم محمد اسمٰعیل شہدی در سنہ ۱۲۲۷ یکہزار و دو صد و بست و ہفت ہجری در حیدرآباد دکن تحریر شد۔

جملہ صفحات سی و ہشت۔ و سطور فی صفحہ پانزدہ۔

ترجمۂ مصنف بشرح و بسط تمام مع بعض اشعار در جلد اول محبوب الوطن صفحہ ۷۶ تذکرہ شعرائی دکن تصنیف مولوی عبدالجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی مذکور است ملخص آن این ست کہ اُلفتی عالم و فاضل ادیب کامل بودہ در سنہ ۱۰۴۳ یکہزار و چہل و دو ہجری از وطن خود رفتہ وارد ہندوستان شدہ در خدمت خان زمان خوشحال فارغ البال بسر کردہ در سنہ یکہزار و چہل و پنج ہجری بعد انتقال خان زمان خدمت سلطان عبداللہ قطب شاہ رسید و روائح گلشن قطب شاہی در حالات قطب شاہ تصنیف نمودہ تا زمانہ تاناشاہ زندہ بود و بعمر پیرانہ سالی در زمین حیدرآباد بعالم جاودانی خرامید و در مدفن دائرہ میر دفن شد سال وفات او در آن کتاب مذکور نشدہ۔ و لیکن چون سال تخت نشینی تاناشاہ سنہ ۱۰۸۳ھ معلوم میشود کہ بعد سنہ ۱۰۸۳ھ وفات یافت۔

میزان الاشعار

بزبان فارسی در عروض تصنیف میرزا محمد سعید است۔

اولش این است:۔

"جواہر زواہر محمدت سزاوار حضرت داورے است کہ علم عروض را موجب معرفت اوزان صحیح و سقیم اشعار ساخت۔ و لآلی متلالی صلوٰۃ و تحیت نیاز درگاہ پیغمبرے است کہ علم کمال ناطقان نامدار در فضائے الشعراو تلامیذ الرحمان فراغت الخ"

کتاب مرتب ست بر مقدمہ و نوزدہ ابواب و خاتمہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۳۱۱) فن بلاغت مخزون است خوشخط شفیعہ آمیز تقطیع خورد بخط محمد اسمٰعیل مشہدی۔ مکتوبہ ۱۲۷۶ھ یکہزار و دو صد و بست و شش ہجری بمقام حیدرآباد است کہ حسب فرمائش آقا محمد جعفر طہرانی تحریر نمودہ۔

جملہ اوراق (بست و شش ۲۶)۔ و سطور فی صفحہ چہاردہ ۱۴۔

احوال مصنف از کدامی تذکرہ نیافتم۔

الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام

تصنیف شیخ قطب الدین محمد بن احمد الحنفی المکی متوفی ۹۸۸ھ نہصد و ہشتاد و ہشت ہجری بزبان عربی در بیان حالات مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کہ ابتدائً بچہ طور بناء شدہ و کے آن را بنا کردہ و بعد آن ترمیم و تعمیر و زیادت وغیرہ ہرچہ واقع شدہ و ہم بیان خدام و عمال و شرفاء آن بیت الحرام یک یک را بتفصیل تمام تا زمانۂ تصنیف کہ در ۹۸۵ھ نہصد و ہشتاد و پنج است ذکر نمودہ۔ اول کتاب اینست۔

الحمد للہ الذی جعل المسجد الحرام آمنا و مثابۃ للناس۔

کتاب مرتب است بر دہ ابواب۔

خاتمہ۔ ذکر مقامات متبرکہ کہ دران دعا مستجاب است۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ بر نمبر ۴۰۸ فن تاریخ موجود است بخط نسخ خوب مجدول مکتوبہ سنہ ۹۹۶ نہصد و نود و شش ہجری است۔ یعنے یازدہ سال بعد تصنیف این نسخہ بقلم محمد البرلسی نوشتہ شد۔

جملہ صفحات پانصد و دوازدہ (۵۱۲) و سطور در ہر صفحہ بست و دو۔

کتاب مذکور در سنہ ۱۸۵۵ مسیحی و سنہ ۱۲۷۲ ہجری در شہر قسطنطنیہ بمطبع مدرسہ محروسہ بحروف آہنی طبع شدہ۔

آن نسخۂ مطبوعہ ہم درین کتب خانہ بر نمبر (۵۹۲) فن تاریخ موجود است۔ و در قاہرہ ہم در سال یکہزار و سہ صد و سہ ہجری سنہ ۱۳۰۳ طبع شدہ۔

الاوراق فی اخبار آل عباس و اشعارہم

تالیف محمد بن یحییٰ الصولی المتوفی سنہ ۳۳۵ سہ صد و سی و پنج کہ در لعب شطرنج فرید دہر و وحید عصر بودہ تا اینکہ نام او در لعب شطرنج ضرب المثل گردیدہ۔

موضوع کتاب ذکر حالات خلفائے عباسیہ و جمع اشعار شان ست کہ مؤلف بچشم و گوش خود دیدہ و شنیدہ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ مخزون بر نمبر ۱۱۳۱ فن تاریخ است جدید الخط نسخ و از اول ناقص ظاہراً از نسخہ کہ این نسخہ نقل شدہ آنہم از اول ناقص بود۔

اول این نسخہ شروع از یک شعر است کہ بظاہر از میان قصیدہ است.

لما جری و جری لہم فسبق المجید علی..

مصرعۂ ثانیہ ہم ناتمام است با یازدہ شعر دیگر نوشتہ بعد از سرخی این عنوان نوشتہ است "اخبار آبان متصلہ مع البرامکہ اخبارہ مع الرشید"

درین نسخہ دو صد و چہاردہ ۲۱۴ صفحہ و سطور بر ہر صفحہ بست و سہ ۲۳ سطر۔ سال کتابت سنہ ۱۳۱۰

ترجمۂ علامہ صولی بس در وفیات الاعیان تصنیف علامہ ابن خلکان و مراۃ الجنان یافعی تحت وقایع سنہ ۳۳۵ خمس و ثلاثین و ثلثمائۃ بشرح و بسط تمام مذکور ست بعض آن از مراۃ الجنان علامہ یافعی درینجا نقل می شود و آن این است!

"درین سال یعنے سیصد و سی و پنج علامہ اخباری ادیب صاحب تصانیف محمد بن یحیی البغدادی الصولی الشطرنجی فوت شد۔ و علامہ ابن خلکان گفتہ کہ صولی یکے از فضلا و مشاہیر بود و از ابو داؤد سجستانی و ابو العباس ثعلب و علامہ مبرد و غیرہ روایت می کند و از خود صولی حافظ و امام ابو الحسن دار قطنی و امام ابو عبد اللہ مرزبانی و غیرہا روایت می کنند و صولی ندیم و مصاحب خلفاء عباسیہ مکتفی و مقتدر باللہ و راضی بودہ۔

ابن خلکان می گوید کہ اکثر مردم را خیال این است کہ صولی واضع و موجد شطرنج ست حالانکہ این غلط است بلکہ موجد شطرنج صصہ بن داھر ہندی ست کہ برائے راجہ شیرام ایجاد کردہ الخ۔

چنانچہ می دانم الاوراق فی اخبار آل عباس و اشعارہم تاحال بہ چاپ نرسیدہ اما کتاب دیگر کہ ادب الکتاب نام دارد و از تصنیفات ہمین الصولی در مطبعہ سلفیہ مصر در سال ۱۳۴۱ھ بہ تصحیح محمد بہجت الاثری المصری طبع شدہ۔

اولیات

احادیث نبوی کہ دران ذکر اولیات بودہ مثلاً حدیث اوّل من یکسی من الخلایق ابراھیم عن عایشہ۔ و اقوال فضلاء و علما و حکما و عقلا نیز در ذکر اولیات بودہ یکجا جمع نمودہ۔ و بعد ہر قول اگر حدیث است نام راوی می نویسد اگر قول دیگر است نام آن می نگارد۔

نام جامع و مولف معلوم نشدہ اما کتاب قابل قدر و نایاب است و بر نمبر ۲۷۴۔ فن تاریخ مخزون است۔

این کتاب غیر اولیات عسکری است۔

این اولیات در یازدہ ورق است۔ و سطور در ہر صفحہ بست و چہار (۲۴)۔ نام کاتب و سنہ کتابت ہم تحریر نیست۔ اما خوشخط بخط عالمانہ طبعی۔ و ہمراہ این اولیات از ورق شانزدہم یک مجموعہ بطور کشکول بخط ہمین کاتب است کہ بر ورق یکصد و شصت تمام می شود و دران چند رسائل و مضامین متفرقہ مفیدہ باین تفصیل است۔

فوائد متفرقہ شروع از ورق ہفدہ (۱۷)۔ تراجم اکثر نحویین و دیگر علماء۔

رسالہ در بیان سورۂ فاتحہ از ورق یکصد و ہفدہ (۱۱۷)۔

رسالہ عقائد علامہ عضد الدین الایجی از ورق یکصد و بست و نہ (۱۲۹)۔

رسالہ تفسیر فمن یعمل مثقال ذرۃ از علامہ بیضاوی از ورق یکصد و بست و ہفت (۱۲۷)

حاشیہ بر شرح طوالع بر بحث نبوۃ مولفہ سنہ ۱۱۰۰ یکہزار و یکصد ہجری کما ذکر فی آخرھا از ابراہیم بن مصطفے محمد از ورق یکصد و سی و سہ (۱۳۳)۔

فوائد متفرقہ و اشعار عربیہ و تحقیق قبائل عرب۔ ورق یکصد و سی و شش (۱۳۶)۔

اهداء اللطائف

من اخبار الطائف

تصنیف شیخ علامہ ابوالاسرار حسن بن الشیخ علی العجمی المکی الحنفی المتوفی سنہ (قرن یازدہم
هجرة) این تاریخ طائف است دران دو باب است.

باب اول فضائل طائف وج.

باب دوم مساجد و مشاہد و مقابر وغیرہ موجودہ طائف. علامہ عبدالقادر مفتی یحیی
بن قاضی و مفتی مکہ شیخ عبدالقادر الصدیقی الحنفی کہ از اسباط علامہ حسن عجمی است مسودات
جد خود را در ۱۱۷۶ سنہ ست و سبعین و مائة والف مرتب کردہ جمع نمود.

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۱۴ تاریخ می باشد جدید الخط بخط قاسم علی حیدرآبادی
در سنہ ۱۲۹۳ یکہزار و دو صد و نود و سہ ہجری نوشتہ شد.

جملہ صفحات ۱۰۱ صد و یک. سطور فی صفحہ ۱۷ ہفدہ.

بهجة المهج فى بعض فضائل الطائف ووج

تصنیف ابو العباس احمد بن علی بن ابی بکر العبذری الاندلسی ثم البورقی متوفی سنہ رسالہ مختصریست احادیث وحکایات فضائل طائف ووج نمودہ۔

اول این است۔ قال الراجی لمولاہ الخائف مما جناہ احمد بن علی العبذری ثم البورقی عفی اللہ عنہ۔ الحمد للہ ذی الآلاء السنیہ واللطائف بوانا الوادی الشریف وادی الطائف۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ بر نمبر ۳۹۹۔ فن تاریخ مخزون است۔ جملہ ہفت ورق بخط عرب معمولی کاتب نام خود ننوشتہ۔ سنہ کتابت این نسخہ۔ مکتوبہ ۱۳۱۲ھ یکہزار و سہ صد و دوازدہ ہجری است۔ اما منقول از نسخہ مکتوبہ ۱۰۹۳ھ یکہزار و نود و سہ ہجری است۔

تاریخ الحکماء

للعلامۃ الشہرزوری

اصل نام کتاب ۔ "نزھۃ الارواح وروضۃ الافراح فی تاریخ الحکماء الاقدمین والفلاسفۃ المتالھین من الیونانیین والمصریین" است و بہ لفظ تاریخ الحکماء شہرزوری مشہور شدہ مصنف علامہ شمس الدین محمد شہرزوری کتاب را بر دو قسم منقسم ساختہ ۔ در قسم اول حالات حکماء و فلاسفہ یونانیین و حالات یونان و ذکر مدارس یونان وغیرہ نمودہ وہم درین قسم از لغت یونان بحث کردہ ۔ و در قسم دوم بہ ذکر حکماء اسلامیین مثل ابن حنین و زکریا رازی و فخر رازی وغیرہم پرداختہ ۔ اول کتاب این است ۔

الحمد للہ القدیم الازلی القایم السرمدی بجلال احدیتہ عن احداق النواظر المتفرد بکمال صمدیتہ عن الاشباہ والنظائر الخ

در کتبخانہ آصفیہ دو نسخہ موجود است یکے نسخہ کاملہ کہ در فن تاریخ بر نمبر ۶۸۶ مضبوط ست خط آن معمولی کاغذ ہم معمولی تقطیع متوسط ۔ فی صفحہ سیزدہ سطور ۔ اجزاء کتاب بست و نہ جزو چہار ورق ۔ سال کتابت ۱۱۰۱ھ یکہزار و یکصد و یک ہجری ست ۔ نسخہ صحیحہ و تمام نسخہ اکثر جا محشی ۔ در آخر نسخہ بقلم خیر الدین خان ابن محمد المعروف بہ خان عالم خان نوشتہ کہ در ۱۱۹۱ھ من نقل این نسخہ کردم و اصل نسخہ بقدر وسع امکانے تصحیح کردم ۔ وھو ھذہ عبارتہ

وافق نقل ھذہ النسخۃ من النسخۃ المکتوبۃ باول یوم الاربعاء خامس وعشرین من الشعبان سنۃ احدی وتسعین ومائۃ والف من الھجرۃ النبویۃ علیہ وعلی آلہ واصحابہ ازکی الصلوۃ والسلام وقد صححتہ غایۃ الصحۃ علی وسع امکانی وانا محی الدین احمد المشتہر بخیر الدین خان ابن محمد المعروف بخان عالم خان عفا اللہ

عنہما وغفر لہما و لاسلافہما واخلافہما"۔

ونسخۂ ثانیہ کہ بر نمبر (۱۱۰) در فن تراجم مخزون است از اول و آخر ناقص ست و محمد بن عبدالوہاب قزوینی در حواشی چہار مقالہ کہ در ۱۳۲۷ھ ہجری در لیدن در مطبع بریل چاپ شدہ می گوید کہ "کتاب نزہۃ الارواح و روضۃ الافراح شمس الدین محمد بن محمود الشہرزوری کہ مابین ۵۸۶ھ و ۶۱۱ھ تالیف شدہ است"۔

تاریخ صنعا

تصنیف احمد بن عبداللہ رازی متوفی آخر صدی پنجم ہجری۔
درین کتب خانہ آصفیہ جزء سوم این کتاب بر نمبر (۱۲) فن تاریخ موجود است بخط اعجز جملہ صفحات دو صد (۲۰۰) سطور فی صفحہ بست و ہفت (۲۷) مکتوبہ ۱۱۳۹ھ یکہزار و یکصد و سی و ہشت ہجری۔

درین جلد ذکر قدامت صنعا و بناء آن و عمارات آن، ذکر خوشگواری آب و ہوائے آن و اشعار و اخبار متعلقہ بآن و آیات قرآنی و احادیث نبوی و بناء مسجد در آن بحکم آنحضرت و قدوم عیسیٰ و مصلائے حضرت عیسیٰ در آن و اسامی صحابہ کرام حضرات نبوی کہ دران وارد شدند۔ جملہ حالات مفصل تحریر نمودہ۔ کتاب کمیاب است حاجی خلیفہ در کشف الظنون ذکر آن ننمودہ غالباً ندیدہ باشد۔
عظمت و جلالت احمد بن عبداللہ الرازی در فن تاریخ بس او یکے از علمائے یمن بودہ۔ علامہ جبادی می نویسد کہ خاندان او از مقام رے آمدہ و رازی فقیہ حنفی بودہ و در اواخر صدی پنجم این دار محن را خیر آباد گفت۔

تاریخ الملک الاشرف للمصر و المطرف

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر ۱۸ مرتب است نسخۂ قدیمہ بخط عرب نوشتۂ صدی ہشتم می باشد در آخر کتاب محض لفظ سبعمائۃ خوانده می شود احاد و عشرات حک شده تصنیف ملک اشرف متوفی سال ششصد و نود و سہ ہجری است۔

جملہ صفحات چہار صد و بست و دو ۴۲۲ سطور فی صفحہ بست و یک ۲۱۔

ترتیب کتاب بر دو قسم است۔ قسم اول مشتمل بر پنج باب۔

باب اول در سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب دوم خلفائے راشدین رضہ۔

باب سوم ائمہ مہدیین از صحابہ کرام۔

باب چہارم خلفائے بنی امیہ۔

باب پنجم دیگر ائمہ اہلبیت علاوہ خلفائے عباسیہ۔

قسم دوم در ذکر سلاطین۔ در آن ہم پنج باب است۔

باب اول ملوک مصر و شام۔

باب دوم ملوک آفریقہ و قیروان۔

باب سوم ملوک اندلس و مغرب اقصیٰ۔

باب چہارم ملوک صنعا و عدن۔

باب پنجم ذکر زبید و امراء و ملوک آن۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ از اول ناقص است از فصل دوم باب چہارم از قسم ثانی شروع است کہ در آن باب ذکر زبیدیہ است و باب پنجم کہ در آن ذکر اسمٰعیل است۔

قسم دوم از ورق ۱۲۹ کتاب شروع می شود و بر آخر کتاب ختم می شود در آن ہم صرف

باب اول در ذکر ملوک مصر و شام از ابواب پنجگانہ است بظاہر این یک پارہ از کل کتاب میباشد کہ دران دو باب کامل است۔ باب پنجم از قسم اول و باب اول از قسم دوم۔

پس این یک جلد از جملہ مجلدات کتاب معلوم می شود و تمامی کتاب غالباً در چند مجلدات خواہد بود۔

اما مصنف تاریخ مذکور ملک اشرف صلاح الدین خلیل ابن ملک المنصور سیف بن قلاوون ست۔ علامہ یافعی در مرآۃ الجنان در وقایع سنہ ثلاث و تسعین و ستمائہ ذکر او نمودہ۔

و مخفی نماند کہ در کتب خانہ خدیویہ مصریہ یک کتاب بنام تاریخ السلطان الملک الاشرف در جلد پنجم فہرست کتب خانہ مذکور بر صفحہ ۲۲ نوشتہ است اما آن تصنیف یکے از مرد فاضل است کہ نام خود در کتاب ذکر نہ کردہ و کتاب مذکور متضمن حالات سلطان ملک اشرف است کہ وفات ملک مذکور در سال سنہ ۹۰۱ نہصد و یک ہجری واقع شدہ۔ کتاب موجودہ کتب خانہ آصفیہ شروع از حالات حضرت رسالتمآب ست و نیز حالات ہمہ خلفاء و سلاطین دران ذکر کردہ۔ و نیز سال کتابت این نسخہ ہفتصد و چند سال ست و وفات مصنف تاریخ موجودہ کتب خانہ خدیویہ سنہ ۹۰۱ است۔

تحقیق النصرۃ
بتلخیص معالم دار الہجرۃ

تصنیف زین الدین ابوبکر بن الحسین بن عمر العثمانی المراغی متوفی سنہ ۸۱۶ھ ست عشرہ وثمانمائۃ قاضی مدینہ منورہ۔

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ الذی جعل المدینۃ الشریفۃ دار الہجرۃ لرسولہ الخ۔

موضوع کتاب بیان فضائل ومحاسن مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً و بیان مساجد ومقامات متبرکہ ومکانات مشرفہ وغیرہ وغیرہ۔

کتاب مرتب است بریک مقدمہ وچہار باب وخاتمہ۔

مقدمہ مشتمل بر ۳ فصول۔

فصل اول در فضل وشرف مدینہ منورہ۔

فصل دوم بر اسامی شریفہ مدینہ منورہ۔

فصل سوم فضل وشرف مسجد نبویؐ۔

باب اول در بیان ہجرت وورود آنحضرتؐ در مدینہ طیبہ ومسجد قبا ومسجد جمعہ ومسجد مدینہ مشتمل بر ہفت فصول۔

باب دوم در بیان وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بیان وفات صاحبین آنحضرتؐ ف ۴۔

باب سیوم در ذکر بقیع واسمائے شریفہ صحابہ کرام کہ دران آرمیدہ اند ف ۶۵۔

باب چہارم بیان اودیہ منورہ وذکر کندیدگی خندق و بیان حدود وکوہ ہائے مدینہ و دران پنج فصل است۔

خاتمہ۔ در ذکر فضل و شرف موت دران بقعہ مبارکہ۔

ماخذ این کتاب تاریخ ابن بخار است کہ موسوم است بالدرالثمینہ فی اخبار المدینہ و ذیل تاریخ ابن نجار کہ جمال الدین محمد بن احمد المطری تالیف نمودہ ذکرہ المصنف فی اول الکتاب بعد الخطبۃ

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر ۳۰۶ مخزون است۔

خط نسخ نہایت خوشخط بخط عرب کاغذ گندہ عنوانات از طلا نوشتہ۔

جملہ اوراق یکصد و سیزدہ[۱۱۳]۔ سطور در ہر صفحہ پانزدہ[۱۵]۔

کتابت سنہ ۸۷۵ خمس و ثمانین و سبعمائۃ۔ بخط محمد یعقوب بن علی بن داؤد بن عبداللہ بن محمد المالکی

التیجان

بزبان عربی تصنیف ابو محمد عبدالملک بن ہشام صاحب کتاب السیرۃ در بیان سلاطین
حمیر ست۔ مصنف عالیمقام در شروع کتاب تعداد صحف آسمانی کہ بر انبیاء و رسل از ابتدائے
آدم علی نبینا و علیہ السلام تا حضرت رسالتمآب صلعم نازل شدہ بیان کردہ۔ بعد آن حالات و وقائع
از حضرت آدم تا حضرت نوح بیان نمودہ و گفتہ کہ حضرت جبرئیلؑ یک صحیفہ برائے نوح علیہ السلام
آوردہ و گفت این صحیفہ را معائنہ کن بلکہ نزد خود امانت بدار۔ پس چون وقت وفات
حضرت نوحؑ رسید جبرئیلؑ آمد و گفت اے نوحؑ در میان اولاد خود یعنی سام و حام و یافث
قرعہ بینداز قرعہ بنام ہر کہ برآید صحیفہ را بہ او سپرد کن و ہمین طور آن صحیفہ را ہر کس سابق بنام
ہر کدام کہ بنام او قرعہ برآید سپرد کردہ باشد تا اینکہ آن صحیفہ بحضرت خاتم المرسلین برسد۔
پس حضرت نوحؑ قرعہ انداخت و صحیفہ بدست سام آمد و ہمین طور یکے بعد دیگری از اولاد
سام نزد او صحیفہ بطور امانت و وصایت می بود۔

اول کتاب این است:۔

"حدثنا ابو محمد عبدالملک بن ہشام عن اسد بن موسیٰ عن ابی ادریس بن سنان
عن جدہ لابیہ وہب بن منبہ انہ قرأ مائۃ وسبعین کتابا مما انزل اللہ تعالیٰ علی جمیع
النبیین مائۃ کتاب وثلثہ وستون کتابا انزل صحیفتین علی آدم مکتابین صحیفۃ فی الجنۃ
وصحیفۃ علی جبل لبنان وعلی شیث بن آدم خمسین صحیفۃ وعلی اخنوخ وھو ادریس
ثلثین صحیفۃ وعلی نوح صحیفتین صحیفۃ قبل الطوفان وعلی ھود اربعا وعلی ابراھیم عشرین
صحیفۃ وعلی موسیٰ خمسین صحیفۃ وھی الالواح۔ قال اللہ تعالیٰ ان ھذا لفی الصحف
الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ۔ وعلی داؤد الزبور وعلی عیسیٰ الانجیل وعلی محمد الفرقان
صلی اللہ علیہ وعلی جمیع النبیین۔"

در آخر کتاب عبارتے تحریر است ازان معلوم می شود کہ نسخۂ مذکورہ از نسخۂ مکتوبہ بقلم مطہر بن عبد الرحمن بن المطہر کہ در سال یکہزار و سی و چہار ۱۰۳۴ ہجری نقل شدہ منقول است۔

"تاریخ الاصل المنقول عنہ قال کان الفراغ من رقمہ وقت العصر من یوم الاحد الرابع عشر من شہر جمادی الآخرۃ احد شہور سنۃ ۱۰۳۴ اربع وثلاثین بعد الالف من الہجرۃ۔ وذلک بخط الفقیر الی اللہ سبحانہ وتعالی المطہر بن عبد الرحمن بن المطہر کان اللہ لہ"

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۷۴۶ فن تاریخ مربوط است جدید الخط بخط نسخ معمولی است۔ نام کاتب محمد عبد القادر است۔ سال کتابت نه نوشته۔

جملہ صفحات آن چہار صد و سی ۴۳۰۔ و سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

حالات مہدی السودان

اسمہ محمد احمد

ہمگی ہفدہ ورق است خط عرب معمولی طبی بظاہر محررہ سنہ ۱۳۰۲ یکہزار و سہ صد و دو ہجری۔ درین بعض حالات محمد احمد مہدی سودان مذکور است وہم مکاتبات مہدی بخلفاء و جوابات خلفاء بمہدی کتاب براہ خطاطی و قدامت وغیرہ اگرچہ نادر نمی باشد اما بوجہ مضمونش کہ طریقہ خط کتابت مہدی ہادی سودان چہ طوری بود و اتباع مریدین و معتقدین شان اوشان مذہبا در کدامی درجہ می دانستند البتہ قابل قدر است و غالباً کم یاب ہم باشد۔
در فن تاریخ بر نمبر ۴۰۰ مرتب است۔ جملہ صفحات ۳۵ و سطور فی صفحہ ۲۴۔

الحصن الحصین
فی
احوال الوزراء والسلاطین

تصنیف عباس میرزا ابن سید احمد الحسینی آباً والرضوی اُمّاً الاروستانی اصلاً واللکھنوی موطناً ومنشاءً۔

کتاب بزبان عربی است۔ موضوع کتاب تاریخ امراء و وزراء و سلاطین صوبۂ اودھ وخاصتہً تاریخ لکھنو است۔

اول کتاب اینست۔ ان احلی ثمرات تشتھی الیھا النفوس الخ۔

کتاب مرتب است بر سہ باب۔

باب اول در ذکر نواب برہان الملک و اولاد و احفاد نواب مذکور تا انقضای سلطنت صوبۂ اودھ۔

باب دوم در بیان اجہات این خانوادہ۔

باب سوم در ذکر اقارب و اعزہ این خاندان۔

اما نسخہ موجودہ کہ در فن تاریخ بر نمبر ۶۹۲ محض باب اول است و آن ہم ناتمام از حالات نواب برہان الملک شروع و تا حال نواب سعادت علیخان است جملہ صفحات یکصد و ہفتاد و پنج است و سطور فی صفحہ بست و یک۔ خوشخط بخط نسخ۔

این نسخہ مبیضہ اولی است کہ از مسودہ مصنف حسب فرمائش مصنف صاف شدہ و جابجا تصحیح کردۂ مصنف است۔

وہر قدر کہ ہست نہایت مفید و موجب اطلاع بر حالات خاصہ است کہ در دیگر تاریخہائی

لکھنؤ کمتر یافتہ می شود۔

مصنّف مذکور بعد ذکر حالات ہر صوبہ دار اودھ وفیات و مختصر حالات اکثرے از علمأ و حکماء و اطباء و شعراء و روساء و عظام و حکام عالیمقام آن زمانہ ذکر کردہ۔

مصنف مذکور را این حقیر خود دیدہ و مسودات کتاب را بدست شریف او بچشم خود دیدہ ام۔ وفات او در آخر مائۃ ثالثہ عشر در لکھنؤ واقع شدہ و در شبیہ کربلا بنا کردۂ امین الدولہ مدفون است۔ عقب ندارد اما اولاد اعمام و اخوان او بحمد اللہ موجود منجملہ آن حاوی الفضائل و المکارم جامع المحامد والمحاسن سید اعجاز حسین است کہ بحمد اللہ بعلم و فضل عربی و انگلیسی آراستہ و درین بلدۂ حیدرآباد بہ کمال عزت و وقار و دیانت و اعتبار بہ پیشۂ وکالت مشتغل است۔

دول الاسلام

تصنیف علامہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۶ھ ہفتصد و چہل و شش ہجری۔ مرتب بر سنین ہجری تا حالات سال چہل و ہفتصد ہجری نوشتہ۔

اولش این است۔ الحمد للہ العلی الکبیر الخ۔

در شروع کتاب غزوات اسلامیہ را مختصراً نام بردہ و گفتہ کہ این ہمہ غزوات و فتوحات تا سال سیزدہم ہجری واقع شدہ۔

بعد ازان اسامی صحابہ کرام کہ در زمان خلافت دوم بجوار رحمت پیوستند ذکر نمودہ بعد ازان از ۲۱ھ احدی و عشرین شروع نمودہ تحت ہر سال اول وقائع عظیمہ ارضی و سماوی از قسم جنگ و جدال و حدوث زلازل و امساک باران وغیرہ وغیرہ ہر چہ دران سال واقع شدہ می نویسد و در آخر وفیات صحابہ و تابعین و علماء و شعراء و سلاطین و امراء کہ دران سال واقع شد بیان می نماید۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ در فن تاریخ بر نمبر ۱۱ مرتب است۔

صفحات کتاب دو صد و نود و پنج ۲۹۵ سطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹ خط نستعلیق صاف۔ نام کاتب و سنہ کتابت مذکور نیست۔

این نسخہ منقول است از نسخہ مکتوبہ ۷۵۵ھ خمس و خمسین و سبعمائۃ محررہ محمد بن علی الانصاری السخاوی۔

این نسخہ کمیاب بودہ اما درین زمان در مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن چاپ شدہ و در مہمات طبع ہمین نسخہ کتب خانہ آصفیہ معتمد علیہ بودہ علامہ ذہبی از اکابر علمائے محدثین و مشاہیر فضلاء متقدمین است۔ تصانیف کثیرہ مفیدہ در فن رجال و تاریخ تصنیف نمودہ کہ بعض ازان میزان الاعتدال است کہ در لکھنؤ و مصر چاپ شدہ و تذکرۃ الحفاظ است و دول الاسلام است کہ در دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن چاپ شد و بسیار کتب از مصنفات علامہ تا ایندم بطبع نرسیدہ۔

ریحان المروج
و دیباج الفکر المنسوج

تصنیف حسام الدین اسمٰعیل بن ابراہیم بن عطیہ متوفی سنہ ہشتصد و شصت ہجری ست۔
اول کتاب اینست۔ ذکر مؤلف کتاب سیرۃ رسول اللہ ہو ابو بکر محمد بن اسحٰق بن
یسار المطلبی بالولاء الخ۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ بخط عرب مکتوبہ سنہ ہشتصد و ہفتاد و پنج ہجری جملہ صفحات ۳۱۹۔
سہ صد و نوزدہ و سطور فی صفحہ بست و ہفت در فن تاریخ بر نمبر ۲۰ مخزون است۔

کتاب نہایت مفید اولا از بیان نسب سرور کائناتؐ شروع نمودہ بعد آں
تمامی وقائع اسلامی تا وفات آنحضرتؐ ذکر کردہ۔

طبق الحلویٰ وصحاف المن والسلویٰ

تالیف سید عبد اللہ بن علی بن احمد بن محمد بن عبد الالٰہ الوزیر المتوفی ۱۱۴۷ھ یکہزار و یکصد و چہل و ہفت ہجری تاریخ مصر است بزبان عربی مرتب بر سنین ابتداء از سال یکہزار و چہل و شش ہجری ختم بر حالات یکہزار و ہفتاد و ہفت ہجری۔ در ہر سال آنچہ از اعلام و اکابر علماء و حکماء و شعراء و سلاطین و وزراء وغیرہ فوت شدند۔ حالات و تذکرہ شان مفصل می نویسد۔

ذکر ایں کتاب در کشف الظنون نیست۔

اول کتاب اینست۔ "الحمد للہ الذی وعد الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی بلادہ۔ الخ"

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر ۔۱ مخزون است از آخر ناقص است بخط عرب معمول است و کمیاب بظاہر نوشتہ کم از دو صد سال نیست۔ حجم اوراق ۴۳ چہل و سہ۔ سطور فی صفحہ ۲۷ سی و ہفت۔

اما ترجمۂ مصنف بکمال شرح و بسط در کتاب البدر الطالع للامام الشوکانی مرقوم و مذکور است۔

کتاب العبر فی اخبار من مضی و غبر من ملوک الاوائل

تالیف یحیے بن الحسین بن القاسم متوفی ۲۹۸ سنہ دو صد و نود و ہشت ہجری بانی دولت زیدیہ در یمن۔

موضوع کتاب ذکر احوال سلاطین حمیر۔

شروع از ابتدائے خلقت حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام نمودہ۔

اوّل کتاب اینست۔ الحمد للہ الذی خلق الخلق بحکمتہ الخ۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۶۸۲) مربوط است بخط عرب قدیم است از آخر ناقص تا دولت حبشہ در آں مذکور است۔

جملہ صفحات کتاب دو صد و سی و سہ ۲۳۳۔ سطور فی صفحہ بست ۲۰ سطر۔

فتوح مکہ

تالیف شیخ ابوالحسن البکری الواقدی۔ موضوع کتاب حالات فتح مکہ است و تمامی اشعار و قصائد کہ دراں زمان قریش بمقابلہ و بحضور آنحضرتؐ با دیگر اوقات میخواندند ہمہ نام بنام ذکر نمودہ۔

شروع مضمون ازیں مطلب شدہ کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات در مدینۂ منورہ در مسجد خود مع ازواج مطہرات و اولاد امجاد و صحابہ کرام علیہم السلام نشستہ بودند ناگاہ پنج نفر از قریش کہ ابوسفیان و ابوجہل و ضرار و صفوان و عکرمہ حاضر شدند و منجملہ آنہا ابتدا بکلام ابوسفیان نمودہ عرض کرد کہ یا محمد مایاں خدمت شما آمدہ ایم و یک عہد نامہ آوردیم کہ در مدت دو سال و ہشت ماہ درمیان ما و شما جنگ و جدل نباشد الی آخرہ۔

بعد آں تمامی واقعات تحریر و تکمیل معاہدہ و روانگی آنحضرت بقصد فتح مکہ و تعداد عساکر اسلام و رجز ہر یک سردار قبیلہ و فتح مکہ و اسلام آوردن قریش و مراجعت آنحضرتؐ طرف مدینۂ منورہ ذکر کردہ۔

در خاتمہ ایں عبارت تحریر است۔ ھذا ما انتھیٰ الینا من فتوح مکۃ المشرفۃ زادھا اللّٰہ تعالیٰ شرفا و تعظیما و مھابۃ و تمجیدا الخ۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ خط نسخ عرب معمولی است و بر نمبر ۶۸۳ فن تاریخ مخزون۔ جلد و اوراق شصت و دو ۶۲۔ سطور در ہر صفحہ نوزدہ ۱۹۔

سنہ کتابت یکہزار و دو صد و چہل و یک ۱۲۴۱ ہجری است۔

ایں کتاب غالباً کمیاب است حاجی خلیفہ ہم در کشف الظنون نام آں ذکر نہ کردہ۔ اما شیخ ابوالحسن البکری و الواقدی پس کتب رجال و تاریخ واز حالات و عظمت و رفعت شان او مشہور و معلوم۔

محاسن اصفہان

تصنیف ادیب فاضل مفضل بن سعد بن الحسین الماحرونی۔

اولش اینست۔ ان اللّٰہ تعالیٰ ست اسماؤہ وعظمت الاءہ وجل ثناوہ الخ۔

کتاب نہایت مفید ونایاب مشتمل بر حالات اصفہان وحالات ارباب کمالات آنجا نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر ۲۴۲۸ مخزون است نسخۂ قدیمہ خط طبعی نستعلیق جملہ صفحات یکصد و پنجاہ ودو (۱۵۲)۔ سطور فی صفحہ شانزدہ (۱۶)۔

سنہ کتابت یکہزار وسی وہشت ۱۰۳۸ھ ہجری۔

در آخر نسخہ این عبارات نوشتہ است۔ تمت الرسالۃ بعد ان مضی لنصف ..... من یوم الاربعاء من شہور سنۃ الف وثمان وثلثین بسعی العبد جلال الدین بن محمد بن محمد بن امین الطباطبائی الزوارہ ذلک بعد وفاۃ سلطان السلاطین ملک الخراسان شاہ عباس الصفوی اسکنہ اللّٰہ بحبوحۃ جنانہ۔

ونیز بر حاشیہ ورق آخر عبارتے نوشتہ است ازان معلوم میشود کہ نسخۂ مذکورہ منقول شدہ از نسخۂ مکتوبہ ۷۳۲ھ ہفتصد وسی ودو ہجری است۔

مختصر الدول

تالیف ابو الفرج بارکبر بغوریوس بن ہارون الطبیب الملطی النصرانی متوفی سنہ ۶۸۵ خمس و ثمانین وستمائۃ۔

کتاب بزبان عربی است و مرتب بر دہ دول۔

الدولۃ الاولی دولت انبیاء علیہم السلام۔

دولت ثانیہ قضاۃ بنی اسرائیل۔

دولت ثالثہ قضاۃ بنی اسرائیل تا سلاطین بنی اسرائیل۔

دولت رابعہ از سلاطین بنی اسرائیل تا کلدانیین

دولت خامسہ دولت مجوس۔

دولت سادسہ یونانیین۔

دولت سابعہ رومیین و فرنج۔

دولت ثامنہ سلاطین یونانیین متنصرین۔

دولت تاسعہ سلمان مغربی۔

دولت عاشرہ مغول۔

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ الاول بلا بدایہ والاخر بلا نہایہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ در فن تاریخ بر نمبر ۳۸۳۔ نسخہ قدیمہ بخط عرب خوشخط جلد صفحات چہار صد و ہشتاد و چہار (۴۸۴) سطور فی صفحہ ہفدہ (۱۷)۔

مکتوبہ بسنہ ۱۰۰۷ یکہزار و ہفت ہجری۔

این نسخہ در مطالعہ اکثر علماء بودہ چنانچہ در ورق اول و ورق آخر تحریر است۔

کتاب مذکور در شہر آکسفورد در سنہ ۱۶۶۳ء یکہزار و ششصد و شصت و سہ مسیحی و در بیروت

سنہ ۱۸۹۰ع یکہزار و ہشتصد و نود عیسوی بکمال صحت مع فہرست چاپ شدہ۔
مؤلف مذکور در بلدہ ملطیہ از ممالک آسیا صغری در سنہ ۶۲۳ ششصد و بست و سہ ہجری مطابق
سنہ ۱۲۲۶ع یکہزار و دوصد و بست و شش عیسوی متولد شدہ و در سنہ ۶۸۵ ششصد و ہشتاد و پنج ہجری
مطابق سنہ ۱۲۸۶ع یکہزار و دوصد و ہشتاد و شش عیسوی فوت شد مورخ ماہر و طبیب حاذق
بودہ بر قانون ابن سینا در طب و بر ایساغوجی در منطق شرح نوشتہ۔ کما یظہر من اکتفاء
القنوع صفحہ ۷۸۔

مختصر غربال الزمان

اصل غربال الزمان نام کتابے ست کہ آن را حسین بن عبد الرحمن الاہدل متوفی سال ۸۵۵ھ ہشتصد و ہشتاد و پنج ہجری از کتاب مرأة الجنان علامہ یافعی مختصر نمودہ۔ بعد آن ابو زکریا عماد الدین یحییٰ بن ابی بکر العامری متوفی ۸۹۳ھ ہشتصد و نود و سہ ہجری این غربال الزمان را مختصر نمودہ نام آن "مختصر غربال الزمان" معروف شدہ۔

درین کتب خانۂ آصفیہ این مختصر غربال الزمان موجود است و در فن تاریخ بر نمبر (۳۸۲) مربوط است۔ نسخہ بخط عرب قدیم۔ تملیک وغیرہ بر اول صفحہ کتاب اکثر عبارات بقلم اہل علم نوشتہ است۔

شروع کتاب این ست:۔

الحمد للہ الملک الدیان مقلب الازمان کل یوم ھو فی شان الخ۔

در آخر نام کاتب و سنہ کتابت مرقوم نیست۔ اما عبارت خاتمہ این است:۔
قال ملخصہ الفقیہ العارف بقیۃ السلف ابو عبد اللہ حسین بن عبد الرحمن الاہدل نفع اللہ بہ و بسلفہ الخ۔

و بعد ختم کتاب دو ورق دیگر مجلد است کہ بران بخط عرب عبارات مختلفہ و قصیدہ صاحب تحریر است۔

جملہ صفحات کتاب دو صد و شصت و دو ۔ و سطور فی صفحہ سی و دو۔ (۲۶۲ / ۳۲)

و نیز بر حاشیہ ورق آخر بخط احمد بن محمد قاقلی نوشتہ است کہ در سنہ ۱۱۹۳ ہجری من این کتاب را دیدم درین کتاب اسامی چند اہل یمن چنین مذکور است کہ علامہ ذہبی در کتب رجالیہ نیز ذکر آنہا نمودہ۔

مرآة الجنان وعبرة الیقظان

فی معرفة ما یعتبر من حوادث الزمان و تقلب احوال الانسان

تصنیف امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد الیافعی الیمنی المتوفی ۷۶۸ھ ثمان و ستین و سبعمائہ ہجری۔ تاریخ مشہور و معروف و معتبر مرتب بر سالہائے ہجری نبوی۔ ابتداء از سال اول ہجری نمودہ و ختم بر سال ہفتصد و پنجاہ ہجری فرمودہ۔ در ہر سال شروع از وقائع عظیمہ و حوادث جسیمہ مینماید بعد آں اسامی شریفہ علماء و محدثین وغیرہ ہر قدر کہ در سال سال فوت شدہ اند ذکر مینماید تراجم علماء و اعیان از وفیات الاعیان علامہ ابن خلکان و تاریخ ابن سمرة اخذ نمودہ۔ ذکر حضرات صوفیہ بکمال اطناب و استیعاب میفرماید۔ و قدح و اعتراضات علامہ ذہبی کہ بر صوفیہ کرام در کتب رجالیہ نمودہ بہ نہایت زور و شور میفرماید۔

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ المتوحد بالالٰہیة الخ۔

دریں کتب خانہ آصفیہ یک نسخہ کامل قلمیہ بر نمبر (۶۸۷) فن تاریخ مربوط است کہ بخط نسخ خوشخط بر کاغذ خان بالغ با جدول جملہ اوراق است۔ نام کاتب و سال کتابت در آخر مرقوم نیست۔ اما بالظاہر کم از صدی دہم مکتوبہ نخواہد بود لیکن از سیاہی اکالہ نوشتہ است۔ در شروع از بعض اوراق جابجا سطور ضائع شدہ و آیندہ ہم خوف تلف نیز است۔

جملہ صفحات ہفتصد و پنجاہ و دو ۹۵۲۔ و در ہر صفحہ بست و ہفت سطور۔

و نمبر (۶۸۸) النصف الآخر ست بخط نسخ عرب کاغذ گندہ۔ شروع از وقائع سنہ ۴۰۱ احدی و اربعمائة ہجری و ختم بر وقائع سنہ ۷۵۰ خمسین و سبعمائة ہجری۔ مکتوبہ سنہ ۹۱۳ ثلاث عشرة و تسعمائة ہجری۔ نسخہ مخدومہ ملاحظہ فرمودۂ علماء اعلام است در آخر اکثر عبارات فوائد محررۂ علماء موجود است۔ جملہ صفحات چہار صد و سیزدہ ۴۱۳ و سطور فی صفحہ سی و یک ۳۱۔

بعد ختم کتاب بر صفحہ (۱۳۴) یازدہ صفحات دیگر در آخر شامل است کہ در آں مضامین مختلفہ از دست فضلا و طلبہ نوشتہ است ۔
و ایں کتاب از دائرۃ المعارف العثمانیہ چاپ گشتہ شائع و ذائع ہست ۔

النجوم العوالی
فی ابناء الاوائل و التوالی

تالیف شاعر علامہ عبد الملک بن حسن بن عبد الملک الشافعی المکی العصافی ولادت مصنف در ۱۰۴۹ھ یکہزار و چہل و نہ ہجری در مکہ معظمہ واقع شد و وفاتش ہم در مکہ در ۱۱۱۱ھ یکہزار و یکصد و یازدہ ہجری و در مکہ مدفونست۔

شروع کتاب اینست۔ احمد الملک و انما عند حمد الملوک للمالک الخ۔

کتاب مرتب است بر چہار مقصد و خاتمہ و در ہر مقصد و خاتمہ چند ابواب است۔

شروع از بیان نسب شریف آنحضرتؐ و تعداد آباو کرام آنحضرتؐ از جناب آدمؑ تا جناب عبد المطلب نمودہ و بعد آں تمامی حالات آنحضرتؐ از بدو ولادت و ہجرت و بعثت و غزوات وغیرہ تا وفات و ذکر ازواج و اولاد و خلفائے راشدین و خلفاء امویہ و عباسیہ و فاطمیین و ایوبیہ و حالات دولت ترکمانیہ و دولت چراکسہ و دولت عثمانیہ مفصل و مشرح نوشتہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در تاریخ بر نمبر ۔۳۱۰۔ مخزون ست غالباً نصف اول است و تا حالات سنہ ہشتم ہجری است۔ بخط نسخ جدید الخط جملہ اوراق چہار صد و سی۔ ۴۳۰ سطور فی صفحہ بست و سہ۔ ۲۳

اصلی نام کتاب سمط النجوم العوالی است چنانچہ بعد ذکر فہرست مضامین خود مصنف در کتاب ذکر فرمودہ۔

نسخہ کاملہ کتاب مذکور در چہار مجلد در کتب خانہ خدیو مصر موجود است چنانچہ بر صفحہ ۔ ۶۹۔ جلد پنجم فہرست خدیویہ مذکور است۔

کتاب مذکور تا حال چاپ ہم نشدہ۔

نوادر الزمان
فی ملاحم عربستان

تالیف اسکندر افندی ابکاریوس است۔
نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در تاریخ بر نمبر ۷۳۹ مخزون ست جیبضہ اولی است بخط خود مولف۔ ومولف ایں نسخہ را بہ شمس العلماء سید علی بلگرامی ہدیۃ دادہ چنانچہ خط مولف بزبان عربی سنہ ۱۸۸۷ء یکہزار وہشت صد وہشتاد وہفت عیسوی در اول کتاب موجود است وبر پشت آں خط مہر کتب خانہ سید علی بزبان انگریزی ثبت است۔ ودر بیروت سنہ ۱۸۶۱ء یکہزار وہشت صد وشصت ویک عیسوی مصنف کتاب را تصنیف نمودہ وبر نہ فصل مرتب است۔

الفصل الاول۔ فی ذکر ما یتعلق بجبل لبنان وما وقع فیہ من البغی والطغیان۔
الفصل الثانی۔ فی ذکر الوقائع والبلابل التی جرت فی المتن والساحل۔
الفصل الثالث۔ فی ذکر ما جری علی اہل الذبیۃ ومعلقۃ الدامور من الغدر والغرور۔
الفصل الرابع۔ فی ذکر ما اصاب اہل اقلیم جزین۔ والتفاح والخروب من البلایا التی تسحق القلوب
الفصل الخامس۔ فی مذبحۃ حاصبیا التی تلیہا معتلۃ راشیا۔
الفصل السادس۔ فی حصار زحلۃ الذی احوج اہلہا الی الرحلۃ۔
الفصل السابع فی مقتلۃ دیر القمر التی لم تبق ولم تذر۔
الفصل الثامن فی ملحمۃ دمشق الشام التی کثرت فیہا الارامل والایتام۔
الفصل التاسع فی قدوم فواد باشا الی بیروت الخ

جملہ اوراق ہشتاد وسہ ۸۳ وسطور فی صفحہ شانزدہ ۱۶۔

وفیات الاعیان
وانباء ابناء الزمان

تصنیف قاضی شمس الدین احمد بن محمد الاربلی الشافعی مشہور بہ ابن خلکان متوفی سال ششصد و ہشتاد و یکم ہجری (۶۸۱ھ)۔ کتابیست مشہور و معروف دران حالات علماء و فضلاء وغیرہ تا زمانہ خود نوشتہ۔ و ترتیب کتاب بر حروف ہجا نمودہ۔ یعنے کسانیکہ نام شان شروع از الف شدہ مثلاً ابراہیم و احمد و اسحق پس اول ذکر ابراہیم بعد آن احمد و بعد آن اسحق می نماید۔ و این ہمہ اسمائے کہ شروع از الف می شوند در باب الف ضبط نمودہ و اسامی کہ از باء موحدہ منقوطہ در باب الباء و ہمین طور یحیی و یوسف در باب الیاء مثناۃ التحتانیہ ضبط نمودہ۔

و حالات صحابہ کرام و تابعین عالیمقام و بعض دیگر رجال انچہ مصنف مذکور در کتاب ذکر نہ کردہ بود علامہ یافعی صاحب مرآۃ الجنان حالات آن بزرگان در تاریخ خود جمع نمودہ گویا من وجہ تکملہ وفیات نمودہ۔ اول کتاب این است:۔

"بعد حمد اللہ الذی تفرد بالبقاء وحکم علی عبادہ بالموت والفناء وکتب لکل نفس اجلاً لا تجاوزہ عند الانقضاء وسوی فیہ بین الشریف والمشروف والاقویاء والضعفاء احمدہ علی سوابغ النعم وضوافی الالاء حمد معترف بالقصور عن ادراک اقل مراتب الثناء واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شہادۃ مخلص فی جمیع الآناء راج رحمۃ ربہ فی الاصباح والامساء واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ افضل الانبیاء واکرم الاصفیاء والداعی الی سلوک المحجۃ البیضاء صلی اللہ علیہ وعلی الہ السادۃ النجباء صلوۃ دائمۃ بدوام الارض والسماء ورضی اللہ عن ازواجہ واصحابہ البررۃ الاتقیاء الخ"۔

کتاب مذکور در ایران و مصر چاپ ہم شدہ۔ درین کتب خانہ آصفیہ نسخ چاپ و قلمی ہر دو موجود است۔

اما نسخ مطبوعہ بس دو نسخہ چاپ ایران۔ یک بر نمبر ۹۲۳۔ فن تاریخ در یک جلد و یک در دو جلد بر نمبر ۵۷۰ و ۱۷۵ فن تاریخ و ہر دو مطبوعہ سال یکہزار و دو صد و ہشتاد و چہار ہجری می باشد۔ و یک نسخہ چاپ مصری در دو جلد کہ بر حاشیۂ آن کتاب "الشقایق النعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ" است۔ در فن تراجم موجود ست۔

اما نسخۂ قلمیہ کہ بر نمبر ۹۹ فن تاریخ مربوط است بخط ولایت خوشخط بخط نسخ مجدول بجدول طلائی و لوح نیز طلائی است۔ و بدست اکثر اہل علم بودہ و بمطالعہ اوشان رسیدہ چنانچہ بر ورق اول عبارات متعددہ و تحریرات و مواہیر متعددہ ثبت بودہ اما آن را بایعان کتاب حک کردہ اند صرف مہر محمد محسن لکھنوی صاحب کتب خانہ باقی ست و عبارت نوشتہ شان ہم متصل مہر موجود است۔ نسخۂ مذکورہ نوشتہ سنہ ہشتصد و پنجاہ و شش ہجری بقلم عبد اللہ صوفی حسینی است۔ جملہ صفحات سہ صد و چہل و ہفت۔ و سطور فی صفحہ سی و ہفت۔

مختصر حالات ابن خلکان پس در محبوب الالباب مذکور است:۔

"شمس الدین احمد بن محمد الاربلی الشافعی المعروف بابن خلکان سماعت بخاری از ابن مکرم کردہ و اجازت از موید طوسی گرفت و بہ صحبت بسیاری علماء رسیدہ قاضی شام ہم بود در آخر کتاب وفیات گوید چون داخل دمشق روز دوشنبہ ہشتم ماہ ذی حجہ ۹۵۹ سنہ شدم کثرت اشتغال مانع اتمام این کتاب شد تا اینکہ بعد دہ سال رجوع بہ دیار مصر پیش نمودم و چون بہ قاہرہ رسیدم ہیچ شغل نبود پس این کتاب تمام نمودم۔ الحق در احوال اعیان بہترین تصنیف است در تہذیب و ترتیب اسناد و تحقیق احوال داد سعی دادہ کہ الی یومنا مستدل ہر مورخ است صاحب وفیات احوال صحابہ و تابعین و بعضی دیگر فروگذاشتہ و صاحب مرآۃ الجنان داخل کتاب خود ساختہ من وجہ تکملہ وفیات نمود۔ ولادت قاضی شمس الدین در ۶۰۸ سنہ و وفاتش در ۶۸۱ سنہ در قاہرہ رو دادہ"

آثار الوزراء

تصنیف سیف الدین حاجی ابن نظام العقیلی متوفی ـــــ۔

موضوع کتاب۔ حالات وزراء سلاطین ایران از کتب تواریخ معتبرہ مثل تاریخ امام طبری و جامع الحکایات و جامع التواریخ و مقامات خواجہ ابونصر مشکانی وغیرہ (۱۶ کتب) اکثر جامع نمودہ از ابتدا غالباً یک ورق ناقص است۔

مصنف کتاب را بر دو مقالہ مقسوم گردانیدہ۔ و در مقالۂ اوّل دوازدہ باب است۔

باب اوّل در ذکر وزراء و صحابۂ عظام۔

باب دوم در ذکر وزراء سلاطین ما تقدم۔

باب سوم در ذکر وزراء بنی امیہ۔

باب چہارم در ذکر وزراء خلفائے عباسیہ۔

باب پنجم در ذکر وزرائے آل سامان۔

باب ششم در ذکر وزرائے غزنویان۔

باب ہفتم در ذکر وزرائے آل بویہ۔

باب ہشتم در ذکر وزرائے آل سلجوق۔

باب نہم در ذکر وزرائے سلاطین خوارزم شاہی۔

باب دہم در ذکر وزرائے چنگیز خان و اولاد و احفاد او۔

باب یازدہم در ذکر وزرائے مظفر و ملوک غور۔

باب دوازدہم

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ بظاہر مقالۂ اول است و از آخر قدرے ناقص۔ این نسخہ تا باب یازدہم ذکر خواجہ قوام الدین صاحب عیار وزیر شاہ شجاع موجود است ـــ والعلم عند اللہ (؟) کتاب

از آنجا که فهرست کتاب مرقوم است چند ورق کم هست۔ فهرست ابواب تا باب هفتم که در ذکر وزراء آل بویه است۔ موجود۔

نسخهٔ موجوده نمبری ۱۰۵۹ - فن تاریخ - بخط نستعلیق - نسخهٔ قدیمه - جلد اوراق یکصد و هشتاد و نه (۱۸۹) سطور در هر صفحه پانزده۔

کتاب کمیاب و نایاب است۔

در کتب خانهٔ برتش میوزیم ازان یک نسخهٔ کامله موجود است اما بسیار غلط است۔ (فهرست میوزیم ص ۹۶۹) و مصنف خود را خادم وزیر خواجه قوام الدین نظام الملک قوفی می نویسد و بفرمایش وزیر مذکور کتاب را تالیف نموده۔ وزیر مذکور در ۶۹۴ھ به منصب وزارت فائز گشته بود۔

احوال سرداران دکن

بانمبر ۱۰۳۸ ـ مجلد است کہ دران حالات زیادہ تر سرداران مرہٹہ از سیواجی تا جانوجی نگاشتہ نام مصنف و تاریخ کتابت نیست۔

اوّل آن ـ ہزاران شکر خدائے بیچون را کہ بیک لفظ کن این ہمہ چاردہ طبقہ سما۔ الخ

شروع این کتاب از ورق ۵۹ صفحہ ثانیہ وختم بر ورق ۹۷ ـ وبعد آن از ورق ۹۸ تا ۱۰۴ متفرق واقعات کاتب یا مصنف ضبط نمودہ است۔

واز ورق ۱۰۵ تا ۱۱۷ ـ حالات امرائے دکن بہ تفصیل ذیل نوشتہ۔

اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر۔

وامیر الامرا غازی الدین فیروز جنگ بہادر۔

ابو الخیر خان بہادر امام جنگ۔

آصف الدولہ امیر الممالک بہادر۔

حیدر علیخان بہادر

زکریا خان بہادر دلیر جنگ۔

وقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر۔

سراج الدولہ نور الدین خان بہادر ظفر جنگ۔

شجاع الملک امیر الامرا۔

عماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ۔

مجد الدولہ عبد الاحد خان۔

نظام الملک نظام الدولہ آصفجاہ بہادر۔

اخبار المدینہ

علامہ سمہودی در حالات مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کتابے تصنیف و تالیف نمودہ نام آن خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفےٰ قرار دادہ۔

کسے ترجمہ آن بزبان فارسی نمودہ نامش "اخبار المدینہ" مقرر نمودہ۔ پس این ہمہ ترجمہ است۔

شروع کتاب این است:۔

سپاس و ستائش بے شمار پروردگارے را کہ مشرف ساخت مدینہ سکینہ را باقامت و استقامت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ باین سبب مشتاق گردانید دلہائے مومنان را باستماع اخبار مستطابہ و تفصیل نمود و حبیبہ را بزیادتی محبت جہت این و معصوم گردانید عاصمہ را بدرع حصین از آفت طاعون و فتنہ دجال لعین و پاک و مقدس ساخت طیبہ طیبہ را از وبا و داد بلائے حمٰی بنقل آن بسوئے جحفہ ہمین و شفا کرامت فرمودہ دیدہائے مشتاقان جمال و تشنگان زلال را بمتوطن ساختن ایشان در دار الایمان شافیہ پس مسمی شد آن محل شریف و معروف گشت آن موطن مبارک منیف بہ دار الابرار و دار الاخیار الی یوم القرار الخ

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰ فن تاریخ مربوط است بخط عادی بر کاغذ معمولی است۔

جملہ صفحات آن ۲۹۶ و سطور فی صفحہ بست و سہ (۲۳)۔ نام کاتب محمد اشرف است۔

سنہ کتابت سال سوم جلوس بادشاہی نوشتہ اما نام بادشاہ نبردہ تا از ان سال ہجری مطابقت معلوم کردہ شود لیکن نزد بندہ کتاب محررہ صدی یازدہم ہجری تخمیناً می باشد۔

در خاتمہ چنین نوشتہ است۔

"اختتام برین اوراق یافت بروز پنجشنبہ بتاریخ سلخ شہر ذی القعدہ سنہ ۳ از جلوس والا"

"کاتب الحروف محمد اشرف ساکن اٹاوا و السلام۔"

اصل کتاب خلاصۃ الوفا در مصر در سنہ ۱۲۸۵ چاپ شدہ نسخہ مطبوعہ آن در فن سیر این کتب خانہ بر نمبر ۱۱ موجود است۔

اقبال نامۂ جہانگیری

تصنیف میرزا محمد شریف المخاطب بہ معتمد خان متوفی ۱۰۴۹ھ یکہزار و چہل و نہ ہجری ست۔
موضوع کتاب ذکر سلاطین تیموریہ۔
اول کتاب منتہائے بے منتہائے خدائے را الخ
کتاب منقسم ست بر سہ حصہ:-

حصۂ اول۔ از حالات امیر تیمور تا ہمایون بادشاہ۔
حصۂ دوم۔ حالات محمد اکبر بادشاہ۔
حصۂ سوم۔ حالات سلطنت جہانگیر بادشاہ۔ از ابتدائے تخت نشینی بادشاہ موصوف کہ در سال یکہزار و چہاردہ ہجری بودہ تا سال یکہزار و سی و شش ہجری زمانۂ وفات ممدوح۔

درین کتب خانہ سہ نسخۂ قلمیہ آن بر نمبرہائے ۲۳۳ و ۹۰۴ و ۵۳ فن تاریخ موجود ست واین ہر سہ محض حصۂ سوم حالات جہانگیر بادشاہ می باشد۔ و دو نسخہ مطبوعہ بر نمبر ۲۶۷ و ۸۷۳۔
نسخۂ قلمیہ نمبری ۲۳۳ بخط شفیعہ خوشخط در آخر چند ورق جدید الخط نوشتہ حیدر آباد دکن مکتوبہ سال پنجم جلوس شاہ عالم بادشاہ دہلی کہ مطابق بود با یکہزار و یکصد و نوزدہ ہجری۔ جملہ صفحات ۲۴۲۔ سطور فی صفحہ ۱۹۔ نام کاتب غیر مرقوم۔
نسخۂ نمبر ۹۰۴ بخط شکستہ محض حالات دہ سالہ سلطنت شاہ جہانگیر از ابتدائے تخت نشینی تا اوائل یازدہم سال جلوس۔ نام کاتب و سال کتابت ہر دو مرقوم نیست۔ جملہ صفحات ۱۴۴۔ و سطور فی صفحہ یازدہ (۱۱)۔
نسخۂ نمبر ۵۳، بخط نستعلیق معمولی۔ اوراق ۱۰۵۔ و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔ نام کاتب و سال کتابت مرقوم نیست۔

اما دو نسخہ مطبوعہ پس نمبر ۲۷۶ چاپ کلکتہ ہست و محض حصۂ سوم حالات شاہ جہانگیر کہ بتوجہ سوسائٹی کلکتہ در سال ۱۸۶۵ء چاپ شدہ

و نسخۂ نمبری ۳۰۷ نسخہ کامل مطبوعۂ مطبع نولکشور ست کہ دران ہر سہ حصہ کتاب موجود ست در سال ۱۸۷۰ء چاپ شدہ۔

ترجمۂ معتمد خان مفصل و مشرح در کتاب مآثر الامرا مذکور ست۔ و نیز مولوی خدا بخش خان مختصراً ترجمۂ او در محبوب الالباب بر صفحہ ۳ بہ چنین ذکر نمودہ۔

"میرزا محمد شریف المخاطب بہ معتمد خان از امرائے جہانگیر ست در ایران شہرتے نداشت برہ نمونی طالع بہ ہند رسید و بخطاب معتمد خان فائز گشت۔ جہانگیر بادشاہ بروے چندان اعتماد داشت کہ در حرم سرا اُورا باری واد آخر الامر منصب چہار ہزاری و دو ہزار سوار بلند مرتبہ گردید۔ در سال یکہزار و چہل و نہ ہجری وداع جہان فانی نمودہ۔ صاحب مآثر الامرا گوید در تاریخ دانی شہرتے داشت اما از اقبال نامۂ جہانگیری کہ بعبارت سلیس و مربوط نوشتۂ کلک اخبار طراز اوست معلوم می شود کہ سلیقۂ تاریخ نویسی نداشت چہ با وصف عہدۂ عہد نویسی اصلا بجزئیات ضروری نپرداختہ الخ

اکبرنامه

در حالات خرابی حکومت شاه شجاع الملک از شهر کابل و معرکه آرائی اکبر پهلوان که در کابل با انگریزان قتال و جدال نموده۔

بزرگے حمید نام در زمانهٔ محی الدین جیلانی حاکم کشمیر این کتاب نظم نموده۔ در بیان سبب تالیف گفته که روزے در مجلسے ذکر شعر و شاعری بود شخصے گفته که حالا شعر و شاعری از عالم ناپدید شد و بر شعرائے سابقین این کار ختم گردیده۔ ازین کلام مصنف مذکور را غیرت و حمیت عارض شده و بآن شخص گفته که من بنده موجودم هرچه بفرمائید نظم کنم۔ شخص مذکور در جواب گفت۔ جنگ و جدال اکبر پهلوان که در مقابل انگریزان در زمانهٔ شاه شجاع الملک واقع شده نظم بفرما۔ پس مصنف حسب فرمایش او در یک سال این مثنوی نظم نموده۔

اوّل مثنوی اینست۔ خدایا جهاندار اکبر توئی ٭ کرم گستر و بنده پرور توئی

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه که در فن تاریخ به نمبر ۱۱۰۱ مخزون ست بخط نستعلیق کاغذ خان بالغ مجدول طلائی و سرخی است۔ جمله اوراق یکصد و هشتاد۔ سطور در هر صفحه سیزده [۱۳]۔ در آخر نام کاتب و سنه کتابت نیست۔

اکبرنامہ

تصنیف علامہ شیخ ابوالفضل پسر شیخ مبارک ناگوری المقتول سنہ ۱۰۱۱ یکہزار و یازدہ ہجری۔
در حالات و سوانح و وقائع زمانہ اکبر بادشاہ دہلی۔

خطبہ کتاب۔ اللہ اکبر این چہ دریا فتیست ژرف الخ۔

این کتاب در ایشیاٹک سوسائٹی در سنہ ۱۸۷۷ء یکہزار و ہشتصد و ہفتاد و ہفت عیسوی در سہ جلد چاپ ہم شدہ چنانچہ سہ نسخہ مطبوعہ ہم درین کتب خانہ موجود۔ و نسخۂ قلمیہ ہم در سہ جلد می باشد و برنمبر ۹۹۵ و ۱۲۷ و ۲۰۹۷۔ فن تاریخ مخزون ست۔

ثلث اول ازین مجلدات سہ گانہ کہ برنمبر ۹۹۵۔ مرتب است خوشخط نستعلیق تقطیع کلان کاغذ خان بالغ مجدول قابل قدر گران چرا کہ این ہمان نسخہ است کہ از نسخۂ مصنف صاف شدہ و بعد تبیض مصنف علامہ بر آن نظر ثانی فرمودہ و جابجا بر عبارات بیضہ خط کشیدہ قلم زد نمودہ و عوض آن دیگر عبارات از قلم خود تحریر نمودہ۔ تفصیل این مقامات کہ در نظر ثانی مصنف ممدوح تبدیل و تغیر در عبارات و مقامات نمودہ در اول کتاب محررہ حافظ عبدالرحمن امرتسری مصنف صرف و نحو وغیرہ کہ حسب فرمائش شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی نوشتہ بود بر دو ورق جدید موجود است۔

این ثلث اول از کتب خانہ شمس العلماء سید علی بلگرامی خرید شدہ۔

جملہ صفحات این ثلث سہ صد و شصت و ہشت (۳۶۸) و سطور فی صفحہ بست و یک (۲۱)۔ نام کاتب و سنہ کتابت در آخر نیست۔

اما ثلث دوم کہ برنمبر ۱۲۷۔ مخزون است خط معمولی سال کتابت و نام کاتب ندارد جملہ اوراق ۳۳۰ سطور فی صفحہ پانزدہ۔

و ثلث سوم کہ برنمبر ۲۰۹۷۔ مخزون ست آن ہم بخط معمولی جدید الخط۔ جملہ اوراق آن چہار صد و چہار (۴۰۴)

وسطور فی صفحه بست و سه (۲۳)۔ سال کتابت و نام کاتب مرقوم نیست۔

مختصر حالات شیخ ابوالفضل که در محبوب الالباب مولوی خدابخش خان تحریر نموده اینست:-

علامی فهامی شیخ ابوالفضل دومی پسر شیخ مبارک ناگور است در سنه نهصد و پنجاه و هشت هجری بر ساخت وجود قدم نهاد طبع متین و ذهن رسا و فهم عالی داشت در عمر پانزده سالگی از درس نظامیه فراغ حاصل نمود گویند که هنوز بسن بست سالگی نرسیده بود که حاشیه بر شرح طوالع اصفهانی بنظرش در آمد نصف اوراق یا بیشتر کرم خورده بود با اصل کاغذ سفید پیوند داده باندک توجه مبدا و منتهای هر عبارت دریافته مسوده مربوط نگاشت چون نوبت مقابله رسید دو سه جا تغیر بالمرادف یافتند رفته رفته بخدمت اکبر بادشاه بمرتبه جا گرفت که محسود شاهزادگان شد۔ نورالدین جهانگیر بادشاه از شیخ رنجیده بر سر قتل او آماده شد تا اینکه بتاریخ چهارم ربیع الاول ۱۰۱۱ھ یکهزار و یازده هجری بایمای وے کشته شد۔ خان اعظم تاریخ فوت شیخ بطریق تخرجه یافته۔ مصرعه۔

تیغ اعجاز نبی الله سر باغی برید

در حالت شیخ سخنهائے بسیار واقع شد بعضے آفتاب پرست و قومے دهریه خوانند تکفیر شیخ مذکور زبان زد عالم بود۔

شیخ عبدالقادر بدایونی هم از شیخ بدگمانی داشت از معتقدات شیخ قطع نظر کرده میتوان گفت که شیخ در عصر خود مثل خود نداشت در سیاست مدن و تدبیر منزل مانند شیخ دیگرے از هندوستان در زمانه سلطنت تیموریه برنخاست۔

انتخاب ترجمهٔ وقایع بنگاله

از ابتدائے سنہ ۱۷۶۰ع یکہزار و ہفتصد و شصت مسیحی تا یکہزار و ہفتصد و شصت و چہار [۱۷۶۴ع] مسیحی یعنے کوائف چہار سال زمانہ گورنری نواب شمس الدولہ مسٹر ہنری ونسرت بہادر کہ در ۳ جلد بزبان انگریزی چاپ شدہ و بحکم گورنر صاحب موصوف در جمہور شایع شدہ ازان مجلدات فرنسس گلاڈون در زبان فارسی در سال ۱۷۸۸ع یکہزار و ہفتصد و ہشتاد و ہشت عیسوی ترجمہ نمودہ۔

ذکر آن در فہرست لندن بر صفحہ-۲۱۲- مذکور است۔

واین نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر-۷۵۵- تاریخ مرتب ست انتخاب ہمان ترجمہ غالباً می باشد۔

خط این نسخہ معمولی۔ سنہ کتابت و نام کاتب تحریر نیست۔

صفحات یکصد و ہژدہ [۱۱۸]۔ و سطور فی صفحہ چہاردہ [۱۴]۔

اورنگ نامۂ منظوم

تصنیف شیخ رفعت برادر زادۂ شیخ محمد ثنائی متخلص بہ وحشت است۔
درمیان اورنگ شاہ و سلطان مراد بخش جدال و قتال و منازعات، ہرچہ واقع شدہ آن را بہ تفصیل تمام نظم نمودہ۔ اول کتاب این است۔

بنام خدائے کہ از صنع پاک ❊ بکرد آفریدہ خلایق زخاک

و برین شعر کتاب ختم کردہ۔ شعر

کہ از دہر بگر و کید و دغا ❊ ہمیشہ بود مطلب و مدعا

مصنف در آخر گفتہ کہ در مدت یک سال و شش ماہ کتاب را تصنیف کردم و سال تصنیف یکہزار و ہفتاد و دو بود۔ (۱۰۷۲ھ)

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۶۱۲۳) فن تاریخ مرتب است بخط نستعلیق معمولی است نوشتہ سال یکہزار و یکصد و نود و شش ہجری بقلم غلام علی ساکن ظفر آباد است۔
جملہ اوراق دو صد و ہفتاد و ہشت۔ (۲۷۸) و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

بادشاه نامه

حالات ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ دہلی از ابتدائے تخت نشینی بادشاہ ممدوح کہ سال یکہزار و سی و ہفت ہجری بودہ تا سال بستم حکومت کہ مطابق بود بہ یکہزار و پنجاہ و ہفت ہجری۔
تصنیف ملا عبدالحمید لاہوری متوفی ۱۰۶۵ھ یکہزار و شصت و پنج ہجری ست۔

مصنف علامہ کتاب را بر دو حصہ تقسیم نمودہ و ہر حصہ را بنام دور موسوم ساختہ و در ہر دور حالات دہ سال نوشتہ و خطبہ ہر دو رہم جداگانہ نوشتہ۔

خطبہ دور اول اینست۔ نگارین کلامیکہ گذارش دامن سامعہ را جواہر آگین کند الخ

خطبہ حصۂ دوم کہ موسوم است بہ دور دوم اینست۔ سپاس والا اساس دادار کارساز و کردگار بے نیاز الخ

کتاب مذکور در ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ در ۱۸۶۷ء یکہزار و ہشتصد و شصت و ہفت عیسوی بکمال صحت و اہتمام در دو جلد یعنے ہر دور در یک جلد علٰحدہ علٰحدہ چاپ شدہ و آن نسخۂ مطبوعہ درین کتب خانہ بر نمبر۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ در فن تاریخ موجود ست۔

و دو نسخۂ قلمیہ کہ بر نمبر۔ ۲۲۱۔ ۱۲۹۸۔ مربوط است خط معمولی محض دور دوم است۔

اما نسخہ اول نمبر۔ ۲۲۱۔ ناتمام است تا ذکر مراجعت موکب معلّٰی از سیرگاہ کشمیر بدار السلطنت لاہور است۔ جملہ اوراق۔ ۲۶۳۔ دو صد و شصت و سہ۔ و سطور فی صفحہ ۱۴ چہاردہ۔

در آخر بوجہ ناتمامی کتاب نہ نام کاتب است و نہ سال تحریر۔

و نسخۂ ثانیہ کہ بر نمبر۔ ۱۲۹۸ مخزون ست تقطیع کلان۔ از آخر ناقص ست۔ جملہ اوراق یکصد و چہل و سہ ۱۴۳ سطور فی صفحہ بست و یک ۲۱۔ نام کاتب و سنہ کتابت در آخر نیست۔ در فہرست برٹش میوزیم مذکور است کہ:-

شاہجہان از ۱۰۴۶ھ عبدالحمید لاہوری را طلب فرمودہ حکم تحریر حالات زمانہ خود دادہ بود

چنانچہ عبدالحمید از ابتدائے تخت نشینی شاہجہان تا بستم سال حکومت وقائع عہد شاہجہانی نگاشتہ و
بر آن علامہ سعد اللہ خان مدار المہام نظر ثانی نمودہ ۔ بقیہ حالات شاہجہانی از سال بست و یک
جلوس مطابق یکہزار و پنجاہ و ہفت (۱۰۵۷ھ) ہجری تا سی ام جلوس محمد وارث متوفی سنہ ۱۰۹۱ھ
تحریر نمودہ و بر آن علاء الملک تونی المخاطب بہ فاضل خان متوفی سنہ ۱۰۷۳ھ یکہزار و ہفتاد و سہ
ہجری نظر ثانی کردہ ۔

بساط الغنایم

تصنیف منشی لچھمی نارائن متخلص بہ شفیق اورنگ آبادی تصنیف سنہ ۱۲۱۴ یکہزار و دوصد و چہاردہم ہجری است۔

اولش این است :-

الله الله این نوید آمد بگوش ✤ میرساند مژدهٔ تازه سروش

درین اوقات ہمایون و احیان مسرت شحون کہ از شہور سنہ ۱۲۱۴ یکہزار و دوصد وچہاردہ ہجریہ مقدسہ حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بقدر ثلث حصہ سال منقضی شدہ لچھمی نارائن شفیق اورنگ آبادی الاصل راکہ روشناس ارباب کمال است ولیل و نہار در تسوید و تبییض اوراق حالات ہر ناحیہ و دیار مصروف در خاطر گذشت کہ انموذجی در احوال مرہٹہ ہا کہ شریک غالب روساء دکن بلکہ کارکن اند پرداختہ از وکارنامہ مصفا بعبارت سادہ و شستہ در کیفیات نفس الامری ساختہ گردد تا موجب یادگار دور و نزدیک باشد"

منشی لچھمی نرائن شفیق یکے از فضلائے اہل علم بود۔ آباء و اجداد وے از لاہور پنجاب بہ دکن آمدہ بودند بمقام اورنگ آباد کہ در آن وقت دار الخلافۂ ملک دکن بودہ اقامت گزیدہ بودند شفیق را موقع تحصیل زبان پارسی و کسب فضل از اساتذۂ وقت میسر گشتہ خصوصاً علامہ آزاد بلگرامی المتوفی سنہ ۱۱۹۶ کہ در خدمت وے شفیق ذوق تاریخ یافتہ واز تربیتش بر این جلا گشتہ چندین کتابہا تصنیف نمودہ اما کتاب بساط الغنایم احسن کتاب اوست احوال شفیق در کتاب محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن نوشتہ است ولیکن از سنہ وفات خبر نہ دادہ۔

موضوع کتاب۔ بیان حالات روساء مرہٹہ کہ در ملک دکن حکمران بودند۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۸۲ فن تاریخ مربوط است بخط نستعلیق نوشتہ عبدالرزاق

است کہ برائے کتب خانۂ گزیٹیر حیدرآباد در ۱۲۹۷ھ ہجری نوشتہ۔
جملہ صفحات یکصد و ہفتاد و ہفت (۱۷۷) و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

و نیز درین نمبر (۲۸۲) فن تاریخ یک رسالہ بنام کیفیت سلاطین و راجہ ہائے سلف مجلد است آن ہم نوشتہ ہمان عبدالرزاق برائے کتب خانۂ گزیٹیر مرقومہ ۱۲۹۷ھ ہجری می باشد جملہ صفحات آن پنجاہ و ہفت (۵۷) و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

اولش این است:-

"کیفیت سلاطین و راجہ ہائے ماسلف و رئیسان حال بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد اینکہ صوبہ مسطور پنجاہ و سہ سرکار و چہار صد و چہاردہ محال و کاملش شش کرور و شصت لک و نود ہزار و دو صد و بست و ہفت روپیہ باد کم یک آنہ۔

و نیز درین نمبر (۲۸۲) سفرنامۂ دہلی درگاہ قلی خان مکتوبہ میر حیدر حسین در ۱۲۹۱ھ۔

اولش وقتے نواب خان دوران مرحوم یعنے درگاہ قلی خان بہادر سالار جنگ مؤتمن الدولہ مؤتمن الملک برفاقت نواب نظام الملک آصف جاہ بجہان آباد رفتہ بودند خصوصیات آنجا آنچہ بہ نظر در آمدہ بود بقید قلم آوردہ مسطور می گردد۔

این سفرنامہ در حیدرآباد فرخندہ بنیاد در ۱۳۵۲ھ بنام دہلی بارھویں صدی ہجری میں با ترجمۂ اردو بچھاپ رسیدہ و در کتب خانۂ آصفیہ سرکار عالی ہم موجود است۔

و نیز درین نمبر (۲۸۲) یک وقایع سفر بانکل و محاربہ و مجادلہ سکندر جاہ بہ اقوام مرہٹہ بخط ہمان کاتب عبدالرزاق نوشتہ ۱۲۹۷ھ ہجری مجلد است۔ اولش این است:-

"دمی کہ شہر دو مہ تحریر بہ ستیاری پنجہ خورشید انوار از نیام زرنگاری سپہر اخضر ششہ و دو برہم زن ہنگامہ شامیان شب سیہ اختر پرتو افگن ساخت ہفت کشور گشت ماہچہ علم ظفر پرچم نور پاشہ فضائے بانکل و جہان ارو ز جنود نصرت نمود فوج فوج بسر کردگی سران زرین کمر گردن فرازان فولاد خفر جہت تسخیر قلاع و ضبط تعلقہ جات محروسہ فتح علی خان بہادر الملقب بہ ٹیپو سلطان معین و مقرر۔

و ہم درین نمبر (۲۸۲) یک رسالہ در بیان حالات سلاطین بہمنیہ بخط ہمان عبدالرزاق مکتوبہ ۱۲۹۷ھ مجلد است۔ جملہ صفحات آن نوزدہ (۱۹) و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔ درین رسالہ مجمل حالات از سلاطین

بہمنی کہ در ملک دکن سلطنت کردہ اند و ابتدائے سلطنت ایشان کہ از ۷۴۸ھ ہفتصد و چہل و ہشت ہجری تا ۹۲۴ھ نہصد و بست و چہار ہجری بود مدت سلطنت بہمنیہ کہ جملہ ۱۷۶ یکصد و ہفتاد و شش سال بودہ و عدد ایشان چہاردہ بود ذکر نمودہ۔

بیان واقع

تصنیف حاجی عبدالکریم بن عاقبت بن محمد بن خواجہ نجی بن خواجہ محمد رضا۔
اوّل کتاب اینست۔ شعر۔

الہی محفل آں راکن بذکر خود بیانم را ؎ تجلّی شعلہ گردان درسخن شمع زبانم را

درذکر حالات زمانۂ نادرشاہ و محمد شاہ و احمد شاہ از ۱۱۳۵ھ تا ۱۱۶۶ھ۔
مصنف برفاقت حکیم سیّد علوی خاں ہمراہ نادرشاہ از دہلی باجازت محمد شاہ برائے زیارت مقامات مقدسہ رفتہ بود حالات سفر خود و دیگر واقعات زمانۂ شاہان موصوف ذکر نمودہ۔
کتاب بپنج ابواب و خاتمہ مرتب است۔
باب اوّل درذکر عروج و خروج نادرشاہ و آمدن بسمت ہندوستان۔
باب دوم درذکر رفتن نادرشاہ بہ توران و خراسان و مازندران تا ورود دارالسلطنت قزوین
باب سوم دربیان سوانح و وقایع کہ مصنف درسفر دریا و درعراق عرب تا مراجعت خود و نزول بہ بندر ہگلی بچشم خود مشاہدہ نمودہ۔
باب چہارم درذکر بعضے سوانح کہ از ابتداء ورود ہگلی بندر تا انتقال محمد شاہ بادشاہ۔
باب پنجم درذکر وقایعے کہ درایام سلطنت احمد شاہ بادشاہ ہندوستان بوقوع آمد و این باب مشتمل است بر دو مقدمہ۔
مقدمۂ اوّل درذکر کلمات لطیف مردم ظریف۔
مقدمۂ دوم دربیان بعضے عجائب و غرائب کہ سفر مصنف از پردۂ غیب بظہور آمدہ و این مقدمہ مشتمل است بر دو فصل۔
فصل اوّل درذکر گروہ اخیار ابرار خوش گفتار۔
فصل دوم درذکر فرقۂ مردم آزار شنیع کردار و قبیح الوار۔

مصنّف بنام خواجه عبدالرحیم کشمیری ہم مشہور است۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۱۳۱۷۔ فن تاریخ ناقص و تا باب پنجم است۔ بخط شفیعہ۔ جملہ اوراق ہشتاد و پنج۔ سطور فی صفحہ مختلف در بعض صفحہ شانزدہ و بعض ہفدہ و بعض ہژدہ و نوزدہ۔

وخلاصۂ این کتاب بنام واقعات خواجہ عبدالکریم چاپ شدہ است۔

تاج المآثر

تصنیف حسن نظامی نیشاپوری بزبان فارسی است۔

دران حالات و واقعات از ابتدائے سنہ پانصد و ہشتاد و ہفت ہجری (۵۸۷ھ) کہ زمانہ سلطنت معزالدین مشہور بہ شہاب الدین غوری بودہ تا سال ششصد و چہاردہ ہجری (۶۱۴) زمانہ سلطنت شمس الدین التمش نوشتہ۔ کتاب مذکور اول کتابے است کہ تاریخ شہر دہلی نوشتہ شدہ قبل آن کسے تاریخ دہلی نہ نوشتہ بود۔ در نام مصنف قدرے اختلاف است۔ پس خود مصنف در دیباچہ کتاب نام خود حسن نظامی نوشتہ و در روضۃ الصفا نامش صدرالدین محمد بن حسن نظامی مرقوم است۔ و حاجی خلیفہ ہمین نام در کشف الظنون نوشتہ و در فہرست دار الحکومۃ الہندیہ لندن ہم یک نسخہ ازین کتاب موجود است و لیکن بر سال وفات مؤلف اطلاع نہ دادہ۔ و در آخر این نسخہ کہ در کتب خانہ موجود است یک تقریظ از علا محمد بن محمد الجوینی موجود است دران نام مصنف نظام الدین حسن نظامی نیشاپوری تحریر است۔ غرض این اختلاف قابل اعتنائی باشد اکثر اوقات این چنین اختلافات در اسماء می باشد۔

شروع کتاب این است:۔

در صفت ضعف و فتور عجز و قصور یافتہ و دیدۂ فکرت از دیدۂ انوار جمال احدیت او خیرہ و تیرہ گشتہ و سیمرغ بصیرت در اوج ہوا ہویت بال قدرت و امکان گستہ و ہمای روحانیت در پرتو خورشید الوہیت بر استطاعت و توان ساختہ الخ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۲۸۳ بخط نستعلیق۔ نام کاتب و سنہ کتابت در آخر مرقوم نیست جملہ صفحات کتاب ششصد و سی و چہار (۶۳۴)۔ و سطور فی صفحہ نوزدہ (۱۹)۔

تاریخ اسکندری

تصنیف طاہر بن حسن بن علی بن موسی الطوسی متوفی سنہ
بزبان فارسی۔ در حالات اسکندری باشد کتاب از اقوال ابوطاہر طرطوسی ماخوذ است
نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۲۲۹) فن تاریخ مرتب است بخط نسخ معمولی است
اوّل کتاب این است:۔
"الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علی خیر خلقہ و رسولہ محمد و آلہ
اجمعین۔ اما از راویان اخبار و ناقلان آثار و خوانندگان قصص و تواریخ الخ"
کتاب از آخر ناقص است بایں وجہ نام کاتب و سال تحریر معلوم نشدہ اما در قیاس مکتوبہ
کم از کم دو صد سال نہ باشد۔
جلد اوراق سہ صد و شصت و سہ ۔ ۳۶۳ و سطور فی صفحہ بست و چہار ۔ ۲۴

تاریخ ایلچی نظام شاہ

تاریخ خور شاہ بن قباد الحسینی متوفی ۹۷۲ھ سال نہصد و ہفتاد و دو ہجری مدفون در قلعہ گولکنڈہ واقع حیدرآباد دکن۔

کتاب مذکور کمیاب است و مرتب است بر یک مقدمہ و ہفت مقالہ و در ہر مقالہ حسب ضرورت چند گفتار می نویسد۔

مقدمہ در بیان خلقت حضرت ابو البشر جناب آدم علی نبینا و علیہ السلام و رسیدن آنجناب درین خاکدان فانی و ذکر اولادش یکے بعد دیگری تا ذکر سام بن نوح و ذکر انبیائے سابقین۔

مقالہ اولیٰ در ذکر بعضی از ملوک و سلاطین کہ قبل از اسلام بودند و برخے از انبیاء علیہم السلام و افاضل حکما کہ در عصر ایں ملوک ظہور نمودند۔ و درین مقالہ پنج گفتار است۔

مقالہ ثانیہ در بیان تولد و بعثت و ہجرت و غزوات و وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و امامت ائمہ اثنا عشر و وقائع آل مروان و حکومت آلِ عباس۔ و درین مقالہ ہم پنج گفتار است۔

مقالہ ثالثہ در ذکر سلاطینے کہ عہد خلفاء عباسیہ بودند و درین مقالہ سیزدہ[۱۳] گفتار است۔

مقالہ رابعہ در ذکر سلطنت چنگیز خانی و درین مقالہ چہار گفتار است۔

مقالہ خامسہ در بیان سلطنت تیموریہ۔ و درین مقالہ سہ[۳] گفتار است۔

مقالہ سادسہ در ذکر سلطنت شاہ اسمٰعیل صفوی و دران پنج گفتار است۔

مقالہ سابعہ در ذکر سلاطین دہلی و بنگالہ و گجرات و دکن و درین مقالہ نیز پنج گفتار است۔

اول کتاب این است:-

حمد نامحدود و ثنائی غیر معدود و بادشاہی را سزا است کہ دیباچہ کتاب معرفتش را بطراز مقصد

وکنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق اظہار وتجلی داشتہ وجریان قلم قضا کردش لوح تقدیر را از فنا وصور مبدعات واختراع شکل مخترعات نگار خانۂ آفاق وانفس ساختہ شموس معانی نظریہ را از مشارق نفوس عالیہ ومطالع ضمایر صافیہ بہ تحریکات افکار عقلیہ وترتیب مقدمات بدیہیہ طلوع دادہ"

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۳۲۰ فن تاریخ مربوط است خوشخط نستعلیق تقطیع کلان کاغذ عمدہ است اما ناقص است قریب نصف کتاب است تا گفتار ششم از مقالہ سوم است درین گفتار حالات سلاطین سامانیہ مذکور است۔

جملہ صفحات کتاب ۴۴۲ و سطور فی صفحہ بست وپنج می باشد۔

ودر آخر دو ورق نصف نصف ضائع شدہ۔ آن وصلہ کردہ است بوجہ ناتمامی نام کاتب وسال کتابت ہم موجود نیست۔

مصنف مذکور حالات خود را درین کتاب چنین نوشتہ کہ نظام شاہ بہمنی اورا خدمت شاہ طہماسپ ایرانی سفیر مقرر نمودہ فرستادہ چنانچہ مصنف ممدوح بمقام رئے در ماہ رجب سنہ ۹۵۲ ہجری خدمت شاہ طہماسپ رسید وتا نہصد وہفتاد ویک ہجری در خدمت بادشاہ موصوف حاضر بود۔ شاہ طہماسپ حالات خود را بطور سوانح عمری خود نوشتہ بود شاہ طہماسپ یک نقل آن برائے قطب شاہ سلطان حیدرآباد ویک نقل برائے خود خورشاہ عنایت فرمودہ ازین سوانح عمری خورشاہ موصوف جابجا در کتاب خود نقل میکند۔ واین کتاب در ملک ایران در زمانہ سفارت تصنیف وتالیف کردہ۔

تاریخ بنگالہ

از سنہ ۱۱۰۷ یکہزار و یکصد و ہفت ہجری حالات نظام بنگالہ تا وفات نواب علی وردی خان ناظم بنگالہ کہ در سنہ ۱۱۶۹ یکہزار و یکصد و شصت و نہ ہجری واقع شدہ۔

خطبہ کتاب۔ حمد نامعدود واجب الوجود بجز لیست بے تامل الخ۔

کتاب موجب فرمایش نصیر الملک شمس الدولہ بہادر تہور جنگ (مسٹر ہنری وان سی ٹارٹ گورنر فورٹ ولیم کلکتہ) نوشتہ شد۔

مصنف نام خود ننوشتہ اما در نسخہ مخزونہ برٹش میوزیم کہ ذکر آن در فہرست فارسی کتب خانۂ موصوفہ بر صفحہ ۳۱۲ موجود است۔ می نویسد کہ مصنف آن بموجب تحریر انگریزی کہ بر آن نسخہ نوشتہ است منشی سلیم اللہ است۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۳۸ فن تاریخ مخزون است خط شکستہ و اوراق آن پنجاہ و نہ ورق است۔ سطور فی صفحہ ۱۸/۱۷ ہیژدہ۔

ختم کتاب بر این فقرہ است و در سنہ ۱۱۰۲ یکہزار و یکصد و دو ہجری بمرض استسقاء رحلت نمود و سراج الدولہ بمسند نظامت جانشین او شد نام کاتب و سنہ کتابت مذکور نیست۔

خاتمہ این اوراق برین عبارت است:۔

"پسر دوم یعنے پسر دوم نواب نظام الملک آصفجاہ (میر اکبر علیخان معروف میر فولاد خان اگرچہ حدیث السن است اما آداب سپاہی از ناصیۂ او پیدا۔ اولاد دیگر ہم دارد او سبحانہ در زیر سایۂ او برخوردار گرداند"

در ورق آخر صفحہ دوم این مجموعہ بخط انگریزی و تخط مسٹر ڈبلیو اسمو اشر سنہ ۱۷۹۲ عیسوی ثبت قیمت کتاب ہم صاحب موصوف در انگریزی نوشتہ است کہ سی صد و ہشت روپیہ خواندہ می شود۔ و اندرون مجموعہ ورق ۵۹ صفحۂ ثانیہ و بر ورق ۴۱ صفحۂ ثانیہ خلاصۂ

موصوف یادداشت در انگریزی و فارسی نوشته است و جابجا خط سرخ از پنسل صاحب موصوف کشیده۔ و بر ورق اول چند مهر است۔ بعضے آن خوانده می شود یک مهر احتشام الدوله ۱۲۵۶ھ ۔ و مهر دیگر میر ابراہیم علیخان۔

تاریخ بنائے تاج گنج وغیرہ

حالات بنائے تاج گنج (یعنے تاج محل مقبرۂ تاج بی بی) و سکندرہ و موتی مسجد و دیوان خاص شخصے قلمبند نمودہ و کتبہ جات کہ درین منازل و مقبرہا موجود است ہمہ را بجائے خود نقل نمودہ و مساحت و پیمائش ہر مکان یک جا و پیمائش ہر جزو مکان علحدہ علحدہ ہم نوشتہ۔ ہم در تیاری مکان انچہ صرف شدہ مجموعاً ہم نوشتہ و در اجزائے مکان ہر قدر کہ صرف شدہ آنرا علحدہ علحدہ ہم تحریر کردہ۔

غرضکہ بملاحظہ آن جملہ حالات بنائے آن و مصارف آن و کتبہ جات وغیرہ ہمہ بالتفصیل و تشریح معلوم می شود۔

و در خاتمہ کتاب نوشتہ است کہ در مزدوری کارگیران و اوستادان وغیرہ صرف شد چہل کرور و ہفدہ لک و ہشت ہزار و بست و شش روپیہ ہفت آنہ شش پائی۔

شروع کتاب این ست:۔

"آوردہ اند کہ شاہجہان بادشاہ غازی کشورستان تمامی ہندوستان عالیجاہ بلند بارگاہ فیاض الزمان غریب پرور دستمندان ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی مالک ممالک کشورستانی صاحب لوح و القلم بلند افراز سرکشان نوائی ما تعلم مدرس علم ناطق عالم فضیلت مطلق ثانی سابق خدیو جہانبانی الخ"

مصنف نام خود نہ نوشتہ۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر (۶۵۶) مربوط است بخط نستعلیق معمولی است کاغذ ہم پائیدار نیست۔

جملہ صفحات آن یک صد و چہل و ہشت ۱۴۸ و سطور فی صفحہ ہفت ۷۔

در آخر نوشتہ کہ بقلم بندۂ احقر بہادر علی ساکن تاج گنج نوشتہ شد۔

کتاب مذکور در برٹش میوزیم ہم موجود نیست۔

تاریخ بنائے حیدرآباد

شخصے از ارباب ہنود حالات بنائے شہر حیدرآباد دکن و تعمیر عمارات مختلفہ آن و مراسم حشرِ محرم وغیرہ را بزبان فارسی از کتب توزک قطب شاہیہ خدمت راجہ رائے رایان راجہ چمنا راجہ بہادر ابن راجہ شام راج بہادر ہدیہ پیش نمودہ۔

اوّل کتاب این است۔

فاعتبروا یا اولی الابصار از ماجرائے وجود و عدم و عزل و نصب حاکمان و سلاطین والااقتدار موجب تحیّر و تعجب و سبب تاسف و تلہف میگردد و ہرگاہے کہ سرداران دوران و فاتحان زمان چنین باشد تا به سائر الناس چه رسد۔ بیت

گذشتہ خواب و آئیندہ خیال است ⁂ غنیمت دان ہمین سردم خیال است

و در آخر کتاب ذکر تعمیر پل ہوسی ندی قریب دروازۂ چادرگھاٹ نمودہ۔ تاریخ تعمیرش چنین نوشتہ است۔

ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ ⁂ کہ عدلش کسے ندید نگاہ

شد چو حکمش بہ راجہ چندو لعل ⁂ زود ساز د پل بہ شام و پگاہ

ماہر عقل مجبر اسٹورٹ ⁂ پل بنا کرد مثلِ مہر و ماہ

سنہ ۱۲۴۵ ہجری

تیاری پل بر جوئبار موسی قریب دروازۂ چادرگھاٹ بصرف ہشتاد و پنج ہزار روپیہ بالقطع پانزدہ درعہ و چہاردہ و عرض نہ درعہ و طول سہ صد درعہ بنا یافت۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۵۲ فن تاریخ مرتب است بخط نستعلیق معمولی است۔

جملہ صفحات بست و یک و سطور فی صفحہ سیزدہ۔

نام مصنف و کاتب و سال کتابت ہیچ در کتاب مذکور نشدہ۔

تاریخ تاج محل

و

مصارف تعمیر آن

در شہر اکبرآباد یک عمارت مقبرہ عالیشان چنان ساختہ اند کہ شمار آن عمارت در عجائبات عالم است چنین عمارت نادر و عجیب در عالم کم است۔ سیاحان عالم از بلاد بعیدہ برائے معائنہ آن جوق جوق ہمیشہ می آیند و اعتراف بہ ندرت و خوبی آن می کنند۔ نام آن عمارت تاج محل عرف روضہ تاج بی بی است۔ دران مقبرہ بانو بیگم مخاطبہ بہ ممتاز محل عرف تاج بی بی متوفاۃ سنہ ١٠٤٠ یکہزار و چہل ہجری زوجہ شاہ جہان غازی بادشاہ دہلی مدفون است۔

در سنگ کھٹو و سنگ رخام و سنگ سرخ و سنگ یشب و سنگ بیہو کہ دران بکار آمدہ و صرف شدہ مع شمار سنگ ہای ہر قسم و طول و عرض و بلندی ہر سنگ و قیمت ہر یک و مقام آمد آن مفصل و مشرح نوشتہ درین کتاب وجہ تعمیر مقبرہ مذکورہ و نقشہ آن و جملہ مصارف تعمیر و کتبہ جات کہ دران مقبرہ کندہ و نوشتہ است و نام خوشنویسان و معماران و کاریگران و مشاہرہ ہر یک انادرشان و تفصیل سنگ ہا از قسم عقیق یمنی و ہیرا و فیروزہ و زمرد و مونگہ و نیلم و سنگ سلیمانی و عوری و دہنیہ و تابنرہ و سنگ طلائی و مارئے زہر و سنگ گوالیار و سنگ مجوبہ و سنگ موسیٰ و سنگ عیسیٰ و سماق و سنگ مقناطیس و سنگ چقماق و سنگ مرمر کشمیری نیز مصارف و ذکر عمارات دیگر مثل سکندرہ و چوکھنڈی و برج گنج و جلوخانہ وغیرہ وغیرہ ہمہ را مصارف آن ذکر کردہ۔

شروع کتاب این است۔

خلاصہ احوال بانو بیگم مخاطب بہ ممتاز محل عرف تاج بی بی اہلیہ شاہ جہان بادشاہ غازی بنت نواب آصف خان وزیر و پسر زادی نواب اعتماد الدولہ و احوال سکندرہ و موتی مسجد و قلعہ اکبرآباد

و فتحپور سیکری الخ" و تصاویر و عمارات مطبوعه اندرون کتاب جمله شش تصویر است حسب تفصیل ذیل:-

نقشهٔ عام خاص بر ورق (۸)

نقشهٔ روضهٔ اکبر بادشاه بر ورق (۱۴)

نقشهٔ روضهٔ اعتماد الدوله " (۲۲)

نقشهٔ بے نام " (۲۴)

نقشهٔ قلعهٔ اکبرآباد " (۳۰)

نقشهٔ جامع مسجد اکبرآباد " (۳۶)

نسخهٔ کتب خانهٔ آصفیه که بر نمبر ۱۹۰۴ فن تاریخ مخزون است بقلم میرزا مغل بیگ. تاریخ ختم دسمبر یوم پنجشنبه سنه ۱۸۷۶ء یکهزار و هشتصد و هفتاد و شش مسیحی است۔

و در آخر جلد میزان مصارف مندرجه کتاب چهار کرور و هجده لاکھ و چهل و هشت هزار و هشت صد و بست و شش روپیه و هفت آنه شش پائی نوشته است۔

جمله اوراق آن کتاب مع تصاویر چهل و هشت (۴۸) و سطور فی صفحه هفت (۷)۔

این چنین کتابها که در ذکر مفصل تاج محل ساخته شده اند تا بپایهٔ اعتبار نرسند

تاریخ راجاوتی

اول را و مهمله بعد آن الف بعده واؤ بعد آن تاء مثناة فوقانیه بعد آن یاء مثناة تحتانیه۔
تصنیف ولی رام گوشائین۔ اصل در زبان هندی بوده بهوانی داس کایستهه بزبان فارسی ترجمه کرده۔ اول کتاب۔ شعر:۔

بشنو ز ولی وفائی دنیائے شاه ⁂ مغرور مشو بدولت و حشمت و جاه

موضوع کتاب اینکه در دار السلطنت دهلی از ابتدائے کلجگ تا زمانهٔ آخر سلطنت اورنگ زیب که جمله چهار هزار و هفتصد و شصت و هفت سال گذشته بود هر قدر که راجگان هنود و سلاطین اسلام حکمرانی و سلطنت هندوستان نمودند نام هر یک مع تعداد زمانه حکومت او نگاشته و بکمال اختصار حالات هر خاندان راجگان و سلاطین هم تحریر نموده۔
مخفی نماند که حکمائے هنود جمله مدت این دنیائے فانی بچهل و سه لک و هشت هزار سال قرار داده آن را چهار حصه نموده اند و هر حصه را جگ می گویند۔
مدت جگ اول که موسوم است به ست جگ هفده لک و بست و هشت هزار سال۔
مدت جگ دوم که نامش ترتیا جگ است دوازده لک و نود و شش هزار سال۔
مدت جگ سوم که نام آن دواپر جگ است هشت لک و شصت و چهار هزار سال۔
مدت جگ چهارم که حالا همین جگ است چهار لک و بست هزار سال است۔
درین کتب خانهٔ آصفیه دو نسخه ازان بر نمبر ۵۱۹ - و - ۷۷۸ - فن تاریخ موجود است۔
نسخهٔ اولین جدید الخط بخط عادی می باشد۔ و اوراق آن شانزده[۱۶]۔ سطور فی صفحه پانزده۔
نسخهٔ ثانیه بخط شفیعه بیست و پنج[۲۵] ورق۔ سطور فی صفحه پانزده[۱۵]
نام کاتب و سنه کتابت در هر دو نسخه نیست۔ بظاهر نسخهٔ ثانیه تحریر دو صد سال خواهد بود۔

تاریخ راحت افزا

تصنیف محمد علی ابن محمد صادق حسینی حسب ارشاد نواب میر نجف علیخان بہادر شمشیر جنگ تصنیف نمودہ نام آن راحت افزا قرار داد۔ کتاب مذکور منقسم است بر دو باب۔

باب اول ذکر بادشاہان تیموریہ صاحبقرانیہ کہ در ایران و توران حکومت نمودند۔

باب دوم بادشاہان صاحبقرانیہ کہ در ہندوستان بادشاہی نمودند از ابتدای سلطنت امیر تیمور تا زمانہ شاہجہان۔

شروع کتاب این است۔

"مبتدای ہر سخن حمد و ثنای واجب الوجود است بی ابتدا و منتہای ہمہ اشیا سپاس و ستائش حکیم قدیمی است بی انتہا خالقی کہ بیک اشارہ کن فیکون نہ فلک نیلگون را بی ستون مرتفع افراختہ و صانعی کہ بساط زمین را بر بسیط ماء معین پہن و مفروش ساختہ و بہ دستیاری قدرت خود عناصر اربعہ را با امتیاز امزجہ بعضی را بہ بعضی متراکم گردانید و خلعت ارواح و اجساد نمودہ و یک دیگر را با اضداد طبائع و امزجہ گرم محبت و مخلوط با ہم فرمودہ الخ"

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۳۱۳ فن تاریخ مخزون است بخط معمولی نستعلیق در ماہ رمضان ۱۱۸۵ ہجری بقلم مظفر حسین حیدرآبادی حسب فرمایش نواب موسیٰ رضا خان صفوی نوشتہ شد۔ جملہ اوراق یکصد و شصت و ہفت ۱۶۷۔ و سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔ عبارت خاتمہ این است۔

"این چند کلمہ تواریخ حسب الارشاد نواب عالیجناب صوری و معنوی القاب صفوی النژاد دودمان مصطفوی سلالۂ خاندان مرتضوی میر موسیٰ رضا خان صاحب صفوی مدظلہ العالی بتاریخ دوازدہم شہر رمضان المبارک ۱۱۸۵ ہجری نبوی صلعم۔ کاتب کمترین غلامان آل رسول الثقلین عاصی مذنب مظفر حسین حیدرآبادی۔"

تاریخ سندھ

تصنیف محمد معصوم المتخلص بہ نامی و ابن سید صفائی الحسینی الترمذی اصلاً و بکری مسکناً مشتمل بر حالات ملک سندھ است در زمانۂ سلطنت جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی تصنیف شدہ۔

شروع کتاب این است۔

"بر ضمائر صافیہ کارآگاہان عالم بے اساس و خواطر ذاکیہ ہوشمندان سخن شناس مخفی و مستور نخواہد ماند کہ این صحیفہ ایست لطیفہ مشتمل بر اخبار فتح سندھ و وقائع حرب لشکر اسلام با عساکر کفار بد فرجام و مدت حکومت گماشتگان خلفائے بنی امیہ و بنی عباس و حکامے کہ بعد انقضائے زمان ایشان لوائے حکومت در بلاد سندھ برافراشتند و ذکر استیلائے حکام ارغونیہ و مدت حکومت ایشان و وقایع محاربات و تسخیر نمودن بعضے بلاد و ولایات و حالات امور تا زمان انقراض حیات ایشان و انتقال نمودن ولایات تحت فرمانروایان بندگان حضرت خلافت پناہی ظل الٰہی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ و ذکر حکام ازان درگاہ معلی بحکومت و ایالت سندھ مقرر شدہ اند تا زمان تحریر این صحیفہ کہ موسوم است بتاریخ سندھ۔

کتاب مرتب است بر چہار جزء۔

جزو اول در بیان فتح سندھ بر دست مسلمانان و در زمان متصدیان خلفای بنی امیہ و بنی عباسیہ۔

جزو دوم در ذکر بادشاہان ہند کہ ملک سندھ در حکومت شان بودہ۔

جزو سوم در حالات زمانۂ حکومت حکام ارغونیہ۔

جزو چہارم در بیان انتقال حکومت ولایت سندھ بحکام [illegible] اکبر بادشاہ بعد انقضائے حکومت سلطان محمود و ذکر امرا و حکام کہ از [illegible] شدہ [illegible]

حکومت سندھ مقرر شدہ اند تا زمان تحریر این صحیفہ کہ موسوم ست بتاریخ سندھ۔
مصنف مذکور سید محمد معصوم متخلص بہ نامی اصل او از سادات تبریز است و در قندہار متوطن شد پدر بزرگوارش سید صفائی شیخ الاسلام سندہ بود و ہمانجا سکونت ورزید وفاتش در نہصد و نہ ہجری است۔

سید محمد معصوم بعد وفات پدر خود در گجرات آمدہ با نظام الدین احمد صاحب طبقات اکبری دیوان گجرات رابطۂ اتحاد پیدا کردہ و در سال یکہزار و دوازدہ ہجری شاہ ممدوح او را از طرف خود بہ ملک ایران خدمت شاہ عباس صفوی فرستاد و بعد واپسی از طہران از پیشگاہ جہانگیر بادشاہ دہلی بخطاب امین الملک سرفراز گردید۔ و در سال یکہزار و پانزدہ ہجری بہ وطن مالوف خود مراجعت نمودہ بعد چندے وفات کرد۔ تاریخ وفات معلوم نہ شد۔
انتہی نقلاً من فہرست برٹش میوزیم۔

در این کتب خانۂ آصفیہ سہ نسخۂ قلمیہ آن در فن تاریخ بر نمبر ۲۹۲ و ۶۷۴ و ۱۲۷۳ موجود است۔
نسخۂ اولین یک ورق از اول ناقص است۔
نسخۂ ثانیہ نمبری ۶۷۴ بخط شفیعہ معمولی۔ و از آخر ناتمام است۔ و جملہ اوراق یکصد و چہار (۱۰۴) و سطور فی صفحہ شانزدہ (۱۶)۔
نسخۂ ثالثہ کہ بر نمبر ۱۲۷۳ فن تاریخ مربوط است بخط طبعی معمولی۔ جملہ اوراقش یکصد و بست و پنج (۱۲۵) و سطور فی صفحہ بست و یک (۲۱)۔
نام کاتب و تاریخ کتابت در آخر مرقوم نیست۔ لاکن بر خاتمہ یک عبارت تملیک تحریر است در آن سال تحریر عبارت مذکور ۱۱۹۷ھ یکہزار و یکصد و نود و ہفت ہجری نوشتہ است۔

تاریخ ظفرۂ دکن

درحالات ملک دکن بزبان فارسی۔ گردھاری لال درسال ۱۱۸۵ھ کہزار و یکصد و ہشتاد و پنج تصنیف نمودہ دران حالات از زمانۂ قطب شاہیہ تا آغاز ریاست نظام الدولہ نظام الملک بہادر مذکور است۔

شروع کتاب این است :۔

خدائیکہ این لاجوردی سپہر ؎ برآراست با انجم و ماہ و مہر
از اندیشہ بیرون بود پایہ اش ؎ شہان جہان سربسر سایہ اش
چنین طرفہ بنیاد عالم نہاد ؎ خرد در سر و مغز آدم نہاد
بدارای عالم بے مدار ؎ شہان جہان را شد آموزگار
شہانند بنیاد امن و امان ؎ وز ایشان قرار زمین و زمان
بگوشش رسد نالۂ ہر فقیر ؎ نہ دربان بود بر درش نے دبیر
کند ہرچہ خواہد بر و حکم نیست ؎ کہ پیدا و پنہان بہ نزدش یکیست

بررائے بیضا ضیائی ارباب فضل و کمال و اصحاب خبرت مال کہ نظارگیان صنایع قدرت متعال اندروشن و مبرہن باد کہ کیفیت ابتدای بنائے فلک اساس قلعہ محمد نگر عرف گلکندہ و آبادی طیبہ بلدۂ حیدر آباد کہ توصیفش زیادہ از اندیشہ و قیاس است ہرچہ از سیر کتب تواریخ سلاطین زمان دلنشین باین بندۂ عقیدت گزین احقر گردھاری لال ذہن نشین گردیدہ و نیز آنچہ بمشاہدہ آمدہ بنا بر دریافت ارباب حال و استقبال بطریق اجمال بسلک تحریر کشیدہ و احوال حکمرانان یونان این دیار فرخندہ آثار بر این جریدۂ دانش ثبت گردانیدہ چون از لفظ ظفرہ تاریخ اتمام این تالیف برمی آید لہذا بتاریخ ظفرہ موسوم ساخت و اساس این کاخ مشتمل بر دو باب نہادہ۔ باب اول متضمن احوال سلاطین قطب شاہیہ و بنائے گلکندہ و حیدر آباد باب دوم

مشعر بر ذکر بادشاہان چغتائیہ و کیفیت رئیسان حیدرآباد؛
کتاب مشتمل است بر دو باب۔

باب اوّل حالات سلاطین قطبیہ و بنائے گولکنڈہ و بنائے شہر حیدرآباد و ذکر جملہ عمارات شاہی که در زمانۂ قطبیہ در حیدرآباد تعمیر شد مثل گوشہ محل و داد محل چہار مینار و مکہ مسجد و دل قدیم و عمارات و محلات سلطانی و ندی محل و محمدی باغ و باغ محمد شاہی و باغ کوہ جنوب و حنا محل وغیرہ وغیرہ۔ و آمدن عالمگیر بادشاہ دفعۂ اول در حیدرآباد بہ زمانۂ شاہزادگی خود و معاہدہ و نقل معاہدہ وغیرہ کہ درمیان عبداللہ قطب شاہ و عالمگیر شدہ و مقدار پیشکش سالانہ۔ و آمدن عالمگیر بار دوم و عزل تاناشاہ و تسخیر حیدرآباد و جملہ واقعات۔

باب دوم حالات زمانۂ ماتحتی دکن بہ سلطنت سلاطین چغتائیہ دہلی و کیفیت حکام و صوبہ داران حیدرآباد از طرف سلاطین دہلی تا حالات شروع زمانۂ نظام الدولہ نظام الملک بہادر۔

در آخر کتاب جملہ محال صوبۂ حیدرآباد بہ تفصیل تمام نوشتہ و مقدار محاصل یک کرور و ہشتاد و لک و سی و شش ہزار و چہار صد و نود و چہار ہون تحریر کردہ۔ و مقدار یک ہون مساوی تنخواہ روپیہ بود چنانچہ در عرضی عبداللہ قطب شاہ کہ بطور تجدید معاہدہ بہ عالمگیر بادشاہ نوشتہ بود صراحت ہون بہ نرخ روپیہ مذکور است۔ بر صفحہ ۳۰ سطر دوم کتاب ہذا ملاحظہ شود۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۳۰۴۴ فن تاریخ مرتب است۔ بخط شفیعہ معمولی مکتوبہ سنہ ۱۳۱۰ ہجری حسب فرمائش حکیم سید محب حسین افسر الاطباء نوشتہ شد نام کاتب مرقوم نیست۔ جملہ صفحات یکصد و ہفتاد۔ و سطور فی صفحہ ہفدہ۔

تاریخ عادل شاہی

تصنیف نور اللہ بن قاضی سید علی محمد الحسینی حسب الحکم عادل شاہ تصنیف شدہ حالات زمانہ حکومت عادل شاہ دران مفصل و مشرح مذکور است۔

اول کتاب اینست۔ ستایش خدائے جان و تن آفرین و بادشاہ ملک آسمان و زمین الخ نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۷۶ فن تاریخ مخزون ست بخط شفیعہ پاکیزہ مکتوبہ بسنہ ۱۰۹۷ یکہزار و نود و ہفت ہجری۔ نام کاتب در آخر نیست۔

جملہ صفحات یکصد و ہشتاد و شش۔ و سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔ و یک نسخہ آن بر نمبر ۵۵۶ فن تاریخ مربوط است سال کتابت آن سنہ ۱۲۲۷ ہجری و خط نستعلیق معمولی نام کاتب غیر مرقوم۔

تواریخ قطب شاہیہ

تصنیف محمد قادر خان منشی ابن سعادت خان بن شجاعت مراد ست متوفی سنہ ۔ کہ در مدت سی سال بعد تفحص و تلاش کتب تاریخہائے ملک دکن این کتاب را تصنیف نمودہ۔ شروع کتاب این ست:۔

"قطب حروف مدحت و اشغر مرقطب شاہ سجدہ گاہی را کہ حیدر آباد در فنش شہرتیت از بلاد حکمت بالغہ او و سرلوح مکتوب تحکر و سپاس بہ تخصیص آصف جاہ پناہی را کہ آصف نگر حشمتش موضوعیت از عمرانات قدرت کاملہ او کہ تخمیر سرکارش از افق رفعت بہ ایوان پردازی کاخ فلک اخضر گرم رو سنانل تدبیر و ماہ کامل در بارش از شفق حشمت بہ نقرہ پاشی خاک نشینان زمین احتیاج سریع السیر بذل غنی و فقیر الخ"

و سال تصنیف آن یکہزار و دو صد و بست و یک ۱۲۲۱ ہجری است چنانچہ خود مولف در خطبہ گفتہ:۔

"امید کہ این سوانح غریب کہ موسوم بہ تواریخ قادری است در سنہ ۱۲۲۱ یکہزار و دو صد و بست و یک ہجری حسن تالیف پذیر رفتہ نور بخشائے سرور افزائے دیدہ و دل ارباب فضل ہنر باد۔" و چون در سنہ ۱۲۴۰ از تواریخ قطب شاہیہ بتسوید مختصر کردہ بودم رباعی آوردہ شد۔

اندرین باغ منشی قادر خان ٭ سیر کن اے کہ جو سیر باغ ارم
حل تاریخ نظم این گلشن ٭ شد بلبل بجوئے زاغ ارم

مصنف موصوف فہرست کتب کہ از ان این تاریخ اخذ نمودہ در شروع قسم دوم کتاب ذکر نمودہ عدد آنہا زاید از پنجاہ است۔ کتاب مشتمل است بر دو قسم۔

در قسم اول ذکر راجگان است کہ ملک دکن در قبضہ شان بود۔

در قسم دوم احوال سلاطین اہل اسلام کہ حکمران ملک دکن شدند از ابتدائے سنہ ۷۰۲ ہفتصد و دو ہجری

تا ذکر انتزاع سلطنت از تاناشاہ کہ در سال یکہزار و نود و ہشت ہجری واقع شد و در شروع قسم دوم مصنف ممدوح یک خطبہ مختصر نوشتہ بعد آن نسب نامۂ خود ہم درین جا ذکر نمودہ چنانچہ گفتہ۔

"اما جامع این مختصر کمترین بندگان خالق المنان محمد قادر خان منشی ابن سعادت بن شجاعت بن مراد کہ نسب جدی او بواسطۂ یازدہم بہ ملک شاہو بن عمر بن خواجہ بن اسحق بن ابراہیم بن برکی بن سیانی بن ابراہیم بہ لودی بن شاہ حسین بن شاہ معز الدین بن محمد بن جمال الدین حسن بن سلطان بہرام غوری غزنوی میرسد و نسب سلاطین غوریہ بہ چہل و دو واسطہ بہ ضحاک تازی کہ برادر زادۂ عاد بن ارم بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام است منتہی می شود۔ تفصیل این اجمال در نسب نامۂ حضرت شیخ محمد ملتانی صاحب قدس سرہ مشروحاً بقلم آمدہ از انکہ بعد نقل و حرکت بزرگان خود از بلدۂ دار السرور برہانپور سکونت بلدۂ محمد آباد بیدر کہ دار الملک سلاطین بہمنیہ دکن است دارد کتب تواریخ مفصلۂ ذیل ہم رسانیدہ و بست و چہارم شعبان سنہ ۱۲۲۲ یکہزار و دو صد و بست و دو ہجری روز یکشنبہ شروع باجتماع احوال ملک دکن نمود و زیادہ از سی سال پیروی علم تواریخ نمودہ این کتاب را موسوم بہ تواریخ قادری نمود الخ"

و در خاتمۂ کتاب مصنف گفتہ کہ تفصیل این اجمال را این مؤلف ہیچمدان موسوم بہ محمد قادر خان منشی در تواریخ قادری و قادر خانی کہ کتاب مبسوط است بقلم وقائع رقم درآوردہ اینجا ہمین اکتفا نمود۔

ز قادر خان منشی یافت اتمام ٭ سلام اللہ خیر نیک انجام

الحمد للہ باتمام این تواریخ قطب شاہیہ کہ جزوے از اجزائے تواریخ قادر خانی است در بلدۂ حیدرآباد سنہ ۱۳۰۰ھ قلمی یافت۔

ازین عبارت ظاہر است کہ این کتاب اصل کتاب قادر خانی نیست بلکہ مختصر اوست چون بغور متعدد نسخہ ہائے این کتاب را مطالعہ نمودم واضح شد کہ منشی محمد قادر خان بیدری یک کتاب وسیع و مبسوط در تاریخ عمومی بنام تواریخ قادری تصنیف نمود کہ سال تصنیفش سنہ ۱۲۳۱ھ بود و بعد ازان از ہمیں کتاب در سنہ ۱۲۴۰ھ تواریخ قطب شاہیہ مختصر نمودہ

وغالباً ازہمان کتاب تواریخ فرخندہ ہم تصنیف نمود

دریں کتب خانۂ آصفیہ دو نسخۂ آن بر نمبرہائے ۴۰۹ و ۶۷۹ فن تاریخ موجود است۔

نسخۂ نمبری ۴۰۹ کہ بنام تاریخ قادری بر صفحۂ ۲۲۸ فہرست کتب خانۂ آصفیہ مطبوعہ سنہ ۱۳۳۲ ہجری نوشتہ شدہ بخط نستعلیق صاف جدید الخط است ونام کاتب وسال کتابت حک کردہ شدہ گمان غالب حقیر این است کہ این نسخہ از کتب گزیٹیر کہ در زمانۂ مدار المہامی نواب لائق علیخان در سنہ ۱۲۹۷ باہتمام مولوی چراغ علی المخاطب بہ نواب اعظم یار جنگ جمع کردہ شدہ بود وغالباً سنہ کتابت آن ہم سنہ ۱۲۹۷ ہجری است چراکہ بعض کتب دیگر دریں کتب خانہ مثل خط این کتاب مثلاً انبساط الغنایم نمبر ۲۸۲ در فن تاریخ موجود است ودر آن سال کتابت سنہ ۱۲۹۷ ہجری وکتابت آن برائے دفتر گزیٹیر نوشتہ است۔ جملہ صفحات آن ہشتصد و ہشتاد وہفت[۸۸۷]۔ وسطور صفحہ پانزدہ[۱۵]۔

ونسخۂ دومی بنام تاریخ قطب شاہی بر نمبر ۶۷۹ فن تاریخ در فہرست مطبوعہ سنہ ۱۳۳۲ درج شدہ آن ہم ہمین کتاب است۔ این نسخہ بخط نستعلیق مکتوبہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری است۔ جملہ صفحات آن پانصد وسی ونہ[۵۳۹]۔ وسطور فی صفحہ سیزدہ[۱۳]۔

تاریخ قطب شاہی

اصل نام آن تاریخ محمد قطب شاہ است چنانکہ در خطبہ جائیکہ تقسیم مضامین کتاب نمودہ نام کتاب ہم بردہ۔

اول کتاب این است :-

"تحمیدی کہ شاہباز بلند پرواز اندیشہ بساحت کبریای آن طیران نتواند نمود و تمجیدی کہ سیمرغ کہ قلہ قاف عقول انسانی بذروۂ عزت و عظمت آن بال نیارد گشود سزاوار بارگاہ کبریائی آن منشی قدر و قضاست کہ بقلم صنائع رقم اوراق زرنگار افلاک و صفحات خط خاک را بطفیل وجود باوجود خلاصۂ انبیاء و اصفیا ابو القاسم محمد مصطفیٰ و اہل بیت او صلوٰۃ اللہ علیہ و علیہم رقم زدۂ انشاء گردانیدہ"

کتاب مرتب است بر یک مقدمہ و چہار مقالہ۔

مقدمہ در ذکر تاریخ امیر قرا یوسف ترکمان۔

مقالہ اول تاریخ سلطان قلی قطب الملک۔

مقالہ دوم تاریخ جمشید قطب شاہ و پسرش سبحان قلی۔

مقالہ سوم تاریخ ابو المنصور ابراہیم قطب شاہ۔

مقالہ چہارم تاریخ ابو المظفر سلطان محمد قلی قطب شاہ۔

خاتمہ تاریخ سلطان محمد قطب شاہ المتوفی سنہ ۱۰۳۵ھ کہ در زمان تالیف کتاب حکمران بود از سنہ جلوس ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ تا سنہ ۱۰۲۵ھ۔

و در آخر کتاب بعض کلام منظوم محمد قطب شاہ ہم بطور نمونہ وارد کردہ۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۴۳ فن تاریخ مربوط است بخط عادی۔ از آخر بظاہر دو چہار ورق ناقص۔

بر حاشیہ صفحہ دوم ورق یکصد و پنجاہم مقالۂ ثانیہ تمام شدہ در تمامی آن مقالہ نوشتہ است تحریر ۶ م شوال سنہ ۱۱۹۶ ہجری.

پس ازین عبارت معلوم شد کہ کتاب مرقوم سنہ ۱۱۹۶ ہجری است.

جملہ اوراق کتاب سہ صد و چہل و دو [۳۴۲]. و سطور صفحہ فی صفحہ مختلف در بعض صفحات ہفدہ [۱۷] و در بعض چہاردہ [۱۴].

و مصنف نام خود ظاہر نکردہ اما در اول کتاب گفتہ کہ سابقاً بحکم محمد قطب شاہ شخصے از وابستگان دولت قطب شاہیہ تاریخ این دودمان عالی شان نوشتہ بود. این بندہ از آن مختصر نمودم و در ماہ شعبان سال یکہزار و بست و شش ہجری شروع نمودم و در سال یکہزار و بست و ہفت خلاصہ را ختم کردم.

تاریخ قطب شاہیہ

بزبان فارسی در حالات سلاطین قطب شاہیہ کہ در ملک دکن از ہندوستان حکومت و سلطنت نمودند۔

در اول کتاب خطبہ وغیرہ موجود نیست باین وجہ اصلی نام کتاب و نام مصنف معلوم نمی شود۔

در شروع از سرخی مقالہ اول در احوال ملک مرحوم و مغفور شہید غازی الدین ملک انار اللہ برہانہ بعد آن بسم اللہ الرحمن الرحیم نوشتہ است۔

بود آن شروع مطلب ازین عبارت است:۔

اسم شریف آن شہریار امیرزادہ سلطان قلی است و آن ثمرہ شجرہ سلطنت خلف الصدق امیرزادہ اویس قلی بن امیرزادہ قرا یوسف بن قرا محمد بن قرا منصور بن قرا میرم بن قرا تورمش بن امیر تورہ بیگ است کہ سلسلہ نسب آن امیر عالیمقام بہ اغز خان ابن یافث بن نوح اختتام و انتہا یافتہ۔

وکتاب مرتب است بر ہفت مقالہ:۔

مقالہ اولی در حالات ملک غازی الدین۔

مقالہ ثانیہ در حالات جمشید قطب شاہ۔

مقالہ ثالثہ در حالات ابراہیم قطب شاہ۔

مقالہ رابعہ در حالات سلطنت محمد قلی شاہ۔

مقالہ خامسہ در حالات و ذکر سلطنت محمد قطب شاہ۔

مقالہ سادسہ در ذکر حالات سلطنت عبداللہ قطب شاہ۔

مقالہ سابعہ در ذکر زمانہ سلطنت سید ابو الحسن مشہور بہ تاناشاہ و انتزاع سلطنت

از او شان تا وفات شاه مذکور۔

و مخفی نماند که در زمانۂ سلطنت هر یک سلطان عمارات رفیعه نفیسه شاهی که در حیدرآباد بنا شده مثل مکه مسجد و چار مینار و داد محل وغیره حال هر یک درین تاریخ بجائے خود مفصل و شرح نوشته۔

نسخۂ موجوده کتب خانۂ آصفیه که برنمبر ۱۱۷۰ فن تاریخ مربوط است بخط عادی است در آخر نام کاتب و سنه کتابت هیچ یک مرقوم نیست۔

جملۂ صفحات یکصد و هفتاد و نه (۱۷۹)۔ و سطور فی صفحه دوازده (۱۲)۔

تاریخ کابل

تصنیف محمد شاہ شجاع الملک است کہ حالات واقعات وغزوات ملک کابل کہ در زمانہ خود شان وقوع شد بحیطہ تحریر درآوردہ. از ابتدائے سنہ جلوس کہ سال یکہزار و دو صد و شانزدہ ہجری بود تا سال یکہزار و دو صد و چہل و یک ہجری. اول کتاب این است:-

"حمد بے قیاس و سپاس بلا انتہائے اساس مر خالقے را کہ عالم گوناگون را بچندین فنون و شیون الخ"

کتاب مرتب است بر دیباچہ و یک واقعہ.

نسخہ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر ۲۲۴ مرتب است بخط نستعلیق عادی بر کاغذ حنائی تقطیع خورد است.

جملہ صفحات آن یکصد و شصت و سہ ۱۶۳ و سطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳.

اما از آخر پنج چہار ورق ناقص است تا واقعہ سی ام موجود غالباً یک واقعہ سی ام و کل واقعہ سی دیگر ضائع شدہ ہمین وجہ سنہ کتابت و نام کاتب بدست نیامد.

تاریخ کشمیر منظوم

تصنیف میر سعد اللہ متخلص بہ سعادت۔ نام اصلی سلیمان باغ است کہ از و سال تالیف یکہزار و نود و چہار ۱۰۹۴ھ ہجری حاصل می شود۔

در کتب خانۂ آصفیہ بر نمبر (۲۰۰۵) فن تاریخ مربوط است۔ اول کتاب این ست:۔

اے بحمدت ورق گہ تحریر ٭ رشک از بہار گلشن کشمیر

و در آخر تحریر است۔ "ہذا کتاب مستطاب تاریخ کشمیر از دستخط فقیر حقیر سراپا تقصیر غلام الدین تحریر یافت ۱۲۷۰ھ ہجری"۔

جملہ صفحات کتاب سیصد و چہاردہ۔ و در متن نوزدہ ۱۹ سطر۔ و بر حاشیہ چہاردہ ۱۴ سطر۔

اول متن ہر صفحہ خواندہ می شود بعد آن حاشیہ ہمان صفحہ بعد آن صفحہ دوم۔ خط کتاب بخط نستعلیق خوشخط بر کاغذ کشمیری نوشتہ و بر ہر صفحہ جدول ہم از سرخی وغیرہ کشیدہ۔

مضمون کتاب۔ حالات راجگان و والیان کشمیر و نیز عارفین و کاملین کہ دران سرزمین آمدہ اند می نویسد۔ در اول کتاب حالات راجگان کہ قبل ولادت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودند نوشتہ تا اینکہ راجہ بجمین را معاصر کسری نوشتہ و عمر او را سیصد ۳۰۰ سال بیان کردہ و گفتہ کہ درین زمان آفتاب نور محمدی در عرب متولد شد۔

در صفحہ سی ام کتاب این امور نوشتہ است ملاحظہ شود۔

بعد آن مختصر احالات ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سال ہجری کہ سال وفات آن سرور عالم است نظم نمودہ۔ و بعد آن از صفحہ شصت و شش ۶۶ ذکر راجہ بجرماجیت شروع نمودہ تا آخر کتاب ذکر جملہ راجگان و والیان کشمیر نمودہ۔

تاریخ محمد شاہی

تصنیف محمد تقی ساروی کہ دران حالات زمانۂ سلطنت محمد علی شاہ قاچار بادشاہ ایران حسب فرمایش فتح علی شاہ بقلم درآوردہ۔

بعد خطبۂ از احوال فتح علی خان قاچار کہ جد اعلیٰ سلاطین قاچاریہ بودہ شروع نمودہ تا سال یکہزار و دوصد و یازدہ ۱۲۱۱ھ ہجری واقعات را قلمبند نمودہ۔ اول کتاب این است:۔

محمدت محمودے را روا و ثنا معبودے را سزا و ستایش بے آلایش و نیایش بانمایش شہنشاہے را شایستہ و بجاست کہ در ذات کامل الصفات اقدس و ہستی فیاض مقدش معایب تکمہ و تحرک و انقلاب و شوائب تشابہ و تشارک و اشتباب را دخل و راہ نیست الخ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۲۱۵ مرتب است خوشخط نستعلیق باجدول مکتوبہ ۱۲۱۵ھ یکہزار و دوصد و پانزدہ ہجری است۔

جملہ صفحات آن دوصد و شصت و شش ۲۶۶ و سطور در ہر صفحہ ہفدہ ۱۷۔

در آخر کتاب این عبارت مرقوم است۔

تمت الکتاب بعون ملک وہاب بتاریخ یوم الخمیس سلخ شعبان المعظم ۱۲۱۵ھ تمت تحریر یافت۔ و بر حاشیہ ورق آخر این عبارت نوشتہ است:۔

"ہر چند این کتاب ترصیع انتساب از مدت دہ سال داخل کتب خانۂ ہیچمدان است بسبب قلت فرصت در ۱۲۸۶ھ ۲۵ ذی الحجہ در مقام رامپور کلان تعلقہ بانسواڑہ ملک حیدرآباد فرخندہ بنیاد در مدت دہ روز استیعاباً بالبسط مطالعہ درآمد۔

تاریخ مظفری

تصنیف محمد علیخان انصاری ولد هدایت الله خان فاضل بن شمس الدوله لطف الله خان صادق مشهور جنگ بزبان فارسی برائے رئیس خود مظفر جنگ تحریر نموده و بدین وجه نام کتاب تاریخ مظفری قرار داده و در ۱۲۰۲ه یکهزار و دو صد و دو هجری تالیف کرده و شروع از حالات بانوی عصمت مآب النقو و امیر تیمور صاحبقران نموده و بعد ازان ذکر اولاد و امجادش تا شاه جهان ثالث نموده و در ضمن سلطنت هر یک بادشاه حالات صوبه داران و منازعات و محاربات وغیره هر آنچه واقع شده بتفصیل بیان کرده۔

و واقعات محاربۀ شجاع الدوله در بنگاله و واقعات حیدر نایک و ٹیپو سلطان و آصفجاه نظام علیخان همه را در ضبط تحریر آورده۔ ختم کتاب بر ذکر زمانه آصف الدوله تا وفاتش نموده۔

اول کتاب اینست۔ "حمدے از حد اعداد افزون نثار بارگاه شهنشاهی است" الخ

درین کتب خانه دو نسخهٔ قلمیه در تاریخ بر نمبر - ۵۰م - و ۲۲۰ - مخزون ست۔

نسخهٔ اولین کامل ست و خط باریک مایل بخط شفیعه۔

جملهٔ صفحات چهار صد و نود و چهار [۴۹۴] سطور فی صفحه بست و چهار [۲۴]۔ در آخر این عبارت نوشته است "تمام شد کتاب مظفری تصنیف محمد علیخان و درین کتاب احوال از ابتدائے سلطنت امیر تیمور صاحبقران تا انتقال نواب وزیر آصف الدوله میرزا امانی بن نواب شجاع الدوله ابن نواب منصور علیخان صفدر جنگ ثبت گردیده۔"

نام کاتب و سنه کتابت نیست۔

نسخهٔ ثانیه که بر نمبر - ۲۲۰ - مخزون است قلم واضح بخط شفیعه آمیز خوشخط اما از آخر ناقص است۔ جمله اوراق این نسخه دو صد و شصت و چهار [۲۶۴]۔ و سطور فی صفحه هفده [۱۷]۔ و این نسخه تا ذکر رفتن فوج سردار رنجیت سنگه بر قلعه کانگرا است و جنگ گورکها۔ اما در عبارت هر دو نسخه اختلاف

بسیار است اگرچہ مضمون واحد است۔ این نسخہ در کتب خانۂ بانکی پور ہم موجود مگر از اول و آخر ناقص و محض ذکر محاربات بنگالہ در آن مذکور ست و ہمین وجہ نام مصنف مولوی خدا بخش خان را معلوم نشد۔ چنانچہ بر صفحہ ۔،۔ محبوب الالباب فی تعریف الکتب والکتاب تحریر کرد۔

تواریخ فرخندہ

تصنیف منشی محمد قادر خان ساکن بیدر۔ تالیف ۱۲۴۰ھ یکہزار و دو صد و چہل ہجری۔ در حالات صوبۂ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن۔ اول کتاب این است۔

"بعد از حمد خالق ودود و درود نامحدود بر آن عاقبت محمود صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ ہیچدان امیدوار شفاعت محمد قادر خان المتخلص منشی ساکن بیدر کہ کتاب ہائے تواریخ ہند و دکن فراہم دارد مجملی ازان موسوم بہ تواریخ فرخندہ مشتمل بر کیفیت صوبہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد در ۱۲۴۰ھ بقلم می آرد۔ الخ"

مصنف درین حالات زمانہ سلطنت قطب شاہیہ و بنائے شہر حیدر آباد و دیگر عمارات وغیرہ تا زمانۂ سید ابو الحسن تانا شاہ مختصراً ذکر کردہ۔ و بعد آن مختصر حالات نظام الملک آصفجاہ تا مسند نشینی نواب ناصر الدولہ بہادر بیان نمودہ۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۶۴۲ فن تاریخ مخزون است تقطیع خورد۔ بخط نستعلیق۔ نام کاتب و سال کتابت مکتوب نیست۔

جملہ صفحات یکصد و پنجاہ و ہشت (۱۵۸)۔ و سطور فی صفحہ یازدہ (۱۱)۔ ترجمہ تحت تاریخ قادری مذکور شد۔

تذکرۃ الملوک

تصنیف محمد مظفر خان۔
در ذکر سلاطین عالم عرب وعجم وہندوستان از ابتدائے حضرت آدم تا زمانہ خود مختصر اً مرقوم ساختہ۔ وکتاب را بر دہ فصل مرتب نمود۔
فصل اوّل در ذکر سلاطین عجم از آدم علیہ السلام تا ظہور اسلام۔
فصل دوّم در ذکر سلاطین عراق وعجم از ابتدائے ظہور اسلام تا این عام یعنے سال تصنیف۔
فصل سوّم در ذکر سلاطین روم از آدم علیہ السلام تا زمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
فصل چہارم در بیان بادشاہان روم از زمان رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم تا ایندم یعنے سال تصنیف۔
فصل پنجم در ذکر سلاطین ترکستان پیش از ظہور اسلام۔
فصل ششم در بیان بادشاہان ترکستان بعد از ظہور اسلام تا این عام یعنے سال تصنیف۔
فصل ہفتم در ذکر سلاطین ملک ہندوستان قبل اسلام۔
فصل ہشتم در بیان بادشاہان ملک ہندوستان بعد از ظہور اسلام تا زمانہ مصنف۔
فصل نہم در ذکر بادشاہان حیدرآباد فرخندہ بنیاد۔
فصل دہم در بیان سلاطین بیجاپور۔
اول کتاب این است۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین الخ۔
نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۱۱ فن تاریخ مرتب است مکتوبہ ۱۲۴۷ھ یکہزار دو صد و چہل و ہفت ہجری و نام کاتب تحریر نیست۔
جملہ اوراق یکصد و ہفتاد و ہفت ۱۷۷۔ وسطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳۔

تذکرۃ الملوک

تاریخ بیجاپور

تصنیف میر رفیع الدین ابراہیم بن نور الدین شیرازی مشہور بہ رفیع شیرازی متوفی تخمیناً اواسط صدی یازدہم از ہجرت ۔ در ذکر سلطنت سلاطین عادلیہ در ملک دکن و نسب ایشان ۔

مصنف در اول کتاب گفتہ کہ بعد اختصار شش جلد روضۃ الصفا و جلد ہفتم حبیب السیر عوض جلد ہفتم روضۃ الصفا چراکہ آن نایاب بود بخاطر آوردم کہ مجملی از احوال سلاطین دکن از ابتدائے اسلام این ملک و پادشاہان کہ حاضر ایشان بودہ اند بعضے کہ پیشتر بودند بعد از تفحصات و تحقیقات احوال شان مرقوم نمایم و بعضے را خود مشاہدہ نمودہ مفصل و مختصر بیان کنم پس این کتاب در ۱۰۱۷ھ یکہزار و ہفدہ ہجری در شہر بیجاپور تصنیف نمودہ و لہذا این کتاب تاریخ بیجاپور ہم خواندہ شود ۔

اول کتاب این است :۔

"حمد و ثنائے کہ اشعۂ لمعاتش چون بارقۂ نور از چہرۂ حور تابان باشد و قطرات زلالش چون رشحات سلسبیل بروضات ریاحین خلد روان گردد و شکر و سپاس کہ نفحات مجمر نکہتش آتش در دل لالۂ سیراب اندازد و شمۂ از روائح نسیمش خون در جگر آہو تاتار نافۂ مشک ناب گردد و تحف بارگاہ پادشاہی کہ سابقۂ کلمۂ نصرت اعلام دین قوائم را بیکر ظفر بخشد و تجدید تائید بازوی کامگار مبارزان میدان جہاد شجعاً مضمار جلال را تقویت داد الخ"

کتاب مرتب است بر دہ فصول :۔

فصل اول ابتدائے سلطنت بہمنی در دکن ۔

فصل دوم در ذکر نسب مجمل شیخ یوسف عادل خان ابن محمود بیگ ساوجی ۔

فصل سوم در ذکر حکومت اسمٰعیل عادل خان ۔

فصل چہارم ذکر سلطنت ابراہیم عادل خان۔

فصل پنجم در ذکر سلطنت عادل شاہ۔

فصل ششم در ذکر آمدن سلطان بہادر بر دکن و ملاقات برہان نظام الملک با سلطان بہادر۔

فصل ہفتم در ذکر ابتدائے کار افضل خان و آمدن بہ دکن و بعضی احوال متفرقہ۔

فصل ہشتم ذکر سلطنت ابراہیم عادل شاہ۔

فصل نہم ذکر شمہ از احوال اولاد امیر تیمور گورگان۔

فصل دہم ذکر سلطنت سلطان جلال الدین محمد بادشاہ۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۸۱ فن تاریخ مخزون است بخط معمولی جدید الخط است۔ مکتوبۂ ۱۳۰۶ھ یکہزار و سہ صد و شش ہجری است۔

در خاتمہ این عبارت است:۔

"تمت تمام شد کتاب تذکرۃ الملوک من تصنیف میر رفیع الدین ابراہیم بخط فقیر حقیر کثیر التقصیر تراب اقدام عالمیان بندہ درگاہ الہی نزاکت الملک ابن عبد القادر عادل شاہی در شہر نورس مقدس در سنہ ۱۰۲۴ اربع عشرین الف بتاریخ ششم ماہ جمادی الاول بروز دوشنبہ بوقت ظہر بتوفیق باری تعالی مرتب شدہ بود الحال آنرا تراب اقدام المرشدین سید محمد خلیل الدین حسینی القادری ولد سید شاہ علی صاحب خطیب جامع مسجد بیجاپور بذات خود و چند ورق از محب جعفر علی خان تحریر کرد بتاریخ غرۂ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۶ یوم پنجشنبہ در جلال کوچہ بلدہ حیدرآباد الحمد للہ علی الاتمام والصلوۃ والسلام علی خیر الانام و آلہ کرام و صحابہ العظام الی یوم القیام از جناب سید شاہ وجہ صاحب سجادہ حضرت ہاشم گرفتہ نقل کردہ شد۔"

در فہرست برٹش میوزیم بر صفحہ ۳۱۶ مذکور است کہ خود مصنف ہم مختصر حالات خود را در اول کتاب نوشتہ کہ مصنف اولاً ہمراہ والد خود بعزم تجارت وارد ہندوستان شدہ بہ بیجاپور رسید و ہمانجا رخت اقامت انداخت تا اینکہ در سن بست سالگی بہ دربار شاہی ملازم و مقرب شد از پیشگاہ علی عادل شاہ بخطاب خان سالار مشرف شد و در زمانۂ

اوائل سلطنت ابراہیم شاہ ہمراہ افضل خان محبوس شد بعد آن رہائی یافتہ در سنہ ۱۰۰۵ھ بہ احمد نگر برائے کار ِ مہم مقرر گردید۔

شروع تالیف این کتاب در سنہ ۱۰۱۷ھ کردہ و ختم در سال یکہزار و بست ہجری گردید۔ وقت تصنیف کتاب عمر او ہفتاد سال بود۔

تذکرۃ الواقعات ہمایونی

تاریخ مختصر است در حالات ہمایون بادشاہ مصنف آن جوہر آفتابچی ست کہ در شروع عہد اکبری فوت شد۔

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ رب العلمین ۔ الصلوٰۃ علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین شعر

بعد حمد خدا و نعت رسولؐ ؎ بشنو این قصہ را بسمع قبول

نسخۂ موجودۂ کتب خانہ آصفیہ در فن تاریخ بر نمبر ۱۵۰ مخزون است خط نستعلیق بہ خط معمولی صفحات یکصد و ہشتاد و دو (۱۸۲)۔ سطور در ہر صفحہ پانزدہ۔

نسخۂ مذکورہ طغیانی زدہ جا بجا آب خوردہ است۔

مکتوبہ ۱۲۷۵ھ یکہزار و دوصد و ہفتاد و پنج ہجری ست مطابق سنہ [illegible] عہد علی حضرت بہادر شاہ ثانی بخط حافظ میرزا عبد اللہ بخشہ حضرت شاہ عالم بادشاہ غازی۔

تذکرۂ ہفت اقلیم

تصنیف امین احمد رازی متوطن رے کہ در سال یکہزار و دو ۱۰۰۲ھ ہجری بہ تالیف آن پرداختہ اول حال اقلیم را بطول و عرض و نسبت بہ نجوم بیان می کند بعد آن مقامات و بلاد معروف و مشہور آن اقلیم را ذکر میکند و در ہر شہر و دیار کہ علما و حکما و شعرا وغیرہ بودند حالات ہر یکے را بتفصیل می نویسد اول کتاب این است :-

خرد ہر کجا گنج آرد پدید ؎ بنام خدا آن را سازد کلید

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۴۶۵ فن تاریخ مربوط است نسخۂ قدیمہ بخط نستعلیق بر کاغذ خانی و جدول شنجرفی و نیلگون می باشد از آخر چند سطور ناقص است۔

جملہ اوراق چہار صد و چہل و چہار ۴۴۴ و سطور فی صفحہ بست و یک ۲۱۔

در فہرست برٹش میوزیم مذکور است کہ مصنف تذکرۂ ہفت اقلیم امین احمد رازی پدرش خواجہ میرزا احمد دولت مندے بود و شاہ طہماسپ او را بسیار دوست میداشت۔

و عم مصنف وزیر خراسان و نزد اصفہان بود و در ۹۸۴ھ نہصد و ہشتاد و چہار ہجری وفات یافت و پسر عموزادہ او خواجہ غیاث بیگ مخاطب بہ اعتماد الدولہ پدر نور جہان بیگم در دربار اکبری بسیار رسوخ یافتہ بود۔

تزک جہانگیری

حالات دوازدہ سالہ سلطنت نورالدین جہانگیر بادشاہ دہلی دران مذکور است۔

درباب مصنف این کتاب اختلاف است بعضے گویندکہ جہانگیر بادشاہ خود نوشتہ وقول بعضے این است کہ معتمد خان بایماء آن بادشاہ بست مجاہ نگاشتہ چنانچہ مولوی خدابخش خان در فہرست کتب خانہ خود کہ مسمی است بہ محبوب الالباب فی تعریف کتب والکتاب مطبوعہ ۱۳۱۴؁ھ یکہزار و سہ و چہاردہ ہجری در مطبع قوانین دکن واقع حیدرآباد فرخندہ بنیاد بر صفحہ ۲۰۸ اشارہ باین اختلاف نمودہ۔ شروع کتاب: "از عنایات بے نہایات الٰہی الخ"

درکتب آصفیہ دو نسخہ است۔ در فن تاریخ بر نمبر ۲۳۴-۶۳۲۔

پس نمبر ۲۳۴ بخط نستعلیق صاف جملہ صفحات ۶۰۸ ششصد و ہشت۔ و سطور فی صفحہ ۱۹ نوزدہ۔

سنہ کتابت و نام تاریخ مرقوم نیست و از آخر قدرے ناقص است۔

نسخہ ثانیہ نمبری ۶۳۲ ہم بخط نستعلیق معمولی و سنہ کتابت بر ورق اول چنان نوشتہ۔ "در بلدہ حیدرآباد ۱۱۶۲؁ھ انتساخ نمودہ شد" جملہ صفحات ۴۸۵ چہار صد و ہشتاد و پنج۔ و سطور فی صفحہ ۱۶ شانزدہ۔

تیمور نامۂ منظوم

تصنیف عبداللہ ہاتفی المتوفی ۹۲۷ھ نہصد و بست و ہفت ہجری۔
موضوع کتاب حالات تیمور و اولادش۔ شروع کتاب۔

بنام خدائے کہ فکر خرد ✽ تیارد کہ باکنہ او پے برد

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۸۔ فن تاریخ مرتب است خوشخط نستعلیق با جدول کاغذ کشمیری۔
جملۂ صفحات سہ صد و ہفتاد و شش۔ سطور فی صفحہ یازدہ۔
نام کاتب و سنہ کتابت در آخر متروک است۔
ملا ہاتفی خواہر زادہ ملا جامی است و معاصر شاہ اسمٰعیل صفوی بودہ وفاتش در ۹۲۷ھ نہصد و بست و ہفت ہجری۔
و ہاتفی بہ تتبع ملا جامی حال خود ہفت آہنگ یعنے شیرین خسرو و لیلیٰ مجنون و غیرہ ہفت مثنویات ترتیب دادہ۔

حادثهٔ نادرشاه

متضمن حالات خرابی دہلی کہ بعد ورود و جنگ و جدال نادرشاہ ظاہر شد۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۷۷۷ فن تاریخ مربوط است بخط معمولی مکتوبہ سنہ ۱۲۶۰ یکہزار و دوصد و شصت ہجری نام کاتب مرقوم نشدہ۔

جملہ صفحات ہفتاد و ہشت (۷۸) و سطور فی صفحہ یازدہ (۱۱)۔

این نسخہ و نسخۂ نمبری ۹۷۷ ہر دو یکی ست محض نام مختلف است۔ بر نمبر ۹۷۷ نام واقعۂ خرابی دہلی نوشتہ و نام این نمبر ۷۷۷ حادثۂ نادرشاہی نوشتہ است۔

خطبہ در نسخۂ ثانیہ کہ مخزون است بنام خرابی دہلی مذکور است۔

خزانۂ رسول خانی

تصنیف فیض حق چشتی عرف محمد فیض اللہ چشتی مخاطب بہ فضل علیخان صدیقی آصفجاہی است۔ مصنف مذکور بنام نامی نواب غلام رسول خان بن نواب آصفجاہ بہادر کتاب را تصنیف نمودہ۔ در شروع کتاب تبرکاً مختصراً حالات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وخلفاء راشدین نوشتہ بعد آن ذکر سلطنت دہلی از زمانۂ تیمور تا زمان خود بیان نمودہ در ضمن ذکر سلطنت تیموری اسامی خلفاء امویہ وعباسیہ ہم شمار کردہ۔

در آخر ذکر سلطنت قطبیہ را از سلطان محمد قلی قطب شاہ تا سلطنت سید ابوالحسن تانا شاہ ذکر کردہ وبعد آن حالات میر قمر الدین علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ واولاد شان تا سنہ ۱۲۴۶ یکہزار دو صد وچہل و شش ہجری مفصل تحریر نمودہ۔ وسال خاتمہ تصنیف کتاب سنہ ۱۲۵۱ یکہزار دو صد وپنجاہ ویک ہجری است۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۶۰۶ مخزون است خط مالیقراء۔

جملہ اوراق دو صد ونہ ۲۰۹ وسطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹۔

خاتمہ کتاب برین شعر است:۔

یارب تو کریمی ورسول تو کریم ✿ صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

نام کاتب وسنہ کتابت نیست۔

خلاصة التواریخ

مولف درین کتاب حالات راجگان هند نوشته و از حالات راجه جودهشتر شروع نموده تا سال چهلم جلوس عالمگیری که مطابق یکهزار و یکصد و هفت سنه ۱۱۰۷ هجری بوده. سوانح و وقایع نوشته.
مولف نام خود را نبرده جابجا بلفظ ہیچمدان خود را یاد کرده و بظاهر مصنف از قوم هندو است.
چراکه در خطبه نعت حضرت ختمی مرتبت را نیاورده و نیز آخر خطبه جائیکه مدت تالیف کتاب ده سال نوشته سنه بکرماجیتی هم در مطابقت سنه هجری نوشته.
خطبه کتاب اینست. "نقاش نگارخانه کائنات و مصور کارگاه ممکنات"
درین کتب خانهٔ آصفیه سه نسخه ازان بر نمبر ۱۰۶۲ و ۵۱۵ و ۶۴۸ موجود ست.
نسخه اعلی نسخه کامله است. مکتوبه سنه ۱۲۶۳ه نام کاتب تحریر نشده.
جمله اوراق کتاب دوصد و نود. سطور فی صفحه بست و یک است.
و نسخه ثانیه که بر نمبر ۵۱۵ مخزون ست بدخط و از آخر ناقص ست جمله اوراق شصت. وسطور فی صفحه ۲۱.
نام کاتب و سنه کتابتهم نیست.
و نسخه ثانیه نمبری ۶۴۸ بخط نستعلیق خوشخط برکاغذ خان بالغ خانی بخط غلام حسین ولد خان محمد سکنه امن آباد بتاریخ بست و نهم ماه مارچ سنه ۱۹۱۰ء. جمله اوراق ۲۸۱. وسطور فی صفحه ۱۵.
در کتب خانهٔ بانکی پور این کتاب موجود است چنانچه در فهرست محبوب الالباب بصفحه ۲۱۲. مولوی خدابخش خان ذکرش فرموده.

در منظوم

۲

تصنیف مولوی محمد غلام جیلانی متخلص بہ رفعت متوطن رام پور۔

موضوع کتاب ذکر حالات نواب فیض اللہ خان و خلف شان نواب مخلص الدولہ ناصر الملک مستعد جنگ حاجی غلام محمد خان بہادر والیان ریاست مصطفےٰ آباد عرف رام پور و حالات پسران دیگر فیض اللہ خان بسلک نظم کشیدہ۔

دیباچہ کتاب نثر است بعد آن نظم۔ شروع دیباچہ:۔

"ثنائے شاہی کہ آفتاب تابان سپر انداختہ تیغ ہلال آسائے او الخ"

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۶۸ فن تاریخ مضبوط است بخط نستعلیق معمولی۔

جملہ صفحات دو صد و ہفتاد [۲۷۰]۔ و سطور فی صفحہ سیزدہ [۱۳]۔

نام کاتب و سنہ کتابت نیست۔

رسالۂ آمدنی و پیدائش ممالک ہند

محاصل و مداخل سائر مملکت ہند کہ سابقاً بر بست و یک صوبہ منقسم بود و پیداوار آن را بزبان فارسی صوبہ وار نوشتہ و رقبہ اراضی ہر صوبہ و تعداد و سیر کارہا کہ بزمان سابق بجائے اضلاع این زمان مصطلح بود و تعداد محالات کہ درین زمان بجائے آن تحصیل ہی نامند و تعداد مواضع و دیہات آن ہا ہمہ نوشتہ

شروع کتاب این است:۔

"شرقی این مملکت صوبہ بنگالہ غربی صوبہ ٹھٹا جنوبی دکن شمال کوہ ہائے مرتفع واقع شدہ کہ انتہائے آن دریائے شوربی انتہاست و این ممالک سہ طرف بدریائے اتصال دارد و تبت ولایت و کانگرہ و سری نگر و کمایون وغیرہ دروان کوہ ہائے مذکور تابع این مملکت"

نام مصنف و مؤلف و کاتب مذکور نیست۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر (۱۰۶۵) مرتب است بخط نستعلیق عادی است جملہ صفحات ہفتاد و پنج و سطور صفحات مختلف۔

رسالہ در احوال امیر تیمور گان

تالیف میرزا مہدی خان صفوی متوفی بعد ۱۱۴۲ھ ہزار و یک صد و چہل و دو ہجری۔
تالیف ۱۱۴۲ھ یکہزار و یک صد و چہل و دو ہجری۔
رسالہ ایست مختصر و متضمن حالات و اسماء اولاد و احفاد ابو المنصور امیر تیمور صاحبقران۔
اسماء و عزین و تاریخ جلوس و تولد و وفات و ایام سلطنت ہر یک ذکر نمودہ۔
اول کتاب این است۔ سپاس بے قیاس سزاوار مالک الملکیت الخ۔
مؤلف بعد ختم رسالہ مذکورہ را بخدمت نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر ہدیۃً گذرانیدہ۔
نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۲۵۷ فن تاریخ مرتب است بخط نستعلیق معمولی شفیعہ آمیز۔ جلد۔ اوراق ۱۱ یازدہ۔ سطور در ہر صفحہ ۱۳ سیزدہ۔ مکتوبہ ۱۲۳۵ھ یکہزار و دو صد و سی و پنج ہجری۔ بخط غلام امام حسن رضوی۔ در شہر اورنگ آباد خجستہ بنیاد نوشتہ شد۔
این رسالہ مجموعۂ مرزا مہدی ہم خواندہ شود۔

روزنامچهٔ دربار ابوالمظفر غازی الدین بادشاه اوده

این روزنامچه از تاریخ بست و دوم ماه رمضان سنه ۱۲۳۹ یکهزار و دوصد و سی و نه هجری. شروع و بر بست و چهارم ذیحجه سنه مذکور ختم پس این روزنامچه بابت سه ماه و دو یوم است و در آخر اخبار کوتوالی چبوتره بابت همین ایام شامل است.

نسخهٔ موجوده کتب خانهٔ آصفیه که بر نمبر ۲۰۷ موجود است خوشخط نستعلیق.

جملهٔ اوراق سه صد و چهل و دو ۳۴۲ سطور در هر صفحه یازده ۱۱.

نام کاتب و سنهٔ کتابت نیست.

روضہ اولی الالباب

فی معرفۃ التواریخ والانساب

تصنیف ابوسلیمان داؤد بن ابوالفضل محمد البناکتی است المتوفی ۷۳۱ھ ہجری۔

مصنف ابتدا از حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام فرمودہ و واقعات و حوادث را تا سال ہفتصد و دوازدہ ہجری تحریر فرمودہ کہ آن زمانہ سلطنت سلطان علاؤالدین ابوسعید بن سلطان محمد اولی بیوخان ابن ارغون خان بودہ۔

این ماخذ کتاب جامع التواریخ است کہ بحکم سلطان اسلام غازان خان خواجہ رشید الدین فضل اللہ طبیب از دو ہزار کتب تاریخ آنرا تالیف کردہ بود۔

اول کتاب اینست "الحمد للہ حق حمدہ والصلوٰۃ علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین اما بعد بدانکہ الخ"

نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۹۴ تاریخ مخزون است بخط ما یقراد۔

جملہ صفحات سہ صد و ہفتاد و دو (۳۷۲)۔ وسطور فی صفحہ نوزدہ (۱۹)۔ در آخر نام کاتب و سنہ کتابت نیست و حاجی خلیفہ در کشف الظنون نام این "روضہ اولی الالباب فی تاریخ الاکابر والانساب" نوشتہ۔

روضۃ الخلفاء

تصنیف مخدوم حسین بن مخدوم اسمٰعیل از قبیلہ برہار۔

موضوع کتاب حالات و واقعات از زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا واقعہ شہادت حضرت امام حسینؑ و انقراض سلطنت یزید۔

ماخذ کتاب مذکور از تاریخ طبری وغیرہ۔

کتاب مرتب است بر شش باب۔

باب اول خلافت امیر المومنین ابوبکر الصدیقؓ۔

باب دوم خلافت امیر المومنین ابوحفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ و دران دو فصل است۔

فصل اول در بیان بیعت او۔

فصل دوم در قتل۔

باب سوم خلافت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ و دران ہم دو فصل است۔

فصل اول در بیعت۔

فصل دوم در قتل۔

باب چہارم در بیان خلافت امیر المومنین ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

باب پنجم خلافت امیر المومنین ابومحمد حسن بن علی رضی اللہ عنہما و درین باب چہار فصل است۔

فصل اول در بیعت۔

فصل دوم تسلیم خلافت بسوئے معاویہ رضی اللہ عنہ۔

فصل سوم در بیان وفات امام حسن رضی اللہ عنہ۔

فصل چہارم در بیان احوال معاویہ رضی اللہ عنہ۔

باب ششم در بیان تملک یزید و سوء اخلاق قبیح و اخلاق او۔ و درین باب چہار فصل است۔

فصل اوّل در بیعت او۔

فصل دوم در قتل امیر المومنین ابو عبداللہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما۔

فصل سوم در بیان کیفیت عصیان یزید۔

فصل چہارم در بیان اختلال مملکت یزید و ہلاک شدن او۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۳۰۲۔ مربوط است از اول ہشت ورق ناقص ست شروع از خاتمۂ باب اول ست۔

خط معمولی تقطیع خورد جملہ صفحات یکصد و سی می باشد و ہندسہ آخر ورق ۱۲۹۔ است۔ سطور فی صفحہ دوازدہ۔ (۱۳۰، ۱۲)

سنہ کتابت یکہزار و یکصد و دوازدہ ہجری (۱۱۱۲)۔ نام کاتب اجل خان ولد شیر خان قوم افغان۔

زبدہ تاریخ راجگان ہند
و
بادشاہان اسلام

مصنف اول مدت خلقت عالم موافق مذہب اہل ہند بیان نمودہ و عمر دنیا را موافق مذہب شان بر چہار دور تقسیم نمودہ۔ نام دور اول ست جگ و دور دوم تریتا جگ سوم دواپر جگ چہارم کل جگ بعد ازان مدت اول و دوم بیان نمودہ تا اینکہ بعد انقضائے نصف عمر کل جگ در ہندوستان در شہر ہستناپور راجہ کھتری بظہور آمد و او بر رعیت حکمرانی نمودہ و بعد ازان یکے بعد دیگرے تمامی راجگان را و مدت حکمرانی ایشان شمردہ سلطنت راجگان را بر حکومت راجہ پتھورا ختم نمودہ۔ و حکومت اسلامی از ناصر الدین سبکتگین شروع نمودہ ختم کتاب بر محمد مظفر شاہ نمودہ۔ شروع کتاب اینست:-

گوناگون ستایش و انواع انواع نیایش مر مبدعی را کہ بجہت نظام عالم و تمشیت مہام بنی آدم سلاطین عالی مقدار و راجایان ایجاد فرمودہ بخلعت خلافت و تشریف نیابت قامت قابلیت ایشان را آراستہ عالمیان را مطیع و منقاد نمود بمیامن نصفت و معدلت و مآثر سیاست و مہابت ایشان امور جمہور طبقات آدمیان و مہام اصناف عالمیان را ساختہ و بہ سامان گردانید الخ۔

سنہ ۱۲۷۲ تالیف کتاب یکہزار و دو صد و ہفتاد و دو است چنانچہ در آخر مذکور است۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر (۲۲۴) مخزون است بخط نستعلیق معمولی۔

محررۂ سنہ ۱۲۹۷ یکہزار و دو صد و نود و ہفت ہجری بقلم غلام علی می باشد۔ صفحات ۷۲، سطور فی صفحہ ۱۵

عبارت خاتمہ این ست:-

"بتاریخ ۱۴ صفر سنہ ۱۲۹۷ از دست بندۂ بارگاہ لم یزلی غلام علی کتاب ہذا باتمام رسید"
جملہ صفحات آن ہفتاد و دو۔ سطور در ہر صفحہ پانزدہ۔

زبدة التواریخ

تصنیف شیخ نور الحق بن علامه شیخ عبد الحق دهلوی متوفی سنه ۱۰۷۳ھ یکهزار و هفتاد و سه هجریست۔

اولش دبدبهٔ خطبهٔ کبریا و جلال بنام شهنشاهی سزد الخ۔

موضوع کتاب بیان حالات حکمرانان و سلاطین دار السلطنت دهلی از ابتدائے پانصد و هشتاد سال هجری زمانهٔ حکومت شهاب الدین غوری تا تخت نشینی جهانگیر شاه که بتاریخ بستم جمادی الاخری روز پنجشنبه سنه ۱۰۱۴ھ یکهزار و چهارده هجری واقع گردیده۔

کتاب مختصر و معتبر و خوب است۔

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری ۱۶۰ فن تاریخ بخط شفیعه خالص بر کاغذ هندوستانی در یکصد و بست و شش ورق ست و سطور فی صفحه ۱۷۔

نام کاتب و سنه کتابت در آخر مسطور نیست۔

اما فضائل و مناقب شیخ پس در کتاب حدائق الحنفیه مصنفهٔ مولوی فقیر محمد جهلمی ثم اللاهوری مذکور است که فقیه و محدث جامع کمالات صوری و معنوی فاضل متبحر عالم بود و نسبت ارادت باطنی و علوم ظاهری از والد ماجد خود شیخ عبد الحق دهلوی المتوفی سنه ۱۰۵۲ھ حاصل نموده و صاحبقران شاهجهان وقت سفر خود بملک دکن او شان را بعهدهٔ قضائت اکبرآباد (آگره) مقرر فرموده و مدتے در آنجا بعهدهٔ قضا مامور بود تصانیف عدیده فرموده صحیح بخاری را در فارسی ترجمه نموده و هم شرح صحیح بخاری موسوم به تیسیر القاری از تصنیف اوست۔ و بر صحیح مسلم هم شرحے نوشته در ۱۰۷۳ھ یکهزار و هفتاد و سه در عمر نود سالگی بمقام دهلی وفات نموده دو شیخ الاسلام تاریخ وفات است

سوانح دکن

منعم خان ہمدانی اورنگ آبادی در سال ۱۱۹۷ھ یکہزار و یکصد و نود و ہفت ہجری بہ زمانہ حکومت نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ سپہ سالار المخاطب از پیشگاہ سلطان دہلی بہ "یار وفادار" حالات ملک دکن و تفصیل صوبہ جات و اضلاع و پرگنہ جات وغیرہ و حالات جدال و قتال کہ درین ملک تا زمان مذکور واقع شدہ نوشتہ نامش سوانح دکن قرار دادہ۔ اولش این است:-

"حمد داوری را کہ بوقلمونی اقالیم سبعہ رنگی از نیرنگ سازی دست قدرت ابداع اوست و سپاس ایزد اکبری کہ صور گوناگون جہان طلسمی از نگار خانہ صنعت اختراع او" الخ۔

در آخر کتاب یک خاتمہ نوشتہ کہ دران وفیات و مختصر حالات بعضے از مشاہیر علماء و مشائخین ذکر کردہ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۶۰۴ فن تاریخ منسلک است بخط معمولی نوشتہ شدہ۔ سال تحریر مرقوم نیست۔ جملہ اوراق یکصد و ہشتاد و یک (۱۸۱)۔ و سطور فی صفحہ سیزدہ (۱۳)۔

در فہرست کتب فارسی برٹش میوزیم صفحہ ۳۲۲ مطبوعۂ سال ۱۸۷۹ء مذکور است کہ منعم خان ہمدانی اورنگ آبادی در زمان حکومت نظام علیخان آصف جاہ در سال یکہزار و یکصد و نود و ہفت ہجری تصنیف نمودہ و مصنف خود را از اولاد خواجہ یوسف کہ یکے از بزرگان بودہ و در ہمدان بہ سال ۵۳۵ھ ہجری بعالم بقا خرامید ظاہر می نماید و نام پدر جد مصنف خواجہ عبد الغفور است کہ صوبہ دار کابل بود و جد مصنف عبد اللطیف نام داشت بہ ہندوستان آمدہ در اورنگ آباد اقامت ورزید۔

پدر مصنف عبد المغنی در شہر حیدرآباد در سال یکہزار و یک صد و ہشتاد و یک ہجری از سرائے فانی در گذشت۔

منعم خان مذکور بعد وفات پدر خود بزمرهٔ ملازمت آصف جاه نظام الدوله نظام الملک نظام علیخان داخل شده بقلعه داری قلعه بیدر و بخطاب منعم الدوله قدرت جنگ سرفراز گردید وقت تصنیف این کتاب عمر مصنف چهل و هفت سال بود۔

سیر الہند و گلگشت دکن

در بیان حالات ہند و دکن و تفصیل جملہ صوبہ جات ہندوستان مع آمدنی ہر صوبہ تا زمانۂ عالمگیر بادشاہ
محمد قادر خان منشی ساکن بلدہ محمد آباد بیدر مضافات حیدر آباد دکن در سال یکہزار و دو صد و چہل و
ہفت ہجری تالیف نمودہ۔ و کتاب را بر دو دفتر مرتب کردہ۔

دفتر اول موسوم بہ سیر ہند۔ درین دفتر با لاجمال تمام صوبہ جات را سوائے ملک دکن ذکر نمودہ
دفتر دوم موسوم است بہ گلگشت دکن۔ دران بعض حالات فرمانروایان صوبجات دکن تا زمانۂ
نواب ناصر الدولہ بہادر مغفور تحریر نمودہ۔

اول کتاب این است۔ بعد از حمد خالق اکبر و نعت حضرت خیر البشر الخ۔
نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۸۶ فن تاریخ مربوط است بخط صاف نستعلیق۔
جملہ صفحات آن چہار صد و شصت و دو (۴۶۲)۔ سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔
سنہ کتابت در آخر مذکور نیست اما جدید الخطاطی باشد۔ نام کاتب عبد الباسط۔
ترجمہ مصنف تحت تاریخ قادری نوشتہ شد۔

شاهنامه منظوم

تاریخ عجم را بفرمایش سلطان محمود غازی سحبان العجم ابوالقاسم فردوسی طوسی متوفی سنه ۴۱۱ھ چهار صد و یازده هجری نظم نموده۔

دریں کتب خانه آصفیه دو نسخه قلمیه و چهار نسخه مطبوعه ازاں موجود است۔

نسخ قلمیه بر نمبر ۲۱۲ - ۲۶۲ - مربوط است۔

نسخهٔ اولی نمبری - ۲۱۲ - بخط نستعلیق معمولی چهار مصرعی مصور به تصاویر دستی عمده - تقطیع متوسط از آخر دو چهار ورق ناقص بایں وجه سنه تحریر و نام کاتب موجود نیست - اما معلوم میشود که نوشتهٔ قدیم کم از سه صد سال نیست - جمله اوراق سه صد (۳۰۰) - سطور فی صفحه بست و پنج (۲۵)۔

نسخهٔ ثانیه نمبری - ۲۶۲ - خط نستعلیق بلا تصویر مکتوبه سنه ۱۰۰۷ھ یکهزار و هفت هجری و کاتب این شاهنامه در سه حصه نوشته و در شروع هر حصه یک لوح ساخته۔

اوراق حصهٔ اولی یکصد و هفتاد و دو (۱۷۲) - حصهٔ ثانیه یکصد و نود و سه (۱۹۳) - حصه ثالثه یکصد و چهل و شش (۱۴۶) جمله اوراق پانصد و یازده (۵۱۱)۔

شاهنامه مطبوعه هم چهار نسخه بر نمبر - ۲۲۶ - ۹۶۶ - ۱۰۸۰ - ۷۰۳ - دریں کتب خانه موجود است۔

نسخه نمبری - ۲۲۶ - مطبوعهٔ بمبئی سنه ۱۲۷۲ھ یکهزار و دو صد و هفتاد و دو هجری بقلم حاجی آقا اولیا سمیع شیرازی است۔

دو نسخه نمبری ۹۶۶ تا ۹۶۷ - نیز مطبوع ترجمه فرانسیسی در هفت جلد۔

و نسخه نمبری - ۷۰۳ - مطبوعه بمبئی مطبوعه سنه ۱۳۰۰ھ یکهزار و سه صد هجری مطبع حیدری بخط سید علیخان قمی۔

و نسخه نمبری - ۱۰۸۰ - مطبوعه عکسی است که در شهر پونه از نسخهٔ بمبئی مطبوعه که بقلم حاجی اولیا سمیع شیرازی بود عکس گرفته بسعی و کوشش نوازبارسی بمبئی در سنه ۱۳۲۳ھ یکهزار و سه صد و بست و سه چاپ شده

شاہ جہان نامہ
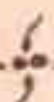
حالات زمانۂ سلطنت شاہ جہان بادشاہ دہلی بابت دور اول۔
تصنیف میرزا جلال الدین طباطبائی متوفی ـــــہ
مصنف مذکور حالات دور اول شاہ جہان از ابتدائے تخت نشینی تا سال ہشتم جلوس درین کتاب ذکر نمودہ۔
نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۹ فن تاریخ می باشد غالباً نصف دوم کتاب باشد در شروع است از واقعات سال پنجم جلوس کہ مطابق بود بہ سال یکہزار و چہل و یک ہجری ۱۰۴۱ھ۔
اول کتاب اینست۔ آغاز سال پنجم از دور اول او وارثین جلوس ہمایون سعادت مقرون الخ۔
و خاتمۂ کتاب تا واقعات ماہ اسفندار سال ہشتم ہجری۔
عبارت خاتمہ۔ الحمد للہ کہ شاہجہان نامہ مولفہ میرزائے صاحب کمال میرزا جلال قدس اللہ سرہ بتاریخ بست و ہفتم شہر ربیع الثانی ۱۱۸۷ھ سہ پہر روز دوشنبہ یعنے سنہ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہفت ہجری مطابق پانزدہم جلوسی حضرت شاہ عالم بہادر غازی زاد اللہ ملکہ از اصل برہان الدین خان حسب بخط اقل العباد و اسادیو ابن گلاب رائے کایتہ در ہنگام توسل نواب نایب وزیر حضرت بندگان خداوند مجد الدولہ عبد الاحد خان بہادر بہرام جنگ فرزند خان سلمہ اللہ تعالی در حویلی الٰہ سارام شرف سلاسل کمبوہ و کیل صورت اتمام یافت۔
این نسخہ بخط شفیعا است۔ جملہ اوراق ۲۳۸۔ سطور فی صفحہ ۱۸۔

شرف نامہ

تالیف غلام حسین خان بہادر منشی دارالانشا کمپنی انگریزی بہادر۔

مولف مذکور سکندر نامہ بری و بحری مصنفہ نظامی گنجوی را بزیور نثر آراستہ بنام شرف نامہ موسوم کردہ۔ نثر سکندر نامہ بری را جلد اول و بحری را جلد دوم قرار دادہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر۔ ۱۳۱۴۔ فن تاریخ مخزون است جلد دوم میباشد کہ در سنہ ۱۲۶۸ یکہزار و دو صد و شصت و ہشت ہجری۔ جملہ اوراق دو صد و نود و دو ۲۹۲۔ سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

اول کتاب اینست۔ لآلی آبدار شکر و سپاس نثار بارگاہ بادشاہی باد کہ الخ۔

جلد اول شرف نامۂ مذکور یعنے نثر سکندر نامہ بری را موٴلف یازدہ ۱۱ سال قبل از تالیف جلد دوم منثور ساختہ چنانچہ در خطبۂ ہمین جلد دوم گفتہ۔

شرف نامہ

یعنی

تاریخ حفیظ اللہ خانی

تصنیف محمد اولیا النائطی الشافعی القادری المخاطب بہ محمد حفیظ خان بہادر ابن محمد حسین اتالیق نواب اعظم جاہ بہادر

موضوع کتاب۔ ذکر رؤسا و امرا کرناٹک از نواب عظیم الدولہ والاجاہ تا نواب غلام محمد غوث خان والاجاہ۔

اول کتاب۔ حمد بحد اعظم السلاطین لاریب و احکم الحاکمین بے عیب را سزد الخ۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۵۲۰۔ فن تاریخ بخط نستعلیق۔ نام کاتب و سنہ تحریر موجود نیست۔

جملہ اوراق یکصد و سی و دو ۱۳۲ سطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳۔

مصنف ابتداءً بیان ولادت خود و کیفیت وارد شدن والد خود از قصبۂ اودگیر بصوبۂ نیلور و از آنجا ورود بہ مدراس و دیگر امور ذکر نمودہ۔

و بعد آن شرح ورود نامۂ وزیر سلطان روم در جواب عریضۂ والاجاہ و بیان عہد و خطوط آب گورنر جنرل بہادر بنگالہ و بیان ورود نامہ بادشاہ انگلستان در باب استقلال ریاست نام والاجاہ وغیرہ و دیگر حالات وغیرہ ذکر نمودہ۔

و این نسخہ مصحح است چنانکہ در آخر کتاب از سرخی این عبارت نوشتہ است:

بلغ الصحۃ باصلہ بحسب الطاقۃ البشریۃ۔

شمشیر خانی

توکل بن توکل بیگ حسب فرمایش شمشیر خان حاکم غزنین واقعات مذکوره شاهنامه فردوسی نثر نموده تا که حالات ملک ایران و توران بطریق اجمال ازان معلوم شود۔

اول کتاب۔ حمد بے غایت و ثنائے بے نہایت مر حضرت کبریائی واجب الوجودی را الخ۔

سال تصنیف کتاب موافق تحریر در خطبہ کتاب یکہزار و شصت و سہ ہجری موافق سنہ بست و ششم جلوس شاہجہانی می باشد۔

درین کتب خانہ آصفیہ دو نسخہ ازان موجود است۔ یکے بر نمبر ۳۸۔ نہایت خوشخط با جدول طلائی و بر ختم حاشیہ طلائی با بیل و مصور بہ تصاویر دقی۔ و تصاویر درمیان صفحہ کشیدہ شدہ کاغذ خان بالغ تقطیع کلان۔ جملہ اوراق دو صد و یازدہ ۲۱۱۔ و مسطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔ مکتوبہ ۱۲۵۹ یکہزار و دو صد و پنجاہ و نہ ۱۲۵۹ ہجری۔

نسخہ ثانیہ خوشخط بخط نستعلیق بر کاغذ خان بالغ مجدول بہ سہ جلد لاجوردی و طلائی و شنجرفی۔ بر چہل و دو ۴۲ ورق مرقعات تصاویر قلمیہ در مقامات مختلفہ مرسوم است۔

اوراق اصل کتاب یکصد و ہشتاد و ہفت ست۔ و چہل و دو مرقع علاوہ اصل اوراق۔ پس بشمول صفحات مرقعات دو صد و بست و ہشت شد۔ اما ہندسہ آخری صفحہ ہمان ۱۸۷ است جہہ مرقعات تصاویر ہمان ہندسہ ہمان ورق نوشتہ است کہ بعد ورق مذکور آن مرقع مجلد است و این نسخہ بر نمبر ۱۲۳۰۔ فن تاریخ مخزون است۔

در آخر کتاب حالات نظم کردن شاہنامہ بحکم سلطان محمود غازی و ندادن سلطان موصوف معاوضہ موعودہ انعام مقرر شدہ و ملال خود از سلطان و ہجو گفتن برائے سلطان جملہ این واقعات مفصل و مشرح در چہار ورق تحریر کردہ نسخہ مذکورہ حسب فرمایش سید محمد تقی در سال یکہزار و یکصد و سی سنہ ۱۱۳۰ بخط محمد کاظم نوشتہ شد۔

صحیفۂ ذہبیہ

تصنیف محمد عبد القادر بن میران سید حسین بن سید محمد الحسینی القادری است۔ مختصراً حالات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحالات مناقب ائمہ اثنا عشر علیہم السلام وذکر سید محی الدین شاہ عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی وحالات خلفا ومشائخین سلسلۂ قادریہ قادریہ۔ تاریخ ولادت ووفات آنہا واسامی سلاطین زمان ومدت سلطنت وحکومت شان درین کتاب ذکر کردہ۔

مصنف مذکور درین کتاب ذکر ولادت حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام وذکر غیبت آن حضرت ہم نمودہ

اول کتاب اینست:۔

”حمد ذو الجلال والافضال منعم حقیقی رب الارباب بتحقیق لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد خص علی الانبیاء والہ الاطہار انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت لیطہرکم تطہیرا وعلی اصحابہ الاخیار اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم الہ واصحابہ واتباعہ واحبابہ اجمعین۔“ الخ

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۹۲ فن تاریخ مربوط است بخط معمولی است۔ تاریخ کتابت ۱۱۶۵ ہجری در خاتمہ نوشتہ۔

بر صفحۂ اول ورق اول عبارتے نوشتہ است ازان معلوم می شود کہ نسخۂ موجودہ برائے مطالعہ شاہ محی الدین القادری کہ از اولاد شیخ الاسلام محمد قادری ملتانی بودند مصنف قدس سرہٗ خود نوشتہ است

عبارت مذکور این است:۔

”برائے مطالعۂ حقایق ومعارف دستگاہ شاہ محی الدین القادری از اولاد زبدۃ الواصلین عمدۃ العارفین شیخ الاسلام محمد القادری الملتانی قدس سرہ العزیز این نسخہ فقیر حقیر باصحی انزیل شاہ محمد عبد القادر الحسنی القادری ولد میران سید حسین الحسنی برائے یادگاری تحریر نمودہ دعائے خیر این فقیر را فراموش نسازند انتہی“۔ جملہ صفحات کتاب دو صد وبیست و نہ ۲۲۹ برطور یادگار تحریر یافتہ ۲۲۹ ہم۔

طبقات شاہجہانی

تصنیف محمد صالح کہ برادر خورد و شاگرد عنایت اللہ مصنف بہار دانش است۔

موضوع کتاب بیان حالات گروہ مشاہیر علماء و حکماء و مشایخ و شعرا کہ در ایران و توران و بخارا و ہندوستان علم ہدایت و ارشاد افراشتہ و مسند مشیخت گسترده و جواہر زواہر کلام بسلک نظم کشیدہ۔

اول کتاب اینست۔ آغاز سخن بسپاس و ستایش خداوند بے نیاز تعالیٰ شانہ الخ

کتاب را بر دہ[۱۰] طبقات مرتب کردہ موافق اعداد سلاطین از تیمور تا شاہجہان و در ہر طبقہ را بر سہ[۳] باب منقسم نمودہ۔

باب اول در بیان سادات و مشایخ۔

باب دوم در بیان علماء و حکماء و فضلاء۔

باب سوم در بیان شعراء۔

نسخہ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ نمبر ۱۲۱۔ فن تاریخ بخط صاف بر کاغذ حنائی تقطیع خوردی باشد۔

جملہ اوراق چہار صد و دوازدہ[۴۱۲] سطور فی صفحہ پانزدہ[۱۵]۔ از آخر چہار پنج ورق ناقص ست باینوجہ نام کاتب و سنہ کتابت معلوم نشد۔ اما بر ورق اول کتاب این عبارت نوشتہ است:۔

"خریدہ شد بتاریخ ہفتم شعبان ۱۱۵۶ھ یکہزار و یکصد و پنجاہ و شش ہجری بقرخندہ بنیاد"

ازان معلوم میشود کہ کتاب محررہ دو صد سال یا زیادہ ازان خواہد بود۔ و در آخر ورق ترجمۂ مولانا اظہری ست و بعدہ آن حالات سیزدہ شعرا موجود است۔

این تراجم درمیان اوراق بود کہ ضائع شدہ۔

در اول کتاب یک فہرست تمام جملہ کتاب از ہمان کاتب موجود است کہ دران جملہ اسامی شریفہ ہر طبقہ نوشتہ و بالائے اسم از سرخی ہندسۂ آن ورق کہ دران صفحہ حال آن شخص مسطور است نوشتہ۔

گل الصالح

تصنیف محمد صالح است کہ برادر خورد و شاگرد عنایت اللہ مصنف بہار دانش بودہ۔
دریں کتاب حالات بست سالہ سلطنت شاہجہان از سال یازدہم جلوس کہ مطابق بود با ۱۰۴۷ھ یکہزار و چہل و ہفت ہجری بودہ تا آخر وفات بادشاہ مذکور کہ سال یکہزار و شصت و ہفتم ہجری واقع شد بہ سلک تحریر بہ تفصیل در آوردہ در سنہ ۱۰۷۰ھ یکہزار و ہفتاد ہجری تصنیف کتاب تمام شد۔
اول کتاب۔ "شگفتہ روئی چمن بیان و خندہ ریزی گلبن سخن از حمد بہار برائے گلشن کاف و نون و جریدہ کشائے بوقلمون ست۔ الخ"

نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در دو جلد مجلد است بر نمبر ۶۷۱ و ۶۷۲ تاریخ مربوط است بخط شفیعہ آمیز خط معمولی۔
جملہ اوراق ہر دو جلد ششصد و یازدہ ۶۱۱۔ و سطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔ از آخر قدرے ناقص۔
کاتب تا شروع طبقہ حکما و بعد آن نصف صفحہ سادہ است ودریں وجہ سنہ کتابت و نام کاتب تحریر نشدہ۔

فتح نامۂ نادر شاہ

نادر شاہ بعد فتح ہندوستان یک خط بنام فرزند خود رضا قلی میرزا نوشتہ بود و دو خط احمد پادشاہ بنام نادر شاہ و جواب نادر شاہ بنام احمد پاشاہ درین رسالہ مؤلف جمع نمودہ نام رسالہ فتح نامۂ نادر شاہ نوشتہ چنانچہ از عبارت خاتمہ کہ آیندہ نقل می شود ظاہر خواہد شد۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبرہ ۷۰ فن تاریخ مربوط است بخط نستعلیق صاف می باشد۔ جملہ اوراق دوازدہ ۱۲ و سطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳۔

بر صفحۂ اول ورق اول دو مہر ثبت است۔ مہر اول میر ابراہیم علیخان اما سنہ خواندہ نمی شود مہر دوم اعتضاد الدولہ و سنہ ۱۲۵۶ھ است۔

اول کتاب این است۔ آنکہ فرزند اعز کامگار و عزیز ارجمند نامدار رضا قلی میرزا نائب السلطنت ممالک وسیع الفضاء ایران جنت توامان فریدون جمشید جنان کیکاؤس و کیخسرو مکان بعد از توجہات جناب اقدس ربانی و اشفاق بلانہایت حضرت سبحانی بالطاف بے غایات حضرت رسول امجد علی عارج معراج سبحان الذی اسرے رہنمائے ھو الذی ارسل رسولہ بالہدے ناطق ینطق و ما ینطق عن الہوے منسوب بذکر آن ہو الا وحی یوحی مخاطب بہ سورۂ طٰہٰ و یٰسین خلاصۂ موجودات جناب ختم النبیین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ الخ۔

و در آخر رسالہ این عبارت تحریر است۔

"باتمام رسید فتح نامۂ نادر شاہ بادشاہ کہ بعد فتح ہندوستان بفرزند خود رضا قلی میرزا نوشتہ بود با نامۂ احمد پاشاہ و جوابے کہ نادر شاہ بہ احمد پاشاہ نوشتہ حسب فرمودۂ نواب صاحب قبلہ نواب مکرم الدولہ بہادر نواب مسعود جنگ دام ظلہ العالی تحریر فی التاریخ بست و ہشتم شعبان المعظم سنہ [illegible] نبوی صلعم۔"

فتوح الحرمین

بزبان فارسی منظوم تصنیف محی الدین لاری المتخلص به محی المتوفی ۹۰۸ھ نہصد وہشت ہجری یا یازدہ یا سی وچہار علی الاختلاف - اول کتاب اینست۔

اے ہمہ کس را بدرت التجا ؛ کعبۂ دل را زتو نور وصفا

تصاویر مقامات محترمہ مکہ معظمہ مثل خانہ کعبہ وکوہ ابوقبیس وصفا وغیرہ وغیرہ ثبت است و در آخر نام کاتب وتاریخ کتابت نہ نوشتہ۔

جملہ صفحات (۹۶) نود وشش - وسطور فی صفحہ یازدہ ۱۱ بشرطیکہ در صفحہ تصویر وغیرہ نباشد۔

وبر نمبر (۲۸۳۲) فن تاریخ در کتب خانۂ آصفیہ مخزون است۔

فتوحات سکندری

حالات و واقعات سکندر بزبان فارسی منثور ماخذ از سکندر نامه و شرف نامه نظامی گنجوی و شاهنامه فردوسی طوسی است۔

منشی غلام حسین در سال یکهزار و دو صد و نه (۱۲۰۹) هجری بعهد شاه عالم تصنیف نموده۔ اول کتاب این است۔

شکر و سپاس متکاثر و حمد و ستایش متوافر سزاوار ذات فرمان روائے اقلیم ملکوت و جبروت است الخ۔

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه بخط عادی محررهٔ ۱۲۲۶ یکهزار و دو صد و بست و شش هجری بخط بهاء الدین است۔ و بر نمبر ۴۰۶ فن تاریخ مربوط است۔

جملهٔ صفحات دو صد و هفده (۲۱۷)۔ و سطور فی صفحه پانزده (۱۵)۔

فرامین عالمگیر

اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی بنام امراو حکام و اعزہ و شاہزادگان باوقات مختلف در زمانۂ سلطنت فرامین کہ نوشتہ شخصے بعضے ازان درین مجموعہ جمع نمودہ ۔ اولش این است ۔

الٰہی از قلم شکستہ و زبان خستہ چہ آید کہ سپاس و ستائش جناب کبریا شاید بفضلت رتبہ عبودیت مرا برابقہ بادیہ حمد و توفیق اطاعت اوامر و اجتناب نواہی آراستگی تمام دہ ۔ و دست نیاز پیوستہ مرا بہ عروۃ الوثقیٰ گذارش حاکم شرع مبین حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین و اقتدائی شرائع بہیہ او اعتصام بخش اما بعد مکشوف ضمیر منتجران باد الخ ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبرہ ۱۲۷ فن تاریخ می باشد نسخہ پاکیزہ خوشخط بخط نستعلیق با جدول طلائی بر کاغذ خان بالغ ۔ بعد ورق اول یک یا دو ورق کم است ۔

در آخر نام کاتب است نہ سال تحریر ۔ بظاہر نوشتہ کم از یکصد و پنجاہ سال نخواہد بود ۔

جملہ اوراق یکصد و شصت و پنج ۔ و سطور فی صفحہ یازدہ ۔

فہرست اسامی

راجگان و سلاطین ہند

نسخہ‌ایست از ابتدائے کل جگ تا سال ۱۸۶۶ء مسیحی جملہ راجگان و سلاطین ہند کہ در دہلی تخت نشین شدند و بر مملکت ہندوستان حکمرانی کردند اسامی و مدت حکومت آنہا بطور جدول بزبان فارسی تحریر نمودہ۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۱۱۱) فن تاریخ مرتب است در ہشت ورق تمام است نہ در اول نام مصنف است نہ در آخر سال تحریر و نام کاتب۔

در اول کتاب بطور گوشوارہ چنان نوشتہ:-

جملہ راجگان یکصد و ہیژدہ ۱۱۸۔

سلاطین اسلام چہل و ہشت ۴۸۔

زنان حکمران دو زن۔ یک از ہنود و یکے از مسلمانان۔

ابتدائے حکومت اسلامی از ماہ ربیع الآخر ۳۰ سنہ سیصد ہجری از وقت سلطان شہاب الدین غوری عرف معز الدین شاہ نوشتہ است۔

در جدول خاندان تیموریہ کہ سلطنت شان از سال ہفتصد و ہشتاد و دو ہجری شروع می‌شود مقابل نام ہر یک سنین ہجری شروع سلطنت و سال ہجری ختم سلطنت ہم نوشتہ۔

در اول شاہان انگلستان ہم نوشتہ است تاریخ ترتیب این فہرست ۱۸۶۶ء است چنانچہ در آخر فہرست می‌نویسد۔ کوئن وکٹوریہ تا تحریر فہرست یعنے ۱۸۶۶ء بر تخت انگلستان موجود و مامور است۔

غرض اگر این جدول محض در یک جزو ہست اما براہ فوائد نہایت کارآمد و مفید است۔

لب التواریخ

تصنیف رائے بندرابن ولد بہارامل در حالات ہندوستان ماخوذ از تاریخ فرشتہ اما مصنف بر واقعات نوشتۂ فرشتہ دیگر حالات و فتوحات شاہان دہلی تا زمانہ سنہ ۳۸ جلوس عالمگیری اضافہ نمودہ۔

شروع کتاب۔ "بادشاہی بے زوال مر خدای راست جل جلالہٗ الخ" و کتاب را بر دہ فصل مرتب کردہ۔

فصل اوّل در حالات سلاطین دہلی۔

فصل دوم کہ متضمن حالات حکام دکن است دران شش شعبہ کردہ۔

شعبۂ اولیٰ در حالات بہمنیہ۔

شعبۂ ثانیہ در حالات عادل شاہیہ۔

شعبۂ ثالثہ در حالات نظام شاہیہ احمد نگر۔

شعبۂ رابعہ حکام قطب شاہیہ۔

شعبۂ خامسہ عماد شاہیہ۔

شعبۂ سادسہ برید شاہیہ۔

فصل سوم در حالات سلاطین گجرات۔

فصل چہارم مالوہ و مندو

فصل پنجم فاروقیان برہانپور

فصل ششم سلاطین بنگالہ

فصل ہفتم سلاطین شرقی جونپور

فصل ہشتم امراء سندھ

فصل نہم امراء ملتان

فصل دهم شاہان کشمیر

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۶۷ فن تاریخ مربوط است بخط شفیعہ معمولی مکتوبہ سی و نہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۱۰۷ھ یکہزار و یکصد و ہفت ہجری بقلم کشن چند در قصبہ نرائن کھیڑہ سرکار کولاس مضافات صوبۂ حیدرآباد۔

جملہ اوراق یکصد و ہفتاد و یک ۱۷۱ و سطور فی صفحہ چہاردہ ۱۴۔

ماہ نامہ

تصنیف غلام حسین خان جوہر منصبدار سلطنت حیدرآبادی باشد۔ در سال یکہزار و دو صد و بست و پنج ہجری حسب فرمائش چندابی بی ماہ لقابائی کتاب تصنیف نمودہ۔ اول کتاب اینست:-

"آہنگ صریر کلک عشرت تحریر بہ نگارش شکر و سپاس جلیلے زمزمہ سر است" الخ۔

موضوع کتاب۔ واقعات مملکت حیدرآباد دکن از ابتدائے حکومت آصف جاہ نظام الملک۔

کتاب مرتب است بریک مقدمہ و چہاردہ لمعہ۔

مقدمہ در ذکر انتساب خاندان نواب غفران مآب آصف جاہ۔

لمعۂ اول باب اول در ذکر ریاست نواب مغفرت مآب آصف جاہ نظام الملک۔

لمعۂ دوم باب دوم در ذکر ریاست میر احمد خان ناصر جنگ۔

لمعۂ سوم در ذکر ریاست سید محمد خان صلابت جنگ۔

لمعۂ چہارم در ذکر فرمانروائی نواب نظام علیخان۔

لمعۂ پنجم در ذکر برادران غفران مآب۔

لمعۂ ششم در ذکر امرائے عہد غفران مآب۔ و حکام و ربجہا

لمعۂ ہفتم در سوح و ثنائے سکندر جاہ بہادر۔

لمعۂ ہشتم در ذکر امرائے نامدار و کیفیت عہدہ شان و وفا ماہ لقابائی۔

لمعۂ نہم در ذکر صوبہ جات ہندوستان و دکن و احوال سلاطین ہر صوبہ بشرح طول و عرض بہ تفصیل سرکارات و محالات و جمع کامل ہر صوبہ۔

لمعۂ دہم در شرح مسافت کردہ و منازل ہندوستان و ذکر بادشاہ آنجا۔

لمعۂ یازدہم در ذکر قلعہ جات ہند و دکن کہ در عہد شاہجہان بتصرف در آمدند۔

لمعۂ دوازدہم در ذکر اول مخلوق عرش و کرسی و افلاک سبعہ و تقسیم ارباع الارض۔

لمعۂ سیزدھم در ربع مسکون و عجائبات ارض۔

لمعۂ چہاردھم در پیدائش آنہا و جبال و عجائبات و دیوان اشعار ہندی طبعزاد چندلال بی۔
نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بہ نمبر (۱۰۳۱) مرتب است بخط نستعلیق عادی تقطیع کلاں۔
جلد اوراق چہار صد و ہفتاد و سہ (۴۷۳)۔ وسطور فی صفحہ ہفدہ۔ در سنہ یکہزار و دوصد و سی و ہشت
ہجری سید اسد اللہ حسینی معروف بہ ابو شاہ در محلہ جلال کوچہ من محلات بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد
بحکم نواب محمد علیخان تحریر نمود۔

و مخفی نماند کہ غلام حسین جوہر یکے از افاضل زمانہ و مصنف فرزانہ ملک دکن بود و علاوہ
این کتاب دیگر مصنفات ہم از وجود آمدہ۔ چنانچہ خود درین کتاب در صفحۂ ثانیہ ورق پنجم فرمودہ

۱۔ عرض جوہر در مقطعات و مرقعات وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ کتاب غیر منقوط موسوم بہ مہر و ماہ مرتب بر نوزدہ جز محتوی بر منقبت خلفاء و
چہاردہ معصوم۔

۳۔ رسالہ در رمل و علم نجوم۔

و رسالہ ہا در معرفت حقایق و معارف و طبابت و عقاید اہل ملل و نحل و تدبیر ملک
مطابق کتاب اخلاق ناصری۔

مجموعۂ میرزا مہدی خان

بطور جدول

نام کتاب تاریخی است از اعداد و یک ہزار و یکصد و چہل و دو ہجری سال تالیف بدست می آید۔ میرزا مہدی خان صفوی از امیر تیمور تا معظم شاہ بطور جدول و حالات ہر یکے از سلاطین تیموریہ تحریر نمودہ باین طور کہ اول اسم بادشاہے می نویسد و تحت آن خطوط می کشد۔

در خط اول نام پدر و مادر۔

در خط دوم تاریخ و امکنہ ولادت۔

در خط سوم تاریخ و امکنہ جلوس۔

در خط چہارم مدت عمر و مدت سلطنت۔

در خط پنجم اسامی اولاد و امجاد۔

در خط ششم اسباب وفات۔

در خط ہفتم ذکر ممالک مفتوحہ۔

در خط ہشتم وکلائے ذوی الاحترام۔

در خط نہم تاریخ و سال وفات۔

در خط دہم امکنہ رحلت و مقام دفن۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۴ فن تاریخ مربوط است بخط شکستہ معمولی نوشتۂ سنہ ۱۲۲۴ھ بقلم دولت رائے۔

جو صفحات سی و پنج ۳۵ بطور جدول۔

مجموعهٔ میرزا مهدی خان

یعنی

شاهان هند

اصل نام آن مجموعهٔ میرزا مهدی خان صفوی است۔

مؤلف موصوف اول یک جدول مشتمل بر حالات سلاطین هند از تیمور تا معظم شاه در ۱۱۴۲ھ یکهزار و یکصد و چهل و دو هجری نوشته بود و نامش مجموعه میرزا مهدی خان گذاشته۔ بعد آن بموجب التماس فرزند ارجمند خود ابو الفیاض میرزا محمد عالیجاه حالات بادشاهان ایران و سلاطین روم و خوانین توران و فرمانروایان که در دکن و هندوستان معاصر ایشان بودند و نیز شاهان بعد اسلام که در مملکت هند آمده جهاد کردند همه را بطور اختصار به سلک تحریر کشیده و نام آن را هم مجموعهٔ میرزا مهدی خان صفوی گذاشته۔ اولش این است:۔

"حمد و ثنا معدود و حمد نامعدود لازم بارگاه احدیت و پیشگاه صمدیت شاهنشاه هست جل شانه که صف آرایان معرکهٔ ملت و لشکرکشان عرصهٔ دین و دولت بجهت انتظام مهام جهانیان بموداے رشادت پیرایهٔ انا جعلناک خلیفة فی الارض خلعت فاخرهٔ خلافت و حکمرانی پوشانید الخ۔"

نسخهٔ موجود در کتب خانهٔ آصفیه که در فن تاریخ بر نمبر ۴۵۵ مربوط است تقطیع خورد و بخط شفیعه۔

جملهٔ صفحات یکصد و چهل و پنج۔ و سطور فی صفحه چهارده۔

نام کاتب و سنهٔ کتابت در آخر ننوشته۔ اما در آخر نوشته است که:۔

"تمت فی شهور سنه ۱۱۹۶ هجری" ازان معلوم شود که همین تاریخ کتابت است۔

و ملاحظهٔ خط و کاغذ وغیره تقریب و تائیدی شود که همین سنه ۱۱۹۶ هجری سال تحریر این نسخه است۔

مخزن افغانی

تاریخ افغانان است جملہ قبائل افغانیان بہ تفصیل تمام از ملک طالوت کہ از بنی اسرائیل بودہ تا سنہ ۱۰۲۱ یکہزار و بست و یک ہجری بیان نمودہ و دریں قوم افغان اکابر و اعیان کہ بدرجہ علم و کمال ظاہری و باطنی فائز بودہ یا بمراتب حکومت و ایالت رسیدہ ہمہ را نام بنام ذکر نمودہ۔

کتاب مشتمل است بر شش باب و یک خاتمہ۔

باب اول حالات ملک طالوت و قالوت۔

باب دوم در ذکر خالد بن ولید۔

باب سوم ذکر سلطان بہلول لودھی۔ و دران سہ فصل است۔

فصل اول ذکر سلطنت بہلول۔

فصل دوم ذکر سلطنت سکندر۔

فصل سوم ذکر سلطان ابراہیم۔

باب چہارم ذکر شیر شاہ و دران چہار فصل است۔

فصل اول در حالات احوال شیر شاہ۔

فصل دوم در ذکر شیر شاہ۔

فصل سوم حالات فیروز خان

فصل چہارم احوال مبارز خان الملقب بہ سلطان العادل۔

باب پنجم در حالات نواب خان جہان لودھی۔

باب ششم در بیان تعداد سلسلۂ افغان مشتمل بر سہ فصل است۔

فصل اول ذکر اولاد سربنی۔

فصل دوم ذکر اولاد مقی۔

فصل سوم ذکر اولاد عز تشی و بعضے سوانح دیگر و در ضمن سوانح ذکر سلطنت شاہجہان وغیرہ
هم نموده۔

خاتمہ کتاب در ذکر ارباب وجد و حال و اصحاب ذوق و کمال که درین طایفہ علم ہدایت
و ارشاد و افراشته اند۔

کتاب مذکور بسیار نادر و کمیاب است۔

مصنف آن نعمت اللہ بن حبیب اللہ برہان پوری ہستند۔ سنہ تصنیف آن یکہزار
و بست و یک ہجری است۔

و بعد ختم کتابت سلسلۂ نسب خود را مع بعض واقعات و حکایات مفیده بیان نموده۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۶۰۷ فن تاریخ مربوط است از اول تخمیناً دو
چہار ورق ناقص است۔

و در آخر اصل کتاب این عبارت تحریر است۔

"و تسوید این تالیف و تحریر و تصحیح این تاریخ بخط شکستہ بستہ کمترین متصدی جمیع اضعف
عباد اللہ نعمت اللہ بن حبیب اللہ عفی عنہ در بلدۂ فاخرہ معمور برہان پور حمیت عن الآفات
والحوادثات بوقوع انجامید۔"

جملہ اوراق مع ضمیمہ نسب مصنف دو صد و نود و دو (۲۹۲) سطور فی صفحہ پانزده۔ بخط شفیعہ
نا یقرا۔ بعض اوراق آب رسیده ہم است۔

کتاب در ۱۱۸۶ھ یکہزار یکصد و ہشتاد و شش ہجری بقلم محمد افضل محرر حسب فرمائش فتح خان
ولد حیات خان شیرانی تحریر شد۔

مراۃ العالم

تاریخ عام است۔ تصنیف محمد بختاور خان خواجہ سرائے ست کہ در سنہ ۱۰۹۶ یکہزار و نود و شش ہجری بمقام احمد نگر وفات یافتہ و در دہلی در بختاور پورہ مدفون گشتہ۔ واقعات و حوادث عالم تا سال یکہزار و ہفتاد و ہشت ہجری نوشتہ۔ کتاب مرتب است بر ہفت آرایش و در ہر آرایش چند نمایش۔

آرایش اول در ذکر برخے از احوال۔

آرایش دوم در بیان حالات و غزوات و شمائل و معجزات حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وشمہ از اولاد و امجاد و ازواج طاہرات آنحضرتؐ۔

آرایش سوم در ذکر ملوک بنی امیہ و خلفائے عباسیہ و سلاطین معاصر عباسیہ قیاصر روم و شرفاء مکہ و مدینہ و خانان ترک وغیرہ۔

آرایش چہارم در ذکر خاقان۔

آرایش پنجم در ذکر سلاطین دہلی و دیگر ممالک کہ درین عہد ہمایونی۔

آرایش ششم در ذکر بادشاہان گورگانیہ۔

آرایش ہفتم در شرح مجمل از گرامی احوال میمنت اشتمال خلیفۂ دین و تبع خلفائے راشدین بادشاہ دین پناہ خدیو آگاہ ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب بہادر بادشاہ۔

دریں کتب خانۂ آصفیہ دو نسخہ است کہ بر نمبر ۵۱۳ و ۱۲۶ فن تاریخ مربوط است۔

نسخۂ اولین بخط نستعلیق معمولی۔ در اول چند اوراق نصف نصف ضایع شدہ و وصلہ کردہ مگر بران عبارت نوشتہ نشدہ۔ جملہ اوراق ۲۲۳۔ سطور فی صفحہ نوزدہ۔ تاریخ

کتابت پنجم شہر رمضان المبارک سنہ ۱۰۱۲ بخط عبدالمجید ولد مرحوم عبداللطیف عوزی۔
و نسخۂ دوم من تقطیع کلاں بخط شفیعہ آمیز طبعی ست از اول دو ورق ناقص و از آخر یک ورق ناقص ست۔

جملہ اوراق - ۴۴۹ - سطور فی صفحہ بست و یک۔
نام کاتب و سنہ کتابت بوجہ نقصان آخر معلوم نشد۔

مطلع السعدین

۸۷

تصنیف عبدالرزاق بن اسحق سمرقندی متولد ۸۱۶ھ هشتصد و شانزده هجری متوفی ۸۸۷ھ هشتصد و هشتاد و هفت هجری است۔ تاریخ ایران ست۔

مصنف کتاب را بر دو حصه تقسیم نموده و خطبهٔ هر جلد جداگانه نوشته۔ دریں کتاب خانه نصف دوم است۔

اول آن فاتحه کلام حمد و ثنائے ملک علامے باید۔ الخ

بعد خطبه وغیره شروع از ذکر جلوس میرزا شاهرخ نموده و از ۸۰۸ھ هشتصد و هشت هجری واقعات و حالات تا سال هشتصد و چهل و پنج هجری نوشته۔

نسخهٔ مذکوره بر نمبر ۳۲۰۔ فن تاریخ مخزون است۔ خط نستعلیق کاغذ انگریزی ناپائدار۔ ۱۲۹۹ سنه کتابت یکهزار و دو صد و نود و نه هجری در بلدهٔ حیدرآباد دکن نقل شده۔ نام کاتب تحریر نیست۔ جمله صفحات هفتصد و هفتاد و یک ۷۷۱ و سطور فی صفحه پانزده ۱۵۔ در آخر کتاب از کاتب یک قطعه منظوم مرقوم است۔ اما آخر قطعه ضایع شده۔ اول قطعه این است ؎

کرده‌ام سالم رقم این مطلع السعدین را

مکاتیب فارسی

تالیف و تصنیف عبدالحسین بن ادہم النصیری منشی و کاتب فرامین و مراسلات سلطنت صفویہ طہران است۔ دریں مکاتیب اکثر فرامین و مراسلات کہ از طرف سلاطین صفویہ بنام سلاطین روم و ہندوستان وغیرہ و دیگر امراء عظام و حکام عالیمقام جاری شدہ و جمع گردیدہ مصنف اباً عن جد برایں عہدہ انشاء فرامین و خطوط در سلطنت صفویہ سرفراز و ممتاز بود و بحکم شاہ سلطان حسین این فرامین و مکاتیب جمع نمودہ چنانچہ در اول خطبہ گفتہ۔

"ازانجا کہ پیوستہ خواہش طبع وقاد و ذہن نقاد بر تتبع دقایق صنایع ہر فن خصوصاً بدایع انواع سخن معطوف ست۔ کمترین غلام زادگان درگاہ شاہ عالم عبدالحسین بن ادہم النصیری الطوسی را کہ ہمیشہ بدستور آبا و اجداد بعواید تفضل و احسان این خاندان ابد توامان بہرہ مندی یافتہ بتفویض مناصب و مراتب خصوصاً انشاء ممالک سالک سربلندی و ارجمندی بودہ بہار جوانی را تا خریف خرافت و ناتوانی در بندگی و جانفشانی این آستان کہ کعبۂ امال آمالی و مادۂ حیات جاودانی و سرمایۂ سعادت دو جہانی است جمع و ترتیب مناشیر بلاغت کہ از بدو طلوع شعشعۂ نیر اقبال بے زوال سلاطین جنت مکین این سلسلۂ قدسیہ کہ از یمن ترویج رائی متین و رواج دین مبین و رونق مذہب ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین شرف اتصال و اقتران بزبان حضرت صاحب الزمان علیہ صلوات اللہ الرحمٰن خواہد یافت۔ ازین خاندان ولایت بنیان بسلاطین زمان و خواقین دوران شرف صدور یافتہ و از بادشاہان اطراف و شہریاران اکناف بدین آستان ملائک مطاف عز ورود یافتہ مامور و ممتاز و مشغوف و سرفراز شد۔"

کتاب منقسم است بر دو جلد۔

جلد اول | نوشتہ جات سلاطین کہ قبل از جلوس ہمایون شاہ عباس بودند و این جلد محتوی است

بریک افتتاح و چہار باب :-

افتتاح متضمن است بر مراسلات حضرت خیر الانام جناب سرور کائنات و حضرات ائمہ کرام علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام - و مشائخ عظام و مراسلات امیر تیموریہ و اجوبہ آن

باب اول در مکاتیب زمانہ شاہ اسمعیل -

باب دوم در مکاتیب زمانہ شاہ طہماسپ -

باب سوم در مکاتیب زمانہ سلطنت اسمعیل میرزا و شاہ سلطان محمد -

باب چہارم در مکاتیب عہد شاہ عباس صفوی -

جلد دوم در مکتوبات و فرامین ہمایون شاہی -

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۲۱۴ فن تاریخ مربوط است بخط نسخ نوشتہ ایران می باشد - در آخر نام کاتب و سال کتابت نہ نوشتہ - اما چہار مہر ایرانیان بر خاتمہ ثبت است و این نسخہ مخلص جلد اول ست و بر مکاتیب زمانۂ شاہ عباس ختم است -

جملہ صفحات ششصد و نود و یک - و سطور فی صفحہ بست و پنج
۶۹۱ ۲۵

مکاتبات سلاطین دکن مثل عادل شاہ محمد قلی و نظام شاہ و محمد قلی قطب شاہ از صفحہ ۱۹۸ تا صفحہ ۲۱۴ مذکور است -

یک نسخہ آن در برٹش میوزیم ہم موجود است چنانچہ در فہرست برٹش میوزیم در صفحہ (۲۰۰) ذکر آن کردہ -

نظام التواریخ

تصنیف امام ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن قاضی قضاۃ امام الدین ابو القاسم عمر بن امام سعید فخر الدین ابو الحسن علی البیضاوی اعیان قرن سابع۔ بزبان فارسی۔ اولش این است

حمد و ثنائے سزوار خالقیست کہ بر صفحہ پاک مخاوندی علمہ خلق الانسان علمہ البیان برافراشتہ و شکر و امتنان باہزاران زبان لایق منعمے است و درود نامحدود بران حامد باد کہ مکنونات علمی و مخزونات ازلی بنا بر بود او الخ"

این کتاب نہایت مختصر و مفید است۔ درین کتاب حالات علماء اعلام و سلاطین عظام کہ در مملکت ایران تا سال ششصد و ہفتاد و چہار ہجری بظہور آمدند از تواریخ معتبرہ و اسفار مشہورہ جمع نمودہ۔

کتاب مرتب است بر چہار قسم :-

قسم اول در بیان احوال انبیاء و اوصیاء و حکام کہ از ابتداء زمانہ حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت نوح می بودند و ایشان دہ تن بودند و مدت ایشان تو سب دو ہزار و پانصد سال بود۔

قسم دوم تعداد ملوک فرس و شرح احوال شان تا ضحاک و افراسیاب اسکندر و الطغن رومی جملہ ہفتاد و سہ تن و مدت ایشان چہار ہزار و یکصد و ہشتاد و یک سال و چند ماہ بود۔

قسم سوم در شرح حال خلفاء و ائمہ اسلام رضی اللہ عنہم و عدد ایشان پنجاہ و پنج تن و مدت ایشان ششصد و پنجاہ سال بود۔

قسم چہارم اندر اخبار سلاطین عظام و ملوک کرام کہ در ایام خلفاء بنی عباس باستقلال در ممالک ایران بادشاہی کردند و ایشان ہفت طائفہ ہستند و عدد ایشان ہفتاد و ہشت ہست و مدت

ملک شان از وقت خروج یعقوب بن اللیث تا این زمان چهار صد و بست سال است. نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه که بر نمبر (۱۲۹۹) فن تاریخ مربوط است تقطیع خورد بخط نسخ ایرانی صاف. در آخر نام کاتب و سنهٔ کتابت مرقوم نشده. اما یک عبارت تملیک موجود است تاریخ آن یکم شهر ربیع الاول ۱۲۵۸ هجری است. ظاهراً نوشته کم از دو صد سال نیست. جملهٔ صفحات آن یکصد و سی و نه [۱۳۹] و سطور فی صفحه پانزده [۱۵].

نگارستان

تصنیف قاضی احمد غفاری متوفی ۹۷۵ھ نہصد و ہفتاد و پنج ہجری است۔

مصنف علامہ درین کتاب حالات و حکایات عجیبہ و قصص غریبہ مسلمانان و حالات اکثر خاندان و اسامی حکمرانان آن خاندان از کتب تاریخ من ابتدائے ظہور اسلام تا دہم صدی ہجری نوشتہ
در خطبہ کتاب تعریف و مدح و ثنائے شاہ طہماسپ کردہ و در خطبہ اسامی کتب تاریخ کہ ازان اخذ کردہ بہ تفصیل نوشتہ۔ اولش این است:۔

اے طرازندۂ بہارستان ۔ وے نگارندۂ نگارستان

بیاض کرم خوردہ قسم صدق ۔ نگارم را دور دراز عنان

مساودش۔ حضرت سلطان حشر مالک رقاب ممالک بقدر نگارندہ پیکر انس و جان تو قصۂ کن فکان عظم سلطانہ و جل برہانہ"

مصنف موصوف از اکابر اعلام و مشاہیر خاص و عام است۔

در فہرست برٹش میوزیم لندن مذکور است کہ در اجداد مصنف امام نجم الدین عبدالغفار است کہ قاضی و فقیہ شافعی بود و قاضی احمد نسبت خود را بدین وجہ غفاری قرار دادہ و از مصنفات احمد غفاری تاریخ دیگر ہم مشہور است نام آن جہان آرا است۔

و مصنف ممدوح بعد مراجعت و فراغ از حج بیت اللہ بہ بندر گاہ دیبل کہ در ملک سندھ واقع است رسیدہ بمکان سام میرزا مقیم شد ہانجا مرغ روحش بہ عالم قدس پرواز نمود۔ و این سال نہصد و ہفتاد و پنج ہجری بودہ۔ و سام میرزا در تاریخ خود تحفۂ سامی ذکر موصوف نمودہ می نویسد کہ والد او قاضی محمد غفاری قاضی رے بود و شاعر ہم بود و در سال ۹۳۲ھ نہصد و سی و دو ہجری فوت شد۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۶ فن تاریخ مربوط است نسخۂ قدیمہ خوشخط بخط شفیعہ مکتوبہ

سنہ ۱۰۷۶ یکہزار و ہفتاد و شش ہجری است کہ در دار الخلافہ دہلی نوشتہ شد اما نام کاتب در آخر مرقوم نیست ۔

جملہ اوراق سہ صد و ہفتاد و ہفت [۳۷۷] و سطور صفحہ [۱۹] نوزدہ ۔

و نسخہ ثانیہ کہ بر نمبر ۲۵۰ مخزون است بخط نسخ معمولی از آخر ناقص جملہ اوراق ۲۱۰ سطور فی صفحہ بست [۲۰] ۔

وقایع البدایع سوانح دہلی

تصنیف و تالیف درگاہ قلی خان بہادر سالار جنگ موتمن الدولہ موتمن الملک ست ۔
وقتیکہ درگاہ قلی خان موصوف ہمراہ رکاب نواب نظام الملک آصف جاہ اول بہ شاہجہان آباد عرف دہلی رفتہ بودند دران زمان انچہ عمارات مخصوصہ و علماء و حکماء و مشایخ و دیگر صاحبان فن کہ دران زمان در دہلی بودند و نیز واقعات و حالات آنجا ہر قدر کہ دیدند دریں رسالہ قلمبند نمودند ۔

بست و یکم محرم ۱۲۹۰ھ کاتب الحروف میر حید حسین مصححہ عبدالرحمن تاریخ ۲ صفر ۱۲۹۰ھ ۔
جملہ اوراق چہل و شش ۔ و سطر فی صفحہ پانزدہ ۔

ایں رسالہ ہم از کتب گزیٹر است و در نمبر ۲۸۲ فن تاریخ ہمراہ بساط الغنایم مجلد است ۔
اولش اینست :۔

"وقتے نواب خان دوران مرحوم یعنے درگاہ قلی خان بہادر سالار جنگ موتمن الدولہ موتمن الملک بہ رفاقت نواب نظام الملک آصفجاہ بہ شاہجہان آباد رفتہ بودند خصوصیات آنجا انچہ بہ نظر در آمدہ بود بقید قلم در آوردند مسطور می گردد الخ"

و ایں رسالہ بخط شفیعا است و در آخر نوشتہ است :۔

"تمت وقایع البدایع سوانح دہلی در زمان نادر شاہ من تصنیف نواب صاحب موصوف مرحوم مغفور (یعنے نواب درگاہ قلی خان مرحوم)
در ذکر کتاب بساط الغنایم احوال کتاب نوشتہ شدہ است"

وقائع بنگاله

اول کتاب اینست ۔ بر دانشوران سخنوران و سیاحان ہفت کشور واضح است الخ۔
مصنف نام خود نبردہ ۔ از ابتدائے مسند نشینی نواب سراج الدولہ تا حالات سنہ ۱۲۲۱ھ
یکہزار و دو صد و بست و یک ہجری ذکر کردہ ۔
نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۳۴۲ ۔ تاریخ مرتب است تقطیع خورد بخط شفیعہ
جملہ صفحات چہل و شش و سطور پانزدہ فی صفحہ ۔
در فہرست برٹش میوزیم صفحہ ۳۱۲ ۔ نمبر کتاب ۱۱۱۸ ۔

وقایع جنگ نادرشاہ

درین رسالہ آمدن نادرشاہ در دہلی و قتل و غارت و جنگ و جدال نادرشاہ مذکور است۔
شروع این است :-

"زہی نادرشاہ بادشاہی کہ خسروان روی زمین بہ خاکساری آستانہ کرمانش اعتبار سربلندی و بلند بختان روشن جبین را بسجود پائش اقتدار ارجمندی بحضور پایہ شوکت و سلطانتش صد ہزار سلیمان چون مور بعجز و انکساری بنور سایہ عظمت ہمایونش ہر یک ذرہ خورشید ظہور بعجز و کا منکاری۔

انچہ حق باید ہمہ زیبا نہاد — الذی ہو قاہر فوق العباد

ازانجا کہ نوادرات صنایع ایزدی را بشرح و بسط آوردن رنگ توقف در شب داج شمردن است بلکہ این آسان و آن مشکل الحاصل این بحر ناپیدا کنار را از شناوری خود بعید انگاشتہ جوہبار قلم را بموج خیزی سخن رقم آشنائی سازد" الخ۔
بعد خطبۂ کتاب شروع حالات چنین رقم نمودہ کہ اول حملہ نادرشاہی بر قلعۂ کابل و تسخیر آن و باز بخشیدن آن بہ نواب ناصر خان صوبہ دار نوشتہ۔ بعد آن عبور نادرشاہ مع لشکر جرار و قہار از دریائے اٹک و رسیدنش در لاہور و جنگ و جدال با خان بہادر زکریا خان و آخر کار بعد قبول کردن نذرانہ بست لاکھ روپیہ مصالحہ با او شان تحریر نمودہ۔ ازان بعد واقعہ دہلی مفصلاً بقلم آوردہ۔
نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۰ فن تاریخ مربوط است بتقطیع خورد بخط شفیعہ است در آخر این عبارت مرقوم است :-

"الحمد للہ کہ این وقایع نادری بموجب ارشاد لازم الانقیاد مشفق و معظم کرامت امتزاج دل سکھ راج متصدی سرکار سید شریف خان بحسب قسمت در لشکر نواب آصفجاہ بہادر

بقلم نیاز رقم سمت تحریر یافت تو لا کہ بنظر اصلاح عالی طبعان صورت قبول در آید انشاء اللہ۔

وقایع نادر شاہ صورت تحریر اتمام یافت"

جملہ صفحات بست و دو (۲۲) و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

درین رسالہ از رسائل دیگر کہ در حالات نادر شاہ است یک امر دیگر مرقوم است کہ نکاح دختر نادر شاہ با یک شاہزادۂ دہلی در ہمین زمان شدہ۔ و این مضمون در آخر رسالہ درج است۔ معلوم نہ شد کہ مضمون از کجا و کدام ماخذ نوشتہ کہ در ہیچ کتاب چنین قصہ نہ یافتم۔

واقعۂ خرابی دہلی

بوجہ ورود نادر شاہ بہ ہندوستان دہلی خراب شدہ جدال وقتال ونہب وغارت ہرچہ واقع شدہ آن را بتفصیل تمام درحیطۂ تحریر آوردہ۔ شروع کتاب این است:۔

"الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین وقائع جنگ نادر شاہ ومحمد شاہ وکیفیت سلطنت ملک ہندوستان جنت نشان وبیحرمتی حضرت خلیفۃ الرحمان وبے وقاری جمیع امرایان عظیم الشان از دست ایرانیان کلاہ پوشان میمون صورت گرگ سیرت سگ گہر سخت گیر بوقوع آمدہ الخ"

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بہ نمبر ۷۰۰ مربوط است بخط نستعلیق عادی تقطیع خورد نوشتہ سال یکہزار و دو صد و شصت وہفت ہجری است۔

نام کاتب تحریر نیست اما نام صاحب فرمائش کہ بفرمائش شان کاتب کتاب را نقل نمودہ میر صفدر علی خان عرف بستی صاحب نوشتہ۔

عبارت خاتمہ این است:۔ جمیع ساکنان شہر کہ باقی ماندہ بودند شکر وسپاس ایزدی بتقدیم رسانیدہ سجدات بجا بجا آوردند ودوگانہ نماز شکرانہ ادا کردند بایکدیگر مبارک باد گفتند و سلامت بادی کردند واین مصرع میخواندند ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔

حسب الفرمائش المحزن جود وسخا معدن لطف وعطا مقبول ایزد سبحان میر صفدر علی خان عرف بستی صاحب مدظلہ العالی باتمام رسید مرقوم بست وچہارم ربیع الاول ۱۲۶۷ھ ہجری۔

جملہ صفحات کتاب ہفتاد و نہ ۔ وسطور فی صفحہ یازدہ۔

کتاب مذکور در برٹش میوزیم ہم موجود نیست۔

واقعاتِ دکن

اصل نام در خطبہ کتاب "اندازہ واقعات دکن" است۔

موضوع کتاب اینکہ رزیڈنٹ صاحبان حیدرآباد ہر انچہ کوائف و حالات حیدرآباد دکن خدمت گورنران بزبان انگریزی می نوشتند شخصے ترجمۂ آن مکاتیب بزبان فارسی نمودہ آن را واقعات دکن نام مقرر کرد و نام خود را بمصالح در کتاب ظاہر ننمود۔

خطبہ کتاب۔ شکر و سپاس آفریدگارے را سزد کہ بنی نوع انسان را الخ۔

کتاب مرتب است بر یک حقیقت و چہار باب و خاتمہ۔

حقیقت۔ مقتبس و منتخب از خط مسٹر رسل رزیڈنٹ۔

باب اول۔ ابتدائی واسطۂ انگریزان با سرکار دکن و قرار پذیر شدن تنامجات تعلبندی۔

باب دوم۔ در ذکر تنامجات افزائش فوج تعلبندی کہ در وقت لارڈ ولزلی قرار یافت۔

باب سیوم۔ در ذکر زمانہ نواب سکندر جاہ بہادر۔

باب چہارم۔ در ذکر نواب ناصر الدولہ بہادر تا زمانہ رزیڈنسی مسٹر مارٹین۔

تاریخ ترجمہ و ترتیب کتاب یکہزار و دو صد و شصت و شش ہجری زمانۂ حکومت نواب ناصر الدولہ بہادر۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۷۶۲ فن تاریخ مرتب است خط نستعلیق معمولی بر کاغذ انگریزی۔

جملہ صفحات یکصد و ہفدہ [۱۱۷]۔ سطور فی صفحہ چہاردہ [۱۴]۔

نام کاتب و سنہ کتابت نیست۔

وقائع دلپذیر

تصنیف عبدالاحد ابن مولوی محمد فایق ملازم کمپنی سرکار انگریزی۔

جملہ حالات و کوائف بادشاہ بیگم محل ابوالمظفر معزالدین شاہ غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ از کتخدائی تا آخر عمر تحریر نمودہ۔

اول کتاب۔ آبداری سیوف بارقۂ السنہ کشور کشایان معانی الخ۔

در سنہ ۱۲۴۳ یکہزار و دو صد و چہل و سہ ہجری حسب فرمائش مسٹر جان دوزول شکسپیر بہادر تصنیف نمودہ۔ و سنہ تصنیف از نام کتاب بانضمام نام مصنف حاصل می شود

(وقائع دلپذیر عبدالاحد)

سنہ ۱۲۴۳

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تاریخ بر نمبر ۱۲۷۳ مخزون است بخط نستعلیق معمولی مکتوبہ سنہ ۱۲۵۴ یکہزار و دو صد و پنجاہ و چہار ہجری نام کاتب تحریر نیست جملہ اوراق ہشتاد و چہار۔ سطور فی صفحہ ۱۵ پانزدہ۔

واقعات کشمیر

بزبان فارسی بخط نستعلیق معمولی تاریخ کشمیر تصنیف محمد اعظم بن خیر الزمان است که در سال ۱۱۴۸ سنه یکهزار و یکصد و چهل و هشت هجری در زمان سلطنت محمد شاه بادشاه دہلی تصنیف نموده۔ سال تالیف از نام کتاب برمی آید۔ شروع کتاب این است:۔

"زینت دفتر ابداع و ایجاد و ترتیب طبقات منظر عالم کون و فساد بنام مالک الملکی است"۔

کتاب مرتب است بر یک مقدمه و سه قسم و یک خاتمه۔

مقدمه در بیان احوال و صفات این شہر۔

قسم اول در بیان احوال ارباب حکومت که پیش از ظہور اسلام بودند۔

قسم دوم در ذکر سلاطین که بعد طلوع و فروغ اسلام بر سلطنت رسیدند۔

قسم سوم در ذکر سلاطین چغتائیه که متصرف بر کشمیر شدند۔

خاتمه در بیان بعض غرائب و عجائب که خلاصه این شہر است۔

در آخر نام کاتب و سنه کتابت مذکور نیست۔

جمله صفحات (۴۰۴) و سطور فی صفحه ۱۲ دوازده۔ و تقطیع خورد۔

و در ہر صفحه جدول شنجرفی دارد و بر نمبر ۲۹۰ فن تاریخ مربوط است۔

و در کتب خانه پٹنه عظیم آباد و یک نسخه ازان موجود است۔ و در برٹش میوزیم ہم موجود است۔ دران مذکور است که محمد اعظم مصنف کتاب از خطه کشمیر بود و در سلسله ارادت و بیعت محمد مراد نقشبندی میداشت که در سال ۱۱۱۳ سنه یکهزار و یکصد و سیزده هجری بعالم جاوید خرامید۔

یادگار لکھمن لال

تصنیف لکھمن لال شاہ جہان پوری۔

تاریخ حیدرآباد فرخندہ بنیاد زمانۂ سلطنت میر قمرالدین خان چین قلیچ خان المخاطب بہ نواب آصفجاہ بہادر مغفور ست۔ حسب ایماو چارلس مٹکف صاحب بہادر منظم الدولہ تصنیف شدہ۔
اول کتاب اینست۔ الحمد للہ رب العالمین و تحیات برگروہ مخبر الصادقین بعدہٗ ایمچمدان لکھمن لال الخ۔

کتاب بر دوازدہ فصل مرتب است۔
فصل اول دربیان اولاد و احفاد میر قمرالدین خان آصفجاہ بہادر مغفور۔
فصل دوم در ذکر امراو ریاست آصفیہ از فرقۂ اہل اسلام۔
فصل سوم در احوال فرقۂ ہنود لہذ گروہ ریاست مسطور۔
فصل چہارم در کیفیت زمینداران حیدرآباد و شرح نظامت ایلچپور و کیفیت منصبداران و اسامی جاگیرداران وغیرہ۔
فصل پنجم در تفصیل تعلقہ جات۔
فصل ششم در ذکر قلعہ جات۔
فصل ہفتم در شرح جاگیرداران ذات و جمعیت۔
فصل ہشتم القاب و خطابات مسلمین و ہنود۔
فصل نہم گوشوارہ جمعیت سپاہ و مداخل و مخارج ملک۔
فصل دہم در کوائف افغانان و مہدوی و عروب وغیرہ۔
فصل یازدہم در بعضے مراتب ضروری۔
فصل دوازدہم دربیان خصائل و روبہ اہل بلدہ حیدرآباد۔

نسخۂ مخزونۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۔ ۱۰۹۴ ۔ فن تاریخ ۔ بخط نستعلیق معمولی ۔

ص ۲۸۴ س ۱۴

نام کاتب و سنہ کتابت نیست ۔ جملہ صفحات دو صد و ہشتاد و چہار ۔ سطور فی صفحہ چہاردہ ۔

تاریخ خورشید جاہی

بزبان اردو تصنیف مولوی غلام امام خان قوم افغان ترین الملک یوسفزئی در سال یکہزار و دو صد و ہشتاد و چہار ہجری حسب ارشاد نواب خورشید جاہ خورشید الملک خورشید الدولہ محمد محی الدین خان مرحوم در حیدرآباد دکن تصنیف کردہ۔ شروع کتاب این است:-

الحمد للہ الحی القیوم مالک الارض والسموات۔ نظم

سزاوار اوسی کو ہے جاہ و جلال ؛ نہیں ہے حکومت کو جسکے زوال

موضوع کتاب۔ بخصوص حالات صوبہ جات دکن و محاصل مالی ہر صوبہ و ذکر سلاطین و حکمرانان دکن و نیز حالات علماء و مشائخ کہ در ملک دکن آسودہ اند و ضمناً و مجملاً حالات کل اقلیم ہند بملک تلم تا سال یکہزار و دو صد و ہشتاد و چہار سال ہجری کہ حیدرآباد از جلوس نواب افضل الدولہ حضرت مکان مشرف و مزین بود کشیدہ۔

کتاب مرتب است بر یک مقدمہ و چہار چاند (ماہ) و یک خاتمہ۔

مقدمہ در بیان فوائد علم تواریخ۔

چاند یعنی ماہ اول در بیان صوبہ جات دکن و دران دو شعاع است۔

شعاع اول تفصیل جملہ صوبہ جات ہند۔

شعاع دوم صوبہ جات دکن۔

ماہ دوم در ذکر چہاردہ خانوادہ حضرات صوفیہ و دران یک ضوء و دو نیر است۔

ضوء اول در بیان ہند و دکن و دران دو نیر است۔

نیر اول در بیان اولیائے ہند۔

نیر دوم در بیان اولیائے دکن و دران شش قطب است۔

قطب اول در بیان اولیائے بیجاپور۔

قطب دوم دربیان اولیائے خجستہ بنیاد یعنے اورنگ آباد۔
قطب سوم دربیان اولیائے خاندیس۔
قطب چہارم دربیان اولیائے صوبۂ برار۔
قطب پنجم دربیان اولیائے صوبۂ بیدر۔
قطب ششم دربیان اولیائے حیدرآباد دکن۔

ماہ سیوم دربیان اسلاف امیر تیمور تا حضرت آدم نبینا وعلیہ السلام و اسلاف تا خاتمۂ زمانۂ سلطنت اولادش و دران سہ و پنجاہ ہلال است۔

ماہ چہارم دربیان خاندان حضور پرنور آصف جاہ والی دکن و نسب نامہ اوشان تا ذکر حکومت آصف جاہ افضل الدولہ میر تہنیت علی خان ملقب بعد وفات بہ مغفرت مکان و ذکر امام جنگ محمد ابوالخیر خان و ذکر امیر کبیر و ذکر نواب شیر جنگ و ذکر سالار جنگ محمد درگاہ قلی خان و ذکر نواب مختار الملک سالار جنگ ثالث میر تراب علی خان و کیفیت شہر حیدرآباد و باغات و بنائے پل قدیم و چار مینار و مکہ مسجد و کیفیت عشرہ محرم و ایام عرس کوہ مولا و جملہ نیازات و اخراجات از طرف حضور در شہر محرم۔

خاتمہ دربیان حالات فساد عظیم کہ در ۱۸۵۷ء عیسوی در ہندوستان واقع شدہ جملہ حالات جدال و قتال و نہب و غارت وغیرہ وغیرہ۔

درین کتب خانۂ آصفیہ سہ نسخہ از کتاب مذکور بر نمبر ہائے ۴۶۴ و ۵۰۰ و ۹۹۸ موجود است دو نسخہ نمبری ۴۶۴ و ۹۹۸ چھاپہ کہ در حیدرآباد در ۱۲۸۶ حسب الحکم نواب خورشید جاہ مرحوم چھاپہ شدہ۔ جملہ صفحات آن ہفتصد و ہفتاد و چہار است۔ و در آخر یک فہرست بست صفحات است ازان جملہ مطالب کتاب معلوم می شود۔ و بعد خاتمہ کتاب در بست و دو صفحہ تعلیقات خورشید جاہی است کہ غلام محی الدین ترین پسر مصنف دران حالات وفات جناب نواب افضل الدولہ تحریر نمودہ۔

نسخۂ ثالثہ قلمیہ است۔

و اصل مقصد حقیر از ذکر این کتاب باوجودیکہ چاپ شدہ ہمین نسخۂ قلمیہ است کہ بر نمبر (۵۰۰)

فن تاریخ مربوط می باشد این نسخه بخط نستعلیق معمولی محض نصف آخر کتاب و شروع از ماه چهارم (چوتھا چاند) است که دران حالات خاندان آصفجاهی تا آخر کتاب مذکور شده.
نسخهٔ مذکوره همان مبیضه است که از مسودهٔ مصنف صاف کرده شد بعد آن مصنف موصوف نظر ثانی و ثالث بران نموده وجاها عبارات حذف نموده وجاها عوض عبارات خارج شده عبارات دیگر بر حاشیه کتاب از دست و قلم خود افزوده.

پس این نسخه نسخهٔ مصنف است بهمین وجه قابل نهایت قدر و منزلت است. چونکه نصف کتاب است. لهذا از صفحه ۱۷۲ شروع و بر صفحه ۵۰۴ ختم است. و سطور فی صفحه سیزده (۱۳).

در آخر یک عبارت خاص از قلم مصنف نوشته است و آن این است:- تمام بتاریخ هفدهم روز چهار شنبه بعد نماز اشراق ماه جمادی الاول سنه ۱۲۸۴ھ از افضال الله ثانیه از تسوید و تبییض و نظر ثانی و نظر ثالث و تصحیح و فهرست و سرخی به همه وجوه فراغ حاصل شد او جل جلاله مقبول قبول انام گرداناد بحق نبی و آل الامجاد.

ترجمہ

فیروز شاہی

شمس سراج عفیف کہ در زمانۂ سلطنت فیروز شاہ بادشاہ دہلی بود یک تاریخ بزبان فارسی متضمن حالات چہل و پنج سالہ ہندوستان از زمان سلطنت غیاث الدین تغلق تا زمانۂ سلطنت فیروز شاہ نوشتہ آن را بہ تاریخ فیروز شاہی موسوم کرد۔

وارث علی ابن شیخ بہادر علی متوطن دار الخلافہ دہلی حسب فرمائش کپتان سرہنری لوئیس صاحب بہادر بزبان اُردو ترجمہ نمود۔ شروع کتاب این است:۔

"حمد بیحد و سپاس لاتعد باغبانی را کہ این بوستان ہمیشہ بہار را گلہائے بوقلمون و نونہالان گوناگون بہ آبیاری قدرت کاملۂ خویش سرسبز نمودہ و درود نامحدود بران شافع روز جزا اعنی مصطفیٰ کہ بہ حرف اتی پلہ سبک سنج میزان امم را گران سنگ فرمود۔ الخ"

مصنف ممدوح بعد حمد و نعت می گوید:۔

"فروغ خاندان عالیشان چراغ دودمان نجدت نشان، انگلستان سرہنری کپتان لوئیس صاحب بہادر دام اللہ اقبالہٗ از زبان فیض بنیان ارشاد والا رفت کہ تواریخ فیروز شاہی من تصنیف شمس سراج عفیف وغیرہ کہ بزبان فارسی اند خلاصۂ آن بزبان اُردو عام الفہم ترتیب دادہ آید تا طبیعتے را از سماعتش سرمایہ فرح حاصل شود لہٰذا حسب الحکم آن فریدون جہان مطاع از تائید آلٰہی در اندک فرصتے باتمام رسانیدہ الخ"

بعد این بیان عبارت اُردو شروع است۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۷ از فن تاریخ مخزون است بخط نستعلیق صاف جدید الخط است و عبارت در متن و بر حاشیہ ہر دو نوشتہ۔

درآخر نام کاتب و سال کتابت مرقوم نشدہ۔

جملہ صفحات ہشتاد و سہ [۸۳]۔ و سطور در متن سیزدہ [۱۳] و سطور حاشیہ سی و ہشت [۳۸]۔

داستانِ نواب نظام علیخان

بزبان اُردو قدیم منظوم ۔ حالات و واقعات نواب نظام علی خان آصف جاہ بہادر نظم نمودہ ۔
شروع کتاب این است :۔

خدا کو سزاوار حمد و ثنا ؛ دیا کُن سے دونو جہان کو بنا

نام مصنف مذکور نیست ۔
نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۱۷۲) فن تاریخ مرتب است بخط نا یقراء ۔
تاریخ تحریر شانزدہم ذیحجہ ۔ سال تحریر نہ نوشتہ ۔ بقلم محمد طاہر
جملہ صفحات ہشتاد و یک (۸۱) ۔ و سطور فی صفحہ سیزدہ (۱۳) ۔

روضۃ الشہدا

منظوم

بزبان اردو۔ درحالات وفات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجناب سیّدہ فاطمہ زہرا وشہادت حضرت علی مرتضیٰ وحضرت امام حسن وامام حسین علیہم السّلام بزبان اردو قدیم دکھنی می باشد۔

محکم تخلص آن را نظم کردہ وروایات صحیحہ بہ رشتۂ نظم کشیدہ۔

کتاب مرتب است بر دوازدہ مجلس۔

مجلس اول دربیان رحلت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مجلس دوم دررحلت جناب سیّدہ فاطمہ زہرا علیہا السّلام۔

مجلس سوم شہادت جناب امیر المومنین علیہ السّلام۔

مجلس چہارم درذکر شہادت ووفات حضرت امام حسن علیہ السّلام۔

مجلس پنجم درذکر سفر حضرت امام حسین علیہ السّلام طرف مکہ وفرستادن جناب مسلمؑ جانب کوفہ وشہادت جناب مسلمؑ۔

از مجلس ششم تا مجلس دوازدہم درذکر رسیدن حضرت امام حسین بہ زمین کربلا وشہادت اصحاب وعزیزان وشہادت خود حضرت امام حسین علیہ السلام وحالات بعد شہادت

شروع این ست:۔

عجب یہ داستان ہے غم کی مشکل ٭ کہ بسم اللہ میں بسمل ہوا دل

رواں آنکھوں سے کر لوہو جگر کا ٭ لکھوں احوال میں خیر البشر کا

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۵۹ فن تاریخ مربوط است بخط معمولی نوشتہ یکہزار و دو صد و سی و یک سال ہجری است (۱۲۳۱ھ) نام کاتب قوم نیست صفحات دو صد و شصت و ہفت (۲۶۷) در سطر فی صفحہ سیزدہ (۱۳)۔

گلدستۂ ہند و تاریخ بیجاپور

مسٹر ملوسورتھ صاحب افسر ملٹن نجم - باعانت منشی سراج الدین در مقام گنجی از تاریخ ہائے انگریزی و فارسی حالات سلاطین ہند بزبان کرناٹکی تحریر نمودہ۔ وچونکہ لفٹننٹ موصوف در شہر مدراس آمدہ۔ بہ غلام دستگیر ولد ملک حسین خان دکھنی دوازدہ ہزاری ترجمہ مذکور حوالہ کرد بعد اصلاح آن را در مطبع جامع الاخبار چاپ نمودہ۔ اولش اینست:۔

"حمد بیحد اس شہنشاہ حقیقی کو سزاوار ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے عرصۂ زمین پر انواع و اقسام کی خلقت پیدا کرکے واسطے نظم و نسق دنیا کے اور انتظام امور خلائق کے بادشاہان اولو العزم کو کارخانۂ عدم سے ساحت ہستی میں لاکر مخلوقات کو ان کا تابع کیا الخ"

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۵۰۵ مخزون است قلمی بخط معمولی منقول از نسخۂ مطبوعہ است اما چونکہ نسخۂ مطبوعہ کمیاب و نادر شدہ بنابران تعبیر آن را ہم درین فہرست ذکر کردم۔

نسخۂ مذکورہ میر اصغر علی قاضی تعلقہ گنگاوتی حسب فرمایش سید شاہ مرتضیٰ قادری جاگیردار در موضع تی پٹی در سال ۱۲۸۵ھ ہجری نقل نمودہ۔

جملہ صفحات یکصد و سی و سہ ۱۳۳ و سطور فی صفحہ مختلف ۱۴-۱۵۔

گلدستۂ بیجاپور

میر احمد علی خان حسب فرمایش نواب دلیر خان دلیر جنگ بہادر حاکم بلدہ شاہ پور در سال یکہزار و دو صد و ہفتاد و ہفت ۱۲۷۷ھ ہجری حالات سلاطین عادل شاہیہ از ابتدائے سلطنت یوسف عادل تا زمان سلطنت سکندر عادل شاہ بن علی عادل شاہ ثانی واقع بیجاپور بر دست عالمگیر بادشاہ بزبان فارسی نوشتہ موسوم بہ گلدستۂ ہند کردہ بود۔ بعد آن در سال یکہزار و دو صد و ہفتاد و ہشت ہجری حسب فرمایش و اصرار ابو القاسم خان خلف نواب دلیر خان ممدوح ترجمۂ آن بزبان اردو نمودہ این ہمان ترجمہ است۔ دو چہار سطر عبارت حمد و نعت از اول ناقص است و شروع ازین عبارت است۔

"...... اس صفحات کا مخفی نہ رہے کہ قدوۂ امرائی زمان و زبدۂ روسائی بلند مکان جہن سپہر ایالت کیوان فلک عمارت شمع شبستان عالم فروغ دودمان آدم عظیم الشان مسند نشین حجاب عدالت گزین باریک بین دقایق موشگافی صاحب خرد جوہر خداشناسی رنگ آمیز ایوان معانی بزم افروز جہان نکتہ دانی گرہ کشائی کشور خردمندی کلید خزائن خداوندی مزین بدانش و فرہنگ نواب دلیر خان بہادر دلیر جنگ حاکم بلدۂ شاہ پور مغفور و مبرور نے ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۰ عیسوی میں دار الظفر بیجاپور کو تشریف لیجا کے قصر و ایوان و گنبد و مکان وہاں کے بادشاہوں کے نظر عبرت سے ملاحظہ شریف میں لے آکر تصاویر وہاں کے سلاطینوں کے بتجسس تمام بہم پہونچا کر اس عاصی پر معاصی خواجہ میر احمد علیخان کو فرمائے کہ احوال ہر ایک بادشاہ عادل خصال کا واسطے یادگار زمانہ کے فراہم کرکے لکھیں تو بہت خوب و بہتر ہے۔ اسلئے یہ عاصی نے حسب الارشاد فیض بنیاد کے سنہ مذکور میں اس نسخہ کو فارسی زبان میں تصنیف کرکے گلدستۂ بیجاپور سے موسوم کیا تھا۔ اب حال خلف الصدق نواب صاحب مغفور کے ابو القاسم خان بہادر اس فارسی نسخہ کو واسطے معلوم خاص و عام کے ہندی محاورہ کی زبان میں ترجمہ کرنے بجد ہونے سے بحکم وکالت

اس کا ترجمہ کیا ہوں"۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۵۰۵، فن تاریخ مرتب است بخط معمولی و نام کاتب در آخر نیست۔

عجب نیست کہ این اصل مبیضہ باشد کہ از مسودہ مصنف نقل شدہ۔

ہفت تصاویر رنگی شاہان عادلیہ ہم درآن حسب ذیل است:۔

۱۔ یوسف عادل شاہ بر ورق ۱۱۔

۲۔ ابراہیم عادل شاہ بر ورق ۱۵۔

۳۔ علی عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ۔ بر ورق ۱۸۔

۴۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی بر ورق ۲۲۔

۵۔ محمد عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ جگت گرو۔ بر ورق ۲۷۔

۶۔ علی عادل شاہ ثانی بن سلطان محمد شاہ۔ بر ورق ۳۱۔

۷۔ سکندر عادل شاہ بن علی عادل شاہ ثانی۔ بر ورق ۳۶۔

جو صفحات یکصد و بست و چہار۔ و سطور فی صفحہ پنجاہ و یک۔

ارشاد المبتدی

وتذکرۃ المنتہی

تصنیف ابوالعز محمد بن الحسین بن بندار القلانسی الواسطی المتوفی سنہ ۵۲۱ھ پانصد وبست ویک ہجری۔

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد النبی وآلہ وصحبہ اجمعین الخ

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ ہمراہ نمبر ۱۰۰ فن تجوید مجلد است خوشخط نسخ بخط عرب کاغذ گندہ۔

جملہ صفحات یکصد وہفتاد وسہ (۱۷۳) وسطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

مکتوبہ سنہ ۸۷۴ھ اربع وسبعین وثمانمائۃ ہجری۔

بخط اسمٰعیل بن حسین بن علی بن ابراہیم بن کج الدین الاستر آبادی۔

التیسیر

تصنیف امام ابوعمرو عثمان بن سعید بن عثمان الاموی بالولاء القرطبی المعروف بابی عمرو الدانی المولود بقرطبہ ۳۷۱ھ احدی وسبعین وثلاث مائۃ۔ المتوفی یوم الاثنین من نصف شوال ۴۴۴ھ بچہار صد وچہل وچہار ہجری۔

اول کتاب۔ الحمد للہ المتفرد بالدوام الخ

درین کتب خانۂ آصفیہ چہار نسخہ ازان موجود است بہ نمبر ۱ و ۲ و ۸۱ و ۹۷۔

نسخہ نمبر ۱۔ تقطیع خورد بخط نستعلیق عادی مکتوبہ ۹۹۳ھ نہصد ونود وسہ ہجری۔ جملہ صفحات دوصد وبست وچہار ۲۲۴۔ وسطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

ونسخہ نمبر ۲۔ بخط عربی معمولی جدید الخط مکتوبہ ۱۲۴۸ھ یکہزار ودوصد وچہل وہشت ہجری۔ بقلم احمد بن عثمان بن محمد باعثمان الصایغ۔ جملہ صفحات دوصد وچہل وہشت ۲۴۸۔ وسطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹۔

ونسخہ نمبر ۳۔ نسخہ قدیمہ خوشخط نسخ مکتوبہ ۸۳۲ھ اثنین وثلاثین وثمانمائۃ ہجری۔ بخط عبدالواحد بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی۔ جملہ صفحات یکصد وہشتاد ودو ۱۹۲۔ سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

تیسیر

تصنیف ابو العز محمد بن الحسین بندار القلانسی الواسطی متوفی ۵۲۱ھ پانصد و بست و یک ہجری۔

اول کتاب این است۔ الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سید المرسلین محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الخ۔

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۶ مخزون است از آخر چند ورق است تا سورۂ بروج و سورۃ الاعلیٰ است۔

جملہ صفحات یکصد و ہشتاد و یک (۱۸۱)۔ سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

سنہ کتابت ششصد و سی و دو ہجری (۶۳۲ھ)۔ نام کاتب عبد الوہاب بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی۔

بوجہ اینکہ کتاب از آخر ناقص است سنہ کتابت و نام کاتب موجود نیست اما ہمراہ این کتاب۔ کتاب دیگر تیسیر تصنیف ابو عمرو الدوانی متوفی ۴۴۴ھ چہار صد و چہل و چہار ہجری مجلد است در آخر آن سال تحریر و نام کاتب مذکور است و ہر دو کتاب بقلم شخص واحد نوشتہ است باین وجہ تقریر سنہ تحریر و نام کاتب این نمبر ۲۶ ہم ہمان تحریر نمودم۔

رسالہ فی رسم خط القرآن

تصنیف ابو عمرو عثمان بن سعید بن عثمان المقری الدانی المتوفی ۴۴۴ھ

در بیان رسم خط قرآنی۔
بعد خطبہ مصنف آنچہ محصلش اینکہ این کتابے ست کہ دران ذکری کنم ہر آنچہ از مشائخ و ائمہ خود در باب مرسوم خطوط مصاحف اہل امصار از مدینہ و مکہ و کوفہ و بصرہ و شام و سائر عراق شنیدہ ام۔

اول کتاب۔ الحمد للہ الذی اکرمنا بکتابہ الخ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۱۰۲۔ فن تجوید خوشخط نسخ است۔ جملہ اوراق ۵۴ و سطور فی یازدہ۔ در آخر سنہ کتابت و نام کاتب مذکور نیست۔

سراج القاری المبتدی

شیخ علاء الدین علی بن عثمان بن محمد بن احمد بن الحسین بن القاصح العذری البغدادی المتوفی سنہ احدی و ثمانمائۃ بر قصیدہ شاطبیہ شرحے نوشتہ آن را بنام سراج القاری المبتدی و تذکرۃ المقری المنتہی موسوم ساختہ۔

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ الذی علم القرآن۔ الخ

نسخۂ قلمیہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۶۔ فن تجوید مخزون است خوشخط نسخ مکتوبہ سنہ ۱۱۰۳ یکہزار و یکصد و سہ ہجری بخط خطاب بن عمر بن عبد اللہ بن مرداد الدنونی الشافعی الاحمدی۔

جملہ صفحات ۴۱۱ چہار صد و یازدہ و سطور فی صفحہ بست و یک۔

این کتاب چاپ ہم شدہ چنانچہ بر نمبر ۲۰۔ ہمین فن موجود است کہ در مطبع عثمانی واقع مصر در سنہ ۱۳۰۴ یکہزار و سہ صد و چہار ہجری چاپ شدہ و بر حاشیۂ آن غیث النفع فی القرأت السبع ہم مطبوع گشتہ۔

شرح قصیدۂ شاطبیہ

از علامہ شرف الدین صدقہ بن سلامان بن حسین المتوفی بسنہ ۸۲۵ ہجری ہشتصد و بست و پنج ہجری

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ الموفق لصلاح الاعمال المحقق الراجیہ نهایة الآمال احمدہ

علی نعمہ فی الحال والمآل الخ۔

شرح ممزوج المتن است۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بہ نمبر ۱۴ مخزون ست بخط عرب خوشخط کاغذ گندہ تقطیع خورد ست

جملہ صفحات یکصد و بست و پنج ۱۲۵ سطور فی صفحہ شانزدہ ۱۶ مکتوبہ سنہ ہشتصد و سی ہجری بخط عمر

بن محمد بن عمر الحلبی الشافعی۔

نسخۂ مصححہ و مقابلہ شدہ ہم است و در آخر این عبارت مذکور است۔

فرغ من تعلیقها لنفسه العبد الحقیر الی اللہ تعالی عمر بن محمد بن عمر الحلبی الشافعی بمدرسة

الاخنائیہ بدمشق المحروسہ رابع عشر من شہر جمادی الاول سنہ ثلاثین و ثمانمائة

بحمد اللہ وعونہ بلغ مقابلة علی الاصل بحسب الطاقة۔

احوال شارح علامہ در کتاب الضوء اللامع بکمال بسط موجود است

طیبۃ النشر

علامہ شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن جزری المتوفی ۸۳۳ھ ثلث وثلثین وثمان مائۃ من الہجرۃ ۔
منظومہ ہزار شعر در عربی متضمن مسائل قرأت ۔ در روم در سال تسع وتسعین وسبعمائہ تصنیف کردہ
این ہمان منظومہ است ۔ نام این منظومہ حاجی خلیفہ در کشف الظنون "طیبۃ النشر فی القرأت العشر"
ثبت کردہ ۔

اما نسخہ کہ درین کتب خانۂ آصفیہ موجود است بر صفحۂ اول آن بخط اصل کتاب "طیبۃ النشر
فی القرأت العشر" نوشتہ وغالباً ہم صحیح خواہد بود ۔

شروع منظومہ بعد بسم اللہ ازین اشعار است :-

قال محمد ہو ابن الجزری — یا ذو الجلال ارحمہ واستر واغفر

الحمد للہ علی ما یسرہ — من نشر منقول حروف العشرہ

ثم الصلوۃ والسلام السرمدی — علی النبی المصطفی محمد

والہ وصحبہ ومن تلا — کتاب ربنا علی ما انزلا

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۵۰) فن تجوید مرتب است نسخۂ قدیمہ بخط عرب
خوشخط مکتوبہ ۸۸۰ھ ہشتصد و ہشتاد و ہجری وبقلم محمد بن (نام ضایع شدہ است)
جملہ اوراق بست ودو (۲۲) وسطور فی صفحہ بست وپنج (۲۵) است ۔

این کتاب بچاپ رسیدہ وشایع است

غایۃ المطلوب

فی قرأۃ ابی جعفر و خلف یعقوب

شیخ الحرمین الشریفین زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن عباس الدمشقی ثم المکی بسلک نظم کشیدہ۔ اول کتاب این است۔

"قال الشیخ الامام العالم العلامۃ فرید دہرہ وحید عصرہ زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بن عباس۔ حمدت الہ الخلق حمدا اکملا الخ"

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری (۱۰۰) فن تجوید۔ بر کاغذ گندہ بخط عرب خوشخط جز صفحات ۳۱ سی و یک۔ وسطور فی صفحہ ۱۳ سیزدہ۔ نام کاتب ابو محمد حسین الفتحی الشیرازی۔ سال کتابت درین قصیدہ نیست۔ اما ہمراہ این قصیدہ کتاب رشاد المبتدی بخط ہمین کاتب مجلد ست در خاتمۂ آن شخصے عبارتے نوشتہ است و سال تحریر آن (د ع ض) یعنے سنہ ۸۷۴ تحریر نمودہ پس معلوم شد اصل کتاب نوشتۂ قبل سنہ ۸۷۴ ہجری ست۔

اللآلی الفریدة فی شرح القصیدة

۲۸

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن الحسین بن القاسی المقری المتوفی سنہ ۶۷۳ ثلاث وسبعین وستمائة بر قصیدۂ شاطبیہ شرح مبسوط نوشتہ۔ اصل کتاب در چہار جزو بود اما درین کتب خانۂ آصفیہ سہ جزو از آن موجود است جزو اول موجود نیست۔ و این ہر سہ جزو بر نمبر ۳۱-۳۲-۳۳ مخزون اما از اول ناقص است۔ شروع نمبر ۳۱ از باب فرش الحرف است۔

و جملہ صفحات این جلد ہفتصد و پنج و سطور در ہر صفحہ سیزدہ ۱۳۔

سنہ ۹۳۸ کتابت نہصد و سی و ہشت و نام کاتب احمد بن الحاج یونس المعروف بہ برغوث است۔

و جزو نمبر ۳۲ بخط نسخ صاف جدید الخط است و آن شروع است از سورۂ اعراف۔ سنہ کتابت و نام کاتب در آخر تحریر نیست۔ جملہ صفحات دو صد و بست و ہفت ۲۲۷ و سطور در ہر صفحہ بست و سہ ۲۳۔

جزو نمبر ۳۳ ہم بخط عرب قدیم و بخط ہمان کاتب احمد بن یونس است کہ نمبر ۳۱ ہم بخط او ست و سنہ ۹۳۸ کتابت ہم نہصد و سی و ہشت ہجری است۔ جملہ صفحات پانصد و سی و نہ ۵۳۹ و سطور فی صفحہ دوازدہ ۱۲۔

لمحات الانوار و نفحات الازهار
فیما ورد عن الثقات الاخیار

در بیان قرأت عشرہ۔

تصنیف محمد بن احمد العوفی المتوفی سـ ـ ـ۔

اوّل کتاب۔ الحمد للہ مکور النہار علی اللیل و مکور اللیل علی النہار و جعلنا من امۃ نبیہ المختار الخ

نسخہ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۔ تجوید مرتب است نسخہ قدیمہ خط نسخ عرب بخط مؤلف است۔

در خاتمہ این عبارت ست۔ وافق الفراغ من تالیفہ و کتابتہ علی ید مؤلفہ محمد بن احمد العوفی وقت الظہر یوم الخمیس من الثامن والعشرین من الجمادی الاولیٰ سنۃ ۱۰۵۰ خمسین والف احسن اللہ عاقبتہا قالہ و کتبہ محمد بن احمد العوفی بمنزلی عند باب السلطانیہ

جملہ صفحات کتاب سہ صد و سی و سہ (۳۳۳)۔ و سطور فی صفحہ نوزدہ (۱۹)۔

کتاب مذکور در کتب خانۂ خدیو مصریہ و کتب خانۂ خدا بخش خان نہ در رامپور موجود است۔

مختصر المقالد فی الفتح والامالہ

درفن قرأت دربیان فتح و امالہ۔

قرآن مجید و فرقان حمید در ہر دو لغت فتح و امالہ نازل شدہ۔ فتح لغت اہل حجاز ست و امالہ لغت عامہ اہل نجد از بنی تمیم و اسد و قیس۔ مراد از فتح دریں جا این ست کہ قاری آواز خود را کشادہ و واضح نماید بدرجۂ متوسط۔

و مراد از امالہ اینکہ ضمہ را این قدر شدید نخواند کہ واو ظاہر شود و کسرہ را چنان ظاہر نماید کہ یاء مثناۃ تحتانیہ معلوم می شود۔

این کتاب ہم تصنیف محمد بن احمد العوفی المتوفی سنہ .... است۔

اول کتاب اینکہ لک الحمد اللّٰھم الخ

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۹ فن تجوید مخزون خط نسخ عادی بخط خود موئف مکتوبہ سنہ ۱۰۵۴ھ یکہزار و پنجاہ و چہار ہجری۔ عبارت خاتمہ این است:۔

وافق الفراغ من نسخہ وتالیفہ مع اذان العصر یوم الثلثاء من الربیع الثانی سنہ اربع وخمسین والف علی ید مولفہ محمد بن احمد العوفی رحمہ اللہ نظر فیہ وترحم علیہ امین۔

و در اول و آخر یک مہر مدور ثبت است کہ دران کندہ است کہ نسخہ مذکورہ برائے اولاد واقف و مدرسین جامع سلطان محمد خان وقف است۔

جملہ اوراق دو صد و بست ۲۲۰ و بنہ سطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳۔

کتاب مذکور نہ در مصر نہ در پٹنہ نہ در لندن موجود است۔

کتاب النشر فی القراءات العشر

تصنیف شمس الملۃ والدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف المعروف بالجزری الشافعی المولود بدمشق لیلۃ السبت الخامس والعشرین من رمضان سنہ احدی و خمسین و سبعمائۃ ۔ المتوفی بشیراز سنہ ثلث و ثلثین و ثمانمائۃ ۔ درفن تجوید این کتاب جامع و مبسوط است ۔

در اول کتاب طرق روایت قراء سبعہ و سلسلۂ روایت اکثر کتب قرأت ذکر نمودہ ۔

اول کتاب ۔ الحمد للہ الذی انزل القرآن و یسرہ الخ

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۳۰ ۔ فن تجوید مربوط است خوشخط نسخ بخط عرب مکتوبہ سنہ یکہزار و شش ہجری ۔ بخط شرف الدین بن محی الدین بن محمد الشیرازی الاحمدی در مصر در مسجد جامع فرج بن برقوق ۔ و این نسخہ مقابلہ شدہ است ازان نسخہ کہ بر آن خط مصنف بود جملہ صفحات ششصد و دوازدہ ۔ سطور در ہر صفحہ بست و نہ ۔

و در آخر این عبارت تحریر است ۔

قال المؤلف رحمہ اللہ وھذا اخر ما قدر اللہ جمعہ و تالیفہ من کتاب النشر فی القراءات العشر وابتدأت فی تالیفہ فی اوائل شہر ربیع الاول سنۃ تسع و تسعین و سبعمائۃ بمنزلی من مدینۃ بروصہ و فرغت منہ فی الحجۃ الحرام من سنۃ المذکورۃ بین الرکن والمقام من المسجد الحرام علی ید محمد بن محمد بن محمد بن الجزری عفی اللہ عنہم ۔ ملک الفقیر الی اللہ تعالی عبد الجواد بن الفقیہ یونس الصالح ۔ تم ھذا الکتاب بحمد اللہ و عونہ و حسن توفیقہ و فضلہ العمیم فی یوم المبارک الخامس والعشرین من شہر جمادی الاول من شہور سنہ ستۃ بعد الالف من الھجرۃ النبویہ من نسخۃ ذکر فیہا انہا صححت علی اصل معارض بالاصل المنقول منہ ۔ علیہ خط المؤلف علی ید کاتبہ الفقیر الحقیر ضعیف خلقہ شرف الدین بن محی الدین بن محمد الشیرازی الاحمدی و ذلک بالقلعۃ المنصورۃ بمصر المحروسۃ بجامع فرج بن برقوق تغمدہ اللہ تعالی

برحمته ورضوانه وادخله جنة بمزيد كرمه واحسانه على ما يشاء قدير وبالاجابة جدير ولمن كان سببا لكتابته ولمصححه بعد كاتبه وللقارى فيه وللمنتفع به يارب العالمين والحمد لله وحده۔

الحمد لله رب العالمين بلغ مقابلة من اوله الى آخره على نسختين صحيحين حسب الطاقة و اليه الموفق وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم۔

بہارستانِ سخن

تصنیف عبدالرزاق خوافی المخاطب بہ شاہ نواز خان صمصام الدولہ شہید ۱۱۷۱ھ یکہزار و یکصد و ہفتاد و یک ہجری۔

شروع کتاب اینست:۔

"طراوت بہارستان سخن بہ آبیاریٔ ستائش حرف آفرینی است کہ عندلیب ناطقہ را بہ ترانۂ خوشنوائی سخن مترنم ساخت و نضارت بستان سرایٔ کلام بہ ثنائی فصیح بیانیست کہ گلبانگ کلمات معجز سمات وی حدائق مسامع گوش ستمعان ہدایت تواماں را بہ ثمرات سعادت انباشت جواہر صلوات نثار عترت قدسی فطرت وی علیہ وعلیہم السّلام و نقود تحیات نیاز فیض یابان صحبت خیر بخش رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ گلدستہ بندایں اوراق عبدالرزاق آئینہ دار تماشائیان سخنوری میگردد الخ"

کتاب نہایت مفیدہ کارآمد شعرا است و مرتب است بر دوازدہ فصل:۔

فصل اوّل در بیان کلام منظوم۔

فصل دوّم در بیان عروض۔

فصل سوّم در بیان قوافی۔

فصل چہارم در اقسام شعر۔

فصل پنجم در بلاغت و فصاحت و امتحان کلام۔

فصل ششم در بیان صنائع و بدائع شعر مشتمل بر دو فائدہ۔

فائدۂ اولیٰ در ذکر بدائع معنوی و آں چہل و یک است۔

فائدۂ ثانیہ در صنائع لفظی و آں سی و یک است۔

فصل ہفتم در معما۔

فصل ہشتم در بیان علم انشا و شرائط منشی و آداب کتابت۔

فصل نہم در بیان خط۔

فصل دہم در بیان حروف و اعراب و الالفاظ و تقسیم و املائی آں۔

فصل یازدہم در قواعد لغت فارسی۔

فصل دوازدہم در احوال فحول شعرا۔ و در آں دو طبقہ است۔

طبقۂ اولیٰ در ذکر شعرائے کہ از ابتدائی جلوس سلطان محمود غزنوی کہ سال سہ صد و ہشتاد و ہفت است تا انقضائی زمان سلطان ابوسعید بہادر خان کہ سال ہفتصد و سی و شش و درین طبقہ ہجدہ شعرا را ذکر نمودہ کہ اول آں فردوسی و آخر آں کمال الدین خواجوی کرمانی۔ و حالات سہ شعرا و پسر مصنف درین طبقہ افزودہ و آں را بعد لفظ تکملہ می نویسد۔

طبقۂ دوم از ابتدائی ملوک طوائف کہ سال نہصد و چہل و دو است تا فوت سلطان حسین بایقرالی غازی کہ سال نہصد و یازدہ است۔ درین طبقہ ہفدہ شعرا را ذکر نمودہ شروع از خواجہ جمال الدین سلمان ساوجی و ختم بر مولانا نظام استرآبادی و در تکملہ یک تن۔

طبقۂ سوم از ابتدائی جلوس شاہ اسمٰعیل صفوی کہ سال نہصد و پنج است تا فوت اکبر بادشاہ کہ سال ہزار و چہاردہ است۔ درین طبقہ حالات بست و دو شعرا بسلک تحریر آوردہ۔ شروع از مولانا بنائی ہراتی و ختم بر ملا نوعی جوشانی و در تکملہ یک نام۔

طبقۂ چہارم از ابتدائی جلوس نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کہ در سال یکہزار و چہاردہ است تا انزوائی اعلیحضرت صاحبقران شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ کہ سال یکہزار و شصت و ہفت است درین طبقہ بست و سہ شعرا را ذکر نمودہ اول شان میرزا جعفر قزوینی مخاطب بہ آصف خان و ختم بر محمد قلی سلیم طہرانی و در تکملہ دو نام۔

طبقۂ پنجم از ابتدائی جلوس محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کہ سال یکہزار و شصت و ہشت است تا انتہائے سال جلوس ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ کہ سال

یکہزار و یکصد و چہل و یک است - درین طبقہ ذکر چہل و یک شعرا نمودہ اول شان حکیم سرمد و آخر شان محمد فہیم دلاور خان نصرت سیالکوٹی و در تکملہ دو نام -

خاتمہ در ذکر شعراء دکن کہ بعد سال اہم جلوس محمد شاہ بودند و درین خاتمہ ذکر ہفت شعرا نمودہ - اسامی شریفہ شان این است :-

۱- سید غلام حسین قادری -

۲- رکن السلطنت آصف جاہ نظام الملک بہادر فتح جنگ آصف سمرقندی -

۳- میر محمد ہاشم جرأت گیلانی -

۴- میان عالم سوز اورنگ آبادی -

۵- شیخ محمد فاضل سہرندی -

۶- محمد رضا امید قزلباش -

۷- قاضی محمد صالح ہراتی -

و در تکملہ شانزدہ اسم پسر مؤلف افزودہ -

مخفی نماند کہ پسر مصنف امیر عبدالحی خان ترتیب و تہذیب و تکمیل این کتاب نمودہ - چنانچہ بعد ہر طبقہ چند شعراء دران افزودہ و بہ لفظ تکملہ در ہر طبقہ اضافہ خود را ظاہر ساختہ و نیز بعض خطوط و عرائض فارسی کہ والد بزرگوارش تحریر کردہ در آخر کتاب افزودہ تاریخ اتمام آن بعد اضافہ وغیرہ یکہزار و یکصد و نود و دو سال ہجری است - چنانچہ در نسخہ نمبری ۱۹۲ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ گفتہ و ہذہ عبارتہ :-

"مخفی نماند کہ کتاب عظیم المنزلت کہ محتوی است بر اقسام فنون و احوال مشاہیر شعراء والد مغفور مبرور در حین تسوید نسخہ موائد الفوائد مشتمل بر مسائل علم کلام و غیرآن باسلوبی کہ در دیباچہ خود بزبان قلم دادہ نوک ریز کلک معنی طراز ساختہ در عشرہ ششم بعد مائہ یازدہم از ہجرت (۱۱۶۰ھ) بخاطر خاطرش رسید کہ در احوال چندی دیگر از سخن سرایان باین کتاب انضمام یابد لہذا بر پشت کتاب مذکور تا جہای بعضی مردم موزون طبیعت بقید طبقات مرقوم نمودہ بود و از انجا کہ گردش زمانہ سپہر دوار بر خلاف متمنیات مدبر است زمانہ فرصت نداد کہ ارادۂ مذکور بمنصہ وقوع رسد و

آن مبرور بہ عالم بقا خرامید بنابر آن فقیر عبدالحی در اثنای تکمیل کتاب مآثر الامرا متضمن تراجم امرای عہد سلاطین تیموریہ ہندوستان کہ آن اہم تالیف مغفور مذکور ناتمام بود بہ تتمیم این نسخہ ہمت گماشت و احوال اشخاص مرقومہ از کتب معتبرہ فرا گرفتہ چون میر غلام علی آزاد ادام اللہ و میر معنی اقدس سلمہ والقاہ حقوق اصلاح سخن بر دست فقیر دارند دل نخواست کہ بدون ذکر اینہا ترتیب این نسخہ صورت بندد نظر برین ترجمۂ آن ہر دو بزرگ و بدین تقریب تراجم چندکسی دیگر نیز ضمیمہ گردانیدہ بعد الحاق در آخر ہر طبقہ و خاتمہ لفظ تکملہ بشنجرف مرقوم ساخت و تعداد اسمای مذکور الحال کہ در ہر طبقہ و خاتمہ مندرج است درین صورت سوای اشخاص تکملہ خواہد بود و اگرچہ عالم مرحوم در اوایل شباب گاہی بہ گفتن شعر متوجہ می شد چند غزل بخط خودش فقیر دیدہ و یک بیت کہ ازان یاد ماندہ این است ۔ شعر

در غریبی ہیچ باشد عزت و اوج کمال ∴ قطرہ اندر بحر گوہر باشد و در ابر آب

اما نثر او کہ پسند اکثر طبایع است فی الحقیقہ طرزی خاص و پایۂ عالی دارد بنابر آن رقعات او کہ بدست افتادہ فراہم آوردہ ذیل این نسخہ را موشح ساخت و ہر چند این جمع و ترتیب در عشرۂ خامسہ از مائۂ دوم بعد الف ہجری مرتب گردیدہ ۔ اما چون تتمیم آن در سنہ ۱۱۹۲ یکہزار و یکصد و نود و دو ہجری چہرۂ وقوع افروختہ تاریخ اتمامش چنین بخاطر رسیدہ ۔ بحرہ ۔

چون این گلستان گشت صورت پذیر ∴ کزو شگفتہ خاطر جز و کل
عجب محفل رنگ رونق گرفت ∴ قران یافت در وی بہم جام و مل
بجستم ز دل سال اتمام او ∴ بگفتا بہارِ سخن کرد گل

درین کتب خانۂ آصفیہ دو نسخہ ازان در فن تذکرہ بر نمبر ۱۲۱ و ۱۹۳ موجود ۔

نمبر ۱۲۱ بخط شفیعہ آمیز است ۔ در اول کتاب فہرست مضامین کتاب و فہرست شعرا کہ دران مذکور شدہ نوشتہ است و بر بالائے فہرست این عبارت نوشتہ است ۔

"فہرست این نسخہ کہ موسوم است بہ بہارستان سخن تالیف والد مغفور مبرور"

و در آخر کتاب مہر احتشام الدولہ ثبت است و بازوی مہر نوشتہ است "بتاریخ یازدہم ربیع الاول سنہ ۱۱۹۳ اتمام یافت" و درین نسخہ ذکر آن شعرا کہ پسر مولف بطور تکملہ اضافہ نمودہ موجود نیست ۔

ونہ رقعات و عرائض نثر است ۔

جملہ صفحات این نسخہ دو صد و ہفتاد و ہشت (۲۷۸) ۔ و سطور فی صفحہ بست و پنج است ۔

نسخۂ ثانیہ کہ بر نمبر ۱۹۳ مخزون ست بخط نستعلیق معمولی نوشتہ ہیم چند عرف موہن لال در محلہ حسینی ازمحلات حیدرآباد دکن واقع یکہزار و دو صد و چہار ہجری است ۔

جملہ صفحات پانصد و چہل و ہفت (۵۴۷) ۔ و سطور فی صفحہ ہفدہ ۔

دریں نسخہ تکملہ شعراء و رقعات و خطوط و عرائض ہم موجود است ۔

تحفة الشعراء

تصنیف افضل اورنگ آبادی است که در سال یکهزار و یکصد و شصت و پنج هجری بمقام اورنگ آباد تصنیف نموده و تراجم شعراء معاصرین خود که به اوشان رابطهٔ تعارف داشت دران ذکر نموده ترجمهٔ پنجاه اشخاص دران مذکور است۔ اما اکثر صاحبان اورنگ آباد و حیدر آباد و بیجاپور و چندے از مقامات دیگر۔ و ترجمهٔ آصفجاه نظام الملک بهادر و فتح جنگ و نظام الدوله ناصر جنگ هم به شرح و بسط تمام درین تذکره موجود است۔

اولش این است:-

اے ذکر تو بازار گل فروش سخن ٭ رنگین ز تو برگ برگ گلزار سخن

اوصاف تو مجموعهٔ دیباچهٔ نطق   توحید تو مشاطهٔ رخسار سخن

زبانِ خامهٔ سرو مثال از حمد گلشن آرائی ست که چمن پردازی صحیفهٔ گلستان رقم کشیده الخ۔"

نسخهٔ مخزونهٔ کتب خانهٔ آصفیه که بر نمبر ۱۲۲ - فن تذکره بخط صاف شفیعه آمیز است۔ حجم صفحات یکصد و هفتاد و یک (۱۷۱) و سطور فی صفحه پانزده (۱۵)۔

تاریخ کتابت در آخر بوده مگر آن حصهٔ ورق از آخر قطع شده بجائے آن کاغذ ساده دیگر وصل کرده شده است محض لفظ "تمت الکتاب بعون الملک الوهاب بتاریخ" باقی مانده است۔

تذکرۃ الاولیا

تصنیف شیخ فریدالدین عطارؒ متوفی ۶۲۲ھ ششصد و بست و دو ہجری۔
در احوال اولیا و کرام از ابتدائے زمان اسلام تا منصور حلاج است۔
اول کتاب اینست۔ الحمد للہ الجواد بافضال انواع النعماء المنان۔ الخ
نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۳۰ فن تذکرہ مربوط است بخط نستعلیق پاکیزہ کاغذ خانی باجدول لاجوردی طلائی۔
جملہ صفحات سہ صد و سی و ہفت (۳۳۷)۔ سطور فی صفحہ چہاردہ (۱۴)۔
مکتوبۂ ۹۷۸ھ ثمان و سبعین و تسعمائۃ۔ نام کاتب تحریر بود اما کسے آن را حک کردہ محض لفظ اسرائیل الشیرازی باقی است۔
و شیخ فریدالدین عطارؒ از اکابر فرقۂ صوفیہ است در عہد سلطان سنجر در ۵۱۳ھ پانصد و سیزدہ ہجری متولد شد و بعمر طویل رسید و در واقعۂ چنگیز بدست یکے از کفرہ بدرجۂ شہادت فائز گردید و این واقعۂ ہائلہ در ۶۲۲ھ ششصد و بست و دو ہجری واقع شد۔

تذکرۂ جمیع اولیاء دہلی

اولیاء کرام و مشائخ عظام کہ در شہر دہلی دار السلطنت ہندوستان از ابتدائے ورود مسلمانان در ہندوستان تا زمانہ تصنیف کتاب مشہور و معروف بودند حالات و فضائل و محاسن ایشان مفصّل و مشرح در کتاب مذکور است۔

مصنّف آن بن شیخ جہان بن شیخ محمد علی۔ ولادت مولف در سنہ ۱۱۸۰ھ

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۲۸۔ از اوّل یک ورق ناقص است۔

مکتوبہ سنہ ۱۱۸۰ھ یکہزار و یکصد و ہشتاد ہجری است و بقلم محمد پناہ متعہدی یعنی محرر محکمۂ شرعیۂ عالیۂ الحاکم حسب الارشاد قاضی القضاۃ وحید الدین خان عملی شدہ۔ خط مانیفراد۔

جملہ اوراق ۱۳۵ یکصد و سی و پنج۔ و سطور فی صفحہ ۱۱ یازدہ۔

جادة العاشقین

شیخ شرف الدین حسین سمرقندی بزبان فارسی حالات و واقعات پدر بزرگوار که نام نامی و اسم گرامی او شان شیخ کمال الدین خوارزمی بوده نوشته است۔

کتاب خوب و جامع است۔ در شروع کتاب چند فصول ذکر نموده که دران تعداد اولیا و طریقۂ معرفت اولیا و خوارق عادات شان و ذکر اسامی پیران و مقتدایان سلسلۂ خود که موسوم بسلسلۂ چشتیه است و نسب صاحب تذکره والد ماجد خود شیخ کمال الدین ذکر نموده۔

اول کتاب این است:۔

"ذکر واقعات و حالات حضرت مخدوم الکونین و قطب الخافقین شیخ کمال الدین حسین خوارزمی قدس سره العزیز که مخدوم جهان و مخدوم زادۂ عالمیان حضرت شیخ شرف الدین حسین بجا جمع نموده اند۔ رباعی

در حمد و ثنائے تو زبانها همه لال ÷ اوصاف کمالات تو بیرون ز خیال

با کنه صفاتت نرسد هیچ کسے ÷ اندیشۂ ذات تو بود فکر محال

یارب چسان بالماس زبان در بحر عشق درِ معارف توان سفت و بکدام بیان گوهر یکدانه شمه از اسرار ذات و صفات توان گفت"

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیه که در فن تذکره بر نمبر (۱۲۸) مخزون است خوشخط بخط نسخ۔

نام کاتب و تاریخ کتابت مذکور نیست اما تاریخ تصنیف و تالیف نهصد و هفتاد و دو است۔

جمله صفحات دو صد و هشتاد و چهار (۲۸۴) و سطور فی صفحه پانزده (۱۵)۔

رشحات

۴

تصنیف کمال الدین حسین واعظ متوفی سنہ ۹۱۰ نہصد وده ہجری است۔ دران مناقب خواجگان سلسلۂ نقادریہ ملفوظات خواجہ عبداللہ احراری جمع نمودہ۔ اول کتاب این است:۔

الحمد لمن رش رشحات الحقایق والحکم علیٰ قلوب العارفین بفیضہ الاعلیٰ من الاعلام والصلوٰة علیٰ مظہر الاتم و مظہر اوتیت جوامع الکلم لیکمل بہا طوائف الامم والسلام علیٰ آلہ واصحابہ مفاتیح الکرم و مصابیح الظلم۔ الخ

در کتب خانۂ آصفیہ دو نسخۂ تکلمیہ خوشخط مطلا بر کاغذ خان بالغ بر نمبر او ۵ موجود است۔

نمبر (۱) بخط نستعلیق مکتوبہ سنہ ۱۰۰۰ یکہزار ہجری۔

جملہ صفحات ۶۳۲۔ و سطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔ کاتب نام خود نہ نوشتہ۔ در آخر این عبارت مرقوم است:۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ رسولہ محمد و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ تمت الکتاب بعون الملک الوہاب فی تاریخ شہر ربیع الآخر سنہ ۱۰۰۰ الف من الہجرة اللّٰہم اغفر لکاتبہ ولمن نظر فیہ آمین یا رب العالمین۔

نسخہ دوم کہ بر نمبر ۵۔ فن تذکرہ مربوط است بخط نستعلیق تقطیع خورد است کہ از نسخہ مکتوبہ در سنہ ۱۱۰۱ یکہزار و یکصد و یک ہجری منقول و ہم چند بار مقابلہ و تصحیح کردہ شد۔ تصحیح ساز و مقابل آن حسن دہلوی است کہ ولادت خود بہ دہلی و وطن پدر و جد خود کشمیر و وطن دیگر اجداد خود ہمدان نوشتہ۔ از عبارتے کہ بعد ختم کتاب در خاتمہ نوشتہ است این مطالب ظاہر است:۔

وانا العبد الضعیف اظلم عباد اللہ واجہلہم الفقیر الحقیر المعروف بالنقص والتقصیر حسن الدہلوی منشأ و مولدا الکشمیری ابا وجدا۔

جملہ صفحات آن ہفصد و ہشتاد و چہار ۷۸۴۔ و سطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹۔

در لب الالباب گفتہ کہ مولانا کمال الدین حسین الشہیر بہ واعظ در نجوم و انشاء بے مثل بود و در سائر

علوم با علماء و فضلاء معاصرین خود ہم پلہ بود۔ بہ آواز خوش و بہ کلام دلکش توضیح آیات کلام الٰہی و حدیث جناب رسالت پناہی صلعم می فرمود۔ چون مولانا وعظی فرمود جمیع اصاغر و اکابر برات انجمن می شدند۔ مقرر داشت کہ روز سہ شنبہ در مدرسۂ سلطانی و روز چہارشنبہ بر سر مزار پیر خود حضرت خواجہ ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ و در پنجشنبہ در حظیرۂ سلطان احمد میرزا وعظ می گوید۔ تصانیف بسیار بکار آمدنی دارد۔ جواہر التفسیر در فارسی کتابے ضخیم نوشتہ جلد اولش در کتاب خانہ برادرم محمد اسمٰعیل ست گاہے توجہ بہ شعر گفتن مصروف می فرمود چنانچہ امیر علی شیر نوائی این شعر در تذکرۂ خود بنام علائے مزبور نوشتہ۔ شعر

سبزۂ خطاز مشک تر غالیہ بر سمن مزن ٭ سنبلِ تاب دادہ را برگلِ نسترن مزن

در سنہ ۹۱۰ نہصد و دہ ہجری مہر سکوت برلب زدہ عالم آخرت را منزل ساخت۔

روضۃ الاولیاء

تصنیف محمد ابراہیم است کہ دران بزرگان مدفونین بیجاپور را ذکر نمودہ۔

اولش این است:۔

حمد و ثنائی احدی و شکر و سپاس واحدی کہ وجود مقبولان و خاصان درگاہ خود را باعث انتظام نسق عالم و عالمیان و سبب جمعیت ما انتظام زمین و زمان گردانید و نفوس و درسیان ہمین برگزیدگان بارگاہ خویش را واسطہ و فیضان ہدایت و وسیلہ ارشاد و کرامت نمود تا رہ گم کردگان تیہ ضلالت و دوری و سرگشتگان وادی جہل و کوری از تتبع و اتباع انوار و آثار بہرہ راست اہتداء و صراط مستقیم وصول با خدا فائز شوند الخ۔"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۶۹ فن تذکرہ مخزون است بخط نستعلیق صاف است۔

ڈاکٹر احمد علی در سال سنہ ۱۳۳۱ ہجری در حیدرآباد دکن برائے خود بہ اجرت انتکاب آن نمودہ۔

جملہ صفحات یکصد و نوزدہ $\frac{119}{19}$ و سطور فی صفحہ نوزدہ۔

روضۃ الاولیاء

۷

تصنیف میر غلام علی آزاد بلگرامی المتوفی ۱۱۹۴ھ است کہ بحالات بزرگان مدفونین خلد آباد تحریر نمودہ۔
شروع این است:۔

"نحمدک یا من تقدست ذاتہ عن شوائب الامکان وتجلت صفاتہ فی مراتب الاکوان ونصلی ونسلم علی حبیبک الذی بعثتہ الی کافۃ الانس والجان وارسلتہ ھادیا الی سبل الیمن والایمان وعلی آلہ الذین اوضحت بھم لنا مناھج الفرقان واصحابہ الذین اتممت بھم علینا اسباغ الایقان الخ"

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۴۸۔ فن تذکرہ مخزون است بخط نستعلیق خوشخط مکتوبہ ۱۱۶۵ ہجری است و با نسخۂ اصل مصنف مقابلہ شدہ و در اورنگ آباد تحریر مقابلہ شدہ۔
جملہ صفحات آن شصت وہفت۔ وسطور فی صفحہ یازدہ۔

ریاض الاولیاء

بر

در ذکر حالات اولیاء و مشائخ۔

اوّل کتاب۔ ائے از تو ریاض اولیا پر گل عشق الخ

کتاب مرتب است بر چہار چمن۔

چمن اوّل۔ در ذکر مناقب خلفائے راشدین۔

چمن دوم۔ در ذکر مکارم ائمہ معصومین طیبین طاہرین۔

چمن سوم۔ ملخص تذکرۃ الاولیاء۔

چمن چہارم۔ منتخب از اخبار الاخیار و دیگر کتب معتبرہ۔

تصنیف بہادر خان خواجہ سرائے است کہ در سنہ ۱۰۹۶ھ یکہزار و نود و شش ہجری بمقام احمدنگر وفات یافت و در دہلی در بہادرپورہ مدفون گشتہ۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بہ نمبر (۱۱۵) فن تذکرہ مخزون است خط معمولی مکتوبہ سنہ ۱۳۱۱ھ یکہزار و سہ صد و یازدہ ہجری جدید الخط بقلم شیرخان در حیدرآباد دکن نوشتہ شد۔

تعداد جملہ صفحات یکصد و ہفتاد (۱۷۰)۔ سطور فی صفحہ شانزدہ (۱۶)۔

شرائف عثمانی

نثر

تصنیف غلام حسن صدیقی الفرشوری البلگرامی متخلص بہ ثمین است کہ در سال یکہزار و یکصد و پنجاہ و نہ ہجری تصنیف آن شروع نمودہ۔ اول کتاب این است:۔

"حمد مر خدائی را عز اسمہ کہ طوطی شکر خائے ناطقہ بذکر او عذب البیان و بلبل خوشنوائی خامہ بنام او رطب اللسان است خداوندی کہ انبیاء و اولیاء و علماء و خواقین را تمہید مراسم کونین فرمودہ۔ و ایشان را از کافۂ انام و جمہور عوام و خواص برگزیدہ و در فرقان مجید از اخبار سلف اعلان دادہ و آن موجب افتخار و اعتبار خلف گردانیدہ فتبارک اللہ احسن الخالقین و صلوات وافر و تحیات متکاثر مر حضرت خیر البشر شفیع روز محشر خاتم النبیین رسول رب العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کہ ارکان دین و حبل المتین جمیع احساب و انصاب و قائدان شوارع شرع و اسلام و نافلان سکۂ علم الیقین و حساب بند صلوٰتاً تاماً کثیراً کثیراً الخ

موضوع کتاب بیان حالات قدمائی قصبۂ بلگرام و واقعات صناوید بلگرام مع سوانح سلاطین اسلام و اولیاء کرام کہ در جوار سواد بلگرام اسودہ اند می باشد۔

مصنف علامہ کتاب را حسب فرمائش عزیزان خود نوشتہ و از غلام علی آزاد در حالات بزرگان بلگرام انکہ سہو و نسیان و خطا شدہ بود بعد تصحیح آن نمودہ۔ چنانچہ بعد خطبۂ این ہمہ امور ذکر نمودہ۔ ترتیب کتاب چنین است:۔

مقدمہ در ذکر اسلام و ذکر قدمائی بلگرام و دران دو مطلع است:۔

مطلع اول ذکر بعضے فضائل و شہادت جناب عثمانؓ و بعضے از اولاد شان کہ در ملک عرب و فارس می باشند و دران دو باب است۔

مطلع ثانی در ذکر احوال قاضی محمد یوسف عثمانی جد اعلائے عشیرۂ قضات بلگرام و ذکر تمامی احوال و اولاد قاضی مذکور کہ از ابتدائی اسلام تا تحریر کتاب ہذا در بلگرام

سکونت دارند و درین مطلع چہار باب است۔

باب اول در حالات قاضی ابو المکارم مشہور بہ قاضی بھکاری ابن قاضی کمال و فرزند ایشان۔

باب دوم در بیان شیخ المشائخ شیخ عبد الحی۔

باب سوم در حالات ملک العلماء قاضی بایزید بن قاضی عبد الدائم مع تمامی اولاد۔

باب چہارم در احوال قاضی مبارک بن قاضی عبد الکافی بن قاضی محمد یوسف مع فرزندان و تمامی اولاد۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۲ فن تذکرہ مرقوم است جدید الخط بخط عادیست نام کاتب و سال کتابت دران مرقوم نیست۔ جملہ صفحات آن چہار صد و چہل (۴۴۰) و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔ در آخر این شرائف عثمانی یک رسالہ دیگر تصنیف شیخ احمد اللہ معروف بہ عثمان احمد بلگرامی است کہ دران ذکر قضات بلگرام مع نقوش مواہیر شان نمودہ۔

این رسالہ از صفحۂ ۴۴۴ شروع و بر صفحۂ ۴۷۵ ختم است۔ سطور فی صفحہ ہمان پانزدہ (۱۵)۔ بخط ہمان کاتب شرائف عثمانی است۔

صحایف شرایف

تصنیف سیّد محمد عسکری بلگرامی در بیان حالات منشیان و نثرنویسان فارسی و کلام منثور ایشان از قسم خطوط وغیرہ۔

در دیباچہ گفتہ کہ چون من بندہ دیدم کہ ہمیشہ اہل زمان تذکرۂ شعرای نویسند و کسے تاحال تذکرۂ نثرنویسان ننوشتہ لہٰذا خواستم کہ تذکرۂ نثاران نویسم۔

شروع کتاب این ست۔ ان ھٰذہٖ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الیٰ ربہٖ سبیلا سبحان اللہ این چہ احسان و موہبت است" الخ

کتاب مرتب است بر حروف تہجی یعنے اسامی مذکورین را بہ ترتیب حروف تہجی می نویسد مگر ملحوظ در ترتیب حرف اوّل اسماء است نہ حرف دوم و سوم۔ و تبرکاً شروع از مکاتیب انبیاء علیہم السلام نمودہ۔ چنانچہ نامۂ حضرت سلیمان علیٰ نبیّنا و علیہ السلام بنام بلقیس ؑ کہ در قرآن مجید مذکور شدہ آن را نقل کردہ۔ بعد آن نامۂ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بنام خسرو پرویز۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۹ ۔ فن تذکرہ مربوط است ہمیشہ اوّلی بخط معمولی است کہ از مسودۂ مصنف صاف شدہ۔ چراکہ بعد ذکر اسامی ہر حرف چند اوراق سادہ گذاشتہ کہ ازان معلوم می شود کہ مصنف میخواست کہ بعد آن اگر علاوہ این اسامی مذکورہ شخص دیگر معلوم خواہد شد نام او را ہم شریک خواہد کرد۔

جملہ اوراق مع اوراق سادہ سہ صد و سی و چہار است (۳۳۴) و سطور فی صفحہ نوزدہ (۱۹)۔ سنہ تحریر و نام کاتب در آخر نیست و تمامی کتاب بر حرف الیاء تحتانیہ المثناۃ۔ حال شیخ یعقوب کشمیری متوفی ۱۰۰۳ھ یکہزار و سہ ہجری و یحییٰ کاشانی است۔

طبقات الشعرا

تالیف محمد قدرت اللہ شوق صدیقی در حالات شعراء اُردو گویان تا سال ۱۱۸۸ھ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت ہجری۔

اوّل کتاب شعر اردو ست۔

زبان کو جسے ہنر سے جو بہرہ مند کیا ؂ میں بہترین سخن پہلے یہ پسند کیا

بعد ازاں نثر فارسی ست۔ عزیز ترین کلامیکہ آرائش سرمایۂ سخن الخ

کتاب مرتب است بر پنج مقالہ۔

مقالۂ اوّل در بیان ایجاد شعر ریختہ و ذکر شعراء دکن و بعضے معاصر آنہا۔

مقالۂ دوم در ذکر بعضے سلاطین روزگار، وزراء کامگار، و امرائے نامدار و منصبداران عالی وقار و شہزادہ عالی تبار۔

مقالۂ سوم بعضے امرائے افغان این دیار۔

مقالۂ چہارم در ذکر بعضے عزیزان و یاران ہمدم و مہربانان و دوستان ثابت قدم۔

مقالۂ پنجم در ذکر برادران و خویشان و یاران و بعضے نوشتقان کہ چنداں مایۂ شاعری ندارند بسبب موزونی طبع خود را از خود زیادہ پنداشتہ در جرگہ شعرا ای شمارند۔

و مصنف ترجمۂ خود ہم درین آخر این مقالہ ذکر نمودہ چنانچہ گفتہ۔

محمد قدرت اللہ صدیقی شوق متوطن موضع موی علاقہ قصبہ کابر توابع سرکار سنبھل این چند ابیات واہیات از نتائج فکر ناقص این مؤلف است۔

بعد آن در ۹ ورق کلام خود نقل نمودہ۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تذکرہ بر نمبر ۔ ۴۰ ۔ مربوط است مکتوبہ ۱۲۱۰ھ یکہزار و دو صد و دہ ہجری است۔ و حسب فرمائش دوست محمد خان خلف الصدق نصرت خان

خاتم بقلم فیض علی نوشته شد.
خط نستعلیق صاف با جدول شنجرفی.
جمع صفحات ۲۰۵ سطور فی صفحه سیزده ۱۳.
در آخر کتاب بر چهار ورق فهرست جمله مقالات مع اسمای شعرای آن مقاله مذکور است تعداد
جمله شعرای مذکورین دو صد و بیست و چهار ۲۲۴ است.

کلمات الشعراء

تصنیف میرزا محمد افضل سرخوش متوفی ۱۱۲۵ھ یکہزار و یکصد و بست و پنج یا بست و ہفت ہجری است۔

در ین کتب خانۂ آصفیہ چہار نسخہ ازاں در فن تذکرہ بر نمبر ہائے ۱۴ و ۱۵ و ۶۵ و ۹۷ موجود است منجملہ آن نسخۂ نمبری ۹۷ بخط نستعلیق خوشخط تقطیع خورد جدول طلائی می باشد۔ جملہ صفحات آن دو صد و بست و پنج۔ و سطور فی صفحہ یازدہ ۔ نام کاتب مرقوم نشد۔ سال کتابت محض عدد بست ۱۱۲۰ و ہفت خواندہ می شود و عدد ہزار در جلد بندی ضایع شدہ۔

اول کتاب این است۔ شعر

سخن جانست دیگر گفتگو جانا ز من بشنو ؎ اگر ہر لحظہ جانی تازہ خواہی این سخن بشنو

بعد حمد سخن آفرینی کہ حقیقت انسانی را بہ شرافت امتیاز نطق اشرف مخلوقات ساختہ و نعت نبی امی کہ لولاک قلم از عاشق نکردہ بہ شق القمر پرداختہ الخ۔

مختصر حالات میرزا افضل سرخوش در لب اللباب صفحہ (۵۰۰) چنین مذکور است کہ:۔

"میرزا محمد افضل سرخوش در دولت عالمگیر بادشاہ بود بعد ازین کہ شاہ مزبور داعی حق رالبیک اجابت گفت میرزا در دار الخلافت دہلی منزوی شد۔ والہ گوید کہ میرزا بہ صحبت بسیاری از شعرا و اہل کمال رسیدہ اگرچہ تاریخ وفاتش نہ نوشتہ مگر می گوید کہ در عہد محمد فرخ سیر بادشاہ رخت ہستی ازین سرائے فانی بہ عالم جاودانی کشید"

و نیز در فہرست برٹش میوزیم لندن صفحہ (۳۶۹) مذکور است:۔

شیر خان کہ معاصر محمد افضل بود می نویسد کہ او یعنے محمد افضل پسر زادۂ میر لال بیگ بدخشانی بود۔ محمد افضل مذکور خود را یکے از ملازمان عالمگیر میگوید و می نویسد کہ در اوائل عمرش برائے جاہ و منصب کوشش می کرد پس ازان در دہلی سکونت پذیر شد و صحبت شاعران مشہور آن زمان اختیار کرد و از

نام کتاب او سنہ تصنیفش ۱۰۹۳ یکہزار و نود و سہ ہجری معلوم می شود
و صاحب ریاض الشعرا او می نویسد کہ سرخوش در زمان فرخ سیر بود و تاریخ وفاتش ۱۱۲۷ھ می
می گویند کہ آن وقت عمرش ۸۲ ہشتاد و دو سال بود۔
صاحب سراج ۱۱۲۵ھ وفاتش یکہزار و یکصد و بست و پنج ہجری می نویسد۔

مراۃ الاسرار

تصنیف عبدالرحمن چشتی بن عبدالرسول بن قاسم بن میان بڈہ عباسی علوی در سال یکہزار و چہل پنج ہجری ۱۰۴۵ در زمانۂ سلطنت محمد شاہجہان صاحبقران ثانی تصنیف نمودہ و دران حالات مشائخ عظام تا زمانۂ خود ضبط کردہ و از پنجاہ کتب معتبرہ تفاسیر و تاریخ و تذکرہ و ملفوظات آن را جمع نمودہ۔ اولش این است:۔

"الحمد للہ رب المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین قال اللہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" الخ

کتاب مرتب است بر یک مقدمہ و بست و سہ طبقہ و خاتمہ۔

مقدمہ در ذکر خرقہ و خلافت الٰہی و بیان چہار پیر و چہاردہ خانوادہ۔

طبقۂ اول در بیان حالات حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خلفائی راشدین و عشرۂ مبشرہ۔

طبقۂ دوم در حالات حسن بصری و خواجہ کمیل وغیرہ وغیرہ و ہمین طور در تمامی طبقات احوال اکابر صوفیہ مندرج است۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۴۷ فن تذکرہ مرتب است مکتوبہ ۱۳۰۹ھ ہجری بخطوط چند کاتب است ڈاکٹر احمد علی در حیدرآباد استکتاب آن نمودہ چنانچہ از عبارت خاتمہ ظاہر است:۔

"الحمد للہ ولہ المنۃ کہ این نسخۂ مراۃ الاسرار تصنیف حضرت عبدالرحمن چشتی قدس سرہ بتاریخ بست و ہفتم شہر ربیع الثانی ۱۳۰۹ھ سنہ یکہزار و سہ صد و نہ ہجری بروز مبارک پنجشنبہ بوقت یک پاس برآمدہ در محلہ احمد باغ واقع بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد بعجلت مالا کلام بخط کاتبان مختلف الاقلام در عرصۂ پانزدہ ایام نقل برداشتہ شد افسوس کہ نوبت مقابلہ نرسید

اگر حق تعالیٰ مارا نسخهٔ دیگر باز عنایت فرماید انشاء اللہ تعالیٰ مقابلہ کردہ آید و اگر کسی را نسخہ میسر شود باید کہ مقابلہ کردہ تصحیح نماید حررہ فی سنہ ۱۳۰۹ یکہزار و سہ صد و نہ ہجری در ماہ رجب المرجب تحریر یافت - احمد علی غفر اللہ ذنوبہٗ -

کتاب مجلد است در دو جلد اما نمبر ہر دو جلد ہمان ۱۱۶۷ است خط کتاب معمولی بلکہ جابجا بدخط - جملہ صفحات ہر دو جلد (۱۵۴۵) یکہزار و پانصد و چہل و پنج - و سطور فی صفحہ مختلف -

---

مشکوٰۃ النبوت

تالیف غلام علی شاہ موسوی۔ در حالات مشائخ صوفیہ است۔ اول کتاب این ست:۔

"الحمد للہ رب العلمین و رب المشارق والمغارب وصلی اللہ علی خیر المظاہر محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ قال اللہ تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے بگوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ"

کتاب مرتب است بر یک مقدمہ وسی وسہ مشکوٰۃ وخاتمہ۔

در کتب خانۂ آصفیہ این کتاب در دو جلد بر نمبر ۲۱ و ۴۲ فن تذکرہ موجود است۔

نمبر ۴۲۔ از اول کتاب ہست تا واقعۂ شب ہجرت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم۔

و در اول کتاب یک فہرست مکمل کتاب نوشتہ و در آن ہر قدر اسماء مشائخ تحت ہر مشکوٰۃ مذکور است مفصل نوشتہ۔

این جلد بخط شکستہ معمولی است و از آخر ناقص است۔ نام کاتب و سال تحریر مرقوم نشدہ جملہ صفحات آن یکصد و ہفدہ۔ و سطور فی صفحہ بست و یک۔

و جلد دوم نمبری (۲۱) تقطیع خورد است و شروع از مشکوٰۃ نوزدہم۔ پس در میان ہر دو جلد از مشکوٰۃ اول تا مشکوٰۃ ہجدہم کتاب ناقص است۔ شروع این نصف دوم است:۔

"آن شیخ فرد المعانی آن زوار الطوافی شیخ زین الدین خوافی است رحمۃ اللہ علیہ۔ کنیت ایشان ابوبکر است جامع بودند میان علوم ظاہری و باطنی از اول تا آخر توفیق استقامت بر جادۂ شریعت یافتہ بودند۔ صاحب نفحات گوید کہ متابعت سنت بزرگترین کرامت است بہ پیش این طائفہ۔

و در آخر تاریخ ختم تصنیف سال یکہزار و دو صد و نوزدہ نوشتہ و از لفظ "مشکوٰۃ نبوت" سال تاریخ بر می آید۔

و تاریخ کتابت دوم ذی قعدہ سنہ ۱۲۱۹ ہجری نوشتہ است۔

از صفحہ دو صد و یک شروع و بر چہار صد و بست و شش ختم است۔ در آخر این عبارت تحریر است۔

تحریر کتاب مشکات نبوت با تمام رسید بتاریخ دوم شہر شریف ذی قعدہ سنہ یکہزار و دو صد و نوزدہ ہجری بدست مولف عاصی المعاصی الراجی الی رحمۃ اللہ والقوی الباری فقیر سید علی قادری المعروف علی پیران غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ وعیوبہ بمنہ و کرمہ۔

انباء الرواة علی ابنا النحاۃ

تصنیف علی بن یوسف بن ابراہیم القفطی المتوفی سنہ ۶۴۶ ست واربعین وستمائہ ہجری۔
در بیان حالات علماء نحویین مگر بعض حالات ہمان نحویین نوشتہ کہ نام الیشان محمد است۔
کتاب را بر حروف تہجی باعتبار آباء و نحات مرتب نمودہ۔ مثلاً محمد بن احمد بعد آن محمد بن باقر
بعد آن محمد بن تاریخ و ہمین طور تا آخر۔
نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ مخزونہ نمبر ۵۰۸ فن تراجم مسودہ بخط مؤلف ست نوبت تحریر خطبہ
ہم نیامدہ۔
شروع این ست بسم اللہ الرحمن الرحیم رب یسر و تمم بالخیر۔
بعد آن قدرے بیاض است بعد آن محمد بن احمد الرمی من ولد عبداللہ بن قیس الخ
کتاب ناتمام است تا ذکر محمد بن سعید بن محمد بن عمر بن الحسین رسیدہ در آخر کتاب عبارتے تحریر
است ازان معلوم می شود کہ این نسخہ بر مصنف خواندہ شدہ بود ہذا۔
بلغ الشیخ الادیب الفصیح ایدہ اللہ الی ہذا الموضع قراۃ وانا اسمع وسمع بقرائتہ الولد بدر الدین
محمد بن الشیخ زین الدین ابی الفضل الدمشقی الاصل الحلبی الدار والمولد کتبہ علی ابن یوسف
ابراہیم جامعہ حامداللہ تعالیٰ۔
وحاجی خلیفہ در کشف الظنون ذکر کتاب مذکور نمودہ۔
جملہ اوراق مذکورہ یکصد وسی و پنج وسطور فی صفحہ مختلف۔

دمیۃ القصر وعصرۃ اہل العصر

تصنیف ابوالحسن علی بن الحسن الباخرزی مقتول سال چہار صد وشصت ویک ہجری است (۴۶۱) کہ برائے یتیمۃ الدہر علامہ ثعالبی ذیل نوشتہ است۔ اولش این است:۔

"القسم الاول فی طبقات البدو والحجاز اقول فی ہذہ الطبقۃ ان احسن ابیات الاشعار ماطلع من ابیات الاشعار ورعت مع الظباء الشیح وتوردت مع الضباب الریح مستغنیہ بحسنہا عن التصنع والتعمل حلوۃ اذا اذاقہا الناظر بحسن التامل مصقولۃ العراقیب بلا تجشم لمونۃ الحمام مجلوۃ الثغور بلا منۃ لفروع البشام الخ"

موضوع کتاب۔ ذکر اشعار شعراء اسلامیین عرب ومختصر حالات شان۔

حاجی خلیفہ در کشف الظنون میگوید کہ دمیۃ القصر ذیل یتیمۃ الدہر ثعالبی است وعبدالوہاب بران شرح نوشتہ وازابن خلکان نقل کردہ کہ ابوالحسن علی بن زید البیہقی ہم بران شرح کردہ نام آن وشاح الدمیہ است وآن بطور ذیل است۔ وزینۃ الدہر ہم ذیل دمیۃ القصر است۔

کتاب مرتب است بر چہار قسم۔

قسم اول در شعراء بدو وحجاز۔

قسم دوم در شعراء شام۔ ودیار بکر وآذربائیجان وسائر بلاد۔

قسم سوم در فضلائے عراق۔

قسم چہارم شعراء رے وجبال اصفہان وفارس وکرمان۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰ امر بوط است بخط نسخ صاف جدید الخط است۔ در آخرنہ نام کاتب است نہ سال کتابت البایک مہر ثبت است دران سال یکہزار ودوصد ونود وچہار ہجری کندہ است۔

جملہ صفحات یکصد ونود ودو (۱۹۲) وسطور فی صفحہ چہاردہ (۱۴)۔

ذوب الذهب فی محاسن اهل الادب

در ذکر محاسن و مناقب اہل ادب تصنیف علی بن الحسن بن القاسم بن احمد بن المنصور امام صنعاء الیمن متوفی ۱۱۰۲ھ یکہزار و یکصد و دو ہجری۔

نسخۂ مخزونہ کتب خانۂ آصفیہ نمبر ۲۔ فن تراجم بخط عرب خوشخط از اول بعض عبارت خطبہ ناقص است غالباً یک ورق باشد۔

و شروع از ترجمہ ابو محمد زید بن محمد بن الحسن امیر المومنین المنصور باللہ القاسم بن محمد الحسینی الصنعانی نمودہ۔ جملہ اوراق ۳۰۴۔ ۱۵ سطور فی صفحہ بست و شش۔ مکتوبہ ۱۲۰۷ھ یکہزار و دوصد و ہفت ہجری

و در خاتمہ این عبارت مذکور است:۔

وافق الفراغ من تحصیلہ بحمد اللہ ومنہ یوم الاربعاء المبارک لعلہ شہر رجب الاصب سنہ ۱۲۰۷ نسأل اللہ التوفیق وحسن الختام والفوز یوم لقاہ والامن والامان ونسألہ الاعانۃ علی ما یحبہ ویرضی فہو ولی العفو والاحسان والکریم المنان وصلی اللہ علی سیدنا محمد بدر التمام وعلی الہ الاخیار فہو حسبی وکفی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم من علیہ فی کل امور توکلی رب السموات العلی بعنایۃ سیدی السید العظیم الساجی الہمام القمقام جمال الاسلام وزینۃ الایام علی ابن احمد بن اسمٰعیل للامام حفظہ اللہ من الاثام بحق محمد سید الانام والہ الطیبین الکرام۔

شذور العقیان
فی تراجم الاعیان

تصنیف مولانا و خالنا العلامہ السید اعجاز حسین بن العلامہ السید محمد قلی الموسوی النیسابوری الکنتوری المتوفی ۱۲۸۶ھ ست و ثمانین و مائتین بعد الالف۔ شروع کتاب این است:-

"الحمد للہ رافع درجات العلماء والمفیض علی من احصی ذکرھم سابغ النعماء والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء وآلہ البررۃ النجباء ما دامت الارض والسماء وبعد فھذا کتاب حافل فی تراجم العلماء سمیتہ شذور العقیان فی تراجم الاعیان ذکرت فیہ ما ذکر فی امل الامل وذدت علیہ ما وجدت من تراجم العلماء فی غیرہ من کتب او غیرھم واللہ المستعان وعلیہ التکلان الخ"

درین کتاب تراجم و حالات مصنفات علمائی شیعہ ہر قدر کہ در کتاب امل الآمل علامہ حر عاملی تحریر کردہ بود مصنف علامہ آن تراجم را نقل فرمودہ و علاوہ آن حالات دیگر علما کہ در امل الآمل مذکور نبود تا زمان تصنیف کتاب اضافہ نمودہ و حالات علمائی لکھنؤ و ہندوستان کہ معاصر مصنف علامہ بودند بہ تفصیل تمام بیان کردہ۔

و ترتیب کتاب بغرض سہولت استخراج بر حروف تہجی فرمودہ شروع از نام آدم بن یونس فرمودہ نسخ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۹۰ و ۱۹۱ اردو در جلد مجلد فن تراجم مربوط است بخط نسخ جدید بخط است۔

اوراق جلد اول (۲۶۸) دو صد و شصت و ہشت۔ و اوراق جلد دوم شروع از ۲۶۹ و ختم بر پانصد و بست و شش ۵۲۶۔ و سطور فی ورق ہر جلد نوزدہ ۱۹۔

و در آخر نہ سال کتابت درج است نہ نام کاتب۔ اما حقیر صاحب این سطور را

دیده ام اسم شان میر فضل شاه بود و از سادات کشمیر بودند و در لکھنؤ مشغل کتابت می داشتند و قوت آن بزرگوار ہمین اُجرت کتابت بود ۔ نزد حقیر کتاب نوشتۂ ختم صدی سیزدہم ہجری است ۔ والله یعلم بالصواب ۔

طبقات الصوفیه

تالیف ابو العباس احمد بن محمد السوسی المتوفی ۳۹۶ سنه سه صد و نود و شش هجری است ۔ مرتب است
بر حروف هجا مشتمل بر حالات حضرات صوفیه مع ولادت و وفات و ذکر مشائخ هر یک ۔ کتاب
کمیاب است ۔

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری ۸۰۸ فن تراجم تقطیع خورد و بخط عرب خوشخط ۔ از اول
چهل ورق ناقص است ۔ جمله اوراق موجوده ۲۲۴ دو صد و بست و چهار است ۔ سطور فی صفحه ۱۵ پانزده ۔
از درمیان ترجمهٔ بشر حافی این نسخهٔ ناقصه شروع است ۔ فاشتری خبزا بدرهم ۔

نسخهٔ مکتوبه ۷۸۷ سنه هفتصد و هشتاد و هفت هجری ۔

حاجی خلیفه هم در کشف الظنون تحت لغت طبقات صوفیه بذکر آن پرداخته چنانچه گفته ۔
ولابی العباس احمد بن محمد السوسی المتوفی سنه ۳۹۶ ۔

و در آخر یک ذیل همین کتاب است که در آن هم اسماء شریفه حضرات صوفیه مذکور است ۔
نام مصنف معلوم نشده اما مصنف در خطبه فرموده که مشائخ یمنی خود را درین ذیل ذکر می کنم و هذا عبارته ۔
ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما واذ افرغنا من هذه
الخاتمة التی عقدها لیمین ولنذیل علیها بسادات ادرکتهم فبلغناهم بالیمن حشرنا الله
فی سلکهم ولا اخرجنا من عقدهم ۔

جمله صفحات این ذیل بست و یک ۲۱ بخط همان کاتب و سنه کتابت هم همانست و وقت
کتابت این رساله مصنف زنده بود چنانچه از عبارت ظاهر است ۔
واتفق الفراغ منه لیلة یوم الاربعاء ثالث جمادی الاولی سنه ۷۸۷ سبع وثمانین وسبعمائة ۔
ابقی الله للمسلمین مؤلفه

طبقات القرا

و

تالیف شیخ محمد بن احمد صوفی متوفی سـ‍ـــہ

مولف درین کتاب جملہ طرق روایت علامہ ابو عمرو عثمان دانی متوفی سنہ ۴۴۴ھ چہار صد و چہل و چہار ہجری را بیان نمودہ و در سلسلۂ روایت ہر قدر کہ اسماء رواۃ بودہ ترجمہ ہر یک ذکر کردہ۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۸۶۔ فن تراجم مرتب است بخط شیخ عادی بد خط بر کاغذ گندہ قسم ادنی اکثر ظاہرا بخط مولف معلوم می شود۔ بر صفحہ اولی ورق اول این عبارت مرقوم است:۔

ما قرأته على الشيخ احمد المسيرى رضى الله عنه من الروايات والطرق للدانى رضى الله عنه وعنهم اجمعين۔

و بجائے خطبہ این عبارت است:۔

ذكر اسانيد للدانى رحمة الله هو الامام الحافظ الكبير المجمع على ابو عمرو عثمان بن سعيد بن عمر القرطبى كان يعرف بابن الصيرفى الخ۔

جملہ صفحات سہ صد و شانزدہ (۳۱۶) سطور فی صفحہ سیزدہ (۱۳) و چہاردہ۔

كتاب المصطفين والمصطفيات

درین کتاب حالات حضرات تابعین و تابعات و عابدین و عابدات که در زهد و عبادت مشهور بودند و حالات صوفیه کرام راجمع نموده۔

نسخهٔ کتب خانهٔ آصفیه که نمبر ۷۰۰ فن تراجم مخزون است بخط عرب - از اول ناقص است شروع ازین الفاظ است۔ ذکر المصطفیات من عالمات الصحابة ومستعبدا تهن رضی الله عنهم اجمعین - ذکر المصطفین من التابعین ومن بعدهم علی طبقاتهم فی بلدانهم والله الموفق - بعد این عنوان حدیث نبوی خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم یاتی بعد ذلك قوم تستبق شهاداتهم ایمانهم وایمانهم شهاداتهم ذکر نموده۔

وبعد آن این عنوان نوشته۔ ذکر المصطفین من طبقات اهل المدینة۔

وشروع از نام محمد بن حنفیه نموده۔

جمله صفحات این نسخه سه صد و پانزده ۳۱۵ - سطور فی صفحه نوزده - مکتوبه سنه ۹۰۱ نهصد و یک هجری بخط علی بن عبیدالله - بر خاتمه این عبارت تحریر است۔

وکان الفراغ من هذا الجزء یوم الثلثاء مستهل صفر الخیر سنة ۹۰۱ سنة احدی وتسعمائة علی یدی الفقیر الی الله الراجی عفو ربه المعترف بذنبه علی ابن عبیدالله بن ابراهیم بن ابی الفتح المعزی نسبا الحلبی موطنا الشافعی مذهبا القادری خرقة حامدا ومصلیا۔

المزارات فی زیارات الشیراز

ونام مشہور این کتاب نزد خاص و عام ہزار مزار است۔ تصنیف ابوالقاسم جنید بن محمود بن محمد الباعنوی الشیرازی است۔ اولش این است :۔

"الحمد للہ مزین السماء بالنجوم ذات الانوار ومنور الارض بالانبیاء والصالحین الابرار فالارض بوجود مکانہم فیہا علی السماء وتسحب ذیول الافتخار علی الشاہقۃ السماء ینزل الیہم بالبرکات وتفیض سجال الخیر فی الحیوۃ والممات نعم کانوا فیہا بالجثمان والاشباح ملوثون عنہا بالقلوب والارواح فاجسامہم فی الارض تتلی المحبۃ وارواحہم بالحب نحو المحل الاسنی الخ

موضوع کتاب اینکہ در شہر شیراز ہر قدر کہ علماء مشائخ تا آخر صدی ہشتم ہجری مدفون شدہ اند حالات ہریک اوشان وسال وفات ومقام دفن وغیرہ ہمہ رقم کردہ وطرق وآداب زیارت ہم بیان نمودہ واحادیث ثواب زیارت قبور از کتب معتبرہ جمع نمودہ۔

کتاب کمیاب ونایاب است۔ در کشف الظنون ہم مذکور نشدہ۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۷ فن تراجم مخزون است۔ بخط نسخ خوشخط نسخۂ قدیمہ صحیحہ مقابلہ شدہ است ودر آخر این عبارت نوشتہ است :۔

"قد وقع تحریر ہذا الکتاب المستطاب المشہور الدی الصغار والکبار بہزار مزار الذی صنفہ الشیخ المولی الاولی العلام شیخ الاسلام ومرشد الانام سلطان العلماء الالٰہیین برہان اعظم الواصلین استاذ المحققین فی عصرہ واوانہ معین اہل الحق والیقین ابوالقاسم جنید بن محمود بن محمد الباعنوی الشیرازی روح اللہ روحہ الشمائل علی اولیائہ الانس علی یدی خادم الفقراء والمساکین مظفر بن عبداللہ الشریف الواعظ الخطیب الملقب بضیاء الدین اصلحہ بنور الیقین وجعلہ واعظا لنفسہ ومتعہ وقت اذان العصر من یوم الاربعا السابع عشر ربیع الثانی لسنۃ تسع وثمانین وتسعمائۃ

هذا مع اختلاف الرقم مسبوقة من اوله الی اخره بید الکاتب المذکور سالفاً عفی الله عما سلف من اعماله وبارك فیما بقی من اعماره کتب العلوم الدینیة ونشرها حامداً مصلیاً مسلماً آمین لخیر خلق الله وآله وصحبه اجمعین علیه وعلیهم صلوات الله وسلامه من رب العلمین"

ازین عبارت معلوم می شود که نسخۂ مذکوره مکتوبہ سال نهصد و هشتاد و نه (۹۸۹ھ) هجری بقلم سعد بن مظفر بن عبد الله الشریف الواعظ الخطیب الملقب به ضیاء الدین است. اما بر حاشیه این عبارت بقلم شخص دیگر نوشته است که این عبارت در نسخۂ منقول عنها نوشته بود که ازان این نسخه نقل شده. بهر حال نسخۂ مذکوره قدیم است و بظاهر مکتوبه دو صد سال یا زیاده از دو صد سال ضرور است. جمله اوراق یکصد و بست (۱۲۰) . وسطور فی صفحه هجده (۱۸) . در آخر کتاب یک مهر قاضی محمد عبد الحق صابری ثبت است.

المشرع الروی
فی
مناقب الاشراف بنی علوی

تصنیف محمد بن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی بکر بن علوی الشلی باعلوی۔
دراں حالات خاندان سادات بنی علوی ذکر نمودہ و ہر قدر علماء و کاملین و مشائخین خانوادہ بوجود آمدہ حالات ہر یک بہ تفصیل تمام جمع نمودہ۔ شروع کتاب این است:۔

الحمد للہ الذی شرح بمعارف العوارف صدور اولیائہ وروح بسماع صفاتہم الطیبۃ ارواح اہل وحدہ واصفیائہ ومن علی المومنین بالنعم المستدامۃ اذ بعث فیہم رسولہ یہدی الی موارد السلامۃ وخص اہل بیتہ بالشرف المناقب والعز وفضلہم بعدل لمتبین علی من سواہم من البشر وحیاہم بمزایا لم تبق لغیرہم فخرا ولم تذر احمدہ سبحانہ علی ما افاض بہ علینا من جودہ وافضالہ واشکرہ ان جعلنا من امۃ نبیہ ومحبوبۃ آلہ واشہد ان لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین واشہد ان سیدنا محمد عبدہ و رسولہ المبعوث رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلاۃ و سلاما دائمین الی یوم الدین الخ

کتاب مرتب است بر مقدمہ و دو باب و خاتمہ:۔

در مقدمہ فضائل قرابت نبویؐ و مناقب آل مصطفوی از احادیث وغیرہ ذکر نمودہ۔

در باب اول نسب شریف این خاندان بنی علوی ذکر نمودہ۔

در باب دوم تراجم اہل این خاندان مرتب بہ حروف ہجا نمودہ۔

در خاتمہ فرقہ ہائے اصحاب این خاندان و دیگر اسرار لطیفہ شان ذکر نمودہ۔

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه در دو جلد مجلد و بر نمبر ۱۱ و ۱۲ فن تراجم مضبوط بخط عرب عادی
مکتوبهٔ سال یکهزار و دو صد و شصت و هشت هجری بقلم عروه بن سالم بن زین است۔
در جلد اول نمبر (۱۱) دو حصه است۔ در حصهٔ اول دو صد و شصت و هفت [۲۶۷] صفحات۔ و در
حصهٔ دوم دو صد و هشتاد و سه [۲۸۳] صفحات۔ جملهٔ صفحات این جلد پانصد و پنجاه۔ و سطور فی صفحه بست و یک [۲۱]۔
در جلد دوم نمبر (۱۲) هم دو حصه نموده۔ صفحات ربع سوم دو صد و نود و هفت [۲۹۷]۔ و صفحات ربع
چهارم دو صد و پنجاه و هفت [۲۵۷]۔ جملهٔ صفحات جلد دوم پانصد و پنجاه و چهار [۵۵۴] می باشد۔ و سطور فی
صفحه بست و یک [۲۱]۔

و مصنف ترجمه والد خود که ابوبکر بن احمد بن ابی بکر بن عبدالله بن ابی بکر بن علوی است
در صفحه (۲۴۲) ربع ثانی بکمال شرح و بسط ذکر نموده۔ وفات در سال یکهزار و پنجاه و سه نوشته۔

نسمة السحر فیمن تشیّع وشعر

تالیف وتصنیف علامہ یوسف بن یحیٰی بن الحسین بن المؤید بن المنصور باللہ القاسم بن محمد المتوفی سنہ ۱۱۲۱ھ۔

تذکرۂ شعرائے شیعہ کہ بزبان عربی اشعاری گفتند نوشتہ است۔ تعداد شعرائے مذکورین یکصد و نود و چہار ۱۹۴ است مختصر حال ہر یک شاعری نویسد بعد آن کلامش نقل می‌آید۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ در دو جلد است کہ برنمبر ۴۳-۴۴ فن تراجم مخزون است۔ نصف اوّل اوراق چہار صد و شش ۴۰۶۔ وسطور فی صفحہ بست و ہشت ۲۸۔ و اوراق نصف دوم پانصد و شصت ۵۶۰۔ سطور فی صفحہ بست و شش ۲۶۔ خط ہر دو نسخ خوشخط بخط دو کاتب می باشد۔

خطبہ کتاب اینست۔ الحمد للہ الذی اشعر شیعة الحق بالادب من اتباع کتابہ المنظوم وجعلهم عصابة قافیة لحبیبه الذی خصه بالشعر والقصص فی سفر مرقوم حمد معترف من بحر فضله المدید البسط معترف باحاطته بالضمر واللہ علی کل شیٔ محیط۔

وشروع جلد آخر نیست۔ حرف الطاء المهملة الملک الصالح ابو الغارات طلائع بن رزيك یلقب الفیا فارس المسلمین نصیر الدین الخ

ودر خاتمہ کتاب تحریر است:۔

قال جامعه العبد الفقیر الی اللہ یوسف بن یحییٰ بن الحسین بن المؤید باللہ ابی الحسین محمد بن المنصور باللہ ابی محمد القاسم بن محمد الحسینی النسب الیمنی الصنعانی المولد والنشأ سمیت مؤلفه هذا نسمة السحر فی ذکر من تشیع وشعر وتم بحمد اللہ کما اردت منضد الغر بجواهر الافکار وشوارد الابکار مشتملا من الجد والهزل والرقیق والجزل والنثر والنظم علی ما هو احلی من اللثم والضم الی ان قال۔

وتمّ في شهر رجب سنة احدى عشرة ومائة والف وصلى الله على سيدنا محمد وآله اجمعين۔

ازین عبارت واضح شد که سال تالیف کتاب یکهزار و یکصد و یازده هجری ست۔ کتاب بدرجهٔ غایت نادر و کمیاب است و غالباً خود نظیر خود باشد تا حال کتابے درین مطلب دیده نشده۔

یک نسخه ازین کتاب در کتب خانهٔ بانکی پور هم موجود است۔

و اما سنه وفات مصنف در فهرست آن کتب خانه ذکر نموده مگر در کتاب بدر الطالع للعلامه الشوکانی در ترجمهٔ مصنف بکمال شرح و بسط ذکر نموده است۔ و تاریخ وفاتش از همین کتاب معلوم کرده شد۔

النفح المسکی بمعجم شیوخ المکی

مؤلفہ

احمد بن عثمان بن علی جمال المکی الحنفی الاحمدی متوفی بعد سنہ ۱۳۲۰ھ۔

حالات اساتذہ و مشایخ خود جمع نمودہ و آن را در سنہ ۱۳۲۰ یکہزار و سہ صد و بست ہجری در مکہ معظمہ از مسودہ خود بخط کاتب مبیضہ کنانیدہ۔ این ہمان نسخہ است کہ مخزون است بر نمبر ۱۰۹۔ فن تراجم۔ خوشخط نستعلیق۔

جملہ صفحات سہ صد و ہشتاد و سہ (۳۸۳)۔ سطور فی صفحہ بست و پنج (۲۵)۔

النّور السّافر
عن
اخبار القرن العاشر

علامہ عبد القادر بن علامہ احمد العیدروس مقیم احمد آباد گجرات حالات و وفیات بعض علمائے اعلام و مشائخ کرام و سلاطین عظام را کہ در مائۃ عاشرہ ہجرت حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ و آلہ در مصر و شام و روم و حجاز و یمن و ہندوستان وغیرہ بودند ذکر نمودہ۔

جو تراجم کہ در کتاب مذکور است شمار آن دو صد و پنجاہ و چہار است علاوہ تراجم بعض دیگر حوادث و حکایات عجیبہ ہم در کتاب وارد کردہ۔ اول کتاب این است:۔

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین ولا عدوان الا علی الظالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد فهذا انموذج لطیف وعنوان شریف ذکرت فیہ من ظفرت بتاریخ وفات ممن مات فی اول هذا القرن الذی اولہ سنۃ احدی وتسعمائۃ تختم بالحسنی من سائر العلماء والصلحاء والقضاۃ والادباء والملوک والاعیان مصریاً کان او شامیاً او یمنیاً او رومیاً او هندیاً مشرقیاً ومغربیاً وضممت الی ذلک ذکر بعض الحوادث والماجریات والحکایات العجیبۃ والملح الغریبۃ ولا بعد مکل من نادرۃ جرت لہ من الاخبار وشعر نظمہ من الاشعار علی وجہ الاختصار وما یحصل بہ من الاعتبار وللہ در من قال۔ شعر

اذا عرف الانسان اخبار من مضی ✤ تخلیۃ قد عاش حیناً من الدهر

وسمیتہ النور السافر عن اخبار القرن العاشر الخ۔

و مصنف عالیمقام از علمائے کبار و مشائخ عالی وقار بودہ و مصنفات مفیدہ عدیدہ تصنیف کردہ۔

بتاریخ ہشتم شہر ربیع الاول ۹۷۶ھ ہجری متولد شدہ۔ و از ۱۰۳۸ھ یک ہزار و سی و ہشت ہجری وفات یافت۔ ترجمۂ نمود در تحت وقائع ۹۷۸ھ ہجری بتفصیل تمام در پنج ورق تحریر نمودہ۔ و در کتاب الاعلام قاموس تراجم خیر الدین الزرکلی و دیگر کتب تراجم مثل المشرع الروی وغیرہ ہم موجود است۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بہ نمبر (۹۱) فن تراجم مربوط است بخط نسخ جدید المخطوطات و از نسخۂ مکتوبہ ۱۰۹۲ھ ہجری منقول شدہ چنانچہ ازین عبارت خاتمہ ظاہر است۔

"وكان الفراغ من نساختہ يوم السبت المبارك سابع شهر شوال سنة ثلاث و تسعين و الف من الهجرة النبوية على صاحبها افضل الصلوة و اتم التسليم على يد افقر العباد احوجهم احمد الطريحي الدمياطي وذلك بالحرم المكي غفر الله له ولوالديه وللمسلمين وصلى الله على محمد واله وصحبه وسلم"

جملہ صفحات سہ صد و یازدہ (۳۱۱)۔ و سطور فی صفحہ ہجدہ (۱۸)۔

و این کتاب از مصر بہ چاپ رسیدہ شایع ہست۔

آئینۂ حق نما

در حالات مولانا سید دلدار علی نصیر آبادی مجتہد لکھنؤ و حالات مجتہدین عراق کہ جناب سید ممدوح از ایشان اجازۂ اجتہاد حاصل کردہ و ذکر مصنفات جناب ممدوح و حالات و اسامی تلامذہ جناب مولانا دلدار علی صاحب و دیگر واقعات و حالات کہ بعد ورود مولانا سید دلدار علی صاحب در لکھنؤ واقع شدہ۔

نام مصنف با وجود در کتاب بہ حقیر معلوم نشدہ۔

و کتاب مذکور تصنیف زمانۂ حکومت نواب غازی الدین حیدر (۱۲۲۹ــــ۱۲۴۳) است۔ کہ در اول بہ صوبہ دار اودھ معروف بود بعد آن در ۱۲۳۲ھ ملقب بہ شاہ اودھ شد۔

اول کتاب این است:۔

"الحمد للہ الذی آنار الحق و اعلیٰ علامہ و بین شرح المتین و احکم اعلامہ فبعث انبیائہ و انصب الاوصیاء و ایدھم بآیات بینات و اختصھم بمعجزات نیرات لیمیز انبیاؤہ ممن تنبی و تغلب و یفرز اوصیائہ ممن انتحل اسم الخلافۃ و فیھا تو ثب و الصلوٰۃ و السلام علی خیر من تحمل الاعباء للتبلیغ و استتابۃ الاحکام الخ"

نسخۂ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۴۷ فن تراجم منسلک است بخط نستعلیق معمولی نسخۂ قدیمہ غالباً نوشتہ اواسط صدی سیزدہم ہجری است اوراق آخر چند اوراق از صفحہ ۵۹۷ تا ۶۴۳ نوشتہ جدید است۔ نام کاتب و سال کتابت ہم مرقوم نیست۔ جملہ صفحات ۶۴۳ ششصد چہل و سہ۔ و سطور فی صفحہ ۱۱ یازدہ۔

تاریخ الحکماء

درین کتاب حالات جملہ فلاسفہ قبل اسلام و فلاسفہ اسلام تا ابوالفتح یحییٰ بن امرکا سہروردی در کتاب عنوان چنین نوشتہ است ولیکن نام پدر بزرگوار این فیلسوف حبش بن امیرک بود و تمام اسم چنین شود شہاب الدین یحییٰ بن حبش بن امیرک السہروردی المتوفی ۵۸۶ھ بزبان فارسی مفصل و مشرح بیان نمودہ۔

اول کتاب اینست۔ سپاس و ستایش مر خدائے را الخ

و بعد حمد و نعت یک مقدمہ در فضائل و محاسن و تعلیم و بزرگی حکمت تحریر نمودہ۔

بعد آن یک فصل در بیان ابتدائے احوال حکمائے فلاسفہ قرار دادہ و درین فصل حالات جملہ حکمائے یونانیین وغیرہ یکے بعد دیگرے مفصل تا حکیم جالینوس نوشتہ بعد آن ذکر حکمائے اسلام از حسین بن اسحاق مترجم شروع نمودہ ختم بر حال علامہ سہروردی مقتول ۵۸۶ھ پانصد و ہشتاد و شش ہجری نمودہ۔

کتاب بسیار نادر و کمیاب است۔ نام مصنف ہم معلوم نشدہ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تراجم بر نمبر ۱۰۲ مربوط است خط نستعلیق معمولی است۔ جملہ اوراق یکصد و ہفتاد و نہ (۱۷۹) و سطور فی صفحہ ہفدہ (۱۷)۔ نام کاتب و سنہ تحریر در آخر مرقوم نیست۔ اما بر صفحۂ آخر مقدمہ بر حاشیہ این عبارت نوشتہ است۔

"از جالینوس تا کہ ہزار و دو صد و پنجاہ و دو ہجری۔ یکہزار و ہفت صد و ہفتاد و نہ سال میشود"

ازان معلوم می شود کہ این ۱۲۵۲ھ یکہزار و دو صد و پنجاہ و دو ہجری یا سال تصنیف یا سال تحریر کتاب۔

نفحات الانس

در احوال اکابر و اعاظم صوفیہ کہ از ابتدائے اسلام تا قرن تاسع بودند۔ حالات ششصد و نہ ۶۰۹ بزرگان دران مذکور است۔

تصنیف مولانا نورالدین عبدالرحمٰن ابن احمد بن محمد جامی المتوفی ۸۹۸ھ است۔ اولش این است:۔

"الحمد للّٰه الذی جعل مرائی قلوب اولیائه مجالی جمال وجهه الکریم والاح منها علی صفائح وجوههم لوائح نوره القدیم فصاروا الحیث اذا رأوا ذکر الله والصلوٰة علی افضل من ارتفع حجب الکون عن بصر بصائرهم والکشف سر سریان وجوده الساری فی الکل علی سرائرهم فما رأوا فی الوجود الا ایاه وعلی آله الطیبین واصحابه الطاهرین وعلی من تابعهم وتبع تابعهم اجمعین الی یوم الدین الخ"

درین کتب خانہ شش نسخہ قلمیہ آن موجود است و بر نمبر ہائے ذیل در فن تراجم منسلک ہ

۳۲-۵۲-۵۳-۷۴-۹۸-۱۱۳-

نمبر ۹۸ بخط نسخ کاغذ خان بالغ جدول طلائی مکتوبہ ۱۰۰۸ سنہ یکہزار و ہشت ہجری بقلم عبدالصمد باشد۔ جملہ صفحات ہفتصد و ہفتاد و ہفت ۷۷۷ و سطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹۔ نسخہ عمدہ۔ نہایت قابل قدر است منظورۂ اہل فضل و شرف۔

نسخہ نمبر ۳۲ بخط نستعلیق معمولی است۔ یک ورق آخر آن کہ دران خاتمہ بود ضائع شدہ بایں وجہ نام کاتب و سال کتابت معلوم نشد اما نسخہ قدیمہ غالباً محررۂ آخر صدی یازدہم است در آخر عبارت تملیک نوشتہ است و دران سال خریداری ۱۱۶۵ھ تحریر است۔ جملہ اوراق ۳۳۹ و سطور فی صفحہ ۱۹۔

نسخہ نمبری ۵۲ ہم خط نستعلیق خوشخط کاغذ خان بالغ با جدول طلائی۔ در اوائل قریب یک ثلث کتاب نہایت محشی بعد آن ہم جا بجا حواشی نوشتہ۔ نام کاتب و سنہ کتابت مرقوم نشدہ۔

جملہ اوراق چہار صد و سی [۴۳۰] - و سطور فی صفحہ ہفدہ [۱۷] -

نسخۂ نمبری ۵۴۲ خوشخط نستعلیق خط ایرانی محشی کاغذ خان بالغ مجدول تقطیع خورد جلد کشمیری طلاکاری ساخت قدیم مکتوبہ سنہ ۱۱۳۱ - جملہ اوراق ۳۰۲ و سطور فی صفحہ ۱۹ - نام کاتب نامرقوم نیست - و در آخر کلمۂ مہر است آن مکتوبہ سنہ ۱۲۲۵ ہجری است - و نام فرمایش کنندہ دران بود اما ضایع شدہ متن این کلمہ علاوہ اوراق اصل ۱۳۲ است و سطور فی ۱۹ -

نسخۂ نمبری ۴۰۷ تقطیع خورد جدول طلائی کاغذ خان بالغ زرافشان بخط نسخ ولایتی از کتب خانۂ سلاطین دہلی می باشد مخدومہ و منظورۂ صاحبان فضل و شرف است در شروع فہرست جملہ اسما و مذکورین کتاب ہم است بعد فہرست از انجا کہ اصل کتاب شروع می شود بر صفحۂ اولی ورق اول عبارت تملیک نوشتہ دران سال خرید سنہ ۹۹۵ ہجری مرقوم است و ہم بازوی این عبارت دو مہر بود آن حک کردہ است و در آخر یک مہر محافظ کتب خانۂ شاہی ثبت است کہ دران لفظ عالمگیر خواندہ می شود و سنہ ۱۱۰۹ دران کندہ است و نیز در آخر یک عبارت تملیک است کہ نام مالک محمد نجیب الدین بن ابی القاسم بن نعمت اللہ العثمانی الکوفوی الالہ آبادی نوشتہ است - جملہ اوراق ۳۶۰ - و سطور فی صفحہ ۱۹ -

نسخۂ نمبری ۱۱۲ بخط نسخ مغربی معمولی از اول چہار ورق کم و جابجا وصلہ کردہ است - در آخر نام کاتب و سنہ کتابت مرقوم نیست - جملہ اوراق ۱۵۱ و سطور فی صفحہ ۱۹ .

الامر المحکم المربوط

فیما یلزم اهل طریق الله تعالی من الشروط

تصنیف شیخ اکبر علامہ محی الدین محمد بن علی بن العربی الطائی الحاتمی ۶۳۸ھ ششصد و سی و ہشت ہجری۔

اول کتاب این است :-

"الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله ثم قال الله تعالی لنبیه صلی الله علیه وسلم وانذر عشیرتک الاقربین الخ"

این رسالہ مختصریست در ذکر آن شروط و پابندی ہا کہ اصحاب سلوک را نگاہ داشتن آنہا لازم آید بعد ذکر شروط چندے از آداب و اوصاف ارباب سلوک ذکر شدہ۔

مصنف کتاب علامہ محی الدین از مشہور ترین بزرگان ارباب سلوک است۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبر ۳۷۵ فن تصوف مربوط است۔ مکتوبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۱۷۰ھ می باشد۔ نام کاتب علی نقی بن ابی طالب۔

جملہ صفحات ۲۵، سطور فی صفحہ ۱۷

الانسان الکامل

تصنیف شیخ الاکبر محی الدین بن محمد بن علی بن العربی متوفی سنہ ۶۳۸ھ ششصد و سی و ہشت ہجری۔

شروع رسالہ این است۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم قال المنشی لهذا الکتاب الحمد للہ الذی جعل الانسان الکامل معلم الملک و دار سبحانہ و تعالی تشریفا و تنویها بانفاسہ الفلک فالک لا تشکر اللہ ایها الانسان علی ما خولک وما اللہ لا تحمدہ وقد نزلک آمرا بین سمائہ و ارضہ وما افضلک و رضحک فی اول نشاتک الخ۔

درین رسالہ خلقت عالم بیان کردہ و گفتہ کہ خداوند عالم ہرگاہ عالمی را ایجاد نمودہ آنرا بر سہ نوع ایجاد فرمودہ۔ یک نوع محض بہ لفظ کن ایجاد کردہ و آن اکثر عالم است و نوع دیگر بہ لفظ کن بہ ید واحدہ ایجاد نمودہ و آن جنت عدن و قلم و کتب نورانیہ وغیرہ وغیرہ است۔ و نوع سوم بہ لفظ کن و بہ ہر دو دست ایجاد فرمودہ۔ و آن مخصوص انسان است کہ بر صورت خود ظاہر شدہ۔ کما قال علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ در نمبر ۵۰ فن تصوف شامل است از ہمان مجموعہ است کہ ابوبکر بن عبد النبی الدہان از نسخہ علامہ زاہدی نقل نمودہ۔

جملہ صفحات آن سہ و نیم صفحہ۔ و سطور فی صفحہ بست و پنج۔

تاج الرسائل

تصنیف شیخ اکبر علامہ محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۳۸ھ است کہ درین کتاب چند مجموعۂ مکاتیب است کہ بنام عبدالحی و عبداللہ و عبدالعلیم و عبدالشکور و عبدالبصیر وغیرہ نوشتہ۔ اول آن این است:۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا کتاب تاج الرسائل و منھاج الوسائل فی انفیاح المعانی الالھیۃ المودعۃ فی المعانی الروحانیۃ مما جری بینی و بین الکعبۃ المعظمۃ عند طوافی بھا من باب المکاشفۃ والمطالعۃ کتب بھا الشیخ الجلیل العالم العارف المحقق محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد ابن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی رضی اللہ عنہ الی بعض من یکرم علیہ من اصحابہ و یعز لدیہ من القرابۃ بمکۃ شرفھا اللہ تعالیٰ سنۃ ستمائۃ فقال الحمد للہ الذی توجنی بتاج العزۃ بعد الخضوع الخ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۴۷ فن تصوف مخزون است از ہمان مجموعہ است کہ بخط ابوبکر بن عبدالنبی بواسطۂ نسخۂ زاہدی از نسخۂ خود مصنف منقول شدہ و ہمراہ این دیگر رسایل بود کہ بر نمبر ۴۶ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ درین فن موجود است۔

التدبیرات الالٰهیة فی اصلاح المملکة الانسانیة

تصنیف الشیخ اکبر علامہ محی الدین محمد بن علی ابن العربی المتوفی سنہ ۶۳۸ھ شش صد و سی و هشت۔ کتابے ست در علم توحید کہ وجود انسان را مملکت فرض نمودہ تدبیر آن مملکت بہ تفصیل نوشتہ اول کتاب اینست۔ الحمد للّٰه استخرج الانسان من جودہ الخ۔ کتاب مرتب است بر یک مقدمہ و هفدہ ابواب۔

الاول فی ایجاد الخلیفة الذی هو ملک البدن و اغراض المنصوصة و تعبیرهم عنه و هو الروح الباب الثانی فی اختلاف العلماء فی ماهیته و حقیقته الباب الثالث فی اقامة مدینة الجسم و تفاصیلها التی هو ملک هذا الخلیفة الباب الرابع فی ذکر الذی لاجله وقع الحرب بین العقل و الهوی الباب الخامس فی ذکر الذی یخص الامام و هذه فی صفاته لذاته وان الامام لا بد ان یکون واحدا من اربعة الباب السادس فی العادل و هو القاضی الباب السابع فی معرفة الوزیر و صفاته و کیف یجب ان یکون الثامن فی الفراسة الشرعیة و الحکمیة الباب التاسع فی الکتاب و صفاته و کتبه الباب العاشر فی المسلمین و العاملین اصحاب الجبایات و الخراجات الباب الحادی عشر فی دفع الجبایات الی الحضرة و وقوف الامام علیها و رفعها للملک الحق سبحانه الباب الثانی عشر فی السفراء الرسل و الموجهین المسافرین الی مدینة البدن الباب الثالث عشر فی الاجناد و مراتبهم الباب الرابع عشر فی سیاسة الحروب و المکاتب و ترتیب الجیوش عند الحرب الباب الخامس عشر فی ذکر السر الذی یغلب به اعداء هذه المدینة و التنبیه علیه الباب السادس عشر فی الغذاء الجسمانی علی فصول السنة لاقامة هذا الملک و بقائه الباب السابع عشر فی خواص الاسرار المودعة فی الانسان و کیف ینبغی ان یکون للسالک فی احوال و فی هذا الباب اودعت ابواب۔ بعد ازان هیچ ابواب ذیلی این باب ذکر نمودہ پس جملہ ۲۱ ابواب شدند۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۵ فن تصوف مرتب است بخط نسخ خوشخط مکتوبہ سال یکهزار و یکصد و هفتاد و چهار ہجری بخط علی نقی بن ابی طالب حسینی است جملہ اوراق آن هشتاد و یک سطور فی صفحہ بجا هفدہ۔ و در آخر کتاب نیم ورق نوشته تا آخر کتاب (۸۱) و بعد رسالہ شیخ الاکبر کتاب الالف و کتاب الباء۔ و کتاب الرد علی من زعم ان معرفة الله مضافة الی فناء الوجود و فناء الفناء۔ ہم موجود است۔

تنویر فی اسقاط التدبیر

تصنیف شیخ تاج الدین احمد بن محمد بن المعروف بہ ابن عطاء اللہ الاسکندرانی متوفی ۷۰۹ھ ہفتصد و نہ ہجری است۔

حاجی خلیفہ در کشف الظنون بہ ذکر آن پرداختہ آنچہ گفتہ ترجمہ اش این است:۔

تنویر فی اسقاط التدبیر تصنیف شیخ تاج الدین احمد بن محمد المعروف بہ ابن عطاء اللہ الاسکندرانی متوفی سال ہفتصد و نہ ہجری؛ اولش این است:۔

"الحمد للہ المنفرد بالخلق والتدبیر الخ"

مصنف آن را در مکہ معظمہ تصنیف نمودہ بعد آن در دمشق بر آن اضافہ ہا نمودہ اما مرتب بر ابواب و فصول نیست بلکہ بطور کلمات متفرقہ است۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۹۶ فن تصوف مرتب است۔ تاریخ کتابت مرقوم نیست اما در آخر نوشتہ کہ "احقر العباد احمد بن تاج الدین بن جواد در سال یکہزار و بست و چہار ہجری آن را مطالعہ نمودہ۔

جملہ صفحات یکصد و ہشتاد و پنج ۱۸۵۔ و سطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔

بعض اوراق نسخہ مذکور بوجہ عمل کیمیاوی روشنائی ضایع شدہ ورق اول ہم از تیزی مداد قریب است کہ ضایع شود و در وسط جابجا مداد از امتداد ایام کاغذ را خوردہ۔

جلاء الخاطر
من کلام
الشیخ عبد القادرؓ

مواعظ و نصائح و حکم وغیرہ کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ المتوفی سنہ ۵۶۱ھ کہ در مجالس متعددہ من ابتدای ۹ رجب یوم جمعہ سنہ پانصد و چہل و شش ہجری تا چاردہم ماہ رمضان سنہ مذکور بیان فرمودہ درین رسالہ جمع کردہ شد۔

شروع کتاب این است۔

"قال الشیخ الامام العالم العلامۃ الزاھد العابد العارف الورع شیخ المشائخ تاج العارفین محجۃ السالکین حجۃ الاسلام قطب الانام ناصر السنہ قامع البدعۃ رکن الشریعۃ و زین الحقیقہ و علم الطریقۃ سید الاولیاء و امام الاصفیاء و مصباح الاتقیاء و سراج اھل التقی الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح موسی الجیلی سبط ابی عبد اللہ محمد الصومعی قدس اللہ تعالیٰ روحہ و نور ضریحہ و حشرنا فی زمرتہ و اماتنا علی محبتہ و نفعنا ببرکتہ و بکلامہ فی الدنیا والآخرۃ آمین فی مجالس ولہا تاسع رجب یوم الجمعۃ و اخرھا رابع عشرین من شہر رمضان سنۃ ست و اربعین و خمسمائۃ یا غلام ایاک والحسد فانہ بئس القرین وھو الذی خرب الابلیس واھلکہ وجعلہ من اھل النار جعلہ ملعون الحق سبحانہ و ملئکتہ و انبیائہ و خلقہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۹۰۴ فن تصوف مخزون است بخط نسخ معمولی نام کاتب و سال کتابت و مکان نہ نوشتہ۔ جملہ صفحات آن دو صد و نود و ہشت ۲۹۸۔ و سطور فی صفحہ ہیژدہ ۱۸۔

جواہر الرحمن

شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر الجیلانی المتوفی سنہ ۵۶۱ ہجری آنچہ از مواعظ و حکم در مدرسہ در مجالس متعددہ و اوقات مختلفہ در سال پانصد و چہل و پنج ہجری بیان فرمودہ درین کتاب جمع کردہ شد۔

شروع کتاب اینست:۔

"قال الشیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر رضی اللہ و ارضاہ و لا حرمنا من برکاتہ بکرۃ یوم الاحد بالرباط ثالث شوال سنۃ خمس و اربعین و خمسمائۃ الاعتراض علی الحق عز و جل عند نزول الاقدار موت الدین موت التوحید موت التوکل و الاخلاص و النفس المومن لا یعرف لم کیف"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۲۰ بخط نسخ صاف و واضح است۔ نام کاتب و سال کتابت مذکور نیست۔

جملہ صفحات ہفتصد و پانزدہ ۷۱۵۔ و سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

رسالہ تصوف

تصنیف شیخ ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی المتوفی ۵۰۵ھ پانصد و پنج ہجری۔

در بیان اینکہ موت بہ لحاظ مخلوق سہ قسم است۔

یکے موت ساکنان این عالم دنیاوی کہ ذرّیت آدمؑ و حیوانات می باشند۔

دوم موت ساکنان عالم ملکوتی کہ ملائکہ و جن ہستند۔

سوم موت ساکنان عالم جبروتی کہ ملائکہ مقربین و کروبیین و حاملان عرش می باشند۔

شروع رسالہ اینست۔ الحمد للہ الذی خص نفسہ بالبقاء و ادام الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۔۱۵۔ فن تصوف خط معمولی۔ جملہ اوراق ۲۷ چہل و ہفت سطور فی صفحہ ۱۵ پانزدہ

مکتوبہ ۱۰۵۰ھ یکہزار و پنجاہ ہجری۔ نام کاتب مرقوم نشد۔

شرح عین الفصوص فی نقش الفصوص

ابو المحاسن مطہر بن شرف الدین الدہلوی المتوفی شہیداً سنہ ۷۷۵ھ بر کتاب عین الفصوص و نقش الفصوص شرح مختصر بغایت مفید نوشتہ۔

اولش اینست۔ الحمد للہ الذی اخرج الاعیان الثابتۃ بمفاتیح خزائن الجواد والکریم الخ

کتاب عین الفصوص و نقش الفصوص مختصر کتاب فصوص الحکم محی الدین ابن العربی المتوفی سنہ ۶۳۸ھ است کہ خود شیخ محی الدین ابن العربی از کتاب خود فصوص الحکم مختصر نمودہ عین الفصوص و نقش الفصوص نام نہادہ۔

شارح موصوف بعد حمد و نعت در خطبہ گفتہ جماعتے از طلبہ کہ نزدم کتاب عین الفصوص و نقش الفصوص میخواندند التماس نمودند کہ شرحے بران بنویسم پس بفرمائش شان نوشتم و قبل ازین کسے برین کتاب شرحے ننوشتہ۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۲۱۱ فن تصوف بخط عرب مکتوبہ سنہ ۹۹۶ھ نہصد و نود و شش ہجری۔ و در آخر نوشتہ است کہ مصنف را تقریباً در سنہ ۷۷۵ھ خمس وسبعین وسبعمائۃ شہید کردند۔ صفحات یکصد و یک سطور فی صفحہ ۲۱ بست و یک۔

الکبریت الاحمر فی علوم الشیخ الاکبر

در فن تصوف علامہ شیخ عبدالوہاب بن احمد الشعرانی متوفی سنہ ۹۷۳ نہصد و ہفتاد و سہ ہجری کتاب خود لواقح الانوار انتخاب نمودہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۲۴۴ فن تصوف از اول و آخر ناقص است۔ و خط نسخ صاف و در آخر چند ورق بخط کاتب دیگر مرقوم شدہ جملہ صفحات ۲۱۲ سطور در ہر صفحہ ۱۵ مسطرہ۔

کتاب الارشاد والتطریز فی ذکر الله وتلاوة کتابه العزیز

ﷺ

تصنیف ابو محمد عبد الله بن اسعد الیافعی المتوفی ۷۶۸ھ هفتصد و شصت و هشت هجری ست
دران اوراد و اذکار و فضائل ذاکرین و تلاوت کنندگان قرآن مجید و فضائل تسبیح و تحمید و شکر و
استغفار و فضائل فقراء و مساکین و تارکان دنیا وغیره وغیره از احادیث و قرآن بیان نموده.
کتاب را بر ده باب مرتب نموده.

اول کتاب. الحمد لله الذی عقل العقول عن ادراک ذاته الخ.

نسخهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری ۱۹۰۷. فن تصوف بخط نسخ خوشخط. سال کتابت و نام کاتب
مرقوم نیست. جمله صفحات سه صد و چهل و دو (۳۴۲). و سطور فی صفحه هفده (۱۷).

کتاب الالف

تصنیف شیخ محی الدین محمد بن علی بن عربی متوفی (۶۳۸ھ) سال ششصد و سی و هشت هجری است و بنام رسالہ احدیت هم مشهور است۔ اولش این است:۔

"احدیۃ حمد الواحد فی وحدانیتہ وحدانیۃ حمد الاحد فی احدیتہ فردیۃ حمد الوتر فی وترتیبہ وتریۃ حمد الفرد فی فردیتہ اللہ اکبر ستدرک الناظر النظر وقف الناظر بعد الحین خطر علی خطر لاح بالتضمین لا بالتصریح"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ مکتوبہ سال هفتصد و هفتاد و هشت هجری است کہ علامہ ابو بکر بن اسحق بن ابراهیم الزاهدی الشافعی القادری الجندی از نسخہ کہ بخط خود مصنف علامہ ابن العربی بود نقل کردہ چنانچہ در آخر رسالہ گفتہ:۔

"تم کتاب احدیۃ وهو کتاب الالف بحمد اللہ تعالی وصلی اللہ علی محمد خاتم النبی

الاصل لذی نقلت منہ هذا الاصل بخط المنشی وهو الشیخ محی الدین بن علی بن العربی غفر اللہ تعالی کاتب هذا الکتاب الفقیر الی اللہ تعالی الراجی غفرانہ ومغفرۃ محب الفقیر ابو بکر بن اسحق بن ابراهیم الزاهدی الشافعی القادری الغربی الجندی غفر اللہ تعالی لی ولطف ورزقہ التوبۃ النصوح ومقامات صدیقین ولمشائخہ ولاهلہ ولوالدیہ ولبنیہ ولذریتہ ولاصحابہ ولاحبابہ ولجیرانہ ولاهل بلدہ ولجمیع المسلمین امین ببرکۃ سید المرسلین و امام المتقین وافضل الخلق اجمعین محمد الصادق الامین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وعلی جمیع الانبیاء والملائکۃ ورضی اللہ عن اصحاب رسول اللہ والتابعین وتابعیهم باحسان الی یوم الدین ورضی عنا بهم وعن والدینا وجمیع المسلم ان الحمد للہ رب العالمین حسبنا اللہ ونعم الوکیل کتب فی شهر جمادی الاخر سنۃ ثمان وسبعین وسبعمائۃ بکتبتہ کانہ الکان بارض جبالیا المعروف بقریۃ هند التی بساحل بحر غزہ ومن المدن کعد بلد روحی علی شاطا البحرین

شماش و عقلان۔

و این نسخہ برنمبر ۵۴ فن تصوف مربوط است بخط نسخ است۔
جملہ صفحات آن دوازدہ [۱۲] وسطور فی صفحہ ہفدہ [۱۷]۔
و یک نسخہ آن در مجموعہ رسائل ابن العربی کہ برنمبر ۳۷۶ فن ہذا مرتب ست مجلد است۔
و یک نسخہ برنمبر ۴۹ فن ہذا بخط ابوبکر بن عبدالنبی الدہان مجلد است کہ این دہان موصوف از ہمین نسخہ مکتوبہ بقلم ابوبکر بن اسحٰق بن ابراہیم الزاہدی الجندی نقل نمودہ۔
و یک نسخہ آن شامل کتاب التدبیرات الالٰہیہ لابن العربی برنمبر ۵۷۴ ہم موجود است و آن نسخہ مکتوبہ سنہ [illegible]ھ می باشد۔

کتاب الباء الموحدۃ

تصنیف شیخ اکبر امام محقق محی الدین محمد بن علی بن العربی الحاتمی الطائی المتوفی سنہ ۶۳۸ھ شروع رسالہ ازین است :-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علی محمد و الہ وسلم اللہ مفتح الابواب کتاب الباء للشیخ محی الدین محمد بن العربی نفع اللہ بہ سال من تعز علی مسئلتہ وتنجح لدی طلبتہ (الی ان قال) فقال بسم اللہ الرحمن الرحیم فبدء بالباء وھکذا بدا بھا فی کل سورۃ (ای بحرف الباء الموحدۃ)"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ در نمبر ۹۴ فن تصوف شامل است در ۲۶ ورق بخط ابوبکر بن عبد النبی الدہان است کہ از نسخہ شیخ ابوبکر بن اسحق بن ابراہیم الزاہدی در مکہ معظمہ در سال یکہزار و ہجل و شش نقل نمودہ - و زاہدی نسخہ خود را از اصل نسخہ خطیہ مصنف نقل کردہ بودہ - چنانچہ ابن دہان در آخر این عبارت نوشتہ :-

"وبجز الحمد وحدہ وصلی اللہ علی محمد والہ فرغ من کتابۃ ھذا الکتاب وھو کتاب الباء للشیخ محمد بن علی بن العربی رحمۃ اللہ تعالی والنسخۃ التی فعلت منہا ھذہ النسخۃ بخط ید سیدی الشیخ ابوبکر بن اسحاق بن ابراہیم الزاہدی غفر اللہ تعالی بہ ونفع بہ وھو نقلہا من خط ید المصنف سیدی الشیخ المحقق محی الدین محمد المذکور غفر اللہ لہ ونفعنا بہ واعاد علینا من برکاتہ کاتب ھذا الکتاب والنسخ التی یلیہ الفقیر الی اللہ تعالی ابوبکر بن عبد النبی الدھان غفر اللہ تعالی لہ ولطف بہ وتدارکہ برحمتہ وبلغہ مقام الاحسان باحسانہ وجودہ وکرمہ منہ ولمشایخہ و والدیہ واھلہ الخ"

کتاب الثمانیہ والثلاثین

وھو کتاب الازل

تصنیف شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی المتوفی سنہ ۶۳۸ ثمان وثلاثین وستمائۃ۔

شیخ اکبر دریں رسالہ شریفہ تحقیق معنی لفظ ازل فرمودہ۔ شروع رسالہ این است:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ علی محمد والہ اللہ المفتح لابواب الحمد للہ الدائم الذی لم یزل عاطف الابد المعقول علی الازل الذی انطق السنۃ عبادہ بالازلیہ فتمنۃ فثبت بھا من ثبت وذل بھا من ذل اظھرھا بین سمواتہ امرا یرقی ویتنزل والصلوۃ علی من اقربہ علی ھوی نفسہ فاعتزل فاسری بہ الیہ وانزلہ الیہ خیر منزل فخلع الاختصاص المخصوص بالنسب والعدل وعھد الیہ ان تکون بینہ وبین ربہ صورۃ الجمال سیرا ثم نزل فکانت الصورۃ الدحیۃ التی کان جبریل فیھا علیہ ینزل والسلام علیہ ما عدلت الکواکب السیارۃ عن النزول برائح ونزلت باعزل "

نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۶۴ فن تصوف مربوط است بخط ابوبکر بن عبد النبی الدہان است کہ از نسخہ مکتوبہ ابوبکر بن ابراہیم الزاہدی نقل کردہ وزاہدی از نسخہ خود مصنف نقل کردہ بودہ۔ چنانچہ در آخر آن این عبارت مذکور است:۔

"نقلت ھذہ النسخہ من خط الشیخ ابی بکر بن ابراھیم الزاھدی وھو نقلھا من خط المصنف سیدی الشیخ المحقق محی الدین بن العربی نفع اللہ وکان الفراغ من ھذہ النسخۃ علی ید اقل العباد الفقیر ابی بکر بن عبد النبی الدھان سقاہ اللہ بکاس محبتہ وغرس ینابیع الخشوع فی قلبہ "

یک نسخہ این کتاب کہ کتاب الازل ہم خواندہ شود در مجموعہ نمبر ۳۸۶ تصوف مکتوبہ ۹۹۷ نہ صد و نود و ہفت ہجری ہم موجود است۔

کتاب الجلاله

تصنیف شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی العربی المتوفی ۶۳۸ھ ششصد و سی و ہشت ہجری۔

درین رسالہ از اسرار و معانی لفظ اللہ بحث کردہ۔ اول کتاب این است۔

"الحمد للہ وبا للہ حمداً لاتعلمہ الاسرار ولاتعرفہ الارواح ولا تدرکہ العقول ولا تضمرہ القلوب ولا تستشرف علیہ النفوس ولا تنطق بہ الافواہ الجامع للمحامد الازلیۃ والمحامد الابدیۃ بالتقدیس للحامدین عن النظر والاشباہ والصلاۃ علی السیدی المولی جوامع الکلم محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی عنت لقیومیۃ مشرفۃ الوجوہ وسجدت لہ الجباہ صلاۃ دائمۃ قائمۃ ما نطقت لمجدہ الالسنۃ وتحرکت بالصلاۃ علیہ الشفاہ وسلم تسلیماً علیہ وعلی الذین اصطفی من کل حلیم اواہ۔

ودر سہ ورق این رسالہ تمام است۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ در نمبر ۹۴ فن تصوف شامل است بخط ابوبکر بن عبد النبی الدہان مکتوبہ ۱۰۴۶ھ یکہزار و چہل و ششم ہجری کہ در مکہ معظمہ از نسخہ مکتوبہ دست مبارک علامہ ابوبکر زاہدی نقل شدہ و زاہدی از نسخہ مکتوبہ خود مصنف نقل کردہ بود کما ھو مذکور فی اخر ھذہ الرسالۃ۔

"کذلک نقل من خط سیدی ابی بکر الزاہدی وھو نقلہ من خط المصنف رحمہ اللہ سیدی الشیخ الامام المحقق الوارث محی الدین محمد بن العربی نفع اللہ وکان الفراغ علی ید الفقیر ابی بکر بن عبد النبی الدہان سقاہ اللہ کاس محبتہ وکشف عن قلبہ اغطیۃ جہل معرفتہ حتی یرقا باجنحۃ الشوق الیہ ویناجیہ فی ارکان الحق بین ریاض العرفان امین اللہم امین یارب العالمین"

ونسخہ ثانیہ در مجموعہ نمبری ۳۷۶ فن تصوف شامل است آن مکتوبہ ۹۹۷ھ نہصد و نود و ہفت ہجری است۔

کتاب الحق

تصنیف شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی بن عربی المتوفی ۶۳۸ھ ششصد و سی و ہشت ہجری۔ اولش این است:۔

"الحمد للہ من الذات الواحدۃ من جمیع الوجوہ الصمد الذی لا یقبل التشبیہ والمتجلی القلوب العارفین بہ بالمقام القربۃ والظاہر لجمیع خلقہ بحضرۃ الاشتراک بین التشبیہ والتنزیہ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ شامل نمبر ۵ فن تصوف است بخط ابوبکر بن عبد الغنی الدبان است در ۳ صفحہ است۔

کتاب ماتی به الوارد من حضرة الحکیم الواحد

تصنیف شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی بن ابن العربی الطائی الحاتمی متوفی ۶۳۸ھ ششصد و سی و هشت ہجری - اولش این است:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم اللھم آمین قال الشیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الطائی الحاتمی ثم الاندلسی عفی اللہ عنہ وختم لہ بالحسنی ممن تساوی شی یخرج من کل ارض وسما وتوادی بالاسم الجامع عن جمیع الاسما ووقف علی المعنی الذی کنا عنہ التسرج با لمعانی اولیائی فی اللہ الاصفیا البصیر منھم والاعمی ممن یدعی منھم حل المقفل وتفصیل المجمل وفک المعمی العارفین بعقد الرموز والالغاز الواقفین من النھر الاعظم علی شاطی المجاز لا زالت دعواھم تصح وسحاب جود ھم علی عفاتھم تسح سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۸ فن تصوف مربوط است بخط ابو بکر بن عبد النبی الدھان است کہ در مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما در سال یکہزار وچہل وشش ہجری از نسخہ شیخ ابو بکر زاہدی نقل نمودہ وعلامہ زاہدی نسخہ خود را از نسخہ خود مصنف گرفتہ بود کما ھو مکتوب فی آخرہ:-

"کتبہ بمکۃ سنۃ ۱۰۴۶ھ قال کاتبہ الفقیر الی اللہ ابو بکر بن عبد النبی الدھان سقاہ اللہ بکاس محبتہ والمسلمین ھذا الکتاب نقلتہ من خط سیدی الشیخ ابو بکر الزاھدی وھو نقلہ من خط المصنف سیدی الشیخ المحقق محی الدین بن العربی غفر اللہ لہ ورضی عنہ ونفع بہ آمین اللھم آمین والحمد للہ رب العالمین"

کتاب مفاتیح الغیب

تصنیف شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی متوفی ۶۳۸ھ ہجری است۔ شروع کتاب این است۔

"الحمد للہ المنفرد بعلم المفاتح الاول المنعوت بھا سبحانہ من کونہ متکلماً فی الازل الفاتح بھا مغالیق الغیوب فبرزت الاعیان وظہرت النحل والملل مرسلھا علی عالم الخطاب من کلمة الحضرة بفنون الحقائق المجردہ عن التشبیہ والمثل الخ"

این رسالہ ہم در نمبر (۵۰) فن تصوف شامل و بہ خط ابوبکر بن عبدالنبی الدہان است۔ رسالہ ۳ صفحہ است۔

کتاب النقبا

تصنیف شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی ابن العربی متوفی ۶۳۸ شش صد و سی و هشت ہجری ۔
اولش اینست ۔

" الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد حفظ اللہ سرائر اخواننا الصفیاء فانہ لما کانت الارواح مکرمۃ فی اجساد مطہرۃ قد اختصہا اللہ تعالیٰ من بین سائر عبادہ وجعل مدار فلک العالم علیہم سموا اقطاباً لانہم بمنزلۃ قطب الفلک وہی النقطۃ التی یتحرک الفلک علیہا وہی لا تتحرک فلہا الثبوت مع انہ جزء من الافلاک کذا ھولاء ان کانوا من العالم فان العالم قائم بھم "

دریں رسالہ اثبات نقبا و اقطاب نمودہ و گفتہ چنانکہ برائے افلاک قطب ضروری است ہمچنین برائے ایں عالم انسانی اقطاب و نقبا ضرور است و ایشان دوازدہ قطب می باشد و بریں عدد استدلال بآیۂ شریفہ و بعثنا منہم اثنا عشر نقیبا و قال اللہ تعالیٰ انی معکم فھو ثالث اثنی عشر ۔

نسخۂ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۵۰) فن تصوف مخزون است از جہاں مجموعہ است کہ بخط ابوبکر بن عبد النبی الدہان از نسخۂ علامہ زاہدی نقل شدہ ۔
جملہ صفحات پانزدہ ۱۵ و سطور فی صفحہ ۲۵ ۔

کتاب الیاء المثناة التحتانیه

وهو کتاب الهو

از تصنیفات شیخ اکبر علامه محی الدین محمد بن علی بن عربی متوفی سال ششصد و سی و هشت هجری (۶۳۸ھ) است در بیان معنی لفظ هو که برائے ذات باری تعالیٰ عز اسمه مستعمل می شود۔ اولش این است:۔

"الحمد لله حمد الصائن المخصوص بالسرائر المؤثر فی الظواهر والصلوٰة علی محمد الداعی من مقام البصائر وعلی آله الاول والاواخر اما بعد فهذا کتاب الیاء وهو کتاب الهو کتبنا به الی اهل الاشارات والحقایق الذین البصر والحق فی العوائق والعلایق۔"

درین کتب خانهٔ آصفیه سه نسخه ازان موجود است۔ یک نسخه بر نمبر (۵۹) فن تصوف بخط ابوبکر بن عبد النبی الدهان است که از نسخه ابوبکر زاهدی نقل شده و نسخهٔ علامه زاهدی منقول از نسخهٔ مصنف بود چنانچه در آخر این عبارت مرقوم است:۔

نقل من خط سیدنا الامام المحقق ابی بکر الزاهدی وهو نقله من خط مصنفه سیدنا ومولانا الشیخ المحقق العارف بالله سیدی محی الدین بن العربی نفع الله به آمین وکان الفراغ من هذه النسخة علی ید الفقیر ابی بکر بن عبد النبی الدهان وصلی الله علی سیدنا محمد وآله وصحبه وسلم۔

ونسخهٔ ثانیه که بر نمبر ۳۰۵ فن تصوف مخزون است آن بخط علامه ابوبکر اسحاق بن ابراهیم الزاهدی الشافعی الجندی است که در سال هفتصد و هفتاد و و هشت هجری از نسخهٔ نوشته خود مصنف نقل نموده چنانچه در آخر آن گفته:۔

هذا آخر ما وجدته بخط منشیه الشیخ الامام المحقق محی الدین محمد بن علی بن العربی الحاتمی الطائی غفر الله تعالی له وفرغ من کتابتها الکاتب الزاهدی غفر الله تعالی له ولطف عنه

وبلغه بكرمه وجوده احسانه مايطلبه منه انه على ذلك منه ولاهله واحبابه واصحابه
واهل بلده وجميع المسلمين اللهم آمين اللهم صل على محمد سيد العالمين وامام المرسلين و
خاتم النبيين وعلى جميع ملائكتك وانبيائك وآل كل ورضي الله عن ابي بكر وعمر وعثمان وعلي
وعن اصحاب رسول الله اجمعين وعن التابعين وتابع التابعين لهم باحسان الى يوم الدين و
عافنا من الدنيا وجميع مشايخنا ومعلمنا الخير الحمد لله رب العلمين حسبنا الله ونعم الوكيل بتاريخ
شهر جمادى الآخر سنة ثمان وسبعين وسبعمائة۔

جملہ صفحات این نسخہ شانزدہ (۱۶) وسطور فی صفحہ ہفدہ (۱۷)۔

وظاہر این نسخہ ہمان است کہ ابوبکر بن عبدالغنی الدعان اثان نقل کردہ باشد۔
نسخہ ثالثہ در مجموعہ نمبر ۲۷۶۳ تصوف کہ نوشتہ ۹۱۷ھ ہجری است ہم موجود است۔

لباب القوت من خزائن الملکوت

تصنیف شیخ محمود بن علی کاشانی متوفی سنہ . . . . سال تصنیف ۷۱۹ھ هفتصد و نوزدهم هجری۔

اول کتاب۔ الحمد للّٰه الذی کشف عن ظلم الاعدام بلمعات نور وجوده الخ۔

در فن تصوف کتابے است بنهایت مفصل ۔ و قوت القلوب شیخ ابو طالب مکی و احیاء العلوم امام غزالی و عوارف المعارف للسهروردی ماخذ این کتاب است۔ کتاب مرتب است بر دو قاعده۔

قاعدهٔ اولی در مبادی و دران دو رکن است۔

رکن اول در علوم مشتمل بر دو باب۔

رکن دوم در اعمال متضمن بر دو باب۔

قاعدهٔ ثانیه در مقاصد و درین هم دو رکن است۔

رکن اول در مقامات و دران ده فصل است۔

رکن دوم در احوال و دران هم ده فصل است۔

مصنف در خاتمه گفته که شروع تصنیف این کتاب در عشرهٔ اولی ماه رجب ۷۱۸ھ ثمان عشرة و سبعمائة نموده و ختم تصنیف در ماه جمادی الاولی ۷۱۹ھ و درین مدت ده ماه در مسجد مصری در اصفهان معتکف بودم۔ وهذه عبارته فی الخاتمه

واتفق بناء تحریره فی العشر الاول من رجب سنة ثمان عشرة و سبعمائة و تمامه فی العشر الاول من جمادی الاولی وکنت مدة التحریر و هی عشرة اشهر کاملة معتکفا فی المسجد المصری باصفهان حرسها اللّٰه عن طوارق الحدثان۔

نسخهٔ موجوده کتب خانهٔ آصفیه نمبری - ۶۵ - نسخهٔ قدیمه است بخط عرب کاغذ کهنه۔

جملہ اوراق دو صد [۲۵۱] و پنجاہ و یک ۔ سطور فی صفحہ بست [۲۱] و یک ۔ کتابت سنہ [۷۲۱] ہفتصد و بست و یک ہجری ۔

نام کاتب محمود بن محمود بن علی الحسینی ۔ بظاہر در حیات مصنف این نسخہ تحریر شدہ باشد ۔

مجموعۂ رسائل ابن العربی

درین مجموعہ بست وہشت (۲۸) رسائل علامہ شیخ اکبر محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی بن العربی الحاتمی الطائی المتوفی سنہ ششصد و سی وہشت (۶۳۸) ہجری ست۔ در مضامین تصوف واین رسائل فرداً فرداً ہم کمیاب و نادر است۔ و در یک مجموعہ حصول آن زیادہ تر ندرت ندارد۔ تفصیل رسائل حسب ذیل است۔

۱۔ کتاب فنا فی المشاہدہ۔
۲۔ کتاب الجلال والجمال۔
۳۔ کتاب الالف وہو کتاب احدیۃ۔
۴۔ کتاب الجلالہ وہو کلمۃ اللہ۔
۵۔ کتاب الشان۔
۶۔ کتاب القربۃ۔
۷۔ کتاب الاعلام باشارات اہل الالہام۔
۸۔ کتاب المیم والواؤ والنون۔
۹۔ کتاب القسم الالہی بالاسم الربانی۔
۱۰۔ کتاب الیاء وہو کتاب الہو۔
۱۱۔ کتاب الازل۔
۱۲۔ رسالۃ الانوار فیما یمنح صاحب الخلوۃ من الاسرار۔
۱۳۔ کتاب الاسرار الی المقام الاسری۔
۱۴۔ رسالہ در جواب شمس الدین اسمٰعیل بن سودکین نوری۔
۱۵۔ رسالہ الی فخر الدین محمد بن عمر الخطیب الرازی۔

۱۶۔ کتاب فضائل الشہادۃ۔

۱۷۔ رسالۃ لا یعول علیہ۔

۱۸۔ کتاب الشاہد۔

۱۹۔ کتاب التراجم۔

۲۰۔ منزل القطب و مقامہ۔

۲۱۔ رسالۃ الانتصار فی جواب عبد اللطیف بغدادی۔

۲۲۔ رسالۃ کتب الی ابی القاسم العماد بن السکری وغیرہ نمبر ۴۲ خطوط۔

۲۳۔ کتاب المسائل۔

۲۴۔ کتاب الاسفار۔

۲۵۔ کتاب الوصیۃ۔

۲۶۔ حلیۃ الابرار۔

۲۷۔ کتاب نقش الفصوص۔

۲۸۔ اصطلاحات الصوفیہ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۷۶۔ فن تصوف مخزون است نسخۂ قدیمہ بخط عربی نوشتہ سوم ماہ ربیع الآخر ۹۹۷ھ نہصد و نود و ہفت ہجری است و در ہمین سال در ماہ جمادی الاخری بامنقول عنہا مقابلہ شدہ۔ نام کاتب مذکور نیست۔ جملہ اوراق ۲۸۴ دوصد و ہشتاد و چہار و سطور در ہر صفحہ ۲۱ بست و یک۔

وبعض رسائل این مجموعہ مثل کتاب الالف وہو کتاب الاحدیۃ وکتاب الجلالہ وہو کتاب کلمۃ اللہ وکتاب الیاء وہو کتاب الہو علیحدہ علاوہ ازین مجموعہ بر نمبر ۴۲۔۵۔۹۔۴۴۔۴۵۔ ۵۳۔ در ہمین فن تصوف موجود است کہ بخط ابو بکر بن عبد النبی الدہان نوشتہ شدہ۔ و ابوبکر موصوف در سال یکہزار و پنجاہ و نہ ہجری در مکہ معظمہ از نسخۂ ابوبکر زاہدی کہ منقول بود از نسخۂ مکتوبۂ مصنف نقل فرمودہ۔

الہامات منعمی

تصنیف شاہ محمد منعم پاک بن شاہ امان اللہ بن شاہ عبدالکریم بن شاہ عبدالنعیم متوفی ۱۱۸۵ھ یکہزار و یکصد و ہشتاد و پنج ہجری۔ ابتدائے خطبہ کتاب این است:-

"الحمد لمن اصطفی امیا علی سائر المرسلین بالعامہ علم الاولین والاخرین الخ"

مولوی خدابخش خان در محبوب الالباب فی اسامی الکتب والکتاب نام کتاب ملہمات منعمی تحریر فرمودہ و ترجمہ مصنف ممدوح چنین رقم کردہ۔

"حضرت شاہ محمد منعم پاک ابن شاہ امان اللہ ابن شاہ عبدالکریم ابن شاہ عبدالنعیم۔ آبای حضرت مزبور در موضع بلوری کہ در مضافات بہار است جا داشتند و ولادت باسعادت در ماہ شعبان ۱۰۸۲ھ ہجری بہ موضع پچہان کہ از مضافات مونگیر است رو دادہ در سن چہار سالگی آن در شاہوار حقیقت باعث فوت پدر بزرگوار خود یتیم شدہ بخانہ جد مادری خود تربیت یافتہ سفر اول حضرت قدس سرہ بہ قصبہ بہار بود و از انجا قصبہ باڑہ بخدمت سید خلیل الدین خلف و جانشین سید جعفر قدس سرہما رسید و دست ارادت بحضرت ایشان داد و تا دہ سال بہ مجاہدات و ریاضات صرف اوقات فرمودہ تا اینکہ از حضرت مرشد خود خلعت خلافت یافت بہ عمر شش سالگی رو بہ دہلی نہاد و در انجا بست سال قیام داشت ہنگام اقامت خود علوم ظاہری از علمائے عصر و تکمیل معاملات باطنی از حضرت شاہ فرہاد فرمود و از حضور میر اسداللہ خرقہ خلافت یافتہ عالمی را از انوار ہدایت مستنیر نمود و بعمر ہشتاد سالگی از دہلی بہ عظیم آباد رسیدہ در مسجد ملا تقین طرح اقامت انداخت و از پٹنہ بہ زیارت مزار پرانوار حضرت مخدوم شرف الدین بہاری بہ بہار توجہ فرمود۔

بہ اندک مدتے از انجا بہ پٹنہ رجوع کرد و مسجد میر تقی کہ متصل مسجد ملا تقین است قیام گرفت مگر بہ زمانہ آخر از مسجد میر تقی بہ مسجد ملا تقین نقل کرد تا اینکہ بعمر یکصد و دو سالگی در سنہ ۱۱۸۵ہجری

از مزخرفات دنیوی رو پیچیده به مدارج عالیات اُخروی توجه فرمود از ذات برکات حضرت اقدس سترہٗ اعاعزہ و اکابر فیض ہا بردی داشتند والحال مزار پر انوار ہم مرجع زیارت اعلیٰ وادنیٰ است۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰ افن تصوف مخزون است نہایت خوشخط نستعلیق بر کاغذ خان بالغ جدول طلائی درمیان سطور ہم از طلا خطوط کشیدہ، نام کاتب و سال کتابت درآخر نیست۔

جملہ صفحات شصت وچہار (۶۴) وسطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

جوامع الکلم

یعنی

ملفوظات حضرت خواجه بنده نواز گیسو دراز قدس سرہ

تالیف حضرت سید محمد اکبر حسینی رحمة الله علیه صاحبزادهٔ حضرت بنده نواز قدس سرہ۔ مؤلف ملفوظات حضرت بنده نواز قدس سرہ پدر بزرگوار خود را روزانه هر انچه از زبان فیض ترجمان آن قدوة السالکین ارشاد می شد بطور روزنامچه از تاریخ هجدهم ماه رجب المرجب سنه ۸۰۲ هشتصد و دو هجری تا بست و نهم محرم الحرام سنه ۸۰۳ هشتصد و سه هجری جمع نموده۔

اول کتاب اینست۔ الحمد لله الذی خصص عامة نوع الانسان بخاصة الخ۔

و ملفوظات مذکور بعد تالیف بخدمت پدر بزرگوار خود برائے اصلاح پیش نموده۔ و حضرت بنده نواز رحمة الله علیه بعد ملاحظه و مشاهده فرموده که این ملفوظات بجائے ست از جهت تحقیق و تدقیق گویا که گفتار خود را خود می نویسم و ملفوظ خود را خود جمع میکنم۔

درین کتب خانهٔ آصفیه سه نسخه ازان موجود است بر نمبر ۱۴۱۸ و ۱۳۶۸ و ۱۴۲۲ فن تصوف۔

نسخهٔ اولین که بر نمبر ۱۴۱۸ فن تصوف مربوط است از اول دو ورق کم۔ و بعد ورق ششم تا ورق سی و چهارم چند اوراق ساده مجلد است۔ و نیز از آخر تخمینا یک ورق میباشد۔ جمله اوراق این نسخه سه صد و نود و یک (۱۹۱)۔ سطور فی صفحه هفده۔ بخط عادی۔

نسخهٔ ثانیه نمبری ۱۳۲۸ نسخه کامل هست۔ جدید الخط بخط معمولی منقول از نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ حضرت بنده نواز قدس سرہ۔ مکتوبه سنه ۱۳۱۴ یکهزار و سه صد و چهارده هجری نام کاتب شیر خان الخاطب(؟) احمد علی شاه۔ جمله صفحات ۴۱۴ سطور فی صفحه چهارده (۱۴)۔

نسخهٔ ثالثه نمبری ۱۴۲۲ بسیار کرم خورده۔ از ابتدا و چند اوراق ناقص۔ مکتوبه سنه ۱۰۴۹ یکهزار و چهل و نه هجری نام کاتب ندارد خط نسخ معمولی۔ جمله اوراق ۲۳۶ و سطور فی صفحه پانزده (۱۵)۔

دیوان حضرت بندہ نواز قدس سرہٗ

موسوم بہ انیس العشاق

تصنیف حضرت سید محمد الحسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ متوفی ۸۲۵ھ ہشتصد و بست و پنج ہجری۔ تاریخ وفات از جملہ "مخدوم دین و دنیا" حاصل می شود۔
این دیوان را کہ غیر مرتب بود حسب ارشاد حضرت سید محمد اصغر حسینی صاحبزادہ خورد آنحضرت یکے از مریدان این سلسلہ ردیف وار جمع نمودہ بہ انیس العشاق موسوم ساخت۔ نام جامع مذکور نیست۔
اول دیباچہ این ست۔ حمد بے حد و ثنائے بے عد مر خالقے را کہ غنچہ دہان الخ۔
ابتدائے دیوان برین شعر است۔

اے خداوندے کہ از جودش جہانے راوجود ٭ اے خداوندے کہ از جودش ہمہ عالم بود

درین کتب خانہ آصفیہ کہ دو نسخہ ازان موجود است۔ بر نمبر۔ ۳۲۹۔ فن تصوف۔ و نمبر ۴۳۵ فن دواوین۔
نسخہ اولیٰ کہ بر نمبر۔ ۳۲۹۔ فن تصوف مرتب است جدید الخط بخط نستعلیق معمولی میباشد۔ مکتوبہ ۱۳۲۵ھ یکہزار و سہ صد و بست و پنج ہجری۔ نام کاتب ابن یعقوب۔ جملہ صفحات ۱۹۲ یکصد و نود و دو و سطور فی صفحہ ۱۵ شانزدہ۔
نسخہ ثانیہ کہ بر نمبر۔ ۴۳۵۔ فن دواوین مخزون است۔ نسخہ قدیمہ مکتوبہ ۱۰۹۲ھ یکہزار و نود و دو ہجری۔ بخط نستعلیق معمولی۔ و این نسخہ کرم خوردہ ہست۔
جملہ صفحات این نسخہ ۲۷۰ دو صد و ہفتاد۔ سطور فی صفحہ ۱۱ یازدہ۔ نام کاتب علی محمد ولد ملک حسین۔

رسالۂ تصوف موسوم بہ آئینہ

تصنیف حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ متوفی سنہ ۸۲۵ھ ہشتصد و بست و پنج ہجری۔

موضوع رسالہ این کہ معرفت خدا و معرفت خود را این وجود لازم بمصداق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

اول رسالہ۔ واجب الوجود یعنے لازم الوجود چراکہ معرفت خدا الخ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۵۵۰۔ فن تصوف کہ ہمراہ او نمبر ۵۵۷۔ مجلد است بخط نستعلیق معمولی۔ جملہ صفحات چہل و سطور فی صفحہ چہاردہ و پانزدہ۔

نام کاتب و سنہ کتابت تحریر نیست۔

رسالۂ برأت الایمان

در علم تصوف

تصنیف شیخ محمد فضل اللہ المعروف بہ شاہ خاموش قدس سرہٗ متوفی سنہ ۱۲۸۶ھ مدفون

در بلدۂ حیدر آباد فرخندہ بنیاد دکن

یکے از ارشد مریدین خواجہ علاوالدین شاہ علی صابر بود تذکرہ اش در محبوب الزمن موجود است۔

اول رسالہ این است۔ سپاس بقیاس وستائش بے آلایش احدے را سزا است الخ

واین رسالہ مشتمل است بریک مقدمہ وسہ اصل وخاتمہ۔

مقدمہ در ذکر اثبات احدیت وتنزیہ خدا تعالے باوجود کثرت الخ۔

اصل اول در ذکر اصول عبادات نقلیہ کہ از مقولہ فروع ایمان است۔

اصل دوم در ذکر اصول اعتقادات کہ مشہور بارکان ایمان است یعنے توحید[1] وعدل[2] ونبوت[3] وامامت[4] ومعاد[5]۔

اصل سوم در ذکر مجمل ایمان ودر پنج فصل است۔

خاتمہ در ذکر مطلق ایمان وامتیاز اعتقادات متابعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۷۱ فن تصوف مرتب است بخط عادی نام کاتب سید شاہ ندا۔ مکتوبہ سنہ ۱۱۹۵ھ یکہزار ویکصد ونود وپنج ہجری۔

ودر اول این رسالہ یک رسالۂ دیگر پنج ورقی در علم تصوف از تصنیف شاہ موصوف مجلد است ومکتوبہ بہمین کاتب یعنے سید شاہ ندا۔ سنہ ۱۱۹۵ھ یکہزار ویکصد ونود وپنج ہجری۔

ودر آخر یک رسالہ تصوف مجلد است کہ در آن اقتباسات کلام شاہ حضور اللہ ورسالہ اسماء الاسرار حضرت گیسو دراز قدس سرہما منقول است وآن ہم بخط ہمان کاتب میباشد۔ وسنہ کتابت ہم سنہ ۱۱۹۵ھ است۔

رسالۂ تصوف

تصنیف حضرت سیّد محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ متوفی ۸۲۵ھ ہشت صد و بست و پنج ہجری۔

در بیان اذکار طریقت۔

اوّل۔ ھو ھو ذکر دم است کہ آن را ذکر نفسی الخ۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۔ ۵۶۹ ۔ فن تصوف محض ۳ ورق است جدید الخط بخط معمولی سطور فی صفحہ مجدّدہ ۱۵۔ نام کاتب محمد صاحب داد خان مکتوبہ ۱۲۹۴ھ یکہزار و دو صد و نود و چہار ہجری۔

رسالۂ تصوف

تصنیف حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ متوفی سنہ ۸۲۵ہ ہشتصد و بست و پنج ہجری۔

در بیان اثبات توحید باری تعالیٰ۔ بجواب سائلے کہ از آنحضرت قدس سرہٗ سوال کردہ بودہ تصنیف فرمودہ بہ سائل مذکور عطا فرمودند و برائے مطالعہ و دواعی آن رسالۂ ہدایت نمودند۔

این رسالہ کہ در کتب خانہ آصفیہ بہ نمبر ۵۴۴۔ فن تصوف مخزون است بخط معمولی۔ نام کاتب و سنہ کتابت تحریر نیست۔

اول اینست۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد حمد موجودے کہ موجود نیست مگر وے بدان اے عزیز آنچہ سوال میکردی الخ۔

رسالۂ وجود العاشقین

تصنیف حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز المتوفی ۸۲۵ھ رحمۃ اللہ علیہ۔

در بیان آنکہ در جہان سہ چیز اند و سوائے آن ہمہ ناچیز است یعنے عشق و عاشق و معشوق۔

اول رسالہ این است۔ سپاس بیحد و ستائش بے عدد مر قادر مطلق و حاکم برحق و جانان عاشقان الخ۔

این رسالہ مختصرہ مفیدہ در این کتب خانہ آصفیہ ہمراہ مجموعہ تصوف نمبری ۶۰۰۔ مجلد است۔ بخط عادی۔ نام کاتب و سنہ کتابت مرقوم نیست۔ جملہ صفحات سیزدہ ۱۳۔ سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

زاد المسافرین منظوم

۵۶

تصنیف میر حسینی سادات متوفی سنہ ۷۱۹ھ ہفت صد و نوزدہ کہ از مریدان شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ بہاء الدین کرمانی و شیخ صدر الدین زکریا بودند۔ شروع کتاب اینست:۔

اے برتر از آنکہ جملہ گفتند ۞ انانکہ پدید ہا نہفتند

مثنوی مرتب است بر ہشت مقالہ:۔

مقالہ اولی در تنزیہ و تقدیس حق تعالیٰ۔

مقالہ دوم در فضیلت و شرف انسانی۔

مقالہ سیوم در بیان طریقہ و کیفیت سلوک۔

مقالہ چہارم در وصف سالکان طریقت۔

مقالہ پنجم در بیان عشق و مراتب آن۔

مقالہ ششم در معاقبت و اوصاف او۔

مقالہ ہفتم در بیان معاقبت دین و تحقیق آن۔

مقالہ ہشتم در بیان پیر و مرید طالب و مطلوب۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۲۱ فن تصوف مرتب است خوشخط بخط ولایت تقطیع خورد کاغذ خان بالغ زر افشان با جدول طلائی مکتوبہ شہر ربیع الاول یکہزار و نود و ہشت ہجری۔ نام کاتب ندارد۔

جملہ صفحات بست و نہ ۲۹ و سطور فی صفحہ ۹۔

اما ترجمہ سید سادات پس مولوی خدابخش خان در محبوب الالباب گفتہ:۔

"میر حسینی سادات ہرآت رموز آگاہ ذات است از اکابر صوفیہ بودہ از شیخ المشایخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ استفادہ یافتہ و با شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ عراقی

ہم صحبت داشت گویند در یک زمانہ سید مذکور مثنوی زاد المسافرین و شیخ اوحدی جام جم و شیخ عراقی لمعات نوشتند۔ مثنوی زاد المسافرین عجیب مختصری مفید است ہم برائے عوائد متصوفین و ہم برائے علمائے محققین۔ و وفات سید در ہرات در ۷۱۹ھ ہفتصد و نوزدہ ہجری واقع شد۔

فصل الخطاب لوصل الاحباب

الفارق بین الخطاء والصواب

تصنیف خواجہ محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری المعروف بخواجہ پارسا المتوفی سنہ ۸۲۲ھ ہشتصد و بست و دو ہجری مدفون در جنت البقیع بہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً۔

موضوع کتاب۔ عقاید مشترکہ شریعت و طریقت کہ اکابر علوم معارف مواجید و ایمان و توحید از احادیث نبوی و علوم عقلی روایت فرمودہ اند۔

علامہ مصنف آن را جمع کردہ شرح آن فرمودہ۔

اول کتاب این است۔ الحمد للہ الدال بخلقہ علی وحدانیۃ الخ۔

علامہ مصنف از اصحاب خواجہ بہاء الدین نقشبندی است و از اولاد حافظ الدین کبیر بخاری۔ ولادتش در سنہ ۷۵۶ھ ہفتصد و پنجاہ و شش ہجری واقع شد۔ از علماء عصر خود تحصیل علوم فرمودہ در فروع و اصول و معقول و منقول یگانۂ آفاق گشت۔ فقہ از ابو طاہر محمد بن محمد الحسن الطاہری حاصل نمود۔

صاحب فوائد البہیہ فرماید کہ فصل الخطاب تصنیف لطیف و تالیف شریف حامل حقایق علم لدنی و کامل دقایق طریقۂ نقشبندی است۔

ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ در نفحات الانس می فرماید کہ در سنہ ۸۲۲ھ ہشتصد و بست و دو ہجری علامۂ موصوف بہ نیت طواف کعبہ و زیارت مدینۂ منورہ ازان جا لا بیرون آمد و از راہ نسف و ترمذ و بلخ و ہرات و جام بقصد زیارت متبرکہ روانہ شدہ۔ علماء و سادات شہر خواجہ مذکور را باعزاز و احترام دریافتند۔ در مدینۂ منورہ بعد زیارت مزار اقدس جناب رسول کریم صلعم در سنہ ۸۲۲ھ ہشتصد و بست و دو ہجری مرغ روحش بآشیانۂ جنت پرواز کرد۔

درین کتب خانۂ آصفیہ دو نسخہ ازان موجود است۔ بر نمبر ۹۷۔ ۱۰۷۔ فن تصوف۔

نسخهٔ اولیٰ که بر نمبر ۹۰۰ مخزون است بخط عالمانه نهایت محشّیٰ و مجدول به طلا۔ مکتوبه سنه ۱۰۳۳
یکهزار و سی و سه هجری۔ نام کاتب ابو البقا ابن دوست محمد الهباری۔ بمقام برهانپور نوشته شد۔
جمله اوراق ۳۲۷ سه صد و بست و هفت۔ سطور فی صفحه ۲۱ بست و یک۔

نسخهٔ ثانیه نمبری ۔ ۱۷۱ ۔ فن تصوف۔ بخط نستعلیق خوشخط۔ نام کاتب و سنه کتابت
مرقوم نیست۔ اما بر صفحه اول کتاب عبارتے تحریر است از آن ظاهر میشود که غالباً مکتوبه
سنه ۱۱۳۹ یکهزار و یکصد و سی و نه هجری است۔

و بر خاتمه سنه کتابت ششصد و پنجاه و شش هجری و نام کاتب ابو یزید بن عوض که نوشته است
غالباً آن سنه و کاتب نسخه منقول عنه می باشد۔

و بر صفحه اولے یک عبارت بقلم محمد فقیر الله نقشبندی که این نسخه برائے خود نویسانیده۔ نوشته
سنه ۱۱۳۹ یکهزار و یکصد و سی و نه هجری بمقام اورنگ آباد است۔

و دو مهر بر ورق اول ثبت است۔
یکے بنام حکیم اعظم علی۔ دیگر اسمی فقیر حسام الدین۔

کتاب خاتمہ

سیّد محمدؒ گیسو درازؒ

از مصنفات حضرت خواجہ سیّد محمد گیسو دراز بندہ نوازؒ المتوفی ۸۲۵ھ است کہ در گلبرگہ آسودہ اند و مزار شان زیارت گاہ مردم خاص و عام است۔

درین رسالہ مصنف ممدوح آداب و شرائط کہ مریدان را خدمت شیخ باید نمود و طرق ہدایت و وعظ و پند و تعلیم وغیرہ کہ شیخ را با مرید باید کرد و دیگر مواعظ و نصائح تحریر نمودہ۔ شروع این است:۔

"رسوم مستمرہ و عادات ملزمہ دوام وضوست و خواص ایشان بے وضو نباشد مگر در حالت مرض کہ از روی حکمت استعمال آب زیان کار آید و دیگر اہتمام دارند برائے ہر فریضہ را تجدید وضو شود بلکہ وقت ضحی اہم تجدید وضو باشد و اہتمام دارند برآبے کہ مقام کنارہ آب کنند جوئے یا حوضے و اگر بضرورت احتیاج آب چاہ باشد آن چاہ را احتیاط بسیار کنند و کفش و نعلین پوشیدہ سر آب چاہ کسی نیاید۔ الخ"۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۸۳۶ فن تصوف مربوط است تقطیع خورد خط نسخ مکتوبہ ۱۱۸۳ھ یکہزار و یکصد و ہشتاد و سہ ہجری شہر حیدرآباد دکن است۔

جملہ صفحات آن چہار صد و شصت و شش ۴۶۶ و سطور فی صفحہ یازدہ ۱۱۔

کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ

مصنفہٗ سید عبدالقادر الکنتوری ابن سید محمد شریف القادری الرضوی الکنتوری الیفنا پوری البرجی الاصل المتوفی سنہ ۱۲۰۴ھ یکہزار و دو صد و چہار ہجری۔

کتاب مبسوط و شرح در فضائل و مناقب شیخ ممدوح۔

از اوّل یک ورق ناقص است و مرتب است بر یک مقدمہ و سہ باب و خاتمہ۔

مقدمہ در تحقیق ولایت و ولی و ما یتعلق بہا۔

باب اوّل در وجوہ استدلال۔

باب دوم در تحقیق معنی قدامی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و رد شبہات آن۔

باب سوم در وجوہ محاکمہ۔

خاتمہ در فضیلت سلسلۂ علیہ قادریہ و انتساب مؤلف بآن۔

و در بعض ابواب بحسب احتیاجے برائے فصل لاحق از سابق فصل در فصل و حل بقلم آمدہ۔
نسخہٗ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۶۳۳ فن تصوف مربوط است بخط عادی سنہ تحریر و نام کاتب تحریر نیست۔

سال تصنیف کتاب یکہزار و یکصد و شصت و ہفت ہجری است۔ چنانچہ سال تصنیف کتاب از لفظ "منور عین الشوق کحل الجواہر" بر می آید۔

اما مصنف مذکور پس ترجمۂ آن از سرو آزاد غلام علی بلگرامی و ابجد العلوم و صبح گلشن نواب صدیق حسن خان نواب بھوپال ظاہر می شود کہ والد ماجد مصنف قاضی محمد شریف خان از قصبۂ کنتور مضافات لکھنؤ در دکن بر عہدہ قضائے خلد آباد مقرر شد۔
و مصنف علامہ در خلد آباد متولد شد و بر والد خود کتب درسیہ عرض نمودہ خرقۂ قادریہ پوشید و

در زمان نواب والاجاه به مدراس رفت و در محلهٔ میلاپور اقامت نمود تا اینکه همانجا بعالم قدس در سنه ۱۲۰۴ یکهزار و دو صد و چهار هجری خرامید مزارا و همانجا موجود انتهی ملخصا۔

مولف این فهرست گوید که اولادش هم تا حال سنه ۱۳۳۲ هجری آنجا موجود هستند۔

فخر الدین فخری که سبط السبط مولائے مذکور می بود در سنه ۱۲۴۰ یکهزار و سه صد و چهل هجری وفات نمود۔ خلف شان بحمد الله در مدراس موجود هستند۔

کنز العباد فی شرح الاوراد

یعنے شرح اوراد شیخ شہاب الدین سہروردی تولادت ۵۳۹ھ پانصد وسی و نہ ہجری وفات ۶۳۲ھ ششصد وسی و دو ہجری ۔

تالیف علی بن احمد الغوری ساکن خطہ کرہ کہ از اعیان قران ثامنہ واز مریدان شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ ۔

درین کتاب اوراد بطریق شرحی مذکور است واین شرح مبسوط و ممزوج است ۔

اول کتاب اینست ۔ اعظم المحامد للہ العظیم واکرم الصلوۃ علی رسولہ الکریم الخ ۔

واین شرح مشتمل است بر یکصد و بست فصول ۔ وفصل را بعنوان ذکر بیان نمودہ ۔ چنانکہ چند فصول ابتدائی تحریر میشود ۔

ذکر اول در بیان توبہ ۔

ذکر دوم در بیان روح ۔

ذکر سوم در بیان خلوت و عزلت ۔

ذکر چہارم در فضیلت خواندن قرآن مجید ۔

ذکر پنجم در سجود و تلاوت ۔

وہمین طور در فصل آخرین یعنے فصل صد و بستم کہ در بیان ایمان است تفصیل کامل کتاب تحریر نمودہ ۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۔ ۹۱ ۔ فن تصوف مخزون است نسخۂ قدیمہ بخط ولایت نستعلیق نہایت خوشخط محشی و مصحح و مقابلہ شدہ است مکتوبہ ۹۸۲ھ نہصد و ہشتاد و دو ہجری ۔ نام کاتب شریف بن احمد ۔ بجروسہ کشمیر نوشتہ شد ۔

جملہ اوراق ۳۱۵ سہ صد و پانزدہ ۔ وسطور فی صفحہ ۱۹ نوزدہ ۔

در کتب خانہ برٹش میوزیم این شرح نیست اما در کتب خانہ رامپور یک نسخہ مخزون است۔

و در کشف الظنون ذکر این شرح مذکور است۔

کیمیائے سعادت

تصنیف امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ پانصد و پنج ہجری۔

اول کتاب۔ شکر و سپاس فراوان بعدد ستارۂ آسمان و قطرۂ باران و برگ درختان و ریگ بیابان و ذرہ ہائے زمین و آسمان مر آن خدائے را کہ الخ۔

این کتاب مشتمل است بر چہار عنوان و چہار رکن و در ہر رکن دہ اصل است۔

عنوان اول در شناختن خویش۔

عنوان دوم در شناختن حق تعالیٰ۔

عنوان سوم در معرفت دنیا۔

عنوان چہارم در معرفت آخرت۔

رکن اول در عبادات و درین دہ اصل است۔

رکن دوم در معاملات و درین رکن نیز دہ اصل است۔

رکن سوم در مہلکات و درین ہم دہ اصل است۔

رکن چہارم در منجیات و درین نیز دہ اصل است۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۹ - فن تصوف مرتب است نسخہ قدیمہ مجدولہ خوشخط بخط نسخ۔ مکتوبہ ۹۰۳ھ نہصد و سہ ہجری۔ نام کاتب محمد ابن محمد بن محمد الامام جملہ صفحات ۶۳۸ ششصد و سی و ہشت و سطور فی صفحہ ۱۷ و مطلا۔ این چاپ ہم شدہ چنانچہ یک نسخہ مطبوعہ کلکتہ درین کتب خانہ آصفیہ بر نمبر ۱۶۶ فن تصوف موجود است۔

و در لکھنؤ ہم چند بار چاپ شدہ در زمان سلطنت و بعد انتزاع سلطنت در مطبع اودہ اخبار بکمال اہتمام چاپ شدہ۔

لمعات الطاہرین منظوم

مصنف درین کتاب تخلص خود غلامانی کند۔ مصنف از قوم نوائط است چنانکہ درمیان کتاب یکجا نسب نامۂ خود را نظم کردہ و آنجا ہم اسم خود ذکر نمودہ۔ اما از صفحہ ۴۳۔ ۱ کتاب ظاہر می شود کہ غالباً نام مصنف غلام علی است۔

موضوع کتاب شرح رموز حروف آلمٓ است۔ از الف اللہ و از لام رسول اللہ و از میم مظہر عالمیان شعر بر آنکہ انسان از آن سہ حروف متشکل گردیدہ۔

این کتاب را مصنف بایمائے مرشد خود تصنیف فرمودہ و بر یکصد و دہ لمعات کہ مطابق اعداد اسم مبارک حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام است مرتب ساخت۔ کتاب مذکور بر سہ حصص بارین طریق مرتب است۔

ابتداءً دیباچہ بسیط در نثر انشا کردہ۔ بعد ازان مفصل فہرست لمعات۔ من بعد اصل نظم شروع کردہ کہ بطور مثنوی است۔

اول دیباچہ اینست۔ حمد و سپاس بیقیاس مر احدے را کہ الف ذات احدیت او الخ

و ابتدائے نظم ازین شعر است۔

باسم اللہ الرحمٰن نعم الرحیم ❊ حکیم و قدیر علی عظیم

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۔ ٦٩٨ ۔ فن تصوف مرتب است بخط نسخ خوشخط جدید الخط۔ و جلد ضخیم است۔ جملہ صفحات یکہزار و پنجاہ و پنج (۱۰۵۵) ۔ سطور فی صفحہ دوازدہ (۱۲) ۔ از آخر یک ورق ناقص است غالباً دران اسم مصنف بود چنانچہ از عبارت آخر ظاہر میشود و آن عبارت این است۔

و انا العبد الضعیف النحیف المذنب العاصی الحقیر المحتاج الفقیر اشہد انہٗ و خالقی۔

مثنوی معنوی

تصنیف مولوی معنوی جلال الدین محمد رومی متوفی سنہ ۶۷۲ھ ششصد و هفتاد و دو هجری ۔

درین کتب خانهٔ آصفیه سیزده نسخه‌هائے قلمیه کامله و ناقصه از مثنوی موصوف موجود است ۔

دوازده نسخ در فن تصوف و یک نسخه در فن مثنویات ۔

منجمله آن هفت نسخه کامله است و شش نسخه ناقصه ۔

اما نسخ کامله بر نمبرهائے ۔ ۳۷۹ ۔ ۳۸۰ ۔ ۳۸۱ ۔ ۴۳۲ ۔ ۴۳۴ ۔ ۴۳۵ ۔ فن تصوف مخزون است ۔

و یک نسخه بر نمبر (۱) فن مثنویات مرتب است ۔

اما نسخهٔ نمبری ۳۷۹ پس خوشخط بخط نسخ ولایتی چهار مصراعی با جدول طلائی بخط محمد ابن محمد بن احمد الانصاری مکتوبه بسال هشتصد و هفتاد و هشت هجری است ۔ در اول این نسخه قبل شروع اصل مثنوی دو ورق بخط نسخ از طلا نوشته از آن معلوم میشود که نسخهٔ مذکوره برائے حسن بن محمد بن الحسن المعروف باغی ترک نوشته شده ۔

جملهٔ صفحات نسخهٔ مذکوره پانصد و بست و پنج و سطور فی صفحه بست و سه ۔

نسخهٔ نمبری ۳۸۰ نسخه کامله بخط نستعلیق صاف و جدول طلائی در متن و هم حاشیه بر دو تحریر است کاغذ ختائی خان بالغ و در آخر نه نام کاتب است نه سال کتابت ۔ جملهٔ اوراق پانصد و بست و چهار فی صفحه در متن پانزده و در حاشیه ۲۶ یعنے سیزده بیت ۔

نسخهٔ نمبری ۳۸۱ خوشخط با جدول طلائی در متن و حاشیه هم تحریر شد ۔ نسخهٔ مذکوره در بلدهٔ برهانپور در ماه رمضان نوشته شد ۔ نام کاتب و سال تحریر نه نوشته ۔ و در آخر نام مالک محمد رفیع ولد شیخ ولی محمد ابن شیخ جان محمد نوشته است ۔ جملهٔ اوراق چهار صد و نود و یک ۔ و سطور متن هفده و سطور حاشیه سی ۔

نسخهٔ نمبری ۴۳۲ بخط نسخ معمولی چهار مصراعی ۔ نام کاتب و سال کتابت مرقوم نیست ۔ اما نسخه مخدوشه و مقروه جابجا محشی در صفحهٔ اولی ورق اول یک عبارت از رساله «فیه ما فیه» متعلق به حالات

مولانا روم موصوف کے نقل نمودہ و در آخر آن عبارت سال تحریر عبارت مذکور یکہزار و یکصد و
چہل و دو نوشتہ است۔

نسخہ نمبری ۲۲۴ بخط طبی شفیعہ آمیز چہار مصراعی است کاغذ ہم معمولی مکتوبہ یکہزار و یکصد و دو ہجری
و در آخر کتاب نام کاتب و سال تحریر نیست بلکہ دو ورق جدید الخط است لاکن در خاتمہ دفتر اول
تمت بالخیر والظفر ۱۱۰۲ھ۔ و در خاتمہ دفتر ثانی ۱۱۰۳ھ۔ و در خاتمہ دفتر ثالث ۱۱۰۳ھ۔ و قبل
جزو چہارم یک دیباچہ تصنیف محمد حنیف ہم نوشتہ است۔ و در خاتمہ دفتر چہارم تاریخ کتابت
۲۴ ذیحجہ ۱۱۰۲ھ بقلم عبد القوی نوشتہ است۔ و در خاتمہ دفتر پنجم سال وغیرہ تحریر نیست۔ نسخہ
موصوفہ مجدولہ و محشی و مصورہ است۔ جملہ صفحات ہشتصد و ہفتاد و دو ۸۷۲ و سطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹۔

نسخہ نمبری ۲۲۵ تقطیع کلان بخط نسخ طبی چہار مصراعی بخط ملا محمد علی کہ برای فرزند خود ملا حسن علی و
رجب علی و ملا عبد الحفیظ نوشتہ۔ سال کتابت مرقوم نیست۔ بظاہر نوشتہ صدی یازدہم است
جملہ صفحات ۶۹۲ و سطور فی صفحہ ۲۱۔

و نسخہ کاملہ نمبر (۱) فن مثنویات خوشخط بخط نسخ ولایتی جدول طلائی و لوح ہائے ہر دفتر طلائی و
حنا کاری کاغذ خان بالغ مکتوبہ قلم عضد بن الحسنی الحسینی در تاریخ پنجم شہر رمضان سال ششصد و
ہشت ہجری۔ جملہ اوراق دو صد و ہشتاد و دو ۲۸۲ و سطور در متن بست و پنج ۲۵ و در ہر سطور دو بیت
سطور حاشیہ ۶۲۔

اما نسخ ناقصہ قلمیہ شش نسخہ ہست برنمبرہائے ۳۷۸ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و
۴۲۲ فن تصوف مربوط است۔

نسخہ نمبری ۳۷۸ تقطیع خورد خوشخط نسخ خط ولایتی کاغذ خان بالغ زرافشان جدول طلائی و لوح ہا
ہم طلائی و در شروع ہر دفتر گلکاری نمودہ مکتوبہ سال یکہزار و ہجدہ ہجری ۱۰۱۸ھ۔ جملہ اوراق دو صد و چہل ۲۴۰ و
سطور در متن فی صفحہ شانزدہ ۱۶ و سطور حاشیہ بست و ہشت ۲۸ یعنی در ہر صفحہ چہاردہ شعر۔ درین نسخہ
محض دفتر چہارم و پنجم و ششم است۔ بر ورق اول چہار مہر است۔ و در مہر اول کندہ است۔
(غلام شاہ محمد الحسنی العلوی ۱۲۷۴ھ)
در مہر دوم (سید محمد حامد اللہ خان بہادر ۱۲۶۲ھ) و مہر سوم صاف خواندہ نمی شود۔ و در مہر چہارم

(تاج الامرا محمد علی حسین خان ۱۲۱۵ھ)

نسخه[۲] نمبری ۳۸۲ بخط نستعلیق چسپیده با جدول طلائی هست. اما دفتر سوم موجود نیست کاغذ خان بالغ در متن و حاشیه هر دو تحریر است. نام کاتب و سال کتابت تحریر نیست. جمله اوراق پانصد و بست و چهار [۵۲۴] و سطور فی صفحه پانزده [۱۵] و بر حاشیه سطور بست و شش یعنی سیزده شعر.

نسخه[۳] نمبری ۳۸۳ مجلس دفتر اول و دوم است بخط نستعلیق ولایتی خوشخط کاغذ خان بالغ زرافشان جدول طلائی در هر سطر دو بیت یعنی چهار مصراع نام کاتب و سال کتابت موجود نیست اما نسخه قدیمه است بظاهر مکتوبه صدی یازدهم است. جمله صفحات دو صد و نود و شش و سطور فی صفحه بست و پنج [۲۵].

نسخه[۴] نمبری ۳۸۴ مجلس دفتر چهارم و پنجم و ششم و هفتم. تقطیع خورد بخط نسخ ولایتی کاغذ خان بالغ زرافشان جدول طلائی در متن و بر حاشیه و بر هر دو تحریر است. جمله اوراق دو صد و پنجاه و سه [۲۵۳]. سطور متن پانزده [۱۵] سطور حاشیه سی و دو [۳۲] یعنی شانزده شعر. نام کاتب و سنه کتابت مرقوم نیست. و این نسخه قابل نهایت قدر است. که درین دفتر هفتم مذکور است و دفتر هفتم نایاب است. در نسخ مشهوره قلمی باشد یا مطبوع در هیچ یک موجود نیست.

نسخه[۵] نمبری ۳۸۵ مجلس دفتر چهارم است خوشخط نستعلیق خط ولایت کاغذ خان بالغ مجدول با جدول طلائی. در آخر نام کاتب و سال کتابت تحریر نیست. جمله صفحات یکصد و بست [۱۲۰]. سطور فی صفحه در متن نوزده و بر حاشیه سی و چهار [۳۴].

نسخه[۶] ناقصه نمبری ۴۲۳ مجلس دفتر چهارم است در اول و آن دیباچه محرره سنه ۱۰۳۱ یکهزار و سی و دو هجری است و در آن نوشته که صاحب این کتاب عبد اللطیف بن عبد الله العباسی بد نسخات باهشتاد مثنوی بلکه زیاده ازان مقابله نموده و در خدمت استادان و ماهران این فن از روی تحقیق لفظ و معنی سند ساخته. اصل دیباچه نوشته الخ.

نسخه مذکوره بخط نستعلیق خوشخط کاغذ صفائی نوشته محمد سلیم سال کتابت مرقوم نیست. بظاهر مکتوبه صدی یازدهم می باشد. جمله صفحات دو صد و پنجاه و شش [۲۵۶]. سطور فی صفحه هفده [۱۷].

دو نسخه مثنوی شریف مطبوعه است که در فن مثنویات بر نمبر ۹۲ و ۱۰۱ مربوط است. نمبر ۹۲ مطبوعه لکهنؤ سنه ۱۲۹۱ هجری است. و نمبر ۱۰۱ چاپ بمبئی است. آخر آن تخریج جمله ابیات مثنوی مرتب

کردہ اند یعنے لفظ اول ہر شعر را مرتب بر حروف تہجی نمودہ اند اگر کسے را لفظ اول شعر یاد باشد بذریعۂ آن لفظ بملاحظۂ آن تخریج معلوم می شود کہ این لفظ در کدامی صفحہ و سطر اصل مثنوی موجود است۔ این نسخہ مطبوعہ است۔

فضائل و مناقب مولوی معنوی بالاتر ازان است کہ احاطۂ آن کردہ شود۔ مولوی خدا بخش در محبوب الالباب گفتہ:۔

"مولانا جلال الدین رومی و ہو محمد ابن الحسن البکری البلخی احوال مولانا ازان مستغنی است کہ شرح پردازم مگر تیمنا چیزے از کوائف سرگذشت مولانا بقلم می آید۔ نسب مولانا بہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ می رسد۔ والد حضرت ایشان مولانا بہاء الدین از اکابر علماء بلخ بودند چنانچہ مشہور است در عہد سلطان محمد خوارزم شاہ از بلخ بقونیہ روم مولانا بہاء الدین تمکن گرفتند و مولانا جلال الدین بعد از والد بزرگوار خود بر مسند ارشاد جلوہ فرمودند۔ عمر شریفش شصت و نہ سال مرقد عنبر کش در قونیہ کہ معقوہ خیر و کبیر است موجود است۔ وفاتش در ۶۶۱ سنہ ششصد و شصت و یک ہجری واقع شد۔ صاحب تاریخ ہمایونی وفات مولانا در غرۂ جمادی الآخر سنہ ۶۷۲ نوشتہ و ولادت با سعادت ایشان در بلخ سنہ ۶۰۴ بود۔ رتبہ مثنوی مولانا بغایت بلند است۔ شیخ بہائی گوید:۔

مثنوی مولوی معنوی ۔ ہست قرآن در زبان پہلوی

بعضے تذکرہ نویسان سنہ وفاتش سنہ ۶۶۹ ہم نوشتہ اند ولیکن اکثر علما کہ بذکر سوانح حیاتش پرداختہ اند سنہ ۶۷۲ را سال وفاتش قرار دادہ اند۔

مراد المریدین

و

مرام المریدین

بزبان فارسی تصنیف سید محمد کہ از اولاد بندگی مخدوم و مریدان شیخ عبد الصمد کنعانی الملقب بہ سید محمد المشہور بہ شاہ حضرت است مصنف بزرگوار سید حضرت ہم خواندہ شود یکے از اولیاء وقت از اولاد حضرت سید محمد گیسو دراز المتوفی ۸۲۵ھ بودہ در بیجاپور اقامت نمودہ بود و در آخر بمقام بیجاپور بہ تاریخ ہشتم ماہ رمضان ۱۱۰۷ھ بہ سفر آخرت خرامید و در بیجاپور جانب شرقی مزارش مطر انوار و مرجع انام است کہ دران وائل ثبوت بیعت وطرق مرید نمودن و دیگر وظائف و اعمال کہ بہ مریدان تعلیم می شود ہمہ را بتفصیل تمام جمع نمودہ۔ کتاب مرتب است بر دوازدہ فصل۔

اول کتاب این است:۔

حمد مر مریدی را کہ مراد خاص خود است۔

حدیث نبوی آمدہ است اول ما خلق اللہ نوری چون عروج بان درگاہ ازل الاجنان کردم ایہچ کسے نہ کردہ است و نکند خود مرید خاص الخاص کسے ست و آن حق سبحانہ و تعالیٰ مراد پس بدین اعتقاد مراد و مرید جان بر در ماست صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واز حقیقت آن کہ چون شاہد عینی خود را بر منصہ وجود او صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جلوہ کردہ در صورت او متجلی گشت ما بر صفت خویش جلوہ نمودیم تا وانید ذات تو خدا را بنمایم و آنحضرت بر رسالت پناہی خود مرید و مراد شد یعنے از احدیت و قدرت پنداشت کہ آن را حقیقت محمدی می گویند و آن وحدت فی الحقیقت عین احدیت است پس بدین اعتبار نیز مراد و مرید جان سرور عالم ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصلوات بر مراد کہ مرید خاص الخاص اوست۔ اما بعد میگوید اضعف بندگان درگاہ صمد ازاد

بندگی مخدوم سید محمود از مریدان حضرت شیخ عبدالصمد الملقب به سید محمد المشهور به شاه حضرت زرقه
اللہ تعالی خیر الدنیا والآخرہ کہ این فقیر را برائے عمل گاہ گاہے از سخنان بزرگان احتیاج می افتاد
لہذا کتابہائے ایشان مطالعہ کردہ یاد می داشت اما بحکم الانسان مرکب با لخطاء والنسیان
فراموش می شد بنا بران سخن چند از کتابہائے ایشان اخذ نمودہ وبعضے از مرشدان شنیدہ وبعضے
از تجربہ خود یافتہ بعد از استخارہ در قلم آوردہ و مراد پیران و مریدان دانستہ به مراد المریدین
و بمرام المریدین موسوم کرد **قطعہ**

کتابے کہ آمد بقول قوے ؎ براہ مریدی و پیری دلیل
سروش بتاریخ آن خوش بگفت ؎ مراد المریدین عجب جمیل

واین رسالہ مشتمل است بر دوازدہ فصل۔

فصل اول در بیان دلائل ثبوت بیعت و مقراض و طاقیہ و خرقہ وانچہ
بدان تعلق دارد۔

فصل دوم در بیان بیعت کردن مرید و بیعت کنانیدن پیر۔

فصل سوم در بیان بیعت کنانیدن زنان۔

فصل چہارم در بیان آداب مرید۔

فصل پنجم در بیان بیعت کنانیدن مردان و زنان کہ آمدن ایشان برائے
بیعت دشوار است۔

فصل ششم در بیان آن کسانے کہ بیعت کردن ایشان درست است
یا نیست۔

فصل ہفتم در بیان تجدید بیعت۔

فصل ہشتم در بیان دعا و نماز و استخارہ وادعیہ دیگر کہ محبت حق سبحانہ تعالی
بیفزاید۔

فصل نہم در بیان آداب ذکر دادن پیر و طلب نمودن مرید۔

فصل دہم در بیان طالب شدن و خلافت گرفتن مرید بعد از وفات پیر۔

فصل یازدهم در بیان تلقین ذکر۔
فصل دوازدهم در بیان خلافت حقیقی و مجازی و شرائط آن و بیان جواز خلافت و آداب خلیفہ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۷۰۳) فن تصوف مرتب است تقطیع خورد و بخط طبعی نوشتہ یکہزار و دو صد و سی و شش ہجری (سنہ ۱۲۳۶ھ) می باشد۔
جملہ صفحات نود وند۔ و سطور فی صفحہ یازدہ۔

ملفوظ

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ المتوفی ۸۲۵ھ۔ اولش این است:-

"الحمد للہ مضیٔ الشمس منور القمر مصور البشر محسن الاحسان ملیح الملاح مزین الوجوہ ملیح الشفاہ فسبحان من زین تلک الصورۃ والاشکال الخ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۹۰۴ فن تصوف مخزون است نسخہ قدیمہ خوشخط بخط نستعلیق جدول و لوح طلائی کاغذ خان بالغ نام کاتب و سال کتابت تحریر نیست اما نسخہ موصوفہ از کتب خانہ بادشاہ دہلی عالمگیر است دران کتب خانہ در ۱۰۶۸ھ ہجری داخل شدہ یک مہر مدور بر ورق اول ثبت است دران بر سر مہر لفظ یا علی و در دائرہ مہر محمد علی کندہ است۔ جملہ صفحات چہار صد و بست و شش ۴۲۶۔ و سطور فی صفحہ یازدہ ۱۱۔

مونس الارواح

تصنیف جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ غازی ابن جہانگیر بادشاہ ابن اکبر بادشاہ متوفاۃ ۱۰۹۲ سنہ یکہزار و نود و دو ہجری۔ تصنیف سنہ یکہزار و چہل و نہ ہجری۔

مصنفہ مرید برادر خود یعنے شہزادہ داراشکوہ بود۔ کتاب مشتمل است بر ذکر خوارق و کرامات و ملفوظات حضرت قطب العارفین معین الملۃ والدین خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ و ذکر قیام آنجناب رح در اجمیر وغیرہ و نیز حالات و کرامات بزرگان این سلسلہ تا حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رح۔

اول کتاب این است۔ حمد و سپاس افزون از عدد و شمار مر صانع کریم را جل جلالہ الخ۔

درین کتب خانہ آصفیہ دو نسخہ ازان موجود است بر نمبر ۲۳ و ۷۷ فن تصوف۔ نسخہ اولی کہ بر نمبر ۲۳ مرتب است تقطیع خورد جدید الخط۔ مکتوبہ ۱۳۲۰ سنہ یکہزار و سہ صد و بست ہجری می باشد۔ نام کاتب سید محمد قائم علی۔ بفرمایش نواب شہزور جنگ بہادر نقل شدہ۔ جملہ صفحات یکصد و چہاردہ ۱۱۴ و سطور فی صفحہ دہ ۱۰۔

و نسخہ ثانیہ نمبری ۷۷۔ بدخط کرم خوردہ جابجا وصلہ کردہ و یک ورق از ابتدا ناقص است۔ مکتوبہ ۱۱۹۸ سنہ یکہزار و یکصد و نود و ہشت۔ بقلم سید غلام علی قادری۔ جملہ صفحات ہشتاد و سہ۔ سطور فی صفحہ مختلف یازدہ ۱۱۔ دوازدہ ۱۲۔ سیزدہ ۱۳۔

کتاب الاسعاف

فی شرح ابیات القاضی و الکشاف

تصنیف خضر بن عطاء اللہ المتوفی سنہ ۱۰۱۰ یکہزار و دہ هجری۔

اول کتاب این است۔ اللهم یا کشاف غیابة الاوهام بشموس شواهد العلوم الخ۔

موضوع کتاب اینکہ علامہ بیضاوی و علامہ زمخشری در تفسیر خود ہر قدر اشعار عربیہ شعرائے جاہلیت بطور شواهد وارد نمودہ مصنف مذکور آن جملہ اشعار درین کتاب جمع نمودہ و ترتیب سورہائے قرآنی آن را مرتب نمودہ۔ مثلاً در سورۂ فاتحہ ہر قدر اشعار در ہر دو تفسیر مذکور شدہ آنہا را مقدم ذکر نمودہ بعد آن اشعار مذکورہ سورۂ بقرہ بعد آن سورۂ آل عمران و ہمین طور تا آخر قرآن۔

طریقہ تحریر این است کہ اول اصل شعری نویسد بعد آن حل آن می نماید۔ بعد آن اسم شاعر و حالات آن شاعر بشرح و بسط می نویسد پس این کتاب تذکرۂ عجیب و غریب و نفیس و نادر و نایاب شعرائے جاہلیت است کہ یکجا حالات این شعرا بجز این کتاب در کتابے دیگر یافتہ نمی شود۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن تفسیر بر نمبر ۲۳۴ و ۲۳۵ مخزون است۔ بخط عرب خوشخط در دو جلد مرتب است۔

نصف اول تا شواہد سورۂ اعراف۔

و نصف آخر شروع از شواہد سورۂ انفال تا آخر قرآن۔

اوراق ہر دو جلد مجموعاً چہار صد و سیزدہ [۴۱۳]۔ و سطور فی صفحہ سی و ہفت [۳۷]۔

نصف دوم از ورق یکصد و ہشتاد و ہشت شروع است۔ و شروع آن اینست۔

شواهد سورة انفال۔ در آخر کتاب چند اشعار عربی تصنیف خود مصنف ست کہ در آن ذکر ختم کتاب و شکر باری تعالی نمودہ۔ و در آخر تاریخ تصنیف ہم بیان کردہ۔ و ازین جملہ انتہی کتابتی۔

سال تصنیف یکہزار و سہ ۱۰۰۳ھ ہجری ظاہر می شود چنانکہ از مصرعہ آخر موہ خاانتهی کتابی۔

تاریخ کتابت ۱۱۴۲ھ یکہزار و یکصد و چہل و دو ہجری ظاہر می شود و بمحروسہ مصر کتاب نوشتہ شد نام کاتب ہم مرقوم است اما ضایع شدہ محض الکریم الاصفہانی خواندہ می شود۔

و در اول ورق کتاب عبارات خطوط چند علماء کرام و فضلاء عالیمقام کہ در مطالعہ او شان کتاب مذکور بودہ تحریر است۔

دعلو شان و سمو مکان و تجر خضر بن عطاء اللہ از کتاب سلافۃ العصر تالیف علامہ صدر الدین علی سید مدنی و خلاصۃ الاثر المحبی و قاموس الاعلام للزرکلی واضح می شود کہ او در سلک علمائے بلد الحرام مکہ معظمہ در زمان خود منسلک بود۔

در اول کتاب دو ورق مجلد است کہ دران اسماء شعرائے مذکورین کتاب نوشتہ و نشان ورق ہم دادہ کہ این نام در فلان ورق مذکور است۔

البحر المحیط

ازتالیفات اثیرالدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی الغرناطی الجیانی المشہور بابن احیان المولود فی اواخر شوال سنہ ۶۵۴ھ ششصد وپنجاہ وچہار ہجری المتوفی بالقاہرہ سنہ ۷۴۵ھ ہفتصد وچہل وپنج ہجری المدفون بالقرافۃ الصغری بمصر۔

اولش۔ الحمد للہ مبدئ صور المعارف الربانیہ فی مرایا العقول الخ۔

مصنف عالیمقام در خطبہ گفتہ کہ طریقہ تحریر من درین تفسیر این ست کہ شروع نکرا اولاً در مفردات الفاظ ہر آیت براہ لغت ونحوی ثم بعد آن معنی آیت می نویسم پس شان نزول وسبب نزول و ناسخ ومنسوخ وربط ہر آیۃ بآیات ماقبل ومابعدی نگارم واقوال ائمہ فقہا اربعہ وغیرہم در احکام شرعیہ بیان می نمایم اگر آیہ مذکورہ متعلق باحکام باشد ودر خاتمہ تفسیر ہر آیۃ صنایع وبدایع علم بیان وبدیع ہر چہ متعلق بآن آیت باشد ذکر مینمایم۔

نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۲۵۲ فن تفسیر بخط عرب محض یک جلد دوم است از مجلدات عدیدہ۔

مکتوبہ سنہ ۸۷۶ھ ہشتصد وہفتاد وشش ہجری است نام کاتب مرقوم نیست۔ ونسخۂ موجودہ از اول ناقص است۔

این نسخہ شروع از تفسیر آیہ علم آدم الاسماء کلہا تا آخر پارۂ ۲ آلم است در خاتمہ این عبارت مذکور است۔

تمّ السفر الثانی من البحر المحیط بحمد اللہ وعونہ وحسن توفیقہ یتلوہ فی السفر الثالث قولہ تعالی سیقول السفہاء والحمد للہ اولاً وآخراً وصلوتہ وسلامہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین بتاریخ یوم الاربعا المبارک التاسع عشر من شہر شوال المبارک من شہور سنۃ ست وسبعین وثمانمائۃ۔

جملہ اوراق این جلد یکصد وچہل وہفت وسطور فی صفحہ سی ودو ۳۲۔

تفسیر آیات الاحکام

تصنیف مولانا حسن بن محمد بن الحسن الاسترآبادی متوفی سہ ـــ۔

نام تفسیر معارج السؤل و مدارج المامول است۔

مخفی نماند کہ در قرآن مجید و فرقان حمید آیاتے کہ دران احکام حلال و حرام مذکور شدہ تعداد آن آیات بعد تتبع و تفحص کامل علمائے اعلام پانصد آیہ یافتہ۔ پس برائے این آیات اکثر از مصنفین تفاسیر علیحدہ نوشتہ اند این تفسیر ہم از جملہ ہمون تفاسیر موافق مذہب شیعہ است۔

مصنف علامہ ترتیب کتاب و ترتیب ابواب فقہ نمودہ شروع از کتاب الطہارت نمودہ ختم بر کتاب الوصایا و کتاب العطایا نمودہ۔

و در تحت ہر باب اول تعداد آیات متعلقہ آن مضمون می نگارد و بعد آن تفسیر یک آیہ نوشتہ زیر آن ہر حکمے کہ ازان مستنبط می شود می نویسد۔ شروع کتاب این است:۔

"الحمد للہ الذی ادار رحی نظام العالم بھبوب ریاح حکم احکام الشریعۃ المصطفویہ واصلح شیون بنی آدم بانبات فلاۃ اذہان العلماء باجراء میاہ الاصول الفقہیہ فی غصون اشجار حدائق الحقائق المعانی القلبیہ الخ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۷۵۴) فن تفسیر مخزون است نسخہ صحیحہ قدیمہ بخط نستعلیق معمولی مکتوبہ سال نہصد و پنجاہ و سہ ہجری بقلم حاجی محمد ہروی است۔

جملہ اوراق آن سہ صد و سیزدہ (۳۱۳)۔ و سطور فی صفحہ بست و یک (۲۱)۔

واین نسخہ از کتب خانہ سلاطین لکھنؤ است۔ سہ مہر کتب خانہ شاہزادہ سلیمان شاہ و امجد علی شاہ و واجد علیشاہ بر صفحہ اولی ثبت است بعد ازان بہ کتب خانہ حکیم مسیح الدولہ لکھنوی کہ طبیب شاہی واجد علیشاہ بودند منتقل شد عبارت حکیم ظہیر حسن خان فرزند حکیم مسیح الدولہ در شروع کتاب بالا بسم اللہ الرحمن الرحیم مع مہرشان موجود است۔ مصنف در خاتمہ خطبہ کتاب نام این تفسیر معارج السؤل و مدارج المامول نوشتہ۔

تفسیر خمسمائة آیة

تفسیر پانصد آیات قرآن مجید و فرقان حمید است که دران احکام حلال و حرام و صوم و صلوٰة و حج و خمس و زکوٰة و نکاح و طلاق و میراث و معاملات بیع و رہن و اجاره و دیات و قصاص وغیره مذکور است۔

علامه النجری المتوفی سنه

اول کتاب۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم و نصلی علی رسوله الکریم سورة البقرة ان الذین کفروا سواء علیهم أأنذرتهم ام لم تنذرهم الخ۔

نسخهٔ موجوده کتب خانهٔ آصفیه نمبری ۵۰۸۔ فن تفسیر بخط عرب۔ مکتوبه سنه یکهزار و پنج ہجری نام خود کاتب ننوشته۔ در آخر عبارات نوشته چند علمائے اعلام موجود است ازان معلوم می شود که نسخهٔ مذکوره بمطالعه ایشان بوده و صحیح کرده و مقابله نموده شده در سنه ۱۰۱۶ یکهزار و شانزده ہجری از نسخه که سید افضل علامه علی ابن صلاح الکحلانی بر امام اعظم امیر المومنین یحییٰ شرف الدین بن شمس الدین قرات نموده بود۔

جملهٔ صفحات دو صد و یازده ۲۱۱ و سطور فی صفحه بست و سه ۲۳۔

و در آخر این تفسیر کتاب الناسخ و المنسوخ تصنیف هبة الله است۔ بخط کاتب دیگر خط معمولی غالبًا خط طالب علمی است یا خط مرد عالم۔

تفسیر طبرسی

از تصنیف ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی الطبرسی المتوفی سنہ ۵۱۶ھ پانصد و شانزده ہجری است۔
تفسیر مذکور تفسیر مذہب شیعہ است و کمیاب است و این تفسیر غیر مجمع البیان است کہ از
تصنیف ہمین علامہ است و در میان مردم دائر و سائر و چند بار در ایران چاپ شدہ و این
تفسیر بہ نسبت مجمع البیان قریب یک ربع است و مختصر است۔
نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۱۶۶ فن تفسیر از اول و آخر ناقص است شروع از تفسیر آیہ
الذین یومنون بالغیب از سورۂ بقرہ است و ختم بر تفسیر سورہ الم نشرح است۔
جملہ اوراق چہار صد و چہل و سہ (۴۴۳) و سطور فی صفحہ بست و پنج۔
سنہ کتابت و نام کاتب بوجہ نقصان آخر معلوم نشدہ۔ خط ہم معمولی است۔

تیسیر البیان لاحکام القرآن

تصنیف علامہ جمال الدین محمد بن علی بن عبد اللہ المعروف بابن نور الدین الموزعی الیمنی الشعبی المتوفی ســـــہ۔

اول کتاب این ست۔ الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ القرآن الخ۔

مصنف علامہ درین کتاب محض تفسیر آن آیات قرآنی کہ متضمن احکام است نمودہ

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ مخزونہ نمبر ۵۰ فن تفسیر بخط عرب خوش قلم است۔

جملہ صفحات آن دو صد و نود و چہار (۲۹۴) و سطور فی صفحہ بست و سہ (۲۳)۔ مکتوبہ سنہ یکہزار و یکصد و شصت و نہ (۱۱۶۹) ہجری۔ نام کاتب مرقوم نیست۔

تیسیر الکلام لرکوع الصیام

ایں تفسیر محض تفسیر آں آیات قرآنی است کہ دراں ذکر وجوب صوم و احکام صوم مذکور شدہ۔
اصل کتاب بزبان فارسی است۔ مولوی ہدایت اللہ بن محمد اکرم معروف بہ محمود متعلوی مولف
و جامع ایں تفسیر است۔ خال مولف قاضی محمد اسمٰعیل متوفی سال یکہزار و دو صد و ہشتاد و شش
ہجری واعظ کامل و فاضل اکمل بود ہر سال در ماہ صیام انچہ در باب صوم از احادیث و تفسیر و
وعظ می کرد مسودات آں متفرق بودہ بعد از انتقال قاضی موصوف محمد ہدایت اللہ آں جملہ مسودات
جمع نمودہ بر پنجاہ و چہار سلک مرتب نمودہ ہر جا در موقع انچہ ضرورت بود خود اضافہ نمودہ۔
در سال یکہزار و سہ صد ہجری از ترتیب و تہذیب و جمع و تالیف تفسیر مذکور فارغ شدہ۔
درحقیقت کتاب نہایت مفید و جامع جملہ احکام و واقعات و اقسام صوم می باشد جملہ امور
متعلقہ صوم دراں جمع شدہ شاید شاذ و نادر امرے متعلق بہ صوم چنیں باشد کہ دراں مذکور نشدہ باشد
حقیقت صوم و ابتدائے صوم و کیفیت صوم حضرت آدمؑ و صوم حضرت مریمؑ و حضرت عیسیٰؑ
و صوم امم سابقہ و احکام صوم امم سابقہ ہمہ بعد تلاش و تفحص بیان کردہ و از یکصد و شش کتب
تفاسیر وغیرہ کہ بزبان عربی و فارسی بود ایں تفسیر را جمع نمودہ و اصل عبارت ہر کتاب مع اسم آں
در ہر مطلب ذکر نمودہ۔ اول کتاب اینست:۔

"الحمد للہ الذی قدر بالازمان و فصل الفصول و اغرق فی بحر معرفتہ الافکار و
العقول و حیر فی کنہ ذاتہ الافہام فلا سبیل الی معرفۃ الاوہام۔

تحیرت البصائر والعقول ❊ فی بلاوی الحلاث ما یقول
تحجب عزۃ و علا اقتدارا ❊ و جل فلا یصاب لہ مثیل

در اول کتاب فہرست اسماء جملہ تفاسیر وغیرہ کہ ماخذ ایں تفسیر است تحریر نمودہ و بر خاتمہ فہرست ایں عبارت تحریر است
تمت کلہا مائۃ و ست کتب والحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان

هداناالله وصلی الله علی محمدن المصطفی وعلی اله المجتبیٰ امین تحریر فی تاریخ غرۃ الشہر جمادی الاول سنۃ الف وثلثمائۃ وواحد من الہجرۃ النبویہ علی ہاجرہا واصحابہ افضل الصلوٰۃ وازکی التحیۃ وانا العبد المذنب المجرم المسکین ہدایت الله بن محمد اکرم المعروف بہ محمود المتعلوی غفرالله لہما ولجمیع المومنین امین۔

واین نسخہ بخط خود مؤلف ست و بر نمبر ۲۱۴ فن تفسیر مخزون۔ تمام صفحات چہار صد و پنجاہ و نہ (۴۵۹) وسطور فی صفحہ ہفدہ (۱۷)۔ علاوہ این نسخہ نمبری ۲۱۴ دو مجموعہ دیگر بر نمبر ۲۱۳ و ۲۱۴ درمیان فن تفسیر مخزون است کہ آن ہم متعلق بہ تفسیر رکوع صیام می باشد و آن بطور منتخبات ومسودہ است کہ ازان این نسخہ نمبری ۲۱۴ مرتب و صاف شدہ۔ در نمبر ۲۱۳ جملہ اوراق یکصد و پنجاہ و دو (۱۵۲) وسطور فی صفحہ مختلف۔

و در نمبر ۲۱۴ جملہ اوراق دو صد و نود (۲۹۰)۔ وسطور فی صفحہ مختلف۔ وکاتب ہم مختلف و متعدد۔ درین مجموعہ نمبری ۲۱۴ عبارات بست و پنج تفاسیر عربی و فارسی جمع شدہ۔ فہرست در اول خارج از کتاب موجود است۔

و در اول مجموعہ نمبری ۲۱۳ یک عبارت عربی محمد عالم موجود است دران تحریر نمود کہ ہرگاہ شیخ فاضل قاضی اسمٰعیل سندی واعظ جامع مسجد متعلوی منتخب تفاسیر آیات صیام بو دید فرمود کہ از تفسیر کبیر علامہ فخر رازی نقل این آیات کنم من تفسیر کبیر بسیار تلاش نمودم بدست نیامد۔ آخر والی سندھ نواب مراد علیخان تفسیر مذکور از کتب خانہ خود بہ من عنایت فرمود ازان انتخاب نمودم۔

الجامع لاحکام القرآن

والمبین لما تضمنته من السنّة وآی القرآن

تالیف ابی عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرج الانصاری الخزرجی القرطبی المالکی المتوفی ۶۷۱ سنہ ششصد و ہفتاد و یک ہجری۔

تفسیریست مبسوط در مجلدات عدیدہ ضخیمہ۔

موتف عالیمقام در اول خطبہ میفرماید ہرگاہ قرآن مجید و فرقان حمید کفیل جمیع علوم شرعیہ می باشد پس خیال نمودم کہ زندگانی خود را در تحریر و تالیف یک تفسیر مختصر صرف کنم کہ دران نکات تفسیر و لغات و اعراب و قرأت و رد اہل زیغ و ضلال باشد و برائے ہر مطلب شاہدے از احادیث نبویہ بیان کنم و شرط من درین تفسیر این است کہ قول ہر قایل کہ نقل نمایم نام قائل مذکور ہم ذکر کنم و ہر حدیثے کہ نقل کنم نشان آن بدہم۔

اول تفسیر این است۔ الحمد للّٰہ المبتدی بحمد نفسہ قبل ان یحمدہ حامد الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بنمبر ۱۱۶ فن تفسیر مخزون است محض یک جلد از مجلدات عدیدہ میباشد و درین جلد محض سورۂ فاتحہ و بقرہ تمام است و آنہم از اول تا ورق ناقص است کہ دران خطبہ وغیرہ مذکور بود۔ این نسخہ ازین عبارت شروع می شود۔

للذاہب علی وجہہ فی الارض۔

و شروع تفسیر فاتحہ از صفحہ ۴۲ است

جملہ صفحات یکہزار و دو صد و شانزدہ (۱۲۱۶) و سطور فی صفحہ بست و پنج (۲۵)۔ مکتوبہ سنہ ۱۱۶۷ یکہزار و یکصد و شصت و ہفت ہجری۔ بخط نسخ متوسط نام کاتب مرقوم نیست۔

و حالا این کتاب نفیس از مصر چاپ گشتہ و شایع شدہ است۔

جامع البیان فی تفسیر القرآن

تصنیف علامہ شیخ معین الدین بن صفی الدین المتوفی سنہ ۸۹۴ھ اربع و تسعین و ثمانمائہ ہجری۔

اول کتاب اینست۔ الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق الخ۔

از ملاحظہ خطبہ کتاب معلوم می شود کہ علامہ موصوف در مدت دو سال و سہ ماہ از تصنیف این تفسیر فارغ شدہ و وقت ختم تفسیر عمر مصنف بہ چہل سال رسیدہ بود و نیز در خطبہ فرمودہ کہ در مقامات متعددہ تفسیر مرا مغایر دیگر تفاسیر خواہی یافت و وجہش اینکہ بعض جا من آن معانی را کہ مفسرین متقدمین برائے آیت بیان کردہ تاویل و تطبیق آن بر آیت مذکورہ نزد خود نمودہ بودند ترک کردہ معانی دیگر کہ از احادیث نبویؐ ظاہر می شود بجائے آن نگاشتہ ام و مسلک ما درین تفسیر ہمین است کہ از معانی منقولہ حدیث نبویؐ تفسیر قرآن کریم می کنم و تا امکان بقدر وسع و طاقت تفحص و تتبع در احادیث بکار بردہ ام و اعتماد کردہ ام درین تفسیر بر نقل عماد الدین ابن کثیر کہ او شیخ ناقد و بصیر در علم روایت ست و بر نقل محی السنہ امام بغوی کہ او سید المحدثین و عمدۃ المحققین است و نیز در خطبہ گفتہ کہ این کتاب من ماخوذ است از معالم التنزیل و وسیط و تفسیر ابن کثیر و تفسیر نسفی و کشاف و شروح کشاف و تفسیر بیضاوی۔

نسخ کتب خانہ آصفیہ نمبری [illegible] فن تفسیر خط نسخ خوشخط مکتوبہ سنہ [illegible] یکہزار و ہفتاد و چہار ہجری بقلم عبد القادر بن شیخ علی بن احمد بن شیخ علی بن احمد بن محمد بن حاج احمد بن شہاب الدین بن خضر بن محمد است۔

جملہ صفحات کتاب ہشتصد و ہشتاد و دو ۸۸۲ سطور فی صفحہ بست و سہ ۲۳ تقطیع کلان۔

الجمالین علی الجلالین

ملا علی بن سلطان محمد الهروی الحنفی معروف به ملا علی قاری متوفی سنه ۱۰۱۴ھ یکهزار و چهارده هجری بر تفسیر جلالین حاشیه نوشته - اولش این است :-

"الحمد لله الذی ذی الجلال والجمال والکمال الخ"

حاشیه مذکور در مصر و هندوستان چاپ هم شده۔

نسخهٔ قلمیه کتب خانه آصفیه که بر نمبر (۱۱۳) فن تفسیر مربوط است نسخهٔ قدیمه بخط عادی عالمانه مکتوبه سال یکهزار و پنجاه و شش هجری بخط حسن الدین بن عبد الرحمن الرشدی العمری الحنفی است که از نسخهٔ مصنف نقل کرده چنانچه بر ختم کتاب تحریر کرده۔

پس این نسخه بسیار قابل قدر است که بخط صاحب سواد از نسخهٔ خود مصنف بعد چهل و دو سال بعد وفات مصنف نوشته شده۔

جلد اوراق چهار صد و یازده ۴۱۱ ۔ و سطور در هر صفحه بست و دو ۲۲ ۔

حاشیہ کشاف

نام اصلی این حاشیہ تحفة الاشراف فی کشف غوامض الکشاف است۔

علامہ سید عماد الدین یحیی بن قاسم العلوی المتوفی ۷۵۰ھ بر تفسیر کشاف یک حاشیہ نوشتہ نامش درر الاصداف قرار دادہ بعد آن حاشیہ علامہ طیبی کہ بر تفسیر کشاف بود بر نظر علامہ موصوف رسیدہ پس درمیان حاشیہ طیبی و حاشیہ خود کہ نوشتہ جمع نمودہ این حاشیہ دیگر مرتب ساخت نام آن تحفة الاشراف فی غوامض الکشاف مقرر نمود۔ اولش این است:۔

"الحمد لله الذی انزل قرآنه العظیم وفرقانه الکریم علی اسلوب لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید الخ"

و حاجی خلیفہ در کشف الظنون تحت لغت کشاف در ذکر حواشی کشاف میفرماید۔

وحاشیة العلامة عماد الدین یحیی بن قاسم العلوی المعروف بالفاضل الیمنی کتب حاشیة فی مجلدین سماها درر الاصداف من حواشی الکشاف فرغ من تالیفها فی صفر سنة ۷۳۸ ثمان وثلاثین وسبعمائة وتوفی سنة ۷۵۰ خمسین وسبعمائة وله حاشیة اخری الفها بعد فراغه۔

حاشیۂ تفسیر کشاف

تالیف شمس الدین محمد بن عبداللہ بن الغزالی المصری ولی السلطنة تقریباً و باسیرة المتوفی ۵۹۲ھ۔
نسخہ کہ بر نمبر ۱۴۲ - فن تفسیر در کتب خانہ آصفیہ مربوط است نصف دوم کتاب است۔
و شروع از سورۂ یوسف است - بخط عرب - مکتوبہ سنہ ۷۸۲ھ هفتصد و هشتاد و دو هجری است۔
نام کاتب مرقوم نیست۔
جملہ صفحات سہ صد و چہل و ہفت و سطور فی صفحہ شانزدہ۔
و از صفحہ ۲۶۹ تا آخر از پیشانی ہر صفحہ چند سطور ضائع شدہ۔

حاشیہ
تفسیر البیضاوی علی

تصنیف ملا عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ یکہزار و شصت و ہفت ہجری۔
اولش این است:۔

"الحمد للہ الذی انزل الفرقان شفاء لما فی الصدور واخرج بہ عبادہ من الظلمات الی النور والصلوۃ علی رسولہ الذی اثار الکفر والشرور و الاعمی العالم للبطون والظہور الخ"

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۹۹ فن تفسیر مخزون است بخط نستعلیق معمولی مکتوبہ ۱۰۹۹ھ یکہزار و نود و نہ ہجری است۔ دو سال بعد وفات مصنف بقلم سید محمد ولد سید راجو نوشتہ شدہ۔ جملہ صفحات ۴۶۰ چہار صد و شصت۔ و سطور فی صفحہ بست و ہفت۔

و در آخر این عبارت نوشتہ است:۔

"تمام شد وقت چاشت روز شنبہ شہر ذی الحجہ ۱۰۹۹ھ کاتب فقیر الحقیر سید محمد ولد سید راجو ساکن موضع سیانوالہ پرگنہ علم وال عرف کونید وال تمام شد۔

و فضائل و مناقب علامۂ سیالکوٹی بس در محبوب الالباب و قاموس الاعلام وغیرہ مذکور است۔

الدّرة البیضاء

تفسیر سورۂ یوسف است۔

تصنیف ابو حامد محمد بن محمد بن احمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ پانصد و پنج ہجری است۔

شروع کتاب این است:-

الحمد للہ الذی شہدت المکنونات بوحدانیتہ ولانت المصنوعات لعظمتہ وخضعت الجبابرۃ لعزتہ ویربی کل حی بنعمہ فالاشباح علی بساط خدمتہ واقفۃ والارواح علیٰ سرادق محبتہ عاکفۃ والابصار من الشوق الیہ واکفۃ والقلوب من الم صدودہ خائفہ الخ"

نسخۂ مخزونہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۷۴ فن تفسیر موجود است بخط نسخ عمادی مکتوبہ سال نہصد و ہشتاد و یک ہجری بقلم عیسیٰ شرف الدین بن علی ساکن قریہ متعلوی است عبارت خاتمہ این است:-

قد وقع الفراغ عن تحریر قصۃ الصدیق صلی اللہ علیہ یوم الاحد الرابع والعشرون من شہر شعبان سنۃ ۹۸۱ بخط العبد الضعیف النحیف الراجی الی رحمۃ ربہ العالی عیسی شرف الدین بن علی ساکن د قریہ مت علوی۔

و تفسیر مذکورہ در طہران بسنہ ۱۳۱۲ہجری چاپ ہم شدہ۔ درین کتب خانہ نسخۂ مطبوعہ ہم بر نمبر (۸۶۴) فن تفسیر موجود است۔

درج الدرر

تالیف شیخ امام عالم علامه والحجة الهمامه عمدة المفسرین عبد القاهر بن عبد الرحمن الجرجانی المتوفی سنه ۴۷۱ھ چہار صد و ہفتاد و یک ہجری. تفسیریست مختصر جلالت شان الامام عبد القاهر الجرجانی چنان مشہورست که حاجت بیان نه دارد.

اول کتاب - الحمد لله رب العلمین والصلوة علی رسوله محمد واله اجمعین الخ.

نسخه کتب خانه آصفیه نمبری ۲۹۴ - فن تفسیر خوشخط قلم عرب. مکتوبه شعبان سنه ۹۸۶ھ نہصد و ہشتاد و شش ہجری. نام کاتب ابو نصر المنوفی جمله اوراق کتاب ۲۲۲ و سطور فی صفحه ۲۲ است.

صراط المستقیم فی بیان القرآن الکریم

وطوالع الانوار ہم خواندہ شود۔

تالیف شیخ نور الدین احمد بن محمد بن خضر العمری الشافعی الکازرونی نزیل مکہ المتوفی سنہ ۹۲۳ھ۔

این تفسیر مختصر، ممزوج المتن مثل جلالین است و درین تفسیر مصنف علامہ بر سہ چیز مدار کار خود قرار دادہ۔ حدیث حسن یا حدیث صحیح یا کلام جماعت کثیرہ از مفسرین۔ و ہر معنی کہ خارج ازین سہ طریق بودہ آن را ترک نمودہ۔

و در اول کتاب بعد خطبہ یک مقدمہ قرار دادہ کہ دران تعریف و حد تفسیر و موضوع تفسیر بشرح و بسط بیان فرمودہ۔

اول کتاب اینست۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم من الجنۃ والناس اجمعین الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ مخزون ست بر نمبر ۴۸ فن تفسیر نسخہ قدیمہ خوشخط مکتوبہ سنہ ۹۸۸ھ نہصد و ہشتاد و ہشت ہجری است۔ نام کاتب تحریر نیست۔

جملہ اوراق دو صد و پنجاہ و ہشت ۲۵۸۔ سطور فی صفحہ بست و پنج ۲۵۔

و این نسخہ محشی است بحواشی کثیرہ مفیدہ در اول ہم قبل شروع تفسیر ہفت ورق علاوہ اوراق کتاب است کہ دران فوائد دیگر ست و فہرست سور تہائے قرآنی بخط ہمان کاتب است۔ و بر صفحۂ اول ورق اول کتاب بخط کاتب یک عبارت تحریر است ازان معلوم میشود کہ این تفسیر تصنیف دو عالم است کہ در مصر وقت دخول سلطان سلیم شاہ کبیر شہید شدند۔

و ہٰذہ عبارتہ۔ تفسیر الاخوین الفاضلین المفتیین الشہیدین فی مصر فی دخول المرحوم السلطان سلیم شاہ کبیر الی مصر فی فتنۃ الشراکسۃ، مولانا نور الدین و مولانا علاء الدین الکازرونیین رحمہم اللہ تعالیٰ و قدس روحہما العزیز۔

سلطان سلیم شاہ عثمانی در ۹۲۳ھ در مصر داخل شدہ بود۔
اما در کشف الظنون و فہرست کتب خانہ مصریہ خدیویہ نسبت آں مجمع بہ شیخ نور الدین گاذرونی نمودہ و ذکر شرکت تصنیف علاؤ الدین و ذکر شہادت وغیرہ نمودہ۔

کنز العرفان فی فقہ القرآن

علامہ ابو عبداللہ مقداد بن جلال الدین عبداللہ السیوری الاسدی الحلی تفسیر آیات موافق مذہب امامیہ فرمودہ۔

اولش این است:۔

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب لکل شیء تبیانا وجعل لتصدیق نبوتہ ورسالتہ معجزا وبرھانا قرنہ نورا وھدی وعبرۃ للعلمین وضمنہ جوامع الکلم فکان تبصرۃ وذکری للعالمین واخرس لفصاحتہ السنۃ العرباء وابکم ببلاغۃ مصاقع الخطباء والبلغاء واتقن تھذیبہ واحکم ترتیبہ غایۃ الاحکام وصیرہ دلیلا للحکام فی اقتباس الاحکام وعصم من تمسک بہ وبالعترۃ الطاھرۃ من الزیغ والطغیان ووعد علی التمسک بھا الفوز برضاہ والخلود فی الجنان الخ

مصنف علامہ کتاب را بر ابواب فقہ مرتب نمودہ از کتاب الطہارۃ شروع نمودہ و بر کتاب الشہادات والقضا کتاب خود را ختم نمودہ ودر ہر کتاب اولاً شمار آیات می نویسد۔ بعد آن تفسیر آن آیات می کند باینطور کہ می نویسد کتاب الطہارۃ ودران یازدہ آیت است اما آیہ اولی الخ۔

اما علامہ مقداد مصنف این تفسیر بس از علمای اعلام وفقہای کرام اہلبیت علیہم است۔

خال علامہ مولانا السید اعجاز حسین الموسوی النیسابوری الکنتوری در کشف الحجب والاستار عن اسامی الکتب والاسفار ذکر علامہ موصوف تحت لغت کنز العرفان باین طور فرمودہ۔

کنز العرفان فی فقہ القرآن للشیخ الامام عمدۃ المفسرین شرف الملۃ والدین ابی عبداللہ السیوری الاسدی الحلی ذکر فیہ تفسیر آیات الاحکام اولہ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب لکل

تنوّع تبیانا وجیہ لتصدیق نبوتہ وتائید رسالتہ معجزا وبرہانا الخ۔

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۹۲ فن تفسیر مخزون است مکتوبہ یکہزار و یکست سال ہجری نام کاتب دران تحریر نشدہ۔ خط نسخ متوسط است واز کتب خانہ شاہان دہلی می باشد چنانچہ بر ورق اول شش مہر ثبت است۔ در مہر کندہ است۔ "بندہ شاہ عالمگیر" سال مہر خواندہ نمی شود۔ در مہر سوم کندہ است۔ "محمد رضا مرید شاہ عالمگیر ۱۲۹۲"۔ در مہر چہارم کندہ است "محمد بدیع الموسوی"۔ و بالای مہر محمد بدیع بخط خود یک عبارت نوشتہ وآن این است:۔

سنہ ۱۱۰۱

"من عواری اقل عباد اللہ العلوی محمد بدیع عطاء اللہ الموسوی۔ بتاریخ دوم شہر ربیع الاول ابتیاع نمودہ شدہ۔ قیمت عہ"

دو مہر ملک شدہ خواندہ نمی شود۔ جملہ صفحات این نسخہ چہار صد ہفتاد و نہ (۴۷۹)۔ و سطور فی صفحہ بست و پنج (۲۵)۔

لب التاویل

معروف بہ تفسیر خازن

تصنیف شیخ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم معروف بہ خازن بغدادی صوفی المتوفی بحلب ۷۴۱ھ است کہ از تصنیف و تالیف آن حسب تصریح حاجی خلیفہ در کشف الظنون بتاریخ دہم ماہ صیام یوم چہارشنبہ از سال ہفتصد و بست و پنج ہجری فارغ شدہ و ہذا عبارتہ:-

لباب التاویل فی معانی التنزیل فی ثلاثہ مجلدات للشیخ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن فرغ من تالیفہ یوم الاربعاء العاشر من رمضان سنۃ ۷۲۵ اولہ الحمد للہ الذی خلق الاشیاء فقدرہا الخ ذکر فیہ ان معالم التنزیل للبغوی موصوف بالاوصاف المحمودۃ لکنہ طویل فانتخبہ وضم الیہ فوائد جمعہا من کتب التفسیر بحذف الاسانید وجعل علامۃ للصحیحین وذکر اسامی غیرہما وعرض فیہ بشرح غریب الحدیث وما یتعلق بہ۔

و شروع کتاب این است:-

الحمد للہ الذی خلق الاشیاء فقدرہا وصور شکل الانسان واحسنہ تصویرا ومنحہ بالعقل وجعلہ سمیعا بصیرا وشرفہ بما عرفہ من العلم ونور قلبہ تنویرا وہداہ الی معرفتہ فیالہا نعمۃ وفضلا کبیرا وانطق لسانہ فاذعن بشکرہ تحمیدا وتہلیلا وتکبیرا وارسل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم الی کافۃ الخلق بشیرا ونذیرا وانزل علیہ کتابا منیرا واودعہ حکمۃ وحکما وترغیبا وتحذیرا والہم حفاظتہ تلاوتہ وتحریرا وعلم عبادہ علومہ تفہیما وتبصیرا۔ الخ

در کتب خانہ آصفیہ دو نسخہ قلمیہ آن موجود است۔

یک نسخہ در سہ جلد بخط عرب بر نمبر ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ فن تفسیر موجود است۔
ثلث اول نمبر ۵۹ شروع از تفسیر سورۂ فاتحہ ختم بر تفسیر آخر سورۂ انعام بخط عرب قدیم است
تحریر و نام کاتب در آخر ننوشتہ اما بر ورق اول تاریخ تملیک ۱۱۴۳ ہجری نوشتہ است جملہ
صفحات آن ۸۲۲ و سطور فی صفحہ ۳۱۔
ثلث دوم کہ بر نمبر ۶۰ مربوط است شروع از تفسیر سورہ اعراف و ختم بر سورہ حج است بخط
عرب و نام کاتب و سال کتابت در آخر مرقوم نشدہ جملہ صفحات آن ۸۲۰ و سطور فی صفحہ ۳۳۔
بر ورق اول عبارت تملیک ۱۱۴۳ہ ہجری مرقوم است۔
ثلث سوم نمبر ۶۱ بخط عرب شروع از تفسیر سورہ مومنون و ختم تفسیر آخر قرآن۔ سال کتابت و
نام کاتب تحریر نیست۔ اما سال خریداری بر ورق اول ہمان ۱۱۴۳ہ ہجری نوشتہ است و
نسخہ مذکور در ملک و مہ علما و مصحح است و نزد عبداللہ بن السید علی زین العابدین العیدروس بودہ
علامہ موصوف بتاریخ یازدہم ربیع الثانی ۱۱۴۳ہ آنرا ابتیاع نمودہ۔ عبارت تملیک بادستخط
خاص عیدروس موصوف بر صفحۂ اولی از ورق اول ہر جلد موجود است۔
در ثلث اول قدری از عبارت مذکور کسی حک کردہ لاکن در ثلث دوم و سوم عبارت
کامل مع تاریخ و سال خریداری موجود است۔
نسخہ ثانیہ کہ نصف آن بر نمبر ۲۸۳ مربوط است بخط عرب مغربی خوشخط مکتوبہ سال
یکہزار و یکصد و شصت و نہ ہجری اعلم محمد بن الشیخ احمد۔ جملہ صفحات آن یکہزار و سہ صد و نوزدہ ۱۳۱۹۔
و سطور فی صفحہ سی و پنج ۳۵۔
نصف دوم کہ بر نمبر ۲۸۴ مربوط است بخط ہمان کاتب محمد بن شیخ احمد در سال یکہزار و یکصد
ہفتاد و دو مرقوم شدہ۔
جملہ صفحات آن یکہزار و دو صد و ہفتاد و نہ سطور فی صفحہ سی و پنج ۳۵۔
و تفسیر مذکور در اوائل ہمین صدی چہاردہم یعنی در سال ۱۳۱۲ہ در مصر در چہار جلد چاپ شد۔
نسخہ مطبوعہ آن ہم درین کتب خانہ بر نمبرہای ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ و ۲۸۵ فن تفسیر موجود است۔

مشکل اعراب القرآن

تصنیف ابو محمد مکی ابن ابی طالب القیسی الاندلسی المتوفی سال چہار صد و سی و ہفت ہجری (۴۳۷ھ)۔
تفسیر مذکور از ہمہ تفاسیر کہ دریں مضمون یعنے بیان اعراب قرآنی نوشتہ شدہ احسن و افضل است چنانچہ حاجی خلیفہ در کشف الظنون گفتہ۔

وهذا النوع (ای تفسیر مشکلات القرآن) افرده بالتصنیف جماعة منهم الشیخ الامام مکی بن ابی طالب حموش بن محمد القیسی النحوی المتوفی سنة سبع وثلاثین واربعمائة اوله۔ اما بعد حمد الله جل ذکره الخ۔ وکتابه فی المشکل خاصة۔

شروع کتاب این است:۔

قال الفقیه المقری ابو محمد مکی بن ابی طالب القیسی رضی الله عنه اما بعد حمد الله جل ذکره والثناء علیه بما هو اهله والصلوٰة علی محمد صلی الله علیه وعلی اهله فانی رأیت افضل علم صرفت الیه الهمم واتعبت فیه الخواطر وسارع الیه ذوی العقول علم کتاب الله اذ هو الصراط المستقیم والدین المبین الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲ فن تفسیر مخزون است نسخہ قدیمہ بخط عالمانہ۔ در شہر بخارا در سال پانصد و ہشتاد و نہ ہجری نوشتہ شدہ و جا بجا بوجہ تیزی سیاہی عبارات ضائع شدہ نسخہ نہایت بوسیدہ بود۔ اما کارکنان کتب خانہ آصفیہ بکمال محنت و احتیاط آن را وصلہ وغیرہ کردہ مجلد نمودہ اند۔

و در آخر آن این عبارت نوشتہ است:۔

تم والحمد لله حق حمده والصلوٰة علی محمد المصطفی وآله الطاهرین ببخارا سنة تسع وثمانین وخمسمائة۔

و این عبارت ہم در آخر مرقوم است:۔

مشکل اعراب القرآن تالیف الفقیہ المقری ابن محمد مکی بن ابی طالب القیسی رضی اللہ عنہ۔
جملہ صفحات آں ۴۵۱ چہار صد و پنجاه و یک۔ و سطور فی صفحہ ۲۲ بست و دو۔

یک جلد ازاں از سورۂ نساء تا نصف سورۂ مائدہ بر نمبر ۱۲۱ ۔ فن تفسیر موجود است بخط نسخ
خوب بر کاغذ گندہ۔

دریں مجلد دو جزو است۔ یک جزو ثالث کہ مکتوبہ ۶۵۵ سنہ ششصد و پنجاه و پنج ہجری است۔
و صفحات آں ۳۳۰ سہ صد و سی و ہفت و سطور فی صفحہ ۱۵ پانزدہ۔

دیگر جزو رابع کہ مرقومہ ۶۷۲ سنہ ششصد و ہفتاد و دو ہجری است۔ صفحات آں سہ صد و
ہشتاد و سطور فی صفحہ ۱۵ پانزدہ۔

در خاتمہ ایں عبارت تحریر است:۔
وقع تمۃ الجزء الرابع من الکاشف عن حقایق التنزیل علی ید افقر عبید اللہ الی عفوہ
غفرانہ ابی محمد بایتمش بن اقیس بجبر جابن عبد اللہ الحنفی وذلک فی شہور سنۃ ثلاثۃ
وسبعین وستمائۃ الہلالیہ والحمد للہ رب العالمین۔

ینبوع الحیاۃ

تصنیف ابو عبداللہ بن ظفر محمد بن محمد الفضلی متوفی ۵۶۷ھ سبع وستین وخمسمائۃ است۔
تفسیر مذکور در مجلدات عدیدہ می باشد۔ درین کتب خانہ محض یک جلد خامس است کہ از تفسیر سورۂ مریم شروع و بر تفسیر سورۂ والصافات ختم است۔
نسخۂ موجودۂ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۹۱۴ فن تفسیر مخزون است بخط عرب مکتوبۂ سال ہفتصد و شش ہجری بقلم محمد بن عیسیٰ است۔
جملہ صفحات یانصد و شش۔ و سطور فی صفحہ بست و پنج۔

تفسیر امینی

محمد امین الدین الصدیقی العلوی حسب فرمایش اورنگ زیب عالمگیر المتوفی سنہ ۱۱۱۸ ہجری تصنیف نمودہ و بہ تفسیر امینی موسوم ساختہ اما نہایت مختصر بلکہ گویا کہ ترجمہ است چنانچہ مصنف در خطبہ فرمودہ بخاطر قاصر بود کہ حمل ترجمہ قرآن را از مواہب علیہ تفسیر حسینی تحسین الواعظ الکاشفی المتوفی سنہ ۹۱۰ھ و دیگر تفاسیر ہم پیش نظر داشتہ۔

اول ش: سپاس بے قیاس صانعی را الخ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۱۶۵۔ فن تفسیر بخط نستعلیق معمولی۔ کرم خوردہ است۔ جملہ اوراق دو صد و شصت و سہ (۲۶۳) و سطور فی صفحہ بست و پنج (۲۵)۔ سنہ کتابت و نام کاتب مرقوم نیست۔

تفسیر آیات الاحکام

مسمیٰ بہ تفسیر شاہی

علامۂ ابوالفتح حسینی حسب فرمائش شاہ طہماسپ بہادر خان آیات احکام قرآن مجید و فرقان حمید
بزبان فارسی ترجمہ و تفسیر نمودہ۔

اولش اینکہ۔ فاتحہ فاتحہ کتاب فصاحت، آب الخ۔

نسخۂ محزونہ کتب خانہ آصفیہ نمبری۔ ۲۵۱۔ فن تفسیر۔ بخط مایقراء مائل بہ شفیعہ۔ مکتوبہ ۱۰۷۵ سنہ
یکہزار و ہفتاد و پنج ہجری بقلم محمد حسین بن حسن الکوری
جملہ صفحات چہار صد و چہل و چہار ۴۴۴ و سطور فی صفحہ بست و سہ ۲۳۔

جواہر التفسیر تحفۃ الامیر

تصنیف ملا حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی سنہ ۹۱۰ھ نہصد و ہفت ہجری است وبکمال شرح و بسط تفسیر نمودہ کہ مطبوع خاص و عام و مشہور و معروف است۔

اول تفسیر این است۔

درین کتب خانۂ آصفیہ دو نسخہ ازان موجود است بر نمبر ۲۳۶ و ۱۱۵ فن تفسیر موجود است نسخۂ اولی نمبری ۲۳۶ خوشخط بر کاغذ خان بالغ از شروع کتاب تا تفسیر شروع پارۂ پنجم یعنی والمحصنات است۔ سال کتابت [۱۰۶۷] یکہزار و شصت و ہفت ہجری۔ نام کاتب حافظ اللہ جملہ اوراق ۴۰۷ سطور فی صفحہ [۳۵] سی و پنج۔

نسخۂ ثانیہ نمبری ۱۱۵ مکتوبہ بسنہ ۹۰۰ھ نام کاتب عبدالرحیم بن محمد بن احمد اللاہوری جملہ صفحات ۱۷۴۳ سطور فی صفحہ ۱۹۔

وملا حسین از اکابر اعلام و فاضل عالیمقام ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ مبین و مفسر آیات قرآنی حلال غوامض اسرار احادیث حضرت رسالت پناہی بود ہمیشہ در مسجد چوک بلدہ ہرات روز جمعہ بعد نماز مواعظ دلپذیر و نصائح پر تاثیر میگفت۔ تصانیف کثیرہ علاوہ این تفسیر مثل تفسیر حسینی۔ روضۃ الشہدا۔ انوار سہیلی۔ اخلاق محسنی۔ مخزن الانشاء۔ رشحات عین الحیات در فضائل و مناقب مشائخ نقشبندیہ۔ الرسالۃ العلیہ فی الاحادیث النبویہ۔ لوائح القمر وغیرہ وغیرہ از علامۂ موصوف بظہور آمد۔

درسال نہصد و دہ ہجری بعالم قدس خرامید۔ تاریخ وفات از "سالار حقیقت" یافتند۔ بعد وفات علامہ موصوف فرزند ارجمندشان مولوی فخرالدین علی بجائے پدر بزرگوار خود در مسجد مذکور برادائے نماز ارشاد مردم و ہدایت مسلمانان قیام نمود۔

انتہی ملخصاً از محبوب الالباب۔

تفسیر سورۂ والضحیٰ

مسمّیٰ بہ روح الارواح

قاضی محمد علی قادری ساکن احمد آباد گجرات در سال یکہزار و یکصد و سی (۱۱۳۰ھ) ہجری آن را بہ زبان فارسی تصنیف نمودہ۔

اولش این است:۔

"جمیع حمد و سپاس و ثنای بے قیاس مر خدائے راست عز و جل کہ آفرینندہ ہمہ کائنات ست و درود نامحدود بر آن رسول محمود کہ وجودش باعث وجود ہمہ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بر اہل بیت و اصحاب وے باد اما بعد گوید احقر الناس فقیر محمد علی قادری مسکین اللہ متوطن احمد آباد الخ۔"

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۵۱۳) فن تفسیر مخزون است بخط نستعلیق معمولی مکتوبہ سنہ ۱۱۳۰ھ یکہزار و یکصد و سی ہجری۔ نام کاتب مرقوم نشدہ عجب نیست کہ بخط خود مولف نوشتہ شدہ۔ جملہ صفحات ہفتاد و ہفت (۷۷)۔ و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

در اول کتاب مہر مولف مدور ثبت است در آن این عبارت کندہ است:۔

"سلطان العاشقین محمد علی بن قطب الدین محمد قدس اللہ سرہ العزیز سنہ ۱۱۳۰ھ۔"

مواہب علیہ

مشہور بہ تفسیر حسینی از مصنفات ملا حسین واعظ کاشفی است بغایت مشہور و معروف نہایت مبسوط و عام فہم و در میان مردم دائر و سائر۔

اولش این است "بعد از تمہید قواعد محامد الٰہی تاسیس مبانی ثناخوانی حضرت رسالت پناہی علیہ و آلہ و صحبہ صلوٰۃ مصونۃ عن التناہی" الخ۔

تفسیر مذکور چاپ ہم شدہ و نسخ قلمیہ آن ہم بسہولت بدست می آید۔

در کتب خانۂ آصفیہ نسخ متعددۂ آن قلمی و مطبوعہ موجود است۔ بر نمبر ۲۲۳-۲۶۴-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۹۵-۲۹۶- نسخ قلمیہ می باشد۔ از جملہ آنہا۔ ۲۶۴-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲- خوشخط و مجدول بطلا وغیرہ است و باقی نسخ معمولی۔

پس نسخۂ نمبری ۲۶۴- خوشخط نستعلیق کاغذ خان بالغ تقطیع کلان مجلد در یک جلد- مکتوبہ دوازدہم شہر ربیع الآخر سنہ ۱۰۶۹ یکہزار و شصت و نہ ہجری- شیخ یعقوب ابن شیخ میر علیم بن شیخ حسین الخوارزمی برائے قلیج خان بن سارو خان جہرانی نقل نمودہ- جملہ اوراق پانصد و چہل و سطور فی صفحہ بست و ہفت۔

نسخۂ نمبر ۲۷۱ و ۲۷۲- در دو جلد نہایت خوشخط و کاغذ خان بالغ- در نصف اول نمبری ۲۷۱ صفحۂ اول و صفحۂ دوم لوح طلائی در ہر دو صفحہ بعد آن جملہ اوراق این نصف مجدول بطلا مکتوبہ بقلم نور محمد کاتب در سنہ ۱۰۹۱ یکہزار و نود و یک ہجری- جملہ صفحات این نصف نہصد و سی و پنج فی صفحہ بست و یک۔

نصف دوم نمبری ۲۷۲ ہم خوشخط بخط ولایت کاغذ خان بالغ دو صفحہ اول لوح مطلا و تمامی اوراق مجدول بجدول طلا- مکتوبہ سنہ ۱۰۰۷ یکہزار و ہفت ہجری- بقلم لالہ حافظ- جملہ صفحات نہصد و ہفتاد و نہ و سطور فی صفحہ بست و سہ۔

نسخهٔ ثالثه که در دو جلد نمبری ۲۶۹ و ۲۷۰ - است تقطیع هر دو نصف مغایر یکدیگر است معلوم می شود که نصف اول از نسخهٔ دیگر است و نصف دوم از نسخهٔ دیگر - پس نصف اول نمبری ۲۶۹ تقطیع خورد خط ولایت معمولی جدول شنجرفی - نام کاتب و سنه کتابت دران مرقوم نیست جملهٔ اوراق سه صد و شش [۳۰۶] و سطور فی صفحه بست و نه [۲۹] -

و نصف دوم این نسخهٔ نمبری ۲۷۰ - بخط ولایت خوشخط در تقطیع از نصف اول کلان است شروع از سورهٔ مریم است و در صفحهٔ اولی لوح طلائی - و بر جملهٔ اوراق جدول طلائی کاغذ خان بالغ بر ورق دوم هندسه ۳۰۹ - تحریر است - پس ازین معلوم می شود که در نصف اول سه صد و هشت [۳۰۸] ورق بود و بر ورق خاتمه این نصف دوم هندسه ۶۰۹ - نوشته است ازو ظاهر شد که جملهٔ اوراق این نصف دوم سه صد است [۳۰۰] سطور فی صفحه بست و هفت [۲۷] - مکتوبه بقلم پیر محمد سال کتابت مرقوم نشد -

نسخهٔ نمبری ۲۲۳ بخط محمد زمان - خط متوسط با جدول معمولی سال کتابت مرقوم نیست جملهٔ اوراق آن

نسخهٔ نمبری ۲۶۸ خوشخط با جدول نام کاتب و سال کتابت ندارد - جملهٔ اوراق ۵۳۶ -

نسخهٔ نمبری ۲۹۵ خط معمولی بخط فرید بن سعید بن محمد ملتانی سنه کتابت تحریر نیست جملهٔ صفحات یکهزار و چهار صد و شانزده [۱۴۱۶] - سطور فی صفحه بست و پنج [۲۵] -

نسخهٔ نمبری ۲۹۶ خط معمولی مکتوبه سنه ۱۱۹۴ بخط محمد بن محمود بن مسعود شریف - جملهٔ صفحات هشتصد و نود و شش [۸۹۶] - و سطور فی صفحه بست و دو [۲۲] -

---

تفسیر وہابی

تفسیر مذکور بزبان اردو دکھنی تصنیف عبد الصمد بن نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ عبد الوہاب خان بہادر نصرت جنگ حیدرآبادی است ۔ شروع خطبہ این است ۔

"اللہ تعالیٰ ایسا بڑا صاحب ہے کہ تمام آسمان اور زمین کا اور فرشتوں کا اور بہشت کا اور دوزخ کا اور ان کی چیزوں کا اور تمام عالم کا پیدا کرنے ہارا وہی اللہ تعالیٰ ہے ۔ اور ایسا اللہ تعالیٰ ہے کہ فضل کرنے ہارا اور گناہوں کا بخشنے ہارا آخرت میں اور پالنے ہارا اور دینے ہارا رزق کا اور مال کا اور ملک کا اور آبرو کا اور فتح کا بندوں کو اور دعا کا قبول کرنے ہارا دنیا میں ۔ اور خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ایسے بڑے پیغمبر ہیں کہ فضل کرنے ہارا اور بخشنے ہارے گناہوں کے اور چھوڑانے ہارے دوزخ کے عذاب سیں اور لیجانے ہارے بہشت میں آخرت میں اور عزت دینے ہارے اور رحم کرنے ہارے امت پر سب چیزیں دنیا میں ۔ بعد حمد اور نعت کے کہتا ہوں کہ اس تفسیر کا نام تفسیر وہابی رکھا ہوں اور اس تفسیر کے بنانے ہارے کا نام عبد الصمد میاں نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ عبد الوہاب خان بہادر نصرت جنگ کا فرزند ضعیف کی خاطر میں آیا کہ بہوت تفسیراں عربی اور فارسی ہیں لیکن دکھنی تفسیر شاید کہ کم ہیں بلکہ نہیں ہیں ۔ اس واسطے سب مرداں اور عورتوں کو قرآن مجید کی معانی معلوم ہو کر عالم کو فائدہ ہونیکے واسطے دکھنی زبان سے بنایا ہوں اگر کوئی عالم اور فاضل اس تفسیر کو پڑھے تو کرم کی راہ سیں اسکے مطلب کی کمی اور زیادتی کو دریافت کر کر درست کریں اور اس ناقص بندے پر حرف نہ رکھیں اور مجھکو نیکی سیں یاد کریں اور مغفرت چاہیں اور یہی التماس سب پڑھنے ہاروں کی خدمت میں ہے چاہئے کہ اس تفسیر کے پڑھنے ہارے میری التماس قبول کر کر مہربانی کریں ۔"

تفسیر مذکور شامل ترجمہ است در چہار جلد مجلد قلمی بخط نستعلیق خوشخط ۔
بخیال اینکہ بزبان اردو دکھنی قدیم واز تصنیفات ہمین حیدرآباد است درین فہرست نوشتہ شد ۔

جلد اول کہ بر نمبر ۵۲۸ فن تفسیر مخزون است شروع از سورۂ فاتحہ ختم بر ابتداء سورہ اعراف۔ جملہ صفحات ۵۹۲ پانصد و نود و دو۔ و سطور فی صفحہ ۱۳ سیزدہ۔

جلد دوم کہ بر نمبر ۵۲۹ مخزون است۔ ختم بر سورۂ نحل و بعض آیات سورۂ بنی اسرائیل۔ جملہ اوراق ۳۰۴ سہ صد و چہار۔ و سطور فی صفحہ ۱۲ دوازدہ۔

جلد سوم کہ بر نمبر ۵۳۰ مخزون است ختم بر شروع آیات سورۂ یٰسین۔ جملہ اوراق ۳۶۵ سہ صد و شصت و پنج۔ و سطور فی صفحہ ۱۳ سیزدہ۔

جلد چہارم نمبری ۵۳۱ ختم بر سورۂ اعوذ برب الناس۔ جملہ اوراق ۳۷۱ سہ صد و ہفتاد و یک۔ و سطور فی صفحہ ۱۳ سیزدہ۔

نسخۂ موجودہ نوشتہ سال یکہزار و ہفتاد و ہفت ہجری است۔

فوائد ہمیہ

تصنیف سید بابا شاہ قادری حیدرآبادی ابن سید شاہ محمد یوسف القادری ابن سید شاہ محمد۔ بزبانِ اردو در ۳ جلد در سال یکہزار و دو صد و چہل ہجری (۱۲۴۰) مصنف شروع در تصنیف فرمودہ و در سال یکہزار و دو صد و چہل و ہفت ہجری ختم نمودہ۔ زمانۂ تصنیف زمانۂ حکومت نواب سکندر جاہ بہادر مرحوم و مغفور بودہ۔

اولش این است۔ الحمد للہ الذی یعلم السر والخفی الخ۔

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱- فن تفسیر مخزون است خط معمولی با قراست صفحات ثلث اول یکہزار و یکصد و بست و سہ (۱۱۲۳)۔ صفحات ثلث دوم یکہزار و دوازدہ (۱۰۱۲)۔ صفحات ثلث سوم ہفتصد و سی (۷۳۰)۔ سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵) در ہر جلد مساوی۔ مکتوبہ سنہ (۱۲۸۱) یکہزار و دو صد و ہشتاد و یک ہجری بخط محمد رجب ولد محمد احمد ولد محمد محی الدین۔

رسالة فی بیان حدود الکعبة

این رساله بزبان عربی است مولف وجامع نام خود ننوشته اما احادیث حضرات ائمه اثنا عشر علیهم السلام که درباب بناء کعبه وحدود آن ودیگر متعلقات کعبه در مذهب شیعه منقول ومروی گردیده همه را درین رساله جمع کرده.

اوش. عن ابی حمزة الثمالی عن علی بن الحسین قال قلت لای علة صار الطواف ثمانیة اشواط الخ.

نسخه کتب خانه آصفیه که بر نمبر ۴۰۸ فن جغرافیه مرتب است. بخط نسخ عادی سنه کتابت و نام کاتب مرقوم نیست. بلکه از آخر ناقص است. جمله صفحات سی[۳۰] و هشت وسطور فی صفحه سیزده[۱۳].

رسالہ مساحت طول و عرض و ارتفاع خانۂ کعبہ

نام مقامات خانہ کعبہ مسجد الحرام و رکن و مقام طول و عرض و بلندی آنہا بیان نمودہ۔
درین کتب خانہ آصفیہ دو نسخہ آن بر نمبر۔ ۸۲۔ ۸۳۔ فن جغرافیہ موجود است اما ہر دو نسخہ مختلف
جمع کردہ دو شخص معلوم می شود۔
نسخہ نمبر ۸۲۔ خوشخط معمولی تقطیع خورد کاغذ خان بالغ جملہ صفحات [۱۴۱] چہل صد و یک۔ و سطور فی صفحہ [۱۲] دوازدہ
اولش۔ بدان ایدک اللہ تعالیٰ اجمیل بذہ السعادات والکرامات الخ۔
نسخہ ثانیہ نمبری ۸۳۔ بر کاغذ معمولی خط عالمانہ عجب نیست کہ بخط خود مولف باشد۔
اولش اینکہ۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد این مختصریست در بیان عرض
و طول بیت اللہ شریف و تعداد مرات بناء آن و ما یتعلق بہ۔
جملہ صفحات [۲۰] بست و سطور فی صفحہ [۱۷] ہفدہ۔ سنہ کتابت [۱۲۵۴] سنہ یکہزار و دو صد و پنجاہ و چہار ہجری
نام کاتب مرقوم نشدہ۔

عجائب المخلوقات

کتاب مشہور و معروف است۔ اصل کتاب علامہ عماد الدین زکریا ابن محمد بن محمود القزوینی الانصاری المتوفی سنہ ۶۸۲ شش صد و ہشتاد و دو ہجری بزبان عربی تصنیف کردہ بود بعدہ در زمان سلطنت ابراہیم عادل شاہ ترجمۂ آں بزبان فارسی در سنہ ۹۵۴ نہصد و پنجاہ و چہار ہجری شد۔ اما نام مترجم معلوم نہ شدہ۔

اولش اینست۔ العظمۃ لک والکبریا والجلال لک اللھم یا قدیر الذات و مفیض الخیرات الخ

دو نسخۂ قلمیہ مصور بتصاویر رنگی درین کتب خانہ آصفیہ بر نمبر ۴۵ و ۲۷۔ فن جغرافیہ موجود است ہر دو بخط نستعلیق عادی اما نسخۂ ثانیہ از اولی بہتر و خوشتر۔

جملہ اوراق در نسخہ نمبری ۴۵ شش صد و سی و دو ورق سطور فی صفحہ چہاردہ۔ بقلم عبد الغفار مکتوبہ در سنہ ۱۲۰۱ یکہزار و دو صد و یک ہجری۔

و نسخہ نمبری ۲۷۔ مکتوبہ سنہ ۱۲۴۷ یکہزار و دو صد و چہل و ہفت ہجری است۔ نام کاتب و رقم مرقوم نیست۔ جملہ اوراق پانصد و ہشتاد و پنج و سطور فی صفحہ پانزدہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اتحاف المهرة بالاطراف المبتکرة العشرة

تالیف

حافظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد الشہیر بابن حجر العسقلانی است

که ۱۲ شعبان ۷۷۳ھ متولد شد و شب شنبه ۱۸ ذی‌حجه ۸۵۲ھ وفات نمود و در قرافهٔ صغرای مصر مدفون گشت۔

کتاب مذکور نہایت نادر و نایاب و در کتب خانہ ہائے مصر و ہندوستان و لندن وجود آن معلوم نه شده و نسخهٔ موجوده کتب خانهٔ آصفیه را جناب مولوی سید حسین صاحب بلگرامی المخاطب به نواب عماد الملک بہادر وقت ابتدائے قیام کتب خانهٔ آصفیه بقیمت مبلغ دو ہزار روپیه بتوسط مولوی عبد الجبار خان صاحب المتخلص به صوفی مصنف تاریخ دکن مسمیٰ به محبوب الزمن وغیره و صدر مدرس عربی فارسی مدرسهٔ اعزه خریده فرموده اند و اکثر کتب قلمیه کمیاب در ابتدائے زمانهٔ قیام کتب خانه از مقامات مختلفه مثل برہان پور وغیره بتوسط و توسل ہمین فاضل موصوف جناب نواب صاحب ممدوح الالقاب جمع فرموده اند۔

اول کتاب این است۔

الحمد لله الذی لا یحیط العباد لنعمائه بظرف

موضوع کتاب ۔ تحریر اطراف احادیث مدونه و مذکوره کتب

عشرہ حدیث ہست کہ علاوہ صحاح ستہ و سنن اربعہ می باشد و تا زمانۂ مصنف علام کسے از علمائے اعلام و حفاظ عالیمقام متوجہ تحریر اطراف این کتب عشرہ نشدہ بود پس مصنف قمقام متوجہ این امر عظیم و خطب جسیم شدہ بتحریر اطراف این کتب عشرۂ مبتکرہ پرداخت و برہمین وجہ نام کتاب اتحاف المہرۃ بالاطراف المبتکرۃ العشرۃ مقرر ساخت کما ھو مذکور فی خطبۃ الکتاب۔

و کتب عشرہ کہ اطراف آن درین کتاب جمع نمودہ این است۔ (۱) سنن دارمی (۲) صحیح ابن خزیمہ (۳) صحیح ابن جارود (۴) صحیح ابی عوانہ (۵) صحیح ابن حبان (۶) مستدرک حاکم (۷) مسند احمد بن حنبل (۸) سنن شافعی (۹) شرح معانی الاسرار (۱۰) سنن دارقطنی۔

و مصنف علامہ برائے ہر کتاب ازین کتب عشرہ اصطلاحات ذیل مقرر نمودہ۔

برائے سنن دارمی۔ می

برائے ابن خزیمہ۔ خز

و برائے صحیح ابن جارود۔ جا

و برائے ابو عوانہ۔ عہ

و برائے صحیح ابن حبان۔ حب

و برائے مستدرک ابن حاکم۔ کم

و برائے شرح ابن معانی الآثار طحاوی۔ طح

و برائے سنن دارقطنی۔ قط

و معنے و اصطلاح لفظ اطراف فقرہ اولی حدیث است کہ ازان مطلب آن حدیث معلوم می شود آنرا طرف حدیث می گویند۔

و مصنف علامہ این کتاب را مرتب بر حروف ہجا الف ب ت ث ج ح خ د ذ ر تا آخر حرف یا و تحتانیہ شکل ترتیب اطراف علامہ

مزی نمودہ یعنے مرویات و مسانید آن صحابہ کرام کہ شروع اسامی مبارک شان از الف ست تحت حرف الف ضبط نمودہ ۔

وکسانیکہ اسامی شریفہ شان شروع از حرف باء موحدہ می باشد مرویات اوشان را تحت حرف باء موحدہ آوردہ ہمین طور یاء مثناۃ تحتانیہ پس اگر میخواہی کہ مرویات اسامہ بن زید یا انس بن مالک را دریابی پس در حرف الف مع سین و حرف الف مع نون نظر کن ۔

واگر میخواہی مرویات جابر بن عبداللہ انصاری را ببینی پس در حرف جیم مع الف خواہی یافت ۔

و مرویات عبداللہ بن عباس حرف عین مہملہ و مرویات یزید بن خالد را در حرف یاء مثناۃ تحتانیہ ببین ۔

و نسخہ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی خلد اللہ ملکہ بدوام الایام واللیالی در یازدہ جلد مجلد است و سبط مؤلف یوسف بن شاہین بن احمد المعروف بابن حجر العسقلانی در مدت یک سال بخط خود برائے ذات خود این نسخہ را نقل نمودہ چنانکہ بملاحظہ خاتمہ جزو اول و خاتمہ جزو آخر معلوم خواہد شد کہ تاریخ ختم کتابت جزو اول یوم سہ شنبہ ۱۱ ماہ جمادی الاولی ۸۶۸ھ و تاریخ ختم جزو ہشتم جمادی الاولی ۸۶۹ھ ۔

جزو اول آنکہ در کتب خانہ آصفیہ در فن حدیث بر نمبر ۲۹۱ مخزون است خطبہ آن جدید الخط می باشد و بعد خطبہ از اول چند اوراق ناقص است و از مسند ابی مالک شروع و بر بعض حصہ مسند انس بن مالک ختم است و جملہ اوراق این جلد اول ۴۶ و سطور فی صفحہ ۱۳ ۔

و عبارت خاتمہ این جزو اول این است :-

آخر الجزء الاول من اتحاف المهرة المبتكرة بخط كاتبه الفقير به تعالى يوسف بن شاهين سبط ابن حجر العسقلانى وفرغ فى ليلة الثلاثاء رابع

عشر جمادی الاولی سنہ ثمان وستین وثمانمایہ الحمد للہ وحدہٗ
وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما یتلوہ فی الثانی۔

ونیز بملاحظہ عبارات خاتمہ ہائے جزو سادس وجزو ہشتم وجزو دہم
مجلدات عشرہ ظاہر خواہد شد کہ کتاب منقول عنہ کہ ازاں سبط مؤلف
نسخہ ہذا نمودہ در پنج جلد مجلد بود وسبط موصوف آنرا در دہ جزو نقل فرمودہ۔

جزو دوم کتاب کہ بر نمبر ۲۹۵ فن حدیث مخزون ست اوراق آن
(۲۴۰) سطور فی صفحہ مثل جزو سابق۔ شروع از بقیہ مسند انس بن مالک من
بنی عبد اللہ بن مالک وقیل ہو الانصاری ختم بر مسند جابر الانصاری۔

عبارت خاتمہ۔

انتہی الجزء الثانی من اتحاف المہرۃ بالاطراف المبتکرۃ لجد کاتبہ
فقیر ربہ تعالی یوسف بن شاہین سبط حجر العسقلانی وفرغ یوم
الاثنین سابع عشر من جمادی الاولی سنہ ثمان وستین وثمانمایہ
الحمد للہ صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما وہذا
آخر المجلد الاول یتلوہ اول المجلد الثانی مسند الجارود العبدی
حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

جزو سوم اوراق (۲۹۸) فی صفحہ ۳۱۔
شروع از مسند جارود بن العلی العبدی تا مسند ابو سعید خاتمہ۔

آخر الجزء الاول من المجلد الثانی لجد کاتبہ ابن حجر العسقلانی عفا اللہ
تعالی عنہ یتلوہ فی الثانی عتاب البکری عن ابی سعید الحمد للہ وحدہٗ
وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم حسبنا اللہ ونعم
الوکیل۔

جزو چہارم مخزونہ نمبر ۲۹۲ حدیث جملہ اوراق (۲۸۰) سطور فی صفحہ ۳۱
شروع از عتاب بکری راوی حدیث ابو سعید ختم جملہ بر مسند عبد اللہ

بن عباس ۔

در خاتمہ این عبارت تحریر ست ۔

تمت کتابة هذا المجلد علی ید سبط مولفه فی یوم احد خامس عشر شهر ربیع الاول سنة ثمان وستین وثمانمائة الحمد لله اولاً واخراً وظاهراً وباطناً وصلی الله علی سیدنا محمد واله وصحبه وسلم حسبنا الله ونعم الوکیل ۔

جزو پنجم نمبر ۲۹۲ کل اوراق (۱۷۲) سطور فی صفحه ۲۱ ۔ شروع جلد روایات جابر بن زید از ابن عباس تا بعض روایات ابن عمر ۔

عبارت خاتمہ این است ۔

اخر الجزء الخامس من اتحاف المهرة بالاطراف المبتکرة لجدی کاتبه شیخ الاسلام الحافظ ابی الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمة الله علیه ووافق الفراغ من نسخ هذه النسخة صبیحة یوم الاثنین ثانی عشر جمادی الاخری ۸۶۸ علی ید فقیر رحمة ربه تعالی یوسف بن شاهین سبط مولفه عفا الله تعالی عنهم اجمعین الحمد لله وحده وصلی الله علی سیدنا محمد واله وصحبه وسلم حسبنا الله ونعم الوکیل یتلوه اول السادس سالم ابو عبد الله عن ابن عمر الحمد لله اولاً واخراً وظاهراً وباطناً سراً وعلانیة ۔

جزو ششم نمبر ۲۹۲ جملہ اوراق (۱۲۵) سطور فی صفحه ۲۱ ۔ شروع از روایات از روایت سالم ابو عبد الله عن ابن عمر ۔ وختم بر مسند عبد الله بن قیس ابو موسی الاشعری ۔

عبارت خاتمہ ۔

اخر الجزء السادس من اتحاف المهرة بالاطراف المبتکرة لشیخ الاسلام والحافظ ابی الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی

رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی عنہ رحبا واناہ فی دار کرامتہ فرغ من نسخہ
یوم الاربعاء ثامن عشری جمادی الاخری سنۃ ثمان علی ید فقیر
رحمہ ربہ تعالیٰ یوسف بن شاھین سبط مولفہ الحمد للہ وحدہ
یتلوہ اول المجلد الرابع بعدہ مسند عبد اللہ بن مالک بن القشب
صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔
جزو ہشتم نمبر-۲۵۴ - اوراق آں ۱۵۹ - سطور فی صفحہ ۳۱ - شروع از مسند
عبد اللہ بن مالک بن القشب وختم بر روایت بن یحیی عن علی از امیر المومنین
ابو الحسن علی بن ابی طالب الہاشمی۔
وعبارت خاتمہ کاتب ایں است:-
آخر الجزء السابع من اتحاف المہرۃ بالاطراف المبتکرہ لشیخ الاسلام
والحافظ ابن حجر فرغ منہ کاتبہ یوسف بن شاھین سبط مولفہ
فی یوم الخمیس ثالث عشر ربیع الثانی سنۃ ۸۶۹ وللہ الحمد والحمد للہ
اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما یتلوہ
فی الذی یلیہ عبد خیر عن علی۔
جزو نہم نمبر ۲۵۵ جلد اوراق ۱۵۳ سطور فی صفحہ ۳۱ - شروع از روایت
عبد خیر عن علی وختم بر مسند المطلب ابن ابی وداعۃ السہمی۔
عبارت خاتمہ:-
آخر الجزء الثامن وھو آخر المجلد الرابعۃ من اتحاف المہرۃ بالاطراف
المبتکرۃ الی ان قال فرغ منہ کاتبہ فقیر رحمۃ ربہ تعالیٰ یوسف
بن شاھین سبط مولفہ فی لیلۃ الثلاثہ ثانی جمادی الاولی سنۃ ۸۶۹
وللہ الحمد اولا واخرا وظاھرا وباطنا وسرا وعلانیۃ یتلوہ فی الذی یلیہ
مسند مطیع بن الاسود العدوی صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ
وصحبہ وسلم حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

جزو نہم نمبری ۲۵۳ جلد اوراق (۱۵۳) سطور فی صفحہ ۳۱ ۔ شروع از مسند مطیع بن الاسود العدوی ۔ ختم بر مسند ابی ہریرہ الدوسی ۔
خاتمہ کاتب :- آخر الجزء التاسع من اتحاف المہرۃ الی ان قال فرغ من کتابتہ لنفسہ ثم لمن شاء اللّٰہ تعالیٰ من بعدہ یوسف بن شاہین سبط مولفہ فی ظہر یوم الاربعاء سادس شہر ربیع الاول سنۃ تسع وستین الی ان قال ویتلوہ فی الذی یلیہ سالم بن ابی الجعد عن ابی ہریرہ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ۔
جزو دہم نمبر ۲۵۲ ۔ جلد اوراق ۱۴۸ سطور فی صفحہ ۳۱ ۔ شروع روایت سالم بن ابی الجعد از مسند ابی ہریرہ ۔ ختم بر روایت ابو المتوکل الناجی عن ابی ہریرہ ۔ عبارت خاتمہ :-

آخر الجزء العاشر من اتحاف المہرۃ الی ان قال وھو آخر المجلد الخامس فرغ من کتابتہ لنفسہ ثم لمن شاء اللّٰہ من بعدہ یوسف بن شاہین سبط مولفہ فی ظہر یوم الجمعہ حادی عشر من ربیع الاول سنۃ تسع وستین الی ان قال ویتلوہ فی الذی یلیہ ابو المدلہ مولی عائشہ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ۔

جزو یازدہم نمبر ۲۹۶ ۔ اوراق ۸۶ سطور ۳۱ ۔ این جزو غیر مرتب و اوراق مختلفہ است و بر حاشیہ ورق اول شخصے نوشتہ کہ مکررات و مسانید نساء ہم دریں جزو مذکور است ۔
در اول نہ شروع ست ونہ در آخر خاتمہ واز مسند و بخط ہمان کاتب سبط مولف می باشد ۔

الاجوبۃ المفیدۃ
علی
الاسئلۃ العدیدۃ

شخصے از علامہ ابوالمواہب محمد نجم الدین بن احمد الغیطی الشافعی الاسکندری متوفی سنہ ۹۸۲ نہصد و ہشتاد و دو ہجری چند سوالات کردہ بود۔ تفصیل سوالات این است:۔

آیا اموات انسانی بعد موت می خورند و می نوشند۔

ہر کس زیارت قبور شان کند او را می شناسند۔ و آواز زائران خود می شنوند۔ و جواب سلام زائران خود می دہند۔ و با زائران خود انس میگیرند۔ و از زیارت مسرور می شوند۔ و ہر کس زیارت شان کند بر و عتاب می نمایند۔ و در منازل زندگان می آیند و اعمال نیک خود کہ در حیات کردہ بودند از آن خوش می شوند و از اعمال بد الم و رنج می کشند۔ و اگر کسے از احیاء شکایت میت بابتہ آن امر کند کہ میت در حیات خود یا ظلم و جفا وغیرہ کردہ باشد ازین شکایت میت متألم می شود یا نہ۔ و ارواح شان ہمیشہ در قبور می باشند یا گاہ گاہ در قبور مے آیند۔

و اگر حضوری ارواح در قبور موقت است پس آن کدام وقت باشد و در توقیت چہ حکمت است۔

و زیارت قبور بیوم پنجشنبہ و جمعہ مخصوص است یا ہر وقت کہ خواہد باید کرد۔ و از شہداء جملہ اقسام در قبر سوال نمی شود یا عدم سوال مختص شہداء جہاد است۔ اطفال مومنین کہ در دنیا نکاح او شان نشدہ در آخرت تزویج شان خواہد شد یا نہ۔

ارتکاب بافعال قبیحہ مثل ترک صلوٰۃ وغیرہ موجب عقاب میت است یا نہ۔ صلوٰۃ نافع

موجب حصول ثواب و رفع مدارج ہست یا نہ۔ قبل جنون اگر بذمہ مجنون حقوق ناس بود بوجہ جنون آن حقوق ساقط شود یا نہ۔

در اموال یتامی آیا جائز است کہ معلم یتیم اجرت بگیرد ہرگاہ برائے یتیم وصی وولی نباشد ونیز جائز است کہ از اموال شرکا و زراعت یتیم کسے ضیافت بخورد۔

ونیز از مال یتیم تصدق برائے پدر او جائز است وہم از مال یتیم قرض گرفتن روا است و سواری بر اسپ وغیرہ کہ مال یتیم باشد جائز است یا نہ بحالت عدم موجودگی وصی۔

جائز است کہ دوست پدر یتیم اگر بخانۂ یتیم بیاید از مال یتیم طعام بخورد ہرگاہ یتیم را وصی نباشد۔

بعد ذکر سوالات علامۂ موصوف جواب ہریک سوال از حدیث وقرآن بطور رسالہ تحریر نمودہ۔ شروع رسالہ این است:-

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی وبعد فقد سئلت فی رقعۃ عن اسئلۃ عدیدۃ وفق اللہ لاجوبۃ عنہا ان شاء اللہ تعالی بمنہ وہا انا اورد الاسئلۃ ثم اورد الاجوبۃ عقبہا۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۷۲ فن حدیث مخزون ست محررۂ سنہ ۱۱۵۲ ہجری بقلم سید یوسف بن محمد بخط معمولی باشد۔

عبارت خاتمہ این است:-

وکان الفراغ من نسخہا یوم الاحد اخر ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۲ھ علی ید افقر العباد واحوجہم الی رحمۃ الملک الوہاب السید یوسف ابن محمد غفر اللہ ولوالدیہ ولمشایخہ وللمسلمین اجمعین آمین

جملہ صفحات رسالہ ۲۷ وسطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

الاخبار المستطابہ

فی

فضل سکان طابہ

تصنیف قاضی جلال الدین بن قاضی خضر خیر الدین بن قاضی الیاس قاضی مدینہ منورہ متوفی سنہ ۹۶۸ نہصد و شصت و ہشت ہجری۔

مصنف ممدوح درین رسالہ آیات و احادیث کہ درین شرف و فضل سکان اہل مدینہ مذکور است جمع فرمودہ۔

اولش این است:-

"الحمد للہ الذی شرف لطیبۃ الطیبۃ علی سائر البقاع والربا و شوق القلوب الی التلذذ بطیب اخبارہا وحماہا من الطاعون والوبا وجعلہا ماوی للصالحین والاخیار والنجبا وزینہا بضواحیہا من المشاہد والمعاہد والمساجد والعوالی قبا وحفظہا من الدجال فلا یراساکنہا قط رعبا فہی مہبط الوحی ودار ہجرۃ الرسول ومن لہ صحبا فمن ارادہا بسوء اذابہ اللہ وجعلہ ہبا الخ"

نسخۂ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۱ فن متفرقات شامل است بخط عرب نسخہ مقابلہ شدہ ومکتوبہ سال یکہزار و یکصد و دوازدہ ہجری بخط محمد بن شیخ سلیمان است۔ اگرچہ نام کاتب درین رسالہ مرقوم نیست اما در رسالہ اولی "بغیۃ الطالب" نام نوشتہ و این رسالہ ہم بخط ہمان کاتب است۔

جملہ اوراق ۱۳ سیزدہ۔ وسطور فی صفحہ ۲۱ بست و یک۔

اربعین مرویات الامام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

در اول کتاب یک رسالہ تصنیف امام حافظ محمد بن محمود الغزنی الخوارزمی در فضائل و مناقب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ است۔

در شروع آں نوشتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین ھذہ کراسۃ فی مناقب ابی حنیفہ۔

رسالہ مذکورہ بخط عادی در دہ ورق تمام است۔

این رسالہ مرتب است بر چند ابواب و یک خاتمہ اما ابواب پس دران فضائل و مناقب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جمع نمودہ۔

و در خاتمہ رد کلام مخالفین و حساد ابوحنیفہ نمودہ بعد آں یک رسالہ دیگر ناقص الاول در رجال است کہ شروع آں از سلم بن عطیہ است و ختم بر نام ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الجہم العدوی است بعد آں مصنف رسالہ می گوید کہ جملہ رجال و رواۃ کہ نام اوشان درین رسالہ ذکر نمودم مفصل حال شان و مشائخین شان و اخذین از وشان جملہ امور در کتاب خود تسہیل السبیل الی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل ذکر نمودہ ام۔ بعد آں می گوید الباب الخامس فی ذکر بعض الاخذین عنہ و روی عن ابی حنیفہ الحدیث والفقہ من اھل مکۃ والمدینہ و دمشق والبصرۃ بتثلیث المہملۃ وواسط والموصل بالفتح یعنی درین باب پنجم ذکر آن مرویان نمودہ کہ از امام ابوحنیفہ روایت احادیث در مکہ و مدینہ و دمشق و بصرہ و واسط و موصل وغیرہ وغیرہ نمودہ اند بعد ختم اسماء کسانیکہ از امام ابوحنیفہ روایت نمودہ اند در یک فصل ہفدہ مسانید امام ابوحنیفہ ذکر نمودہ۔

و بعد ذکر مسانید چہل حدیث آوردہ کہ تبا سلسلہ ہمین مسانید امام ابوحنیفہ روایت فرمودہ غرض

این رسالہ نہایت مفید است۔

وتصنیف محمد بن علی بن یوسف الدمشقی الصالحی الشافعی القادری نزیل برقوقیہ است کہ در سنہ ۹۳۹ تسع وثلثین وتسعمائۃ تصنیف نمودہ کما ہو مکتوب فی آخر الکتاب۔

قال سیدنا واستاذنا مولف ھذا الکتاب ما نصہ قال افقر الخلق الی عفو الحق محمد بن علی بن یوسف بن علی بن یوسف الدمشقی الصالحی الشافعی القادری نزیل برقوقیہ التی بمصر القاھرہ خارج باب النصر احسن اللہ عاقبتہ فی کلھا واجارہ من خزی الدنیا و عذاب الاخرۃ وکفاہ ما اھمہ من امر اخرتہ ودنیاہ والھمہ رشدہ انہ قریب مجیب فرغت من تالیفہ فی اواخر شھر ربیع الاخر سنہ تسع وثلاثین وتسع مائۃ۔

نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۳۳ فن حدیث موجود است بخط نسخ عالمانہ معمولی است۔

در مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً در سال یکہزار وسی وند ہجری بست وششم ذی قعدہ حسن محمد بن شاہ محمد بن حسن الہندی الفتنی الحنفی تحریر نمودہ عبارت خاتمہ این است۔

تم علی ید العبد المذنب حسن محمد بن شاہ محمد بن حسن الھندی الفتنی الحنفی عاملھم اللہ بلطفہ الخفی یوم الاحد السادس والعشرین فی ذی القعدہ سنہ تسع وثلاثین الف فی المدینۃ النبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام۔

شروع این مجموعہ از ورق ۹۱ است وختم بر ورق ۱۷۴، سطور فی صفحہ مختلف۔

ارشاد القلوب الی الصواب المنجی من عمل بہا من الیم العقاب

تصنیف حسن محمد الدیلمی مواعظ و فضائل حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام دراں جمع نمودہ۔ کتاب مرتب بر پنجاہ و پنج باب است و ایں ابواب را در دو جلد تحریر نمودہ۔ در جلد اول مواعظ و در جلد دوم فضائل امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام

گویند کہ مصنف حسن الدیلمی در عہد شہید اول محمد بن جمال الدین الدمشقی المتوفی سنہ ۷۸۶ھ بودہ شروع کتاب ایں است:۔

الحمد للہ رب العلمین وصلوٰۃ علی محمد خاتم النبیین وعلی آلہ الطاہرین اما بعد فانہ لما استولی سلطان الشہوۃ والغضب علی الآدمیین ومحبۃ کل منہم لنفسہ واشتغالہ علی آخرتہ ورمسہ عملت ہذہ الکتاب وسمیتہ بارشاد القلوب الی الصواب المنجی من عمل بہ الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۲ فن حدیث مربوط است خوشخط بخط نسخ مکتوبہ سال نہصد و نود و نہ ۹۹۹ھ ہجری می باشد۔ نام کاتب غیر مرقوم است۔

و در خاتمہ ایں عبارت نوشتہ است:۔

تم الکتاب الشریف عشیۃ الجمعۃ ہو یوم السابع من شہر جمادی الاولی سنۃ ۹۹۲ ہجریہ والحمد للہ تا حق حمدہ وصلی اللہ علی جمیع خلقہ محمد والہ وصحبہ الطاہرین۔

اسناد حدیث

علامہ شیخ محمد شرف الدین سلسلہ روایات احادیث خود مع اجازات مشائخین واساتذہ بہ علامہ موصوف دادہ اند درین کتاب جمع نمودہ۔

وتراجم وحالات مشائخ واساتذہ خود کہ در حرمین شریفین ویمن ومغرب ومصر وشام وہندوستان اجازہ حاصل نمودہ بشرح وبسط تمام درین رسالہ ذکر نمودہ وحالات اکثرے از علمائے ہندوستان کہ در صدی سیزدہم بودند درین رسالہ یافتہ می شود وکتاب را مرتب بر حروف ہجا باعتبار اسامی شریفہ اساتذہ ومشائخ مرتب نمودہ۔

شروع کتاب این است:۔

"الحمد للہ الذی خص ہذہ الامۃ المحمدیۃ المرحومۃ بفضیلۃ عظیمۃ ہی حفظ الاسناد وامر من شاد میمنا بعلوہ وسعۃ طرقہ فما اعظمہ من امداد والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد سید کل ہاد وعلی الہ واصحابہ اولی الفضل والسداد وعلی التابعین لہم نجوم الہدایۃ والارشاد وعلی ناقلی شریعتہ ورواۃ احادیثہ الائمۃ النقاد وعلی ہداۃ طریقۃ الکرام الامجاد السالکین لاقوام الطریق وسبل الرشاد الخ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۴۹۱ فن حدیث مرتب است بخط نسخ معمولی نام کاتب و سنہ کتابت مرقوم نیست۔ جملہ صفحات دو صد و نود وہشت (۲۹۸)۔ وسطور فی صفحہ مختلف۔ دراول فی صفحہ ہجدہ (۱۸) سطر واز صفحہ ۲۱۳ فی صفحہ بست وچہار (۲۴) سطور۔

اسنی المطالب فی صلة الاقارب

تالیف

شیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المکی المتولد فی اواخر سنہ تسع وتسعمائة المتوفی ضحوة یوم الاثنین ثالث عشر رجب سنہ اربع وسبعین وتسعمائة ۔

دریں کتب خانہ آصفیہ سہ نسخہ ازاں موجود است ۔

یک نسخہ قدیمہ بخط عرب خوشخط مکتوبہ سنہ ۱۰۰۸ھ بر نمبر ۱۶۱ فن حدیث موجود ۔

جملہ صفحات ۷۰ ۔ ۲۳ سطور فی صفحہ ۔ شروع آن ۔

قال شیخنا وسیدنا الامام العالم العلامة والبحر الفهامه الخ ۔

خطبہ اول کتاب ۔ الحمد لله الذی عم جوده واکبریائه بعظائم قدرته وجمل خلفاء حضرته بسوابغ نعمته الخ

عبارت خاتمہ این است ۔

کان الفراغ من کتابة هذه النسخة المبارکة یوم الخمیس المبارک لثانی شهر ربیع الاخیر من شهور سنه ۱۰۰۸ھ من الهجرة النبویه علی صاحبها افضل الصلوة والسلام علی ید کاتبها افقر العبید لربه الفقیر علی النیسابوری ۔

نسخہ ثانیہ کہ بر نمبر ۹۳ مخزون است ہم بخط عرب مکتوبہ ۱۱۸۱ھ است ۔

وعبارت خاتمہ این است ۔

تم الکتاب بعون الله فی یوم الجمعه ثامنیة یوم … من شهر شوال سنہ ۱۱۸۱ھ

الف ومائة واحدی وثمانین ۔

نسخۂ ثالثہ جدید الخط غالباً نوشتہ یکصد سال باشد اما سنہ کتابت نیست کہ برنمبر ۹۴۶ حدیث مخزون است و در آخر خاتمہ کاتب نیست ۔

موضوع کتاب اینکہ آیات و احادیث صلہ عزیزان و اہل قرابت و عذاب و سزائے قطع رحم و عدم مراعات قرابت را بشرح و بسط تمام درین کتاب جمع نمودہ و کتاب را بر چہار مقدمہ و پنج باب و یک خاتمہ مرتب کردہ ۔

المقدمة الاولی فیما هو الاصل فی الاعانة علی ما هذا التالیف لصدده من صلاح الحال مع الحق تارة ومع الخلق الاخری ۔

باب اول اسباب و موجبات قطع رحم ۔

باب دوم بیان آیات و احادیث دالہ بر عذاب و وبال و نکال قاطع رحم ۔

باب سوم در بیان حقیقت قطع رحم و اینکہ قطع رحم گناہ ہائے کبیرہ است ۔

باب چہارم در ذکر آیات و احادیث متضمنہ تاکید شدید بصلہ رحم ۔

باب پنجم در ذکر وقائع بغض و عناد و جدال و قتل کہ در میان برادران و عزیزان و اقارب از بدو خلقت حضرت آدمؑ تا زمانہ خلیفۂ عباسی مقتدر باللہ واقع شدہ ۔

و مولف موصوف درہمین باب اکثر قصص تکالیف و شداید و قتل و نہب کہ بر انبیائے سلف از دست برادران و امت شان رسیدہ ذکر نمودہ مثل قصہ حضرت یوسفؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ و حضرت ابراہیمؑ و تمامی مصائب و شدائد حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع جملہ غزوات و سرایائے آنحضرتؐ و جملہ وقایع ہلکہ و شدایدے و لہ کہ بعد آنحضرتؐ بر [illegible] خلفائے بنی امیہ و بنی عباس وغیرہ واقع شدہ ۔

نیز درین باب وارد نموده
خاتمہ در مواعظ وغیرہ ۔

وکتاب مذکور نہ در کتب خانہ خدیو مصری موجود است نہ در لندن ۔ نہ در رامپور نہ در بانکی پور نہ در سندھ کتبخانہ جھنڈا شاہ ۔

وعلامہ ابن حجر مکی صاحب تصانیف مفیدہ کثیرہ است و فضائل و مناقب وعلو شان او در مدارج علم ومراتب از کتاب "النور السافر عن اخبار القرن العاشر" تصنیف شیخ عبد القادر بن شیخ احمد العیدروس خواہی یافت کہ ترجمہ او را بکمال شرح وبسط مع تعداد شائخ وتصانیف ذکر نمودہ ۔

الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ

تصنیف علامہ محمد بن سید عبد الرسول بن عبد اللہ العلوی الحسنی الموسوی البرزنجی المتوفی سنہ ۱۱۰۳ھ یکہزار و یکصد و سہ ہجری است در بیان آثار و علامات قیامت از آیات قرآنی و احادیث نبویہ کتاب را در مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً جمع نمودہ۔

اول کتاب این است۔ احمد من اوضح منہاج الحق الخ۔

و کتاب را بر سہ باب مرتب نمودہ۔

باب اول در نشانی ہائے بعیدہ کہ ظاہر شدہ و منقضی ہم گشتہ۔

باب دوم در علاماتیکہ ظاہر شدہ و ختم نشدہ بلکہ ہر وقت و ہر روز در تزاید و تکاثر و تکامل است تا اینکہ قیامت برسد۔

باب سوم در ذکر امارات قریبہ کبیرہ کہ بعد ظہور آنہا قیامت ظاہر شود۔

نسخہ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۱۱۰۰ فن حدیث بخط نسخ صاف است و از صفحہ ۱۱۱ بخط عادی۔ جملہ صفحات دو صد و شصت و پنج (۲۶۵) و سطور فی صفحہ ہفدہ (۱۷)۔

اطراف مزی

اصل نام اطراف مزی "تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف" موضوع کتاب
اینکہ در صحاح ستہ ہرانچہ از مسانید و مرویات ہر یک صحابی رض در مقامات مختلفہ
مذکور است ہمہ آنرا یکجا جمع نمودہ و بعد ذکر ہر حدیث نشان میدہد کہ این حدیث
در صحیح بخاری در کتاب الایمان ست و این در کتاب النبوة و این در مغازی
این در نکاح و این در طلاق ہمچنین مقامات صحیح مسلم وغیرہ ہمہ نشان میدہد و
مقصود ازین جمع و تالیف ہمین کہ طالب را معلوم شود کہ مثلاً از ابن عباس رض چند
تا حدیث مروی شدہ و در صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ چند جا مذکور شدہ و
اسامی شریف صحابہ کرام رض را مرتب بہ حروف تہجی نمودہ تا تناول آن سہل باشد
نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ ناقصہ است و سہ جلد دارد یکے جلد اول کہ دران
بعد خطبہ کتاب از مسند ابیض شروع نمودہ بعد آن مسند ابی اللحم الغفاری بعد آن مسند
ابی عمارہ تا اینکہ بر مسند ابن عباس رض این جلد ختم شدہ اوراق این جلد (۴۸۸) چہار
صد و ہشتاد و ہشت می باشد خط عرب ست تاریخ کتابت سنہ ۱۱۰۳ ہجری ست
نام کاتب مذکور نیست۔

جلد دوم از بقیہ مسند ابن عباس رض شروع تا مسند ابن مسعود است این ہم بخط
عرب است و از خط جلد اول بہتر و خوشتر اما نام کاتب و سنہ کتابت در
آخر مذکور نیست بظاہر معلوم می شود کہ نوشتہ صدی یازدہم باشد۔

جلد سوم از مسند ام المومنین عایشہ رض شروع ست بخط عرب و قدیم ست نام
کاتب و سنہ کتابت در آخر نیست۔

اول کتاب این ست۔

الحمد لله رب العلمین واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له اله الاولین والاخرین واشهد ان محمدا عبده ورسوله امام المتقین الخ۔

نام علامہ مزی ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالرحمن بن یوسف بن عبدالملک بن یوسف بن علی الزہری المزی است وفاتش در ۷۴۲ھ ہفتصد و چہل و دو ہجری واقع شدہ۔

علامہ حافظ ابن حجر العسقلانی در کتاب درر کامنہ فی اعیان مائہ ثامنہ ترجمہ علامہ مزی را بہ کمال شرح و بسط وارد نمودہ و از علامہ ذہبی نقل کردہ کہ علامہ مزی خاتمہ محدثین حفاظ و ناقد اسانید و الفاظ و حلال معضلات و موضح مشکلات حدیث بودہ در ایام طفلی حفظ قرآن نمودہ و بہ فقہ شافعی مدتے مشتغل بودہ الخ

ولادت علامہ مزی در ۶۵۴ھ ہجری واقع شدہ و مابین ظہر و عصر روز شنبہ دوازدہم ماہ صفر سال ہفتصد و چہل و دو ہجری بہ رحمت حق پیوست و وقت وفات بہ تلاوت آیۃ الکرسی مصروف بود و روز یکشنبہ بمقبرۂ صوفیہ قریب ابن تیمیہ مدفون گردیدہ و جمعے کثیر بر او نماز کردند۔

اقضیۃ رسول اللہ

تالیف ابوعبداللہ محمد بن فرج المالکی متوفی سنہ

موضوع کتاب اینکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم در زمانہ خود فیصلہ نزاعات و معاملات خود فرمودہ یا بہ دیگرے از صحابہ کرام وغیرہ حکم در قضیہ ارشاد فرمودہ ہمہ آن را مولف درین کتاب جمع نمودہ۔

اول کتاب۔ الحمد للہ کما احمد نفسہ و اضعاف ما حمدہ حتی لیفنی حمدہم و یبقی حمدہ الخ۔

مولف در آخر کتاب میفرماید کہ خلاصہ آن اینست۔ چون کتاب الاقضیہ تصنیف ابوبکر بن ابی شیبہ دیدم معلوم شد کہ دران کتاب ابن ابی شیبہ زیادہ از نصف اقضیہ جمع نشدہ پس خواستم کہ تتبع کامل نمودہ جملہ قضایائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جمع نمایم پس از موطائے مالک و تفسیر ابن سلام وغیرہ وغیرہ از جملہ سی و چہار کتب تخص اقضیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ درین کتاب جمع نمودم۔ بعد این مولف سلسلہ روایت خود بہر یک کتاب کہ ازان اقضیہ جمع نمودہ ذکر کردہ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری۔ ۲۲۵۔ فن حدیث مکتوبہ سنہ ۶۱۱ ششصد و یازدہ ہجری است و ہم باصل منقول عنہ مقابلہ شدہ چنانچہ در آخر کتاب تحریر است۔ جملہ صفحات ۹۵ نود و پنج۔ و سطور فی صفحہ ۲۸ بست و ہشت۔

کتاب الاکتفا فی فضل الاربعۃ الخلفاء

تصنیف علامہ ابراہیم بن عبد اللہ الوصابی الیمنی الشافعی المتوفی فی اواخر المائۃ العاشرہ۔

موضوع کتاب۔ جمع احادیث فضائل صحابہ کرام خصوصاً مناقب خلفاء اربعہ السلام از کتب معتبرہ احادیث مرویہ از حضرت سید الانام علیہ وعلیہم التحیۃ والسلام است۔

شروع کتاب این است :- الحمد للہ المجید الفعال لما یرید الذی لسیر الاکتفاء علی من علیہ عولہ وبعلمہ اکتفی وامدّہ بالمزید۔ الی ان قال وسمیتہ الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء رضی اللہ تعالی عنہم وعن بقیۃ الصحابۃ اجمعین۔

مصنف عالیمقام کتاب را بر ہشت کتب تقسیم نمودہ چنانچہ در آخر خطبہ گفتہ :-

وسمیتہ الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء رضی اللہ عنہم وعن بقیۃ الصحابۃ اجمعین ورتبتہ علی ثمانیۃ کتب۔

الکتاب الاول۔ کتاب التحقیق فیما جاء فی فضل الخلیفہ علی التحقیق المخصوص بالصدیق والتصدیق ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ علی انفرادہ وفیہ تسعۃ عشر بابا وثلاثۃ فصول وخاتمہ۔

الکتاب الثانی۔ کتاب القول والصواب فیما جاء فی فضل امیر المومنین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی انفرادہ وفیہ اثنان وعشرون بابا وستۃ فصول وخاتمہ۔

الکتاب الثالث۔ کتاب الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما علی انفرادہما وفیہ ثمانیۃ ابواب۔

الکتاب الرابع۔ کتاب واضح البرھان فیما جاء فی فضل امیر المومنین ابی عمرو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ علی انفرادہ وفیہ ستۃ عشر بابا وثلاثۃ فصول وخاتمۃ۔

الکتاب الخامس۔ کتاب اسنی المطالب فیما جاء فی فضل امیر المومنین ابی الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی انفرادہ وفیہ عشرون بابا وثلاثۃ عشر فصلا۔

الکتاب السادس کتاب تبصرة الناظر فیما جاء فی فضل عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ الحقیقۃ بفضل الامام علی لمناسبۃ المقام وفیہ دلالۃ علی فضل علی رضی اللہ عنہما۔

الکتاب السابع کتاب الدرر المرضعہ فیما جاء فی فضل الخلفاء الاربعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی انفرادہم وذکر فضلہم مع غیرہم من الصحابۃ من واحد الی عشرۃ وفیہ خمسۃ ابواب۔

الکتاب الثامن کتاب الانتصار فیما جاء فی فضل السادۃ الانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن کل الصحابۃ اجمعین لانہم انصار اللہ ورسولہ وجند اللہ ورسولہ لایوائہم ونصرہم لہ ومواساتہم للمہاجرین باموالہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وفیہ ستۃ ابواب۔

وبعد تمامی تفصیل این کتب ثمانیہ نہ کتب دیگر بطور الحاق داخل تصنیف این کتاب نمودہ چنانچہ بعد ذکر کتاب ہشتم گفتہ:۔

والحقت ذلک بکتاب لطیف فیما جاء فی فضل اہل الیمن سمیتہ بالقول الحسن فی فضل اہل الیمن لمناسبتہم للانصار بالنصرۃ لانہم کانوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصارا ومددا وان لم یقاتل منہم احد۔

والحقت ذلک بکتاب لطیف سمیتہ المعارج فی فضل قضاء الحوائج فی فضل المعروف وفضل اہلہ وفیہ احد عشر بابا وفصلان لمناسبتہ بالمواساۃ التی کانت من الانصار للمہاجرین وحسن الایثار لیحصل بہ الترغیب لاہل الطول والسعۃ بالاحسان الی الفقراء وایصال النفع الیہم بالمال والجاہ وکل ما یودی الی نفعہم۔

والحقت ذلک بکتاب لطیف سمیتہ الاحادیث القاطعۃ بان الذی یخلف الوعد اذ لم یتب مصیرۃ اخر ما یتلی فی سورۃ القارعۃ فیہ تحذیر من خلف الوعد وحث علی انجازہ لانہ من المعروف ومکارم الاخلاق والعکس بالعکس۔

والحقت ذلک بکتاب لطیف سمیتہ واضح الاقوال بان ایام منی ایام اکل وشرب وبعال۔

والحقت ذلک بکتاب سمیتہ جواہر الانبا فی فضیلۃ مسجد قبا وفیہ ثمانیہ ابواب۔

والحقت ذلک بکتاب لطیف سمیتہ بالقول التمام فی فضل الاحتجام وفیہ اربعۃ ابواب۔

والحقت ذلک بکتاب لطیف سمیتہ الامر الموجب لتقدیم الطعام علی صلوۃ المغرب۔ الخ

مگر بملاحظہ آخر کتاب واضح می شود کہ کتاب مذکور بہیچ کتب از جملہ ہشت کتاب مذکورہ اولین تمام است و سہ کتاب ششم ۔ ہفتم و ہشتم ۔ و جملہ کتب الحاقی دران نیست ۔
ظاہراً معلوم می شود کہ بقیہ کتب از تصنیف بیرون نیامدہ و حسب ارادۂ خود مصنف اسامی تمامی کتب در خطبہ آوردہ مگر تصنیف نشدہ چرا کہ در آخر کتاب گفتہ ۔

انتھی کتاب اسنی المطالب قال جامعہ اتفق الفراغ من جمعہ و ترتیبہ ثانی عشر ربیع الاول احد شھور عام ثلاث و ستین و تسعمائۃ ۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۔ ۲۵۵ ۔ فن حدیث مخزون است نسخہ قدیمہ محررۂ ۹۶۷ھ سبع و ستین و تسعمائۃ ہجری است ۔ و ھذہ عبارتہ ۔

تم الکتاب بحمد اللہ و حسن توفیقہ ثانی عشر جمادی الاولیٰ سنۃ سبع و ستین بعد تسعمائۃ ۔

کتاب الاکتفا در کتب خانہ جات لندن و مصر و رامپور و بانکی پور و سندھ کدامی جا موجود نیست ۔

کتاب الالمام باحادیث الاحکام

تالیف

الشیخ تقی الدین محمد بن علی بن وہب المعروف بابن دقیق العید المتوفی ۷۰۲ھ

متون احادیث متعلقہ باحکام را بحذف اسانید برابواب فقہ و اخلاق وغیرہ جمع نمودہ ۔ وحاجی خلیفہ در کشف الظنون میگوید کہ ۔

خود مصنف شرح کامل برین کتاب نوشتہ کہ در وصف آن گفتہ می شود کہ مثل آن درین باب کتابے اعظم تر ازین شرح براہ فوائد و جامعیت در وجوہ نیامد ونام این شرح الالمام نگاشتہ ۔ بعضے میگویند کہ این شرح باتمام نرسیدہ اما علامہ بقاعی در حاشیہ الفیہ میفرماید کہ شرح مذکور کامل شدہ بود لاکن بعد موت ابن دقیق بعض حساد بوجہ خوبی وجامعیت آن را معدوم نمودند چہ اگر آن باقی بودے احتیاج بکتابے دیگر درین مطلب نشدے ۔

ودیگر علمائے اعلام ہم بشرح وتلخیص آن پرداختہ اند اگر تفصیل آن می خواہی بکشف الظنون رجوع باید کرد ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن حدیث بر نمبر ۱۲۱ المخزون ست بخط عرب خوشخط نسخہ قدیمہ ست گر ورآخر چند اوراق ناقص است و تا کتاب الجامع ست کہ بعد کتاب الدعوی والبینات مذکور ست ۔

بظاہر نسخہ مذکورہ محررہ صدی ہشتم یا نہم ست بلحاظ خط و بر صفحہ اول کتاب سجع خرید

شخصے ۹۷۴ تحریر کردہ و نیز در ہمان صفحہ کسے دیگر سنہ خرید ۱۱۵۸ نوشتہ است
جملہ اوراق موجودہ یکصد نود و نہ صفحہ است و سطور در ہر صفحہ بست و سہ سطر
و کتاب مذکورہ در کتبخانہ لندن نہ در مصر نہ در رامپور موجود است اما دو نسخہ آن
در کتبخانہ بانکی پور می باشد و بر نمبر ۴۰۴ و ۴۰۵ مخزون نسخہ اولی مکتوبہ سنہ ۷۱۵ھ
تقریبا۔ و نسخہ ثانیہ مکتوبہ سنہ ۸۶۱ھ۔

جلالت قدر و علو شان و حفظ و اتقان علامہ ابن دقیق در علم حدیث از
کتب رجال واضح و ہویدا است۔

حافظ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی در طبقات الحفاظ و عبدالحی بن العماد در
شذرات الذہب و حافظ ابن حجر در درر کامنہ بذکرش پرداختہ۔

الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ

تالیف

محدث علامہ عبدالحق بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حسین بن سعید المعروف بابن الخراط الازدی الاشبیلی۔

ولادت او در ۵۱۰ھ پانصد وده ہجری۔ وفاتش بمقام بجایہ ۵۸۲ھ پانصد و ہشتاد و دو ہجری۔

موضوع کتاب این ست کہ مؤلف احادیث متضمنہ احکام شرعیہ را شامل طہارت۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ صوم حج۔ جہاد۔ اطعمہ۔ لباس وغیرہ وغیرہ از صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث استخراج نمودہ علٰحدہ جمع کردہ۔

کتاب مذکور حسب تصریح حاجی خلیفہ در سہ جلد می باشد واز فہرست مطبوعہ کتب خانہ خدیو مصریہ معلوم شد کہ بعض کاتبان آن را در شش جلد نوشتہ اند۔ و در کتب خانہ موصوفہ چہار مجلد اول و دوم و پنجم و ششم موجود است سوم و چہارم غیر موجود۔

درین کتب خانہ آصفیہ دو جلد از جملہ مجلدات آن موجود و بر نمبر ۲۶۶ و ۲۶۷ فن حدیث مخزون۔

ہر دو جلد بخط نسخ خوشخط بخط عرب کاغذ نہایت کہنہ اوراق جلد اول ۲۵۸ صفحات ۵۱۵۔ و سطور ۲۳۔ اوراق جلد دوم ۲۵۱ و صفحات ۵۰۱ سطور فی صفحہ ۲۵ و این ہر دو جلد غالباً پارہ از اوسط کتاب می باشد۔ چرا کہ در فہرست خدیویہ مصر

تصریح است کہ جلد اول شروع ست از کتاب الایمان و جلد آخر ختم ست بر کتاب الامراض۔ والعیادۃ۔ و مضامین این ہر دو جلد غیر مضامین جلد اول و آخر است۔

و نیز این ہر دو جلد علٰحدہ علٰحدہ مستند با این ہر دو تسلسل نیست۔ اگرچہ در آخر نمبر ۲۶۶ شخصے این عبارت نوشتہ کہ

تم الجزء الاول و یتلوہ الجزء الثانی وھو من کتاب الاطعمہ۔

گر بعد غور کامل واضح شدہ کہ این جعلی مدلس است و خط اصل کتاب و خط این عبارت خاتمہ مختلف ست بخط شخص واحد نمی باشد۔

شروع جلد اول کہ بر نمبر ۲۶۶ ست اینست:۔ ابواب الصفوف و خاتمہ آن۔ باب النہی ان نیزی الحمر علی الخیل۔

و فہرست مضامین این جلد اینست۔

و شروع جلد دوم نمبر ۲۶۷۔ این است۔

کتاب الاطعمہ

و خاتمہ باب کیفیۃ الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

و فہرست جلد دوم اینست۔

کتاب الاسماء والکنی ۸۰
کتاب الادب ۱۴۶
کتاب التوبہ ۲۷۴
کتاب الحشر والجنۃ والنار ۳۵۸
کتاب القدر ۴۱۹
کتاب الاذکار والادعیہ ۴۳۴

وسنہ تحریر این ہر دو جلد اگرچہ در خاتمہ ہر دو در ہندسہ و در عبارت عربی ۹۵۹ھ نہصد و پنجاہ و نہ نوشتہ مگر بنظر این حقیر غلط است چراکہ خط اصل کتاب و خط این عبارت کہ دران سنہ کتابت تحریر ست ہر دو مختلف است و نیز معلوم می شود کہ اصل سال کتابت وغیرہ تحریر بود آنرا کسے حک نمودہ این سال جعلی نوشتہ است نیز از ملاحظ کاغذ و خط اصل واضح می شود کہ ہرگز این ہر دو جلد مکتوبہ چہار صد سالہ نخواہد بود غایت درجہ شاید تحریرہ دو صد سال یا کم ازان باشد واللہ یعلم بالصواب۔

وبظاہر کتاب مذکور تاحال در مصر وغیرہ ہم چاپ نہ شدہ و در کتب خانہ رامپور نیست۔ و یک جلد در کتب خانہ بانکی پور موجود است۔ و در کتب خانہ لندن ہم نیست۔

اما علو شان و رفعت مکان مولف عالیشان در فن حدیث وغیرہ بمطالعہ کتب تراجم و تاریخ واضح خواہد شد۔

در کتاب تہذیب الاسماء واللغات ج ا ص ۲۹۲ و فوات الوفیات ج ا ص ۲۴۸ و در الاعلام قاموس تراجم لخیر الدین الزرکلی ذکرش بتفصیل موجود است۔

مولف عالیشان یکے از علماء مغرب است کہ کتب کثیرہ در فن حدیث تالیف نمودہ ازان جملہ المعتل من الحدیث در شش مجلدات الاحکام الشرعیہ الکبریٰ، الاحکام الصغریٰ، الجامع الکبیر در بست مجلدات، العاقبہ و ذکر الموت وغیرہ اند۔

اکمال الدین
و
اتمام النعمة

تصنیف ابوجعفر محمد بن علی بن موسیٰ بن بابویہ القمی المعروف بہ شیخ صدوق المتوفی ۳۸۱ھ احدیٰ و ثمانین و ثلثمائة۔

موضوع کتاب۔ ذکر غیبت حضرت امام ثانی عشر علیہ السلام۔

مصنف علامہ در خطبہ می فرماید ہر گاہ من بعد حصول شرف زیارت روضۂ مبارکہ امام ثامن حضرت ضامن علی بن موسیٰ رضا سلام اللہ علیہ بہ شہر نیشاپور رسیدم و آنجا قیام نمودم پس اکثر شیعیان را کہ نزدم آمد و شدی نمودند دیدم کہ در باب غیبت و طول مدت و درازی عمر حضرت امام ثانی عشر متحیر و متردد و متشکک ہستند پس در دفع حیرت و شکوک شان تمامی کوشش نمودم و احادیثے کہ در ثبوت غیبت و طول عمر حضرت موعود از جناب رسالتمآب و ائمہ اطہار علیہم الصلوٰة والسلام من اللہ الغفار مروی و منقول است بہ اوشان یاد دادم و دفع وساوس و اوہام و شکوک اوشان کردم۔ پس در ہمین زمان شیخ نجم الدین ابوسعید محمد بن الحسن بن علی بن احمد بن علی بن الصلت القمی کہ صاحب علم و فضل و کمال در شہر قم بود نزد من آمد و من ہمیشہ مشتاق ملاقات او بودم چراکہ والد علامہ من قدس اللہ روحہ بامن صفات و تقدس و زہد و ورع و علم و فضل او بارہا فرمودہ بود بلکہ پدر بزرگوارم از جدا و محمد بن احمد بن علی بن الصلت روایت احادیث می کرد پس بہ ملاقات او مسرور شدم و شکر الٰہی بجا آوردم کہ در تمنائے مدت ہائے دراز من حاصل گردید۔

یک روز کہ شیخ مذکور بامن در مذاکرہ و مکالمہ مصروف بود در میان آن گفت کہ در بخارا

شخصے از فلاسفہ کاملین و منطقیین بارعین کلامے در باب حضرت قایم علیہ السلام بر شیخ مذکور
گفتہ کہ از کلام آن فلسفی شیخ موصوف در باب غیبت و طول عمر حضرت قایم علیہ السلام متشکک و
متحیر و متوقف شدہ است پس چند فصول برائے اثبات غیبت با او بیان کردم و احادیث
نبوی و ائمہ اطہار علیہم السلام کہ متعلق بہ غیبت منقول و ماثور است یک یک بر او شمردم تا اینکہ
قلب او مطمئن گردید و شکوک و اوہام کہ دربارہ غیبت با او عارض شدہ بود ہمہ زائل و برطرف
شد۔ و شیخ موصوف با من گفت کہ کتابے درین مطلب تصنیف نمایم من فرمایش او را قبول
نمودم و با او وعدہ دادم کہ ہرگاہ بہ وطن میرسم کتابے حسب فرمایش شما تصنیف نمایم۔ بعد آن
یک شب درہمین نیشاپور در فکر اہل و برادران و نعمائیکہ آنہا را در وطن گذاشتہ بودم کہ خواب
بر من مستولی شد در خواب دیدم کہ در مکہ معظمہ ہستم و طواف خانہ کعبہ می کنم در شوط ہفتم نزد حجر اسود
رسیدہ بوسہ دادم و گفتم امانت خود را ادا کردم و میثاق را تعہد نمودم تا کہ تو شہادت وفائے
عہد من بروز قیامت بدہی پس دیدم کہ مولائے حضرت قایم صاحب الزمان علیہ السلام
بر در خانہ استادہ اند من بہ ہمان فکر اہل و عیال کہ در بیداری در دلم بود قریب آنجناب رفتم
حضرت بفرس خود بملاحظہ روئے من افکار مرا فہمیدند بر حضرت سلام عرض نمودم و جواب
سلام دادہ فرمودند چرا در بیان غیبت چنین کتاب تصنیف نمی کنی کہ مہمات ترا کفایت نماید عرض
نمودم یا ابن رسول اللہ در غیبت چیزہا نوشتہ ام فرمودند بآن طرز کہ سابق تصنیف کردہ نمی گویم
کہ بہ ہمان طور تصنیف دیگر کن بلکہ حالا کتابے چنین تصنیف نمائی کہ دران ذکر غیبت ہائے انبیاء
سابقین جمع نمائی بعد آن حضرت از انجا تشریف بردند و من گریان و ترسان از خواب بیدار
شدم و تا صبح در دعا و گریہ و زاری بسر بردم چون صبح شد شروع در تالیف این کتاب نمودم۔
اول کتاب اینست۔

الحمد للہ الواحد الاحد الفرد الصمد الحی القادر العلیم الحکیم العلی العظیم المتعال عن صفات
المخلوقین ذی الجلال و الاکرام و الافضال و الانعام الذی لہ الاسماء الحسنیٰ و الامثال
العلیا و الحکمۃ البالغۃ و المشیۃ النافذۃ و الارادۃ القاھرۃ و لیس کمثلہ شیٔ و ھو السمیع العلیم
البصیر و لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار و ھو اللطیف الخبیر۔ الخ

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۷۹ فن حدیث مرتب است خوشخط بخط نسخ کاغذ خان بالغ مکتوبہ سنہ ۱۰۰۲ یکہزار و دو ہجری بخط کاظم آثم است۔

جملہ اوراق آن سیصد و یک ۳۰۱ وسطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹۔ در خاتمہ این عبارت نوشتہ است:-

الحمد للہ الذی قضی فی اتمام کتابۃ ھذہ النسخۃ الشریفۃ المبارکۃ المسماۃ بکمال الدین واتمام النعمۃ وانا اقل الخلیقۃ بل لا شی فی الحقیقۃ کاظم آثم۔

سنہ ۱۰۳۲ شہر ربیع الآخر

امالی

شیخ صدوق محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی المتوفی ۳۸۱ھ احدی وثمانین وثلثمائہ ہجریہ
در مجالس مختلفہ احادیث متفرقہ بیان می کرد درین امالی جمع است۔ شروع کتاب این است:۔

"الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین ولا عدوان الا علی الظالمین الخ"

کتاب مرتب است بر مجالس وجملہ مجالس ہفت ونود است۔

مجلس اول یوم جمعہ دوازدہم رجب ۳۶۷ھ سبع وستین وثلثمائہ بودہ۔

ومجلس ہفت ونود در یوم پنجشنبہ یازدہم ماہ شعبان ۳۶۸ھ ثمان وستین وثلثمائہ بود۔

درین کتب خانۂ آصفیہ دو نسخۂ قلمیۂ آن بر نمبر ۷۰ و ۴۹۹ فن حدیث موجود است۔

نسخۂ نمبری ۷۰ بخط نسخ نہایت خوشخط بر کاغذ حنائی مجدول طلائی در ۱۲۶۳ھ حسب فرمائش نجم الحکماء سید علی نقی بقلم سید محمد رضوی نوشتہ شد۔

ومخفی نماند کہ مراد از زبدۃ العلماء سید علی نقی خلف سید حسین عرف میرن صاحب مجتہد لکھنوی ابن مولانا سید دلدار علی مجتہد لکھنوی باشد۔

جملہ صفحات ۹۲۵ وسطور فی صفحہ پانزدہ۔

ونسخۂ ثانیہ نمبری ۴۹۹ بخط نسخ صاف باجدول طلائی بر کاغذ گندہ است۔ سال کتابت ونام کاتب مرقوم نشدہ۔ بگمان حقیر اگر نوشتۂ اواخر صدی یازدہم باشد بعید نیست۔ جملہ صفحات ۹۸۶ وسطور فی صفحہ چہاردہ۔

النموذج الحبیب
فی
خصائص الحبیب

تصنیف و تالیف علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ است دران مختصات و خصوصیات جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات بیان نمودہ است۔

کتاب مرتب است بر ابواب

باب اول مشتمل بر ذکر خصائصیکہ آنحضرت از جملہ انبیا و بآن خصائص منفرد بود درین باب چہار فصل است۔

فصل اول خصائصیکہ ذات پاک او درین عالم بآن مخصوص بود۔

فصل دوم در خصائصیکہ امت آنحضرت و شرع آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ بآن مختص است۔

فصل سوم۔ در ذکر خصائص کہ ذات مقدس آنحضرت در آخرت مختص است۔

فصل چہارم خصوصیات امت آنحضرت در آخرت۔

باب دوم در خصوصیاتیکہ برائے آنحضرت و امت آنحضرت مخصوص است در آن ہم چہار فصل است۔

فصل اول امور واجبہ و حکمیہ کہ بآن مختص شدہ۔

فصل دوم امور محرمہ کہ مختص است بآنحضرت۔

فصل سوم امور مباحہ کہ مختص باد بست۔

فصل چہارم کرامات و فضائل کہ بآنحضرت مختص است۔

اول کتاب این است۔

الحمد لله الذی اتقن بحکمته کل شیئ فاحتبک وبعث حبیبه محمد صلی الله علیه و آله وسلم فانه به کل حالک واتاه من المعجزات والخصائص مالم تؤت لبشر ولا ملک وجعل جنده الملائکة یسیر معه حیث سلک صلی الله علیه وسلم ما اسامر خلق وظلام فلک۔

نسخه موجوده کتب خانه آصفیه که بر نمبر ۱۳۲۴ مربوط است بخط نسخ معمولی است در سنه ۱۰۸۵ یکهزار و هشتاد و پنج تحریر شده۔

جمله اوراق یازده وسطور فی صفحه ۱۹

در آخر آن یک رساله دیگر علامه سیوطی مجلد است در آن برین معنی بحث کرده که برای رفع موی عانه که نوره گرفتن سنت است یا حلق نمودن شخصے از علامه سیوطی سوال کرده بود که نوره گرفتن سنت یا نه واحادیث وارده درین باب ثابت است یا نه نقل حدیث ام المومنین ام سلمه که در سنن ابن ماجه مروی شده که آنحضرت هرگاه طلا به نوره میفرمود ابتدا و بطلا عورتین میکرد و بعد آن تمام جسم مبارک را از نوره طلا میفرمود در جواب او این رساله تحریر کرده نام این رساله الاخبار المأثوره فی الاطلاء بالنوره قرار داده۔

جمله اوراق رساله چهار ورق وسطور فی صفحه نوزده۔ مکتوبه بخط مصطفی سال تحریر ۱۰۸۵ه است۔

بحار الانوار

تصنیف علامہ محمد باقر بن محمد تقی بن مقصود علی المجلسی المتوفی سنہ ۱۱۱۱ھ یکہزار و یکصد و یا یازدہ ہجری۔

کتابے است کہ علوم کثیرہ این قدر دران جمع کردہ کہ در کتابے دیگر این قدر علوم جمع نشدہ بود و مثل آن کتابے دیگر موجود نیست و آں مشتمل است بر بست و پنج مجلد و ہر یک جلد آن مستقل می باشد۔

کتاب اول در بیان عقل و جہل۔

اول آن۔ الحمد للہ الذی سمک سماء العلم و زینہا ببروجہا الخ۔

جلد دوم در بیان توحید باریتعالی۔ اولش۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید الموحدین الخ

جلد سوم مشتمل بر احادیث دالہ بر عدل باریتعالی و علل تکلیف عباد۔ اول آن الحمد للہ الذی امر عبادہ بالعدل وھو اولی بہ من المامورین و زجرھم فبین انہ لا یظلم المنجودین الخ

جلد چہارم۔ مناظرات و احتجاجات و جوامع۔ اولش۔ الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان الخ۔

جلد پنجم در بیان نبوت و قصص انبیائے سابقین از حضرت آدم تا حضرت عیسیٰ علیہم السلام۔ شروع آن۔ الحمد للہ الذی اصطفیٰ من عبادہ رسلا فبعثھم مبشرین و منذرین و اختار منھم خیرتہ من خلقہ محمد اسید المرسلین الخ۔

جلد ششم۔ در تاریخ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بیان فضائل و مناقب و معجزات و مکارم اخلاق و غزوات و سرایا و جملہ حالات آنحضرت از ابتدائی خلقت نور و ولادت تا وفات حسرت آیات۔

جلد ہفتم در حالات آئمہ کرام و دلائل امامت اوشان و فضائل و مناقب و معجزات و غرائب حالات از ولادت تا شہادت۔ اولش الحمد للہ الذی اوضح لنا مناہج الہدی

بمفاتیح الکلم و مصابیح الظلم الخ۔

جلد ہشتم وقائع کہ بعد وفات آنحضرت بظہور آمدہ و محاربات حضرت امیر المومنین علیہ السلام و حالات صحابہ و تابعین۔ اولش الحمد للہ الذی اوضح لنا مسالک الدین باعلامہ و نوّر لنا بمصابیح الیقین لیالیہ کایامہ الخ

جلد نہم در بیان فضائل و مناقب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب و معجزات و مکارم اخلاق و حالات تاریخی و ذکر آیات قرآنی کہ در شان آنجناب نازل شدہ۔

خطبۂ کتاب الحمد للہ الذی شیّد اساس الدین و نوّر مناہج الیقین بمحمد سید المرسلین الخ

جلد دہم در حالات حضرت سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا و بضعۃ سید المرسلین و تاریخ حضرت امام حسن و امام حسین سبطے رسول الثقلین اول آن این است۔

الحمد للہ الذی خص بالبلاء من عبادہ المحبین النجباء فاخص الانبیاء و اعاظم الاوصیاء الخ

جلد یازدہم در حالات سید الساجدین زین العابدین و حضرت محمد بن علی الباقر و حضرت جعفر بن محمد الصادق و حضرت موسیٰ الکاظم صلوات اللہ علیہم و علی آبائہم الطاہرین۔ شروع کتاب۔

الحمد للہ الذی اکرمنا بسید انبیائہ واشرف اوصیائہ الخ۔

جلد دوازدہم۔ حالات حضرت ضامن امام ثامن جناب علی بن موسیٰ الرضا و حالات حضرت امام محمد تقی و امام علی نقی و امام حسن عسکری علیہم السلام۔

جلد سیزدہم حالات حضرت امام ثانی عشر صاحب الزمان خلیفۃ الرحمان عجل اللہ فرجہ و سہل مخرجہ اولش۔ الحمد للہ الذی وصل لعبادہ القول بامام بعد امام الخ۔

جلد چہاردہم مسمّی است بہ کتاب السماء و العالم بایں وجہ کہ مصنف علامہ دریں جلد بردہ خبار آیات قرآنی و احادیث نبوی کہ متعلق است بخلقت لوح و قلم و عرش و کرسی و حجب و سرادقات و سموات ملائکہ و کواکب و نجوم و صفات و احکام و تاثیرات نجوم و زیجہا و عناصر و موالید از قسم معدنیات و نباتات و حیوانات و خواص آنہا و حلال و حرام و شکاری و ذبیحہ آنہا و منافع ادویہ و ثمرات و گیاہ و بیخ گیاہ و خواص و فوائد ہریکے ازاں و حالات انسان و نفس و روح و تشریح بدن انسانی و علم طب و حالات بقاع و بلاد و جملہ امور کہ باشیا تعلق دارد ذکر کردہ سوال این مجلد این است۔ الحمد للہ خالق

الارضین والسموات وسالک المسموکات الخ۔

جلد پانزدہم در بیان اسلام و ایمان و شرائط و توابع آن از قسم مکارم اخلاق و آداب معاشرت
با مردمان اقارب و اجانب و بیان معنی کفر و موجبات آن و معنی نفاق و لوازم آن از خصائص
قبیحہ و مذمومہ اول این مجلد اینست ۔ الحمد للہ الذی فضل نوع الانسان علی سائر الحیوان الخ

جلد شانزدہم در آداب و سنن و اوامر و نواہی و تعداد گناہان کبیرہ ۔ اول این مجلد چنین است۔
الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین ولا عدوان الا علی الظالمین ثم الصلوٰۃ والسلام
علی اشرف الانبیاء والمرسلین محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وعترتہ الغر المیامین مادامت
السموات والارضین۔

مجلد ہفدہم کتاب الروضہ مشتمل بر مواعظ و حکم و خطب ماثورہ و منقولہ از حضرت رسالتمآب و حضرات
آئمہ الطاہرین علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ شروع کتاب۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و
السلام علی خیر خلقہ وخلیفتہ محمد وآلہ الطاہرین علیہم السلام الخ۔

جلد ہژدہم در طہارت و صلوٰۃ اول آن۔ الحمد للہ الذی ہدانا الی الصلوٰۃ لتنہانا عن الفحشاء
والمنکر والی ذکرہ الذی ہو اکبر الخ۔

جلد نوزدہم در بیان قرآن و دعاہائے ماثورہ از حضرت نبوی و آئمہ طاہرین صلوات اللہ علیہ وعلیہم
اجمعین شروع آن ابواب الاذکار الخ۔

مجلد بستم در بیان زکوٰۃ و صدقہ و خمس و صوم و اعتکاف و اعمال سال اول آن۔
الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ السادات
الاقدمیین الخ۔

مجلد بست و یکم۔ در بیان حج۔

مجلد بست و دوم در بیان زیارت حضرت سرور کائنات و آئمہ طاہرین علیہم السلام والصلوات
اولش۔ الحمد للہ الذی ہدانا لزیارت احبابہ و اصفیائہ الخ۔

جلد بست و سوم در بیان احکام و ایقاعات معاملات بیع و رہن و ہبہ و تملیک وغیرہ شروع
آن۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین محمد و عترتہ الطیبین الطاہرین الخ

جلد بست و چہارم در احکام لقطہ و ضالہ و احیاء موات و شفعہ و غصب و قضایا و احکام القضاء و میراث جنایات و دیانت۔

جلد بست و پنجم در نقل اجازات و ہمین جلد آخر کتاب است و شامل ست بر اسانید مصنف علامہ بہ جملہ کتب دینیہ و اجازات علماء و مشائخین و اساتذہ مصنف۔ اولش۔

الحمد للہ رافع درجات العالمین و مفضل مداد العلماء علی دماء الشہداء المومنین الخ

مخفی نماند کہ کتاب مذکور در بست و پنج مجلد دو سہ بار در طہران چاپ شدہ۔ یک نسخہ کاملہ مطبوع طہران مدرین کتب خانہ بر نمبر ہائے ۵۰۹ تا ۳۳۲ د موجود است۔

و در لکھنؤ بزمانہ سلطنت امجد علیشاہ ہم جلد دوم و چہارم آن چاپ شدہ این ہر دو جلد ہم درین کتب خانہ بر نمبر ۴۹۳ و ۴۰۰ فن حدیث موجود است۔

اما نسخہ قلمیہ آن پس درین کتب خانہ محض دو جلد یازدہم بر نمبر ۲۳۴ و جلد پنجم بر نمبر ۱۹۴ موجود است۔

اما جلد یازدہم بخط نستعلیق معمولی مکتوبہ ۱۲۵۵ھ بخط میر ابو القاسم طباطبائے است و جملہ صفحات آن پانصد و پنجاہ صفحہ و سطور فی صفحہ بست و سہ سطر۔

و جلد پنجم نمبر ۱۹۴ بخط نسخ خوشخط مکتوبہ محمد حسین بن یحیی المازندرانی النوری سال یکہزار و نود و شش است۔

جملہ اوراق دو صد و ہفدہ و سطور فی صفحہ بست و سہ سطر و چہار مجلدات آن بزبان فارسی ترجمہ شدہ جناب خال علامہ مولانا سید اعجاز حسین در کشف الحجب ذکر آن تراجم فرمودہ۔

ترجمہ جلد ششم علامہ محمد نصیر بن عبد اللہ بن محمد تقی مجلسی کردہ۔ و نیز ہمین جلد را محمد مہدی استرآبادی ترجمہ نمودہ نام آن مجاری الانہار است و ترجمہ مجلد عاشر استادنا العلامہ مفتی سید محمد عباس الشوستری اللکھنوی المتوفی سنہ ۱۳۰۶ھ سبع و ثلثمائۃ بعد الالف فرمودہ۔ این ترجمہ حقیر ہم دیدہ ام۔

ترجمہ جلد سیزدہم بزمان سلطنت نصیر الدین حیدر شاہ اودھ بحکم بادشاہ بیگم صاحبہ شخصے از

علمائے لکھنؤ نمودہ و ترجمہ جلد عاشر متضمن حالات جناب سیدہ و امام حسن و امام حسین علیہم السلام در زبان اردو ہم در لکھنؤ شدہ و بندۂ عاصی آن را ہم دیدہ ام۔
اما این ترجمہ تا حال چاپ نشدہ و نسخ قلمیہ آن کمیاب است۔

البدر المنیر
فی غریب احادیث البشیر النذیر

تالیف عالم علامہ بحر فہامہ سید عبدالوہاب بن احمد الحنفی شعرانی متوفی نہصد و ہفتاد و سہ ۹۷۳ ہجری است علامہ شعرانی از کتاب جامع کبیر و جامع صغیر و زوائد جامع صغیر تصنیف علامہ سیوطی این کتاب جمع نمودہ و در خطبہ گفتہ کہ مراد من از غرابت حدیث غرابت اصطلاحی محدثین یعنے حدیث موضوع نیست بلکہ مراد از غرابت این است کہ اکثر مردم ازان حدیث و مخرج او جاہل ہستند۔

کتاب مرتب است بر حروف ہجا یعنے احادیثے کہ از حرف الف و احادیثے کہ از با، موحدہ شروع می شود در حرف الباء بر ہمین نمط تا آخر حرف یاء تحتانیہ مثناۃ جمع نمودہ۔

شروع کتاب این است:۔

قال الاستاد العارف باللہ تعالی القطب الربانی الشیخ عبد الوہاب الشعرانی نفعنا اللہ ببرکاتہ فی الدین والدنیا والآخرۃ آمین۔ الحمد للہ رب العلمین حمداً یوالی نعمہ ویکافی مزیدہ یا رب لک الحمد کما ینبغی بجلال وجہک وبعظیم سلطانک سبحانک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک والصلوۃ والتسلیم علی اشرف المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ الخ

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۹۳ فن حدیث مربوط است نسخہ قدیمہ بخط عرب خوشخط کاتبش گندہ و مقروہ و مملوکہ چند علمائے اعلام است کہ ہر یک عبارت تملیک خود در صفحہ اولے کتاب تحریر کردہ۔

سنہ کتابت و نام کاتب در آخر مرقوم نیست۔

یک عبارت تملیک که بر پشت ورق اول کتاب نوشته است و در آن سنه ۹۹۹ تملیک
نهصد و نود و نه نوشته است پس از آن ظاهر است که کتاب نوشته قبل این سال خواهد بود۔
در تخمین بندهٔ عاصی کتاب نوشته حیات مؤلف یا بعد وفاتش در یک دو سال می باشد ۔
جمله صفحات دو صد و نه ۲۰۹ ۔ سطور فی صفحه بست و یک ۲۱ ۔

تحفۃ الاخیار
المنتقی من سیدنا محمد المختار

محمد بن عبد اللہ بن ابی الغیث الرقیمی احادیث متضمن اخلاق و عادات و معاشرت با مردم و مدح اخلاق حسنہ و مذمت افعال قبیحہ را درین کتاب جمع نمودہ و برائے ہر مطلب بابے علیحدہ مقرر کردہ و برائے ہر حدیث علامتے قرار دادہ تا معلوم شود کہ این حدیث از کدام کتاب نقل نمودہ - پس شین معجمہ علامت شمس الاخبار و نون علامت نسفیہ و عین علامت اربعین السلفیہ و الف علامت ادب النفس و ھکذا - در اول بعد خطبہ جملہ علامات را ذکر نمودہ -

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری - ۲۰۷ - فن حدیث بسیار کہنہ و بوسیدہ قابل وصلہ کردن است مکتوبہ ۹۱۵ھ نہصد و پانزدہ ہجری در مدینہ صنعا بخط ہادی بن احمد است -

جملہ اوراق ۹۵ و سطور فی صفحہ ۲۲ و ۲۶ مختلف -

التحفة السنیه لمعانی الاربعین الحدیث السلفیه

تصنیف جمال الدین احمد بن علی احادیث اربعین سلفیه را شرح نموده اول کتاب این است

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات ومن عنده تتنزل البرکات و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له شهادة تخلص بها الطوو ترضی باری البریه -

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۴۲۰ فن حدیث مربوط است خط نسخ معمولی - مکتوبہ سنہ تسع وعشرین بعد الالف بخط مالک کتاب احمد بن عبد الله بن علی بن یوسف بن احمد بن علی بن عیسی المعروف بابن القائم البشری ست جملۂ صفحات پنجاه و پنج و سطور فی صفحہ بست و پنج در خاتمہ این عبارت مرقوم است -

تم کتاب التحفة السنیه فی معانی الاربعین السلفیه وکان الفراغ من تحصیلها ضحا یوم الجمعه رابع عشر من شهر جمادی الاولی الذی هو من شهور سنه تسع وعشرین بعد الالف بخط مالکه الفقیر الی ربه احمد بن عبد الله بن علی بن یوسف بن احمد بن علی بن عیسی المعروف بابن القسم البشری وانا اسأل من طالع فی هذا الکتاب الدعاء خیر الوارثین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد واٰله ابداً یا کریم یا غفور یا غفار -

۱۰۲۹ سنہ

مکتوبہ یکہزار و بست و نہ ہجری بخط مالکش احمد بن عبداللہ بن علی بن یوسف بن احمد بن علی بن عیسی المعروف بابن القاسم البشری جز صفحات ۵۵ سطور ۲۷ و ۲۹ و ۳۱ مختلف بخط طالب علمانہ۔

الترغیب والترہیب (ملخص)

الترغیب والترہیب تالیف علامہ حافظ زکی الدین ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی المنذری المتوفی سنہ ۶۵۶ ست وخمسین وستمائۃ ہجری ست.

علامہ موصوف درین کتاب احادیث ترغیب وترہیب خوف ورجا از صحاح ستہ وبعض دیگر مسانید جمع کردہ وبصحت وحسن وضعف آن احادیث ہم بحث نمودہ وبرائے آن احادیث کہ بابت راویان آن اختلاف است کہ بعض محدثین اوشان را ممدوح ومقبول وبعض مقدوح ومجروح میدانند یک باب جداگانہ مخصوص نوشتہ واسماء آن روات برحروف ہجا مرتب نمودہ کتاب را برابست وپنج باب مثل ترتیب مصابیح السنہ علامہ بغوی مرتب نمودہ.

علامہ حافظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی سنہ ۸۵۲ ہشتصد وپنجاہ ودو ہجری ہمین کتاب ترغیب وترہیب را خلاصہ نمودہ این ہمان ملخص است.

شروع این است:-

"قال الشیخ الامام العالم العلامۃ شیخ مشائخ الاسلام والحفاظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر تغمدہ اللہ برحمتہ واسکنہ فسیح جنتہ آمین کتاب الاخلاص باب الترغیب فیہ عن ابی کبشۃ الانماری. قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ہذہ الامۃ کمثل اربعۃ نفر رجل آتاہ اللہ مالا وعلما فہو یعمل بعلمہ فی مالہ فینفقہ فی حقہ ورجل آتاہ اللہ علما ولم یوتہ مالا یقول لو کان لی مثل ہذا عملت فیہ مثل الذی یعمل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہما فی الاجر سواء الخ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۸ فن حدیث مرتب است بخط نسخ معمولی نام کاتب وسال کتابت دران مرقوم نشدہ.

جملہ صفحات دو صد وشصت وہشت ۲۶۸ وسطور فی صفحہ ۱۷ ہفدہ.

تعلیق زرکشی علی العمدۃ

کتاب العمدہ در حدیث تالیف حافظ تقی الدین ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی ابن سرور المقدسی المتوفی سنہ ۶۰۰ھ۔

کتاب العمدہ در حدیث تالیف و تصنیف کردہ کہ نظیر او کسے ندیدہ باشد۔ علمائے اعلام و محدثین عظام بشروح و حواشی در ہر زمان و اعوام متوجہ گردیدند چنانچہ حاجی خلیفہ در کشف الظنون تخمیناً شروح برائے او ذکر کردہ۔ علامہ بدر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن بہادر بن عبد اللہ الزرکشی المتوفی سنہ ۷۹۴ھ ہفتصد و نود و چہار ہجری یک حاشیہ بر کتاب العمدہ تحریر نمودہ حاجی خلیفہ ذکر این حاشیہ نمودہ غالباً بنظر او نرسیدہ باشد اولش این است:۔

الحمد للہ الذی جعل الحدیث النبوی العمدۃ فی الاحکام وبین بالسنۃ ما فی الکتاب من الحلال والحرام والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد الذی اوتی جوامع الکلم واختصر لہ الکلام

نسخۂ موجودہ کتب خانہ کہ بر نمبر ۲۴۹ فن حدیث مربوط است بخط عرب معمولی است در آخر نام کاتب محمد بن عبد اللہ بن حمید الحنبلی نوشتہ است و سال تحریر سنہ ۱۰۰۲ھ است این نسخہ از نسخۂ مکتوبہ سنہ ۸۳۴ھ مقابلہ کردہ باشد۔

جملہ صفحات (۳۸) و سطور فی صفحہ (۲۶)

التوشیح علی الجامع الصحیح

تصنیف علامہ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ نہصد و یازدہ ہجری۔ شرح مختصر بر صحیح بخاری است۔

اولش۔ الحمد للّٰہ الذی اجزل لنا المنۃ الخ۔

درین کتب خانۂ آصفیہ سہ نسخۂ قلمیہ مخزونہ بر نمبر ۱۱۸-۲۱۶-۸۵۳ است۔

نسخۂ اولیٰ خوشخط نسخ مکتوبہ نوزدہم صفر سنہ ۹۲۳ نہصد و بست و سہ ہجری بخط عبدالخالق بن عبدالرحمن بن عباس۔ جملہ اوراق یکصد و نود و ہفت و سطور فی صفحہ سی و یک ۳۱۔

نسخۂ ثانیہ نمبری ۔۲۱۶۔ بخط نسخ معمولی سال کتابت دران تحریر نیست اما در آخر نسخہ مقابلہ و تصحیح باین عبارت نوشتہ "بلغ مقابلۃ علی حسب الطاقۃ فی ۱۹ شوال سنہ ۱۰۲۷ یکہزار و بست و ہفت ہجری۔ و بر پشت ورق آخر این عبارت نوشتہ "عرض شد ۱۶ محرم سنہ ۱۰۳۸ یکہزار و سی و ہشت ہجری در بلدۂ جونپور" پس از تاریخ مقابلہ ظاہر میشود کہ مکتوبہ قبل از سنہ ۱۰۲۷ خواہد بود و کم از کم ہمان سنہ ۱۰۲۷ یکہزار و بست و ہفت ہجری سال کتابت ضرور است۔

جملہ صفحات ہفت صد و بست و دو ۷۲۲ سطور فی صفحہ بست و پنج ۲۵۔

نسخۂ ثالثہ نمبری ۔۸۵۳۔ بخطوط مختلفہ ہم بخط معمولی بقلم ناصاف عامیانہ در آخر نہ سال تحریر نوشتہ نہ نام کاتب۔ جملہ اوراق سہ صد و ہفتاد ورق ۳۷۰ سطور فی صفحہ۔

تہذیب الاحکام

تصنیف و تالیف امام ہمام قدوۃ علمائے اعلام سید محدثین عظام حافظ احادیث حضرت خیر الانام و حضرات ائمہ طاہرین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔ شیخ طایفہ مذہب شیعہ محمد بن الحسن بن علی الطوسی متوفی بمقام مشہد مقدس غری (نجف اشرف) بوقت شب دوشنبہ بتاریخ بست و دوم ماہ محرم الحرام ۴۶۰ھ۔ چہار صد و شصت ہجری۔

این کتاب شرح مقنعہ شیخ مفید است اما در آن احادیث این قدر جمع فرمودہ کہ در اصل کتاب مذکور در کتب اصول اربعہ شیعہ داخل شدہ یعنی ہمراہ کافی و من لایحضرہ و استبصار معدود شدہ۔ منجملہ اصول اربعہ کتاب کافی یک جلد اصول و دو جلد فروع در لکھنؤ در مطبع منشی نولکشور چاپ شدہ۔ و من لایحضرہ و استبصار را مولوی میرزا محمد علی کشمیری لکھنوی صاحب نجوم السماء طبع کردہ لاکن تہذیب تا حال چاپ نشدہ است اول تہذیب این است:۔

الحمد للہ ولی الحمد و مستحقہ و صلوتہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و سلم و تسلیماً الخ۔

در کشف الحجب مذکور است:۔

تہذیب الاحکام للامام الہمام قدوۃ العلماء الاعلام سید المحدثین العظام عضد اللہ و الاسلام حافظ احادیث خیر الانام و السادات الکرام علیہ و علیہم الاف التحیۃ و السلام شیخ الطائفۃ الحقۃ العلیۃ الرفیعۃ محمد ابن الحسن بن علی الطوسی قدس اللہ روحہ المتوفی سنہ ثمان و خمسین و اربعمائۃ و قیل سنۃ ستین و اربعمائۃ و ہو شرح المقنعۃ الشیخ المفید رحمۃ اللہ جمع فیہ بین الاحادیث المختلفہ۔

اولہ الحمد للہ ولی الحمد و مستحقہ و صلوتہ علی خیرتہ من خلقہ محمد و آلہ و سلم تسلیماً الخ

در کتب خانۂ آصفیہ سہ جلد قلمیہ از آن موجود است مگر باین ہمہ نسخہ کاملہ نیست جملہ ابواب فقہ

درین مجلدات موجود نیست و بعضے ابواب مکرر است و آن ہر سہ جلد بر نمبر ہائے ۱۸۹ و ۱۸۸ و ۱۹۴ فن حدیث موجود است۔

نمبر ۱۹۰ بخط نسخ خوشخط بر کاغذ خانی نسخۂ قدیمہ کرم خوردہ درین کتب خانہ مرمت آن کردہ شد دران پنج کتب است۔

کتاب الحج۔ کتاب الجہاد۔ کتاب الدیون۔ کتاب القضا۔ کتاب المکاسب

درآخر نہ نام کاتب است نہ سال تحریر لاکن بنظر تخیف نوشتہ کم از سہ صد سال نیست بر ورق اول نوشتہ است کہ نسخۂ مذکورہ در ملک میر محمد حسن الموسوی بودہ و مہر او شان ہم ثبت است دران ۱۱۶۶ھ کندہ است۔ جلد اوراق ۲۹۸۔ و سطور فی صفحہ ۲۳۔ و نمبر ۱۸۷ خوشخط نسخ جدول شنجرفی و نیلگون و رنگ طلائی دران سیزدہ کتب است۔

۱ کتاب الحج
۲ کتاب الجہاد
۳ کتاب الدیون۔
۴ کتاب القضاء۔
۵ کتاب المکاسب۔
۶ کتاب النکاح۔
۷ کتاب الطلاق۔
۸ کتاب النذور والایمان والکفارات۔
۹ کتاب الصید والذبائح۔
۱۰ کتاب الوقوف والصدقات۔
۱۱ کتاب الوصایاء۔
۱۲ کتاب الفرائض والمواریث۔
۱۳ کتاب الحدود والدیات۔

درآخر این جلد بعد ختم کتاب الدیات مصنف علامہ سلسلہ ہائے روایت خود بیان فرمودہ این جلد مکتوبہ یکہزار و شصت و پنج ہجری بقلم محمد حسین بن سلطان محمد جرباد قانی است۔ جملہ صفحات۔

آں ہشتصد و ہفتاد و ہفت [۸۷۷]۔ و سطور فی صفحہ بست و شش [۲۶]۔

و نمبر ۹۹۴ خوشخط نسخ از کتاب الطلاق تا کتاب الدیات است۔ و در آخر دو ورق جدید الخط است باین وجہ سال تحریر وغیرہ معلوم نشد لاکن بنظر حقیر کم از دو صد سال زمانہ تحریر او نخواہد بود۔ جملہ اوراق آں سیصد و ہفتاد و ہشت [۳۷۸] و سطور فی صفحہ بست و دو [۲۲]۔

التیسیر فی احادیث البشیر النذیر

مصنف در خطبہ کتاب میفرماید کہ ہرگاہ کتاب المجتبیٰ فی احادیث المصطفیٰ تصنیف قاضی القضاۃ شرف الدین ابو القاسم ہبۃ اللہ بن قاضی القضاۃ نجم الدین ابو محمد عبد الرحیم بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابو الطاہر ابراہیم بن البارزی را من بندہ بر مصنف آن قرأت میکردم دیدم کہ استخراج احادیث ازان بوجہ کثرت ابواب نہایت عسیر و مشکل است پس خیال کردم کہ ابواب کتاب مذکور را بر ترتیب حروف ہجا مثل کتاب جامع الاصول مرتب نمایم و در اول ہر باب منفردات ائمہ احادیث مثل امام بخاری و مسلم و مالک و ابو داؤد و ترمذی و نسائی وغیرہ ذکر کنم بعدہ احادیث کہ ائمہ اخراج نمودہ و صاحب جامع الاصول صحاح ستہ آنرا یافتہ بیان نمایم بعد آن احادیث کہ امام بخاری و مسلم ہر دو صاحب آن ہا را روایت نمودہ بیان کنم بعد آن متفقات بخاری و مالک بعدہ متفقات بخاری و ابو داؤد ہمین طور درجہ بدرجہ متفقات آئمہ حدیث را ہم ذکر کنم۔

مخفی نماند کہ مراد از منفردات احادیثے می باشد کہ محض یکے از ائمہ حدیث اخراج آن نمودہ باشد و دیگر کسے از ائمہ حدیث روایت آن حدیث نہ کردہ باشد پس آن حدیث را منفردۂ آن امام میگویند کہ او اخراج نمودہ چنانچہ میگویند منفردات بخاری۔ منفردات مسلم۔ منفردات مالک۔ منفردات ابی داؤد۔ وقس علیٰ ہذا۔ ہمچنین احادیث متفقہ آن باشد کہ آن را جملہ ائمہ حدیث روایت کردہ باشند یا دو امام یا سہ یا چہار امام و بعد لفظ متفقات اسماء شریفہ ائمہ مخرجین ذکر می نمایند و میگویند متفقات امام بخاری و مسلم و متفقات داؤد و ترمذی و نسائی وغیرہ وغیرہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری۔ ۱۱۷۔ فن حدیث محض نصف اول است تا حرف زائے معجمہ۔ مکتوبہ ۷۳۷ھ ہفتصد و سی و ہفت ہجری بخط عرب۔ جملہ صفحات ششصد ۶۰۰۔ و سطور فی صفحہ بست و یک ۲۱۔

حقیر در کشف الظنون تحت لغت تیسیر این کتاب را تفحص نمودم۔ اما نیافتم۔ بعد آن تحت

کتاب المجتبیٰ المجتبیٰ کردم الخاطم ذکر تیسیر بود و البتہ مجتبیٰ را حاجی خلیفہ ذکر نمودہ و در تحت لغت مجتبیٰ فی مختصر السنن الکبری گفتہ المجتبیٰ کتاب آخر فی الحدیث ایضاً لابن البارزی و لعلہ ہو الذی اختصرہ من جامع الاصول۔

اول۔ الحمد للہ ربنا العلی الاعلی الخ ثم قال اما بعد ہذا الکتاب واحادیث المصطفی و ہو تحیۃ المنقول و خلاصۃ جامع الاصول و ہو مرتب علی ستۃ اقسام و خاتمۃ۔

نام مصنف ہم معلوم نشدہ مگر از خطبہ کتاب ظاہر است کہ مولف تلمیذ قاضی القضاۃ ابن البارزی شرف الدین ابی القاسم ہبۃ اللہ المتوفی ۷۳۸ھ است۔

تذکرہ اش در کتاب طبقات الشافعیۃ للسبکی والاعلام قاموس تراجم لخیر الدین الزرکلی موجود است۔

جامع الازہر

تالیف علامہ شیخ شمس الدین محمد المدعو بہ عبد الرؤف المناوی الشافعی ابن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الملقب بہ زین الدین الحدادی ثم المناوی القاہری متوفی ۱۰۳۱ھ یکہزار و سی و یک ہجری است۔

شروع کتاب این است:۔

"الحمد للہ الذی جعل بحر السنۃ لا ساحل لہ ولا قرار واظہر عجز من قصد جمع الاحادیث النبویۃ عبدہ ورسولہ المصطفیٰ المختار الذی جعل قلبہ کمشکاۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار الخ"

مصنف علامہ در خطبہ بعد حمد و صلوٰۃ گفتہ کہ باعث تالیف این کتاب اینست کہ حافظ کبیر علامہ جلال الدین سیوطی در کتاب خود جامع کبیر چنان دعویٰ فرمودہ کہ جملہ احادیث نبویہ را درین کتاب جمع نمودہ حالانکہ اکثرے از احادیث است کہ دست علامہ ممدوح بہ آن نہ رسیدہ و بوجہ دعویٰ علامہ موصوف نوبت اہل زمانہ ما تا اینجا رسیدہ است کہ ہر حدیثے کہ روبروئے شان مذکور می شود و آن در جامع کبیر علامہ سیوطیؒ مذکور نباشد آن را طرح می نمایند و گویند کہ لا اصل کہ این حدیث نیست پس بملاحظہ این حالات درین کتاب آن احادیث کہ در جامع کبیر مذکور نبود جمع نمودم و تخریج و تعدیل آنہا بیان کردم۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ در سہ جلد مجلد و بر نمبر ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ مخزون است جدید الخط مکتوبہ ۱۳۳۲ھ ہجری است نام کاتب مرقوم نشد و این نسخہ از کتب خانہ ریاست ٹونک حسب فرمائش برائے کتب خانہ آصفیہ نقل شدہ۔ اصل نسخہ در کتب خانہ نواب ٹونک عمرہا اللہ موجود است۔

اول ثلث اول چہار صد و ہفت ۴۰۷ و سطور فی صفحہ ۱۵ پانزدہ۔

اوراق ثلث دوم چہار صد و سطور فی صفحہ ہفدہ ۔

اوراق ثلث سیوم سہ صد و ہفتاد و چہار و سطور ہمان ہفدہ ۔

ومخفی نماند کہ علامہ مناوی از اعیان اعلام محدثین عظام صدی یازدہم ہجری و صاحب مصنفات کثیرہ مفیدہ است از جملہ آن التیسیر بشرح جامع الصغیر علامہ سیوطی است کہ در دو جلد ضخیم در مصر چاپ شدہ و درین کتب خانہ در فن حدیث بر نمبر ۹۵ و ۹۶ موجود است ۔

و ترجمہ علامہ مناوی بشرح و بسط تمام در خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر تصنیف عالم فاضل ادیب کامل علامہ محمد محبی مذکور است و در مصنفات علامہ مناوی ذکر جامع ازہر ہم موجود ۔

جامع الاصول فی احادیث الرسول

تصنیف

ابوالسعادات مبارک بن الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی معروف بابن اثیر جزری ملقب بہ مجدالدین متوفی سنہ ۶۰۶ ہجری۔

دریں کتب خانہ آصفیہ دو نسخہ ازین کتاب موجود است و لیکن ناقص اگرچہ ازان یک نسخہ بغایت قدیم الخط بودہ بعد شصت یا ہشت سال از وفات مولف تحریر کردہ شد و لیکن از اول متعدد اوراق موجود نیست۔

جامع الاصول کتابے است بغایت مشہور درمیان علماء این فن کہ شمار کردہ شود از اولین مجامع علم حدیث و از اوئے افادیت ہم ثانی و مثل ندارد و در ہر عصر و زمانہ این کتاب از بہترین مجامع علم حدیث شمار کردہ شد و علماء و فضلاء این علم شریف ازو فائدہ کثیر بر داشتند و در تناول احادیث مختلفہ کہ درمیان کتب ستہ مشہورہ علم حدیث متفرق یافتہ می شود آسانی و سہولت ازین کتاب یافتند۔

مصنف علامہ صحاح ستہ را دریں کتاب بہ ترتیب جدید و تہذیب سدید جمع نمودہ تا تناول حدیث ہر طلب بر طالب سہل باشد و کتاب مرتب است بر سہ ارکان۔ رکن اول در مبادی۔ رکن دوم در مقاصد۔ رکن سوم در خواتیم۔ و در

رکن اول یک مقدمہ و چہار فصول است۔ مقدمہ در بیان اقسام علوم شرعیہ۔ فصل اوّل در بیان اینکہ جمع احادیث از کدام زمانہ شروع گردیدہ۔ فصل دوم در اختلاف و اغراض و مقاصد جامعین حدیث۔ فصل سوم در حالات متابعت و اقتداء متاخرین بہ سابقین و وجوہ اختصار کتب سابقین۔ فصل چہارم خلاصہ غرض خود مصنف از جمع این کتاب۔

رکن دوم، و دران بست و ہشت کتب بہ تعداد حروف ہجا قرار دادہ و ہر کتاب را بر چند ابواب بقدر ضرورت مرتب ساختہ۔ مثلاً در حرف الہمزہ دہ کتاب قرار دادہ۔ کتاب اول در ایمان و اسلام۔ کتاب دوم در ذکر تمسک بہ کتاب و سنت۔ کتاب سوم در امانت۔ کتاب چہارم در بیان امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ کتاب پنجم در اعتکاف۔ کتاب ششم در احیاء موات۔ کتاب ہفتم در ایلاء۔ کتاب ہشتم در اسماء محبوبہ و مکروہہ براہ معنی۔ کتاب نہم در بیان اوانی یعنے ظروف۔ کتاب دہم در ذکر امل و اجل۔ و ہمین طور در حرف الباء الموحدۃ چہار کتب قرار دادہ۔ پس اگر مثلاً بخواہی کہ احادیث ذکر ایمان و اسلام را معائنہ کنی باید در حرف الہمزہ باب اول را ملاحظہ کن آنجا جملہ احادیث متعلقہ ایمان مذکور است۔ اگر بخواہی کہ احادیث متعلقہ وضو و غسل و تیمم وغیرہ بہ بینی پس در حرف الطاء و جملہ در کتاب الطہارۃ ببین در آنجا جملہ احادیث طہارۃ بابوابہ موجود است۔ و احادیث متعلق طلاق ہم درین حرف می یابی۔ احادیث نکاح در حرف نون بنگر و بر ہمین قیاس تا آخر حروف مطلوب خود می یابی۔

رکن ثالث الکتاب۔ مشتمل ست بر ذکر خاتمہ و دران سہ فن است۔ فن اول در تخریج احادیث مجہولۃ المکان۔ فن دوم در بیان اسماء و کنے و القاب و انساب رجال مذکورین کتاب۔ فن سوم در ذکر فہرست کل کتاب و چون این کتاب بغایت مبسوط و عظیم بود علمائے اعلام در ہر زمان متوجہ باختصار آن گردیدند۔ اول کسیکہ باختصار آن پرداختہ ابو جعفر محمد المرزوی الاسترآبادی کہ در سنہ ۸۹۲

اثنین وثمانین وسبعمائۃ مختصر خود را تمام نمودہ۔

بعد او شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبد الرحیم بن البارزی الحموی الشافعی المتوفی سنہ ۷۳۸ھ ثمان وثلاثین وسبعمائۃ است ونام این مختصر تجرید الاصول ست۔

ومختصر شیخ صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی الدمشقی ثم المقدسی المتوفی سنہ ۷۶۱ھ احد وستین وسبعمائۃ واین مختصر بنام تہذیب الاصول شہیر گردیدہ۔

ومختصر شیخ عبد الرحمن بن علی الشہیر بابن الربیع الشیبانی الیمنی المتوفی سنہ ۹۴۴ھ اربع واربعین وتسعمائۃ واین از جملہ مختصرات احسن واجود ست ونام آن تیسیر الوصول الی جامع الاصول ست۔

ومختصر شیخ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی صاحب القاموس المتوفی سنہ ۸۱۸ھ ثمانیہ عشرہ وثمانمائۃ نام این مختصر تسہیل طریق الوصول الی الاحادیث الزائدۃ علی جامع الاصول۔

وشیخ احمد بن رزق اللہ الانصاری الحنفی ہم اختصار آن نمودہ۔

ومصنف علامہ در جزیرہ بنی عمر در سنہ ۵۴۴ھ اربع واربعین وخمسمائۃ متولد شد وروز پنجشنبہ سلخ ذی الحجہ سنہ ۶۰۶ھ ست وستمائۃ در شہر موصل وفات یافت۔ حالات فضل وکمال وعلو مرتبت او در علم حدیث خصوصاً ودر دیگر علوم عموماً در کتب تراجم وتاریخ بہ تفصیل مذکور ست۔ مرآۃ الجنان یافعی وابن خلکان وغیرہ ملاحظہ کردہ شود۔

نسخہ کتبخانہ آصفیہ کہ ناقص است مخزون ست بر نمبر (۳۵۶) فن حدیث آن نصف ثانی کتاب ست بخط عرب خوشخط مکتوبہ سنہ ۶۷۴ھ مجموعہ اوراق ۲۲۱ - ودر ہر صفحہ ۲۵ سطر۔ شروع از ورق ۱۳۲ است یکصد وسی ویک ورق اولین این حصہ ہم موجود نیست۔ ودر آخر نسخہ عبارت کاتب این ست:-

"تمت کتاب جامع الاصول فی احادیث الرسول بتمامہ علی ید"
"العبید الذلیل بلال بن جبرئیل بن محمد بن علی الترکمانی وواقف"

"ذلک ثانی عشر شہر ربیع الاول وھو یوم میلاد النبی علیہ السلام
"حامداً و مصلیاً و مسلماً علی سید المرسلین محمد خاتم النبیین
"وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المنتجبین سنۃ اربع
"وسبعین وستمائۃ۔

ونسخہ ثانیہ ہم ناقص است بلکہ اوراق مقامات مختلفہ را مجلد کردہ است از کتاب اللباس وکتاب الموت وکتاب الصلوٰۃ وغیرہ۔
این نسخہ ہم بخط عرب مختلف الخط است وتقطیع خورد است و در آخر سنہ کتابت ہم نیست بر نمبر ۸۰۷ فن حدیث مخزون ست۔

جمع الجوامع
فی الاحادیث اللوامع

تو

علامہ محمد بن عفیف الدین محمد بن نور الدین محمد اللایجی الصفوی الزیجی الحسینی المتوفی ۹۵۴ھ تقریباً.
چہل احادیث کہ علامہ بخاری ومسلم بر صحت آن متفق اند جمع نمودہ۔ اولش این است۔

"الحمد للہ رب العالمین الذی جمع الاسباب وجمع الاشتات وفضل العالمین علی العالمین واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی بالحق ارسلہ الخ"

بعد خطبہ مصنف علامہ میفرماید کہ ہرگاہ اربعینیات کثیرہ تصنیف شدہ ودر ہر زمان علمائے محدثین عالیمقام چہل حدیث جمع نمودہ بنام اربعین موسوم کردہ اند مگر از ہمت مطالعہ کنندگان وناظران این زمانہ از مطالعہ آنہا قاصر بودن دیں چہل احادیث کہ متفق علیہا امام بخاری ومسلم است درین اربعین جمع نمودم۔

رسالہ مذکورہ نہایت مختصر در سہ ورق تمام ست۔ اما بران یک عبارت بخط علامہ حسن بن علی بن یوسف الاربلی الاصل نزیل حلب مکتوب است۔ دران مرقوم است کہ علامہ حسن موصوف مع دیگر طلبہ بتاریخ دوازدہم ماہ صیام روز چہارشنبہ سال ہشتصد وہفتاد در شہر حلب در مدرسہ حلاویہ نوریہ عرف جامع مسجد اموی بر مصنف این اربعین خواندہ ومصنف اجازہ این اربعین وجملہ مرویات خود در ہمان مجلس بہ قاریان دادہ۔ عبارت مذکور این است۔

"الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی وبعد فقد سمع الشیخ الامام العالم العامل العلامہ نور الدین محمود بن اسمٰعیل بن محمود العینی ابقاہ اللہ تعالی جمیع ہذا الکتاب وہو جمع الجوامع فی الاحادیث اللوامع علی مولفہ شیخنا الشیخ الامام العالم العامل المحدث العلامہ

محمد بن عفیف الدین الملقب بالعلاء نفعنا اللہ تعالی بہ وببرکاتہ واعاد علینا من صالح
دعواتہ وسمع ذلک جمیع ایضا الشیخ شہاب الدین ابو العباس احمد ولد الشیخ الامام العلامہ
نور الدین محمود المترجم اعلاہ وصح ذلک وثبت بقرأۃ کاتب ہذہ الاحرف تراب اقدام الفقرا
حسن بن علی بن یوسف الاربلی الاصل نزیل حلب المحروسہ وکانت القرأۃ لہذا الکتاب
مع غیرہ فی مجلس واحد یوم الاربعاء ثانی عشر شہر رمضان المعظم من شہور سنۃ سبعین
وثمانمائہ بالمدرسۃ الحلاویۃ النوریۃ غربی الجامع الاموی بحلب اجاز شیخنا المسمع المؤلف
من القاری والسامعین واسماؤہم مثبتہ فی نسخۃ القاری جمیع ما یجوز لہ وعنہ روایتہ
بشرط المعتبر عند اہل الحدیث والاثر متلفظا بذلک بسؤال القاری والحمد للہ وحدہ ودو
صلواتہ وسلامہ علی من لا نبی بعدہ محمد خیر خلقہ وعلی اخوانہ وآلہ وصحبہ وسلم
نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ در مجموعۂ نمبری ۲ فن مجامیع شامل است بخط نسخ نوشتۂ علامہ حسن ابن علی بن
یوسف الاربلی ست کہ از نسخۂ خود مصنف آن را در سال ہشتصد و ہفتاد ہجری در حلب نقل نمودہ۔

حصر الشارد

علامہ شیخ محمد عابد سندی سلسلہ روایت احادیث حضرت خیر الانام از مشائخ و اساتذہ اعلام خود درین کتاب بیان نمودہ۔

اول سلسلۂ روایت قرآن مجید از قراء سبعہ ذکر نمودہ بعد آن اسماء کتب مرویہ بر حروف ہجا مرتب کردہ سلسلۂ روایت ہر کتاب می نویسد پس در حرف الالف شروع از کتاب الآثار محمد بن الحسن الشیبانی (المولود سنہ ۱۳۱ھ والمتوفی سنہ ۱۸۹ھ) نمودہ بعد آن اتحاف بعد آن الاحادیث المخرجہ فی مختصر المزنی می نویسد ودرین طور تا آخر۔ شروع این است:۔

"الحمد للہ الذی انزل احسن الحدیث علی خیر نبی مرسل ودعا الی الفلاح لصحیح المقال ووصل برحمتہ کل منقطع واوضح کل منفصلہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد المشہور بحسن الاخلاق وآلہ سادۃ اولی الفضل بالاتفاق وصحبہ ائمۃ اہل الصلاح علی الاطلاق وبعد فیقول افقر عباد اللہ تعالیٰ واحوجہم الی رحمتہ ورضوانہ الابدی محمد عابد بن احمد علی السندی تاب اللہ تعالیٰ علیہ وعلی والدیہ وستر عیوبہ وغفر ذنوبہ الخ"

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۹۲۳ فن حدیث مرتب است بخط عادی نوشتہ حسن بن السید جمال الدین در شہر اورنگ آباد زمانہ نواب ناصر الدولہ مرحوم می باشد۔ سال کتاب سنہ ۱۲۷۱ھ ہجری است۔

جملہ صفحات ہفتصد و ہجدہ (۷۱۸) وسطور فی صفحہ ہفدہ (۱۷)۔

الخصال

۹

تصنیف شیخ صدوق ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی متوفی ۳۸۱ھ احدی وثمانین وثلث مائۃ دربیان شمار صفات وخصائل محمودہ وخصال مذمومہ ۔

مصنف علامہ درآول کتاب گفتہ کہ چون من دیدم کہ اسلاف ومشائخ ما درین موضوع کتابے نہ نوشتہ اند حالانکہ ضرورت شدید است کہ مردم از خصال محمودہ ومذمومہ واقف شوند بنا برین این کتاب تصنیف نمودم واحادیث خصال محمودہ وخصال مذمومہ دران جمع کردم ۔

اول کتاب این است :-

الحمد للہ الذی توحد بالوحدانیۃ وتفرد بالالہیۃ وفطر العباد علی معرفتہ وکل الالسن عن صفتہ وحجب الابصار عن رویتہ الذی علا عن صفۃ المخلوقین وجلا عن معانی المحدودین فلا مثل لہ فی الخلائق اجمعین ولا الٰہ غیرہ لجمیع العالمین واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ شہادۃ مقر بتوحید راغب فی کرامۃ تائب من ذنوبہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ اصطفاہ برسالتہ واودعہ معالم دینہ وبعثہ بکتابہ حجۃ علی عبادہ واشھد ان علی ابن ابی طالب وصیہ وخیر الخلق بعدہ الخ

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۹۰۲ ۔ فن حدیث مرتب است نسخہ قدیمہ بخط نستعلیق خوشخط نام کاتب وسنہ کتابت درآخر متروک است ۔ جملہ صفحات ۴۵۷ ۔ وسطور فی صفحہ ۲۱ ۔

الدر النثیر فی تلخیص النّہایۃ لابن اثیر

ــــــــــــ ۳ ــــــــــــ

علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ نہصد و یازدہ ہجری کتاب نہایہ علّامہ ابن اثیر جزری (المتوفی سنہ ۶۰۶ھ) کہ در بیان لغت قرآن و حدیث است تلخیص نمودہ۔ آن ملخص را بنام "الدر النثیر" موسوم ساخت۔

اول کتاب۔ الحمد للہ علی ما انعم وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم الخ

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری۔ ۲۲۷۔ فن حدیث خط نسخ بخط عرب۔ مکتوبہ سنہ ۱۱۰۶ھ یکہزار و یکصد و شش ہجری است۔ و بر ورق اول یک مہر مدور و در طغرا است و یک مہر مربع و ہم بخطوط چند علماء مزین است۔ و تاریخ این بعض تحریرات سنہ ۱۱۳۵ھ یکہزار و یکصد و سی و پنج ہجری شہر رمضان است۔ جملہ اوراق ۲۵۳ سطور فی صفحہ ۲۵۔

ــــــــــــــــــــــــ

ذیل الجامع الصغیر
یعنی زیادة الجامع

علامہ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ جامع صغیر یک کتاب تالیف نمودہ درآن احادیث را بر حروف ہجا مرتب نمودہ کتاب مذکور درین کتب خانہ آصفیہ قلمی و مطبوعہ ہر دو نمبرہ ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۸۰۔ فن حدیث موجود است۔ بعد تصنیف جامع صغیر علامہ سیوطی یک تتمہ و ذیل برائے جامع صغیر نوشتہ و ترتیب آن مثل ترتیب اصل بر حروف ہجا نمودہ۔

اول کتاب۔ الحمد للہ علی افضالہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ ھذا ذیل کتابی المسمی بالجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر سمیتہ زیادة الجامع رموزہ کرموزہ وترتیبہ کترتیبہ الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ در دو جلد مجلد بر نمبر ۳۱۵-۳۱۶ فن حدیث مخزون است خط نسخ صاف صفحات نصف اول سہ صد و چہل و نہ وسطور فی صفحہ ہفت۔ مکتوبہ سنہ ۱۳۰۱ یکہزار و سہ صد و یک ہجری۔ بقلم محمد مرتضی حسین بن محمد فخر الدین بن غلام محمد۔ نصف دوم ہم بخط ہمین کاتب و مکتوبہ ہمان سال۔ مجموعہ صفحات سہ صد و پنجاہ و سہ ۳۵۳۔ وسطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔

در آخر کتاب مولف علامہ سیوطی تاریخ تالیف کتاب ششم ذی حجہ سنہ ۹۰۹ نہصد و نہ ہجری تحریر فرمودہ

زوائد ابن ماجہ علی الکتب الخمسہ

للبخاری ومسلم وابی داؤد۔ والترمذی والنسائی

تالیف

الحافظ الحجۃ العلامہ احمد بن ابی بکر البوصیری المولود ۷۶۲ھ المتوفی ۸۴۰ھ

نسخۂ مخزونۂ کتب خانہ آصفیہ منقول از اصل مسودہ بخط مؤلف ست کہ جابجا قلم زدہ وعوض عبارت صحیح خود مؤلف بقلم خود بر حاشیہ تحریر فرمودہ بود۔

مجموعۂ صفحات کتاب (۵۰۰) سطور فی صفحہ (۲۲)

اول کتاب این ست:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ ثقتی

باب التوقی فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ابوبکر ابن ابی شیبہ ثنا معاذ عن ابن عون ثنا مسلم البطین عن ابیہ عن عمرو بن میمون قال ما اخطانی ابن مسعود عشیۃ خمیس الا اتیتہ فیہ الخ۔

واین کتاب را مؤلف علامہ بر اوستاد خود علامہ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ عرض نمودہ چنانچہ در آخر نسخہ منقول عنہا بخط خود نوشتہ بود۔

بلغت قراءة علی شیخنا الامام الحافظ ابو الفضل احمد بن الامام المرحوم نور الدین علی العسقلانی الشهیر بابن حجر ابقاه الله تعالی فی یوم الاثنین سادس ربیع الاول سنة احدی عشرة وثمان مائة احسن الله عاقبتهما وکتب احمد بن ابی بکر البوصیری لطف الله و بمشائخه آمین۔

وعبارت آخر آن منقول عنها که ازان ظاهر می شود که نسخه مذکوره محرره و مکتوبه خود مؤلف است۔ این است:۔

تمت زوائد ابن ماجه علی الکتب الخمسة خ م د ت س علی ید جامعها و مسطرها احمد بن ابی بکر البوصیری لطف الله به و بمشائخه وللمسلمین فی لیلة الصفر جهارا حما عن عشرین سنة ۸۰ احسبنا الله ونعم الوکیل۔

موضوع کتاب این ست که ابن ماجه در صحیح خود احادیث عدیده چنان وارد فرموده که صحیح بخاری و مسلم و ترمذی و داؤد و نسائی ازان خالی ست۔ پس مؤلف مذکور آن احادیث غیر مذکوره صحاح خمسه را باب وار درین کتاب جمع نموده۔ و در ذیل هر حدیث توثیق و تعدیل روایت آن نموده و این هم نشان داده که رواة این حدیث علی شرط الشیخین هستند۔ و بهمین وجه کتاب را سنی بزوائد گردانیده۔

کتاب مذکور نه در کتب خانه خدیویه مصریه موجود است نه در کتب خانه رامپور نه در کتب خانه بانکی پور نه در کتب خانه لندن۔

البته حاجی خلیفه در کشف الظنون نام کتاب تحریر نموده و غالباً کتاب را ندیده ورنه حسب عادت خود اول کتاب نقل می نمود و نیز در ذکر اسم والد مؤلف هم نموده می گوید۔

زوائد ابن ماجه علی الکتب الخمسة للشهاب الشیخ احمد بن محمد البوصیری وله زوائد اخری للبیهقی زوائد ایضاً۔

شهاب الدین احمد بن محمد البوصیری شخصے دیگر است که او هم از تلامذه

شیخ ابن حجر العسقلانی است علامہ سخاوی در کتاب الضوء اللامع بذکرش پرداختہ اما مولف این کتاب پس اسم پدرش ابوبکر است شاید کہ لفظ ابوبکر را کنیت پنداشتہ۔

البوصیری نسبتے ہست بہ مقام بوصیر کہ شہریست کوچک در صعید مصر در آں جماعتے از مشہورین علماء و فضلاء پیدا شدند منجملہ آنہا شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید الدلاصی البوصیری المتوفی ۶۹۴ھ صاحب قصیدہ بردہ است کہ مشہورترین علماء بوصیرین بودہ و قصیدہ اش از مشہورترین قصائد عربیہ شمار کردہ شود۔

حالات تبحر و تمہر و حفظ و اتقان و علوشان و رفعت مکان۔ مولف از کتب تاریخ و رجال واضح می شود مصنف علامہ از مشہورترین خادمین علم حدیث بودہ و از ارشد ترین تلامذہ امام التنوخی و العراقی و العسقلانی بودہ از تمام آں اساتذہ علم حدیث کہ ہماں عصر شموس علوم آنہا مشرق بر افق عالم بودہ استفادہ نمودہ تا آنکہ خودیکے از کاملین روزگار گشتہ و بخدمت علم حدیث پرداختہ و از تصنیف و تالیف و تخریج و تدریس علوم نبویہ را خدمت نمودہ۔ واں تمام علماء متاخرین کہ کتابہا در ذکر احوال و احیان علماء سابقین تالیف نمودند بذکر این عالم اجل پرداختند و بر و ثنا گفتند و تعریف و توصیف تصانیف وے ذکر نمودند۔

علامہ جلال الدین سیوطی در طبقات الحفاظ در طبقہ رابعہ و عشرون گفتہ۔

الشہاب البوصیری احمد بن ابی بکر بن اسمٰعیل بن سلیم مکین بن قایماز بن عثمان بن عمر الکنانی المحدث شہاب ولد فی محرم سنة ۷۶۲ وسمع الکثیر من البرھان التنوخی والبلقینی والعراقی والھیثمی والطبقة۔

وحدث وخرج والف تصانیف حسنة منھا زوائد ابن ماجہ وزوائد سنن البیہقی الکبری علی الکتب الستة الی ان قال ولم یزل مکبا علی کتب الحدیث وتخریجہ الی ان مات فی المحرم سنة ۸۴۰ھ

وعلامہ سخاوی در کتاب الضوء اللامع جزء اول صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ مصر بذکر

مولف پرداختہ و بہ تفصیل تمام ترجمہ اش نگاشتہ است۔

واین نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بہ نمبر ۲۹۶ فن حدیث مخزون است بخط سید عبد اللہ بن احمد بن محمد العلوی الحسینی الحضرمی مصحح مطبع دائرۃ المعارف کہ باشد کہ منجانب کتبخانہ آصفیہ بعطائے اجرت در سال ۱۳۲۱ھ ہجری۔ از مسودہ مولف نقل گرفتہ شد۔

شرح الغریب

ازتالیف علامه علی بن یوسف بن علی القدیر التوقاتی المتوفی سنه
درکتاب جامع الاصول هرقدر که مشکلات لغویه بود آنها را علامه علی توقاتی منتخب کرده برحروف
مرتب نموده بشرح و حل آن پرداخت و نام آن کتاب شرح الغریب قرارداد۔
اول کتاب۔ الحمد لله شکرا علی نواله والصلوٰة علی محمد واٰله وبعد یقول العبد الضعیف
المتفقر الی ربه اللطیف علی بن یوسف بن علی القدیر التوقاتی غفر الله ولوالدیه الخ
نسخهٔ موجوده کتب خانه آصفیه که برنمبر ۱۶۸ فن حدیث مرتب است نسخهٔ قدیمه بخط عرب
بصورت بیاض مکتوبه شهر شوال ۵۰۵ه پانصد و پنج هجری است۔ جمله اوراق دو صد و بیست (۲۲۳)
و سه و سطور فی صفحه نوزده (۱۹)۔ غالب ظن این است مسودهٔ مولف باشد۔
درکشف الظنون حاجی خلیفه ذکر این کتاب نیست وهم درکتب خانه خدیویه مصریه موجود نیست
کتاب نهایت گران قدر و کمیاب و نایاب است۔

شرح مصابیح السنہ تورپشتی

تصنیف علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسن التورپشتی الحنفی۔ نام این شرح المیسر است بنام تورپشتی مشہور شدہ۔

مصابیح السنہ تصنیف علامہ بغوی المتوفی ۵۱۶ھ کتاب مقبول و معروف است ہمیشہ علمائے اعلام و فضلائے عالیمقام بشرح و تحشی آن متوجہ شدند و اول کسیکہ بران شرح نوشتہ علامہ بیضاوی قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی المتوفی ۶۸۵ھ خمس و ثمانین و ستمائۃ است۔ دوم آن ہمین علامہ تورپشتی است اکثر شروح و حواشی کتاب مذکور را حاجی خلیفہ در کشف الظنون ذکر فرمودہ اول کتاب این است:۔

"الحمد للہ الذی شرع لنا الحق و اوضح لنا دلیلہ و شرح لنا الھدیٰ و بین لنا سبیلہ و بعث الینا عبدہ و رسولہ و صفیہ و خلیلہ فعرفنا معالم ھدٰہ و علمنا وحیہ و تنزیلہ و بین لنا ما نزل الینا من الذکر و اوقفنا فیہ علی جملۃ من العلم فالھمنا تاویلہ والحمد للہ الذی بعثہ الینا مھیمنا علی الکتاب و مبینا وجوہ الخطاب و موردا الوحی و الالہام و مصدرا للشرایع والاحکام و مفصلا للحلال والحرام و یذ الطرق الارشاد و حامیا السدود السداد و ماحیا للشرک والالحاد و فضلا من اللہ و رحمۃ علی العباد و البلاد الخ"

و شارح موصوف از تصنیف در سال ششصد و شصت ہجری فارغ شدہ کما ھو مذکور فی آخر الکتاب و ھو ھذا۔

"و وقع الفراغ من انشاء ھذا الکتاب فی آخر جزء من اجزاء النہار من یوم الجمعۃ السادس من صفر سنۃ ۶۶۰ ستین و ست مائۃ والحمد للہ رب العالمین اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد ظاھرا و باطنا و علی اولادہ و اصحابہ رضوان اللہ علیہم"

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در دو جلد مجلد و بر نمبر ۷۶ و ۷۷ فن حدیث مرتب است۔

جدید الخط است و نام کاتب و سنہ کتابت دران مرقوم نیست۔ اما منقول است از نسخہ کہ در سال ۷۷۳ھ ہفتصد و ہفتاد و سہ ہجری در شہر کرمان بخط علی بن الحسین بن محمد الکرمانی نوشتہ شدہ بود کما یظہر من ہذہ العبارۃ۔

"وقع فراغ کتابۃ کاتبہ العبد الصغر الجانی علی بن الحسین بن محمد الکرمانی اصلح اللہ مالہ وحقق فی الدارین امالہ فی یوم الثلثاء الرابع والعشرین من شہر رمضان المبارک عمت میامنہ بسنۃ ثلاث وسبعین وسبعمائۃ بمدینۃ کرمان حماہا اللہ تعالی عن طوارق الحدثان وبوائق الملوان"

اوراق جلد اول دو صد و شانزدہ ۲۱۶ وسطور فی صفحہ شانزدہ ۱۶۔
اوراق جلد دوم دو صد و سی و شش ۲۳۶ وسطور فی صفحہ ہمان شانزدہ ۱۶۔

شرح معانی الآثار

تصنیف

علامہ ابو محمد بدر الدین محمود بن محمد العینی المتوفی سنہ خمس وخمسین وثمانمائہ ۸۵۵ھ
ومعانی الآثار تالیف علامہ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ الازدی الطحاوی
المتوفی سنہ ۳۲۱ھ احدی وعشرون وثلاثمائہ ست کہ دران محض احادیث احکام
متعلق بہ عبادات ومعاملات را بر ابواب فقہ جمع نمودہ۔

ومخفی نماند کہ علامہ طحاوی درین کتاب معانی الآثار خود ہمان احادیث متعلقہ عبادات
ومعاملات جمع نمودہ کہ بظاہر الفاظ آنہا مخالف یکدیگر می باشد۔ مثلاً بر جواز
یک عمل دلالت میکند واز حدیث دیگر منع ہمان عمل ظاہر می شود۔ پس علامہ
موصوف چنین احادیث را بر ابواب فقہ جمع نمودہ۔ وغرض ازین جمع وتالیف
اینکہ اہل الحاد وضعفاء اہل اسلام گمان میکردند کہ بعض احادیث ماثورہ از حضرت
رسالت پناہی متعلق باحکام عبادات ومعاملات واوامر ونواہی متناقض
ہستند ویک حدیث حدیث دیگر را رد می کند۔ پس مصنف علامہ این کتاب
جمع فرمودہ وبرائے ہر مطلب ابواب مقرر نمودہ ودر ہر باب ناسخ ومنسوخ و
تاویل علمائے اعلام واحتجاج شان در ترجیح واختیار حدیثے ورد وترک حدیث
دیگر ذکر نمودہ۔

واین معانی الآثار در سنہ ۱۳۰۱ھ در لکھنؤ مطبع مصطفائی طبع شدہ ومولوی احمد علی سہارنپوری
بران یک مقدمہ ہم نوشتہ اند کہ در اول کتاب چاپ شدہ۔ ازان معلوم می شود

که این کتاب معانی الآثار را شرح معانی الآثار هم میگویند بر لوح کتاب مذکور
نام آن بجائے معانی الآثار "شرح معانی الآثار" چاپ شده۔ و به همین نام در
فہرست کتب خانهٔ آصفیه بر صفحه ۶۲۸ "بنام شرح معانی الآثار" در فن حدیث
بر نمبر ۴۳۶ درج شده مگر در اصل آن شرح نیست بلکه متن است۔ که آن را شرح
معانی الآثار هم میگویند۔

و در اصل شرح معانی الآثار همین نسخهٔ موجودهٔ کتب خانه ست که بر نمبر ۴۵ در فن
حدیث مضبوط و در صفحه ۶۲۸ فہرست مطبوعهٔ کتب خانهٔ مذکور و تصنیف علامه
عینی ست۔ جمله اوراق این جز (۵۲۹) و سطور فی صفحه (۲۷) می باشد۔ خط عرب
نسخ قدیم کاغذ گنده مجدول۔

در اصل این کتاب نهایت مبسوط و مشرح ست و در مجلدات عدیده
نسخهٔ کامله آن خواهد بود۔

اما نسخهٔ موجوده کتب خانه پس نسخه کامله نیست بلکه جزو خاص است از اجزاو
متعدده چنانچه از خاتمهٔ کتاب خواهی دریافت۔

شروع این جلد از بیان قرأت در نماز ظهر و عصر ست۔

و هذا عبارته:۔

کتاب القراءت فی الظهر والعصر ای هذا باب فی بیان حکم القراءة فی
صلواتی الظهر والعصر الی ان قال قال احمد رحمه الله (ای الطحاوی)
حدثنا ربیع المؤذن۔ الی ان قال قال محمود عفی الله عنه ۲ الکلام فیه
علی انواع النوع الاول الخ۔

وختم این جلد باب التطوع باللیل والنهار کیف هو من کتاب الصلوٰة است
عبارت خاتمه از مصنف این است:۔

ویتلوه فی الجزء السادس بعده باب القرأت فی صلوة اللیل الی ان قال و
لجز تحریره علی یده مولفه العبد الفقیر الی الله الغنی ابو محمد محمود بن احمد العینی

عاملہ ربہ وو الدایہ بلطفہ الخفی والجلی لیلۃ الخمیس سلخ رجب الفرد
الاصب من سنۃ ثمان وثمان مائۃ وکان ابتدائی فیہ من جمادی الاولی
من ہذہ السنۃ مع تخلل الحوادث العظیمہ والعوائق الجسیمہ من فترات الزمان
ونکبات الاحزان وحسد الحساد من الخوان وشماتات الحال والھموم
المستولیۃ علی البال من العلا المفرط والخوف والفتن ونوائب وانواع الغصص
والمحن مع عزۃ الورق وقلۃ الورق ولکن اللہ بلطفہ الدائم الکثیر اعاننی علی
ھذا التحریر والمرجو منہ البلوغ الی آخرہ بحسن الاختتام وفراغ القلب
وصحۃ القالب من الاسقام ببرکۃ محمد سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ
والسلام وعلی آلہ وصحبہ الکرام مصابیح الدجی وانوار الظلام۔

مخفی نماند کہ این کتاب از کتب خانہ حکیم محب حسین المخاطب بہ فیلسوف جنگ
مرحوم است کہ در سرکار عالی از او شان خرید شدہ با بیعان کتب خانہ مذکورہ در
فہرست مطبوعہ خود بر نشان ۲۶۷ محاذی نام این کتاب نوشتہ کہ این کتاب بخط
مصنف است و وقت طبع فہرست کتب خانہ آصفیہ ہمان لفظ بجنسہ در
فہرست کتب خانہ ہم چاپ شدہ۔ اما نزد حقیر این نسخہ ہرگز بخط مصنف نیست
چرا کہ عادت مصنفین ہرگز چنین ندیدہ شدہ کہ کتاب را خوشخط و جدول کشیدہ
باہتمام تمام بنویسند بلکہ وقت تصنیف جا بجا بر عبارات قلم می کشند و جابجا بر حواشی
می نویسند۔

شرح نہج البلاغہ

تصنیف کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی المتوفی سنہ ۶۹۹ تسع وتسعین وستمائۃ۔

نہج البلاغہ مجموعہ خطب ومکاتیب واقوال جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام است کہ سید رضی متوفی سنہ ۳۵۹ تسع وخمسین وثلثمائۃ کہ اسم شان رضی ابو الحسن محمد بن الحسین بن موسی بن محمد بن موسی بن ابراہیم بن موسی الکاظم امام ہفتم است جمع نمودہ۔

مجموعہ مذکورہ مقبول عام وخاص شد ومخالف وموالف ہر کس بمدح وثنا وتعریف وتوصیف آن پرداختہ وعلمائے اعلام متوجہ بشرح گردیدند۔

اول کسیکہ شرح این مجموعہ نمودہ علامہ ابن ابی الحدید متوفی سال ششصد وپنجاہ وپنج ہجری است۔ بعد آن از علمائے شیعہ اول کسیکہ بشرح آن دامن جد وجہد برچید علامہ ابن میثم بحرانی بودہ کہ بہ کمال بسط وتفصیل شرح آن در سال ششصد وہفتاد وہفت ہجری بزمانہ حکومت بہاء الدین محمد جوینی نوشتہ وشرح مذکور در ایران دو سہ بار چاپ شدہ۔

نسخۂ مطبوعہ سنہ ۱۲۷۶ ہجری بر نمبر ۲۲۳۔ فن حدیث موجود است۔

علامہ میثم بعد تحریر شرح مذکور حسب خواہش وفرمایش بہاء الدین موصوف شرح را مختصر نمودہ این مختصر نہایت کمیاب است وبظاہر تا حال چاپ نہ شدہ۔ اما بعنایت الٰہی وباقبال شاہی درین کتب خانہ آصفیہ یک نسخۂ آن بہم رسید کہ بخط نسخ مغربی بر نمبر (۸۰۸) فن حدیث مربوط است۔

اولش این است:۔

سبحان من حرت ابصار البصائر عن کنہ معرفتہ وقصرت السنۃ البلغاء عن اداء مدحہ وکیفیتہ وصفتہ وشہدت مع ذلک بدایۃ العقول بربوبیتہ وجلال الوہیتہ واقرت بکثرۃ ما عداہ باحدیتہ واعترفت حاجتہا الی اللّٰہ بعنایتہ بواجب

ونطقت انواع مخلوقاته بعلو شانه وتمام قدرته الخ

نسخۂ مذکورہ از آخر بمقدار زیادہ ناقص است ہر قدر کہ موجود است چند اجزاء از کل نسخہ
می باشد بہ ہمیں وجہ نام کتاب و سنہ کتابت وغیرہ ہم معلوم نشدہ۔
جملہ صفحات آن یکصد و دوازدہ ۱۱۲ سطور فی صفحہ بست و شش ۲۶۔

شمامة العنبر

فی ما ورد فی الہند من سید البشر

علامہ غلام علی آزاد بلگرامی متوفی سنہ ۱۱۹۶ یک ہزار و یکصد و نود و شش ہجری در سال یکہزار و یکصد و شصت و سہ ہجری بمقام ٹونک تصنیف نمودہ۔ شروع این است:۔

"سبحان الذی خص من بلادہ ما شاء بحسن القبول والصلوٰۃ والسلام علی السیف المہند من سیوف اللہ المسلول وعلی آلہ الذین انارت شموسہم مشارق الارض ومغاربہا واصحابہ الذین شرفت آثارہم جبہۃ الغبراء ومناکبہا۔ اما بعد فہذہ نسخۃ لم ینسج احد علی منوالہا ولا سمحت قریحۃ بمثالہا وفق اللہ تعالی بتالیفہا عبدہ المتوکل علیہ والمتوسل الیہ الفقیر غلام علی الحسینی نسباً والواسطی اصلاً والبلگرامی وطناً عاملہ اللہ بلطفہ سراً وعلناً جمع فیہا ما وجد من ذکر الہند فی التفاسیر العظیمۃ والاحادیث الکریمۃ وسماہا شمامۃ العنبر فی ما ورد فی الہند من سید البشر راجیاً من الحضرۃ الربانیۃ والعتبۃ الرحمانیۃ ان یعطر الآفاق بنسائمہا ویملاء الادجاء بشمائمہا وہو المہیمن المستعان والجدیر بالطول والاحسان الخ"

مصنف علامہ درین رسالہ مختصرہ احادیث حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ در باب فضائل ملک ہند منقول شدہ جمع کردہ کہ قبل از مصنف موصوف کسی از علمائے ہند درین باب توجہ نفرمودہ بود۔

مصنف علامہ از فضلاء مشہورین است تذکرہ اش در کتاب محبوب الزمن در ذکر شعراء دکن مولفہ عبد الجبار خان آصفی و دیگر کتب بہ تفصیل موجود است۔

درین کتب خانہ آصفیہ سہ نسخہ قلمیہ آن بر نمبر ۵۳، ۷۵، و ۵۹ فن حدیث موجود است۔
نسخہ نمبری ۵۳ بخط عادی تقطیع خورد نام کاتب و سنہ کتابت نیست۔ بگمان حقیر قریب

زمانۂ مصنف نوشته شده۔
نسخۂ ثانیه که بر نمبر ۷۵۸ مرتب است آن بخط نسخ خوشخط حسب فرمائش سید احمد زید بلگرامی
که از اولاد و احفاد جناب آزاد بودند۔ در سال یکهزار و دو صد و نود و دو ہجری (۱۲۹۲) در زمین حیدرآباد
بقلم سید محمد موسوی کاظمی نوشته شد۔ جمله اوراق آن چهل و سطور فی صفحه یازده۔
نسخۂ ثالثه نمبری ۸۵۹ بخط نستعلیق معمولی ست نام کاتب و سال کتابت موجود نیست۔ جمله اوراق
آن بست و یک (۲۱)۔ و سطور فی صفحه پانزده (۱۵)۔

صحیح مسلم

جمع و تالیف امام حافظ ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری الشافعی المتوفی سنہ ۲۶۱ احدی و ستین و مائتین است۔ در صحاح ستہ بعد صحیح بخاری درجہ این کتاب است۔ شروع کتاب این است:۔

الحمد للہ رب العلمین و العاقبۃ للمتقین و صلی اللہ علی محمد خاتم النبیین و علی جمیع الانبیاء والمرسلین اما بعد الخ

احوال مولف در تمامی کتب تراجم و رجال موجود است۔

در کتب خانہ آصفیہ چہار نسخہ قلمیہ و سہ نسخہ مطبوعہ موجود است۔

اما نسخ قلمیہ پس نسخہ اولی کہ بر نمبر ۶۷ فن حدیث مخزون است تقطیع کلان خط نسخ قدیم کہ بعد خط کوفی مروج شد۔ نسخہ نفیسہ صحیحہ مقروءہ ارباب علم است۔ نام کاتب و سنہ تحریر در آخر مذکور نیست۔ حجم اوراق ششصد و بست و شش و سطور فی صفحہ بست و پنج۔

نسخہ ثانیہ قلمیہ در دو جلد کہ بر نمبر ۵۳۶ و ۵۳۷ فن حدیث مرتب است نسخہ کاملہ مجدولہ محشی بخط نسخ خوشخط از اول تا آخر یک قلم در شروع نصف اول یک فہرست کتاب مجلد است کہ آن فہرست حسب فرمایش مولوی فخر الاسلام خان در سنہ ۱۲۱۲ یکہزار و دو صد و دوازدہ ہجری بمقام ہمین حیدرآباد میر بدر الدین حسین نوشتہ و بر ورق اول نصف اول مہر فخر الاسلام خان ثبت است کہ دران سنہ ۱۱۸۸ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت ہجری کندہ است و مہر دیگر کہ اسمی محمد اسد است وہم بر حاشیۂ ورق اول بقلم خود فخر الاسلام خان این عبارت تحریر است:۔

الحمد للہ ذی الجلال والاکرام والصلوۃ والسلام علی نبیہ محمد سید الانام وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام وبعد فیقول العبد الضعیف الفقیر الی اللہ المنان محمد صفدر الملقب بفخر الاسلام علی بن الحسین محمد خان ان من نعم اللہ علی انی قرأت جمیع صحیح مسلم

من اوله الی آخره فی المسجد النبویة علی صاحبها افضل الصلوٰة والتحیة الخ
اوراق نصف اول سه صد وپنجاه وهشت ۳۵۸ وسطور فی صفحه بست وهفت ۲۷. واوراق نصف دوم
سه صد وسی وهفت وسطور فی صفحه بست وهفت ۲۷. ودر آخر سنه کتابت ونام کاتب مرقوم
نیست. نسخه تکمله ثالثه هم در دو جلد مجلد است وبرنمبر ۵۸۸ - ۵۸۹ مخزون است. بخط شیخ کرم علی
بر تقطیع کلان است که بفرمایش محمد حسن علی محدث حیدرآبادی نوشته شد. نصف اول مکتوبه سنه ۱۲۶۵
یکهزار ودوصد وشصت وپنج هجری. وخود حسن علی صاحب مقابله تصحیح وتحشی آن در ماه شعبان سنه ۱۲۶۵
یکهزار ودوصد وشصت وپنج هجری الله منقول عنه فرمودند. برحاشیه ورق اول بقلم ممدوح این
عبارت نوشته است.

وقع الفراغ من التصحیح والتحشیة من اوله الی اخره بقدر الطاقة البشریة علی ید المسکین
الفقیر المحتاج الی ربه الغنی المدعو به محمد حسن علی الصدیقی من الاب والحسینی من الام نسبا
والحنفی مذهبا والنقشبندی المجددی طریقة غفر الله تعالی ولوالدیه وجعله مع اولاده
واله وازواجه وذریاته واباءه وامهاته فی زمرة نبیه وحبیبه محمد صلی الله علیه و
اله واصحابه وازواجه وذریاته واهل بیته وبارك وسلم فی یوم القیمة امین امین فی
لیلة الجمعة لسبعة وعشرین من ذی الحجة الحرام سنة ۱۲۶۶ ست وستین والف بعد
الهجرة النبویة علی صاحبها الاف من التحیة المعم تجاوز عنا ما وقع من السهو والنسیان
بحرمة النبی اخر الزمان صلی الله علیه واله واصحابه ذوی الفضل والاحسان.
وجمله اوراق این نصف اول دوصد ونود ونه ۲۹۹. وسطور فی صفحه بست وپنج ۲۵.
ونصف دوم نمبری ۵۸۹. جمله اوراق آن سه صد وبست ودو ۳۲۲. سطور فی صفحه بست وپنج ۲۵.
ونصف هم بتصحیح ومقابله تحشی مولوی حسن علی مزین وآراسته وبقلم شان این عبارت نوشته است.
امابعد فقد تمت الجلد الثانی من الصحیح المسلم علی ید الشیخ الاکرم والمحرر الاعظم عاصی
الشیخ کرم علی غفر الله ذنوبه فی تاریخ سبعة عشر من ذی الحجة الحرام سنه ست وستون
ومائتین بعد الالف من الهجرة النبویة علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة التغا
المسکین الفقیر المدعو بمحمد حسن علی الصدیقی من الاب والحسینی من الام نسبا والحنفی مذهبا

والنقشبندیة المجددیة طریقة غفر الله تعالی ذنوبه وجعله مع اولاده واله و ذریاته وازواجها وامهاته واباءه فی زمرة نبیه محمد صلی الله علیه وسلم فی الیوم القیامة امین امین۔

نسخۂ قلمیہ رابعہ کہ در سہ جلد مجلد است برنمبر ۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲ فن حدیث مخزون ہر سہ جلد بہ تقطیع وخط مختلف است بظاہر از اجزائے چند نسخ این نسخہ مرتب کردہ باشد. دوم ناقص است۔ درمیان ثلث دوم وسوم ربط نیست۔

ثلث اول خط نسخ بخط مکتوبہ ۱۰۵۶ سنہ یکہزار وپنجاہ وشش ہجری۔ اوراق آن دو صد وپنجاہ و پنج ورق۔ وسطور فی صفحہ ۲۱ بست ویک۔

ثلث دوم ہم خط نسخ معمولی نام کاتب وسنہ کتابت تحریر نیست۔ بظاہر کتابت جدید است۔ جملہ اوراق دوصد و ۲۷۵ ہفتاد وپنج وسطور فی صفحہ ۲۳ بست وسہ۔

ثلث سوم کہ برنمبر ۵۹۲ مخزون است بخط نستعلیق وخوشخط است ومحشی وکاغذ خانبالغ سنہ تحریر درآخر بود مگر آن ضایع شدہ۔ درآخر چند ورق ضایع شدہ وصلہ کردہ است وشروع این از کتاب الشفعہ است وتسلسل درمیان این جلد وجلد دوم نمبری ۵۹۱ مفقود است۔ جملہ اوراق ۴۹۸ چہارصد ونود وہشت وسطور فی صفحہ ۱۹ نوزدہ۔

اما نسخ مطبوعہ پس یک نسخہ چاپ کلکتہ در دو جلد برنمبر ۳۴۳-۳۴۴ مخزون است بہ تصحیح وتحشی مولوی عبدالرحیم بن عبدالکریم صاحب منتہی الارب صفی پوری است وہم مولوی صاحب موصوف برتمامی کتاب اعراب ہم نوشتہ در کلکتہ ۱۲۶۵ سنہ یکہزار و دوصد وشصت وپنج ہجری چاپ شدہ صفحات جلد اول ہشتصد وہشتاد ونہ وسطور فی صفحہ بست وپنج۔ وصفحات نصف دوم ہشتصد ۸۴۴ وچہل وچہار وسطور فی صفحہ ۲۵ بست وپنج۔

نسخۂ ثانیہ مطبوعہ مصر است مجلد در دو جلد۔ سال طبع ۱۲۹۰ سنہ یکہزار ودوصد ونود ہجری است برنمبر ۶۶۹-۶۷۰ مخزون است۔

نسخۂ ثالثہ مطبوعہ نمبری ۸۰۷ چاپ دہلی است کہ مع شرح علامہ نووی طبع شدہ۔ برپیشانی ہر صفحہ قریب ہر ربع متن طبع شدہ بعد آن خط عرضی کشیدہ منہاج شرح علامہ نووی طبع کردند سال طبع ۱۳۰۱ سنہ یکہزار وسہ صد ویک ہجری است۔

صحیح البخاری

الجامع الصحیح

منجملۂ صحاح ستہ کتاب جلیل القدر وعالیشان و مرجع و مدار کار علمائے اعلام و محدثین عالیمقام است در لندن و مصر و هندوستان متعدد بار از ابتدائے صدی سیزدهم هجری تا این زمان که سال یکهزار و سه صد و پنجاه و پنج هجری است بارها طبع شده۔

درین کتب خانهٔ آصفیه بحمد الله سیزده نسخهٔ قلمیه کامله و ناقصه و مطبوعه موجود است۔ چهار نسخهٔ قلمیه از آن کامل و چهار نسخه قلمیه ناقص و چهار نسخه مطبوعه کامل و یک مطبوعه ناقص میباشد۔ نسخ قلمیه بر نمبر هائے مندرجهٔ ذیل می باشد۔

نمبر ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۷ و ۵۸۲ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ - نسخه کامله بر نمبر - ۱۵ و ۱۶ اند در دو جلد مجلد است بخط نسخ عمده مکتوبه سنه ۱۲۶۱ یکهزار و دو صد و شصت و یک هجری بخط شیخ کرم علی - عدد اوراق نمبر - ۱۵ - یعنی جلد اول سه صد و شصت و سه ۳۶۳ و سطور فی صفحه بست و پنج -

و عدد اوراق نمبر ۱۶ - یعنی جلد دوم سه صد و هفتاد و نه ۳۷۹ - سطور فی صفحه بست و پنج - و این جلد نیز بخط همان کاتب یعنی شیخ کرم علی می باشد - مکتوبه سنه ۱۲۶۲ یکهزار و دو صد و شصت هجری و این نسخه با منقول عنه مقابله کرده تصحیح کرده است چنانچه در آخر این عبارت تحریر است۔

صححه وقرأه من اوله الی آخره بقدر الطاقة البشریه المسکین الفقیر المدعو محمد حسان علی الصدیقی من الاب والحسینی من الام نسبا غفر الله ذنوبه وذنوب والدیه ویصلی بهم ... واحبته واصدقائه فی زمرة محمد صلی الله علیه وسلم

در ماه رمضان المبارک تصحیح این جلد بتاریخ بست و دوم باتمام رسید سنه ۱۲۹۰ یکهزار و دو صد
و نود هجری۔

نسخهٔ دیگر قلمی نمبر ۱۲۷۰ بخط اسماء بنت عبد الله است خوشخط نسخ۔ کاغذ تیشی۔ جمله اوراق
چهار صد و نود و یک (۴۹۱) و سطور فی صفحه بست و نه۔ سنه کتابت مرقوم نیست معلوم شد که غالباً نوشته صد یازدهم باشد

نسخهٔ ثالثه قلمیه در دو جلد نمبر ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶۔ جزو اول آن (۱۲۷۵) خوشخط ناقص الآخر از
کتب خانهٔ حافظ حسین مشهور به امام زاده بخارا در مکه معظمه است و خط حافظ حسین امام زاده بر ورق
اول بتحریر سنه ۱۲۴۲ یکهزار و دو صد و چهل و دو هجری موجود است۔ و نام کاتب و سال کتابت مرقوم
نیست۔ اما بر ورق اول عبارت تحریر است از آن معلوم می شود که جزو مذکور در مطالعهٔ علامه
یوسف واعظ مسجد جامع سلطان احمد خان بود و علامه یوسف از تلامذهٔ حافظ محمد صالح اسلامبولی بوده
و نیز بملاحظهٔ جزو مذکور ظاهر خواهد شد که بقلم علمائے اعلام محشی و تصحیح کرده شده موجب نهایت قدر است
جزو دوم نمبری ۱۲۷۶ خوشخط مقابله کرده مقرره علمای اعلام مکتوبه سنه ۱۰۹۷ هزار و نود و هفت هجری
محض ربع چهارم کتاب است که از جزو بست و چهارم اصل صحیح بخاری شروع می شود و تا جزو سی ام آخر
کتاب می باشد و در آخر جزو این است بخط علمائے اعلام و محدثین عظام۔ و تحریر است که این
جزو رابع با اصل منقول عنه که در مدرسه علویه بوده هم با نسخهٔ شیخ عالم بقیة الحفاظ والمحدثین زین الدین عمر
بن احمد بن عبد اللطیف الشرجی الحنفی مقابله شده۔

و در آخر مهر حکیم مسیح الدوله لکهنوی ثبت است که طبیب خاص واجد علیشاه بادشاه اوده بوده
و در سال یکهزار و دو صد و هفتاد هجری از سلطنت علیحده شده۔

و نسخهٔ نمبری ۱۲۷۳۔ نسخهٔ کامل تقطیع کلان خط نسخ عادی مکتوبه سنه ۱۲۳۲ یکهزار و دو صد و سی و دو هجری
بقلم حاجی حسین بن هادی ابن [illegible] بن حسین۔ نسخهٔ صحیحهٔ محشی قابل قدر۔ جمله اوراق ۳۲۸ سه صد و [ناتمام ضایع شده]
بست و هشت و سطور فی صفحه سی و هشت (۳۸)۔

و نسخهٔ نمبری ۱۲۷۴۔ خوشخط نسخ بخط شیخ کرم علی۔ محض نصف اول است و محشی و معرب سنه
کتابت مرقوم نیست۔ جمله اوراق دو صد و چهل و هشت۔ سطور فی صفحه سی و هشت۔

اما نسخهٔ اولی نمبری ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ که سابق مذکور شد آنهم بخط شیخ کرم علی است و سنه تحریر آن

یکهزار و دو صد و شصت و یک ہجری (سنه ۱۲۶۱) است۔ پس سال کتابت این نصف اول مابعد آن
بوده باشد۔

نسخہ نمبر ۵۸۲۔ محض یک ثمن یا عشر کتاب است از باب اثنان فما فوقهما جماعة
من کتاب الصلوٰة تا باب ابواب اذان مسافر۔ این جزو نہایت قابل قدر و منزلت
است بخط عرب مکتوبہ سنه ۶۰۱ ششصد و یک ہجری۔ بخط حافظ ابراہیم بن اسمٰعیل بن الخ۔
نسخہ بوسیده و کرم خورده است جابجا۔
جمله اوراق (۲۱۲) دو صد دوازده و سطور فی صفحه نوزده (۱۹)۔

نسخہ نمبری ۵۸۴۔ ہم یک پاره است محشی۔ شروع از کتاب المناقب تا بعض کتاب التفسیر
این جزو ہم بخط عرب خط عالمانہ مکتوبہ سنه ۱۲۰۳ یکهزار و دو صد و سه ہجری۔ مالک کتاب نذر علی
الاشعری الحنفی الماتریدی که بظاہر شخص عالم و فاضل بود بخط خود برائے خود نوشته۔ جمله اوراق
دو صد و ہفتاد و نه (۲۷۹) سطور فی صفحه سی و سه (۳۳)۔

و نسخه نمبری ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ که در سه جلد مجلد است از آخر ناقص است غالباً ثلث ربع
اصل کتاب است و ہم بخط یک کاتب نیست و تقطیع ہر سه جزو ہم یکسان نیست از نسخه مختلفه
گرفته شده است۔

پس جزو اول نمبری ۵۸۵۔ خط قدیم بخط عرب است کتاب محشی و مصحح لوح طلائی و لاجوردی۔
نام کاتب و تاریخ کتابت نیست۔ معلوم می شود که از آخر دو ورق ضایع شده۔ غالباً اسم کاتب
و تاریخ دران می بود۔ جمله اوراق یکصد و شصت و سه (۱۶۳)۔ سطور در ہر صفحه بست و ہفت (۲۷)۔

جزو دوم نمبری ۵۸۶۔ بخط نسخ خوشخط کاغذ عمده در اول کتاب نصف صفحه عبارت قلم زد
نموده و در آخر ہم یک و نیم صفحه قلم زد نموده تا این جزو از آخر جزو اول و آخر این جزو از اول جزو سوم
مربوط شود۔ جمله اوراق (۱۱۹) سطور فی صفحه بست و نه (۲۹)۔

جزو سوم نمبری ۵۸۷۔ بخط عرب نہایت صحیح و محشی و مصحح فرموده علمائے کرام و محدثین عالیمقام
با نسخہائے مشایخ اعلام مقابله شده سال نهصد و سی (سنه ۹۳۰) ہجری۔ و در اول و آخر ذکر آن نسخه جات
مذکور است که با آن مقابله شده۔ مکتوبہ سنه ۸۹۷ ہشتصد و نود و ہفت ہجری۔ نام کاتب مذکور نیست۔

جلد اوراق دوصد وسیزده ۲۱۳ - سطور فی صفحہ بست وسہ ۲۳ - واین جزو دوم از کتب خانہ حکیم مسیح الدولہ لکھنوی است -

اما نسخ مطبوعہ پس

۱- نمبر ۱۳ و ۱۴ - در دو جلد نسخہ کاملہ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۹ھ یکہزار و سہ صد و نہ ہجری است -

۲- نسخہ کاملہ چھاپہ مصر مطبوعہ ۱۲۹۶ھ یکہزار و دوصد و نود و شش ہجری در ہشت حصہ مجلد در چہار جلد نمبری ۱۸-۱۹-۲۰-۲۱ - است -

۳- نسخہ مطبوعہ لندن در سہ جلد نمبری ۲۲ مطبوعہ ۱۸۶۲ء یکہزار و ہشتصد و شصت و دو عیسوی و نمبر ۲۳ مطبوعہ ۱۸۶۴ء یکہزار و ہشت صد و شصت و چہار عیسوی - و نمبری ۲۴ مطبوعہ ۱۸۶۸ء یکہزار و ہشت صد و شصت و ہشت عیسوی -

۴- نسخہ کاملہ مطبوعہ میرٹھ بار دوم بہ تصحیح مولوی احمد علیصاحب مطبوعہ ۱۲۸۳ھ یکہزار و دوصد و ہشتاد و سہ ہجری - مجلد در دو جلد - بر نمبر ۲۶ - ۲۷ - مربوط است -

۵- یک جلد نمبر ۲۸ - مطبوعہ ۱۲۶۸ھ یکہزار و دوصد و شصت و ہشت ہجری در بمبئی محض نصف اول است -

اما فضائل و مناقب امام بخاری بالاتر ازان ست کہ احصاء آن کرده شود بعضے ازان باید شنید -

مولوی خدابخش خان در لباب الالباب گفتہ -

امام ابو عبد اللہ محمد بن ابی الحسن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن احنف الجعفی البخاری (المتوفی ۲۵۶ھ دوصد و پنجاه و شش ہجری) استغنی عن التعریف والتوصیف امام علماء حدیث کالشمس فی نصف النہار ست -

علامہ مجیدی در کتاب جذوة المقتبس و خطیب در تاریخ بغدادی فرمایند -

کہ چون امام بہ بغداد آمد اصحاب حدیث انجمن شده خواستند کہ امام را بر محک امتحان کشند متون صد حدیث بر آورده بعبارت تغیر دادند و روزے ده کس کہ ہر یک ازان ده حدیث بخاطر داشت بر امام گرد آمده استفسار آن احادیث نمودند امام ایشان را ساند ہمہ حدیث ہا

تحریفاتیکہ این مردمان کردہ بودند نشان داد۔ بعد ازین مردمان بغداد بفضل وے متفق شدند۔

در طلب حدیث سفرہا کردہ و زحمت ہا کشیدہ خراسان و جبال و شہرہائے عراق و حجاز و شام و مصر در طلب حدیث دویدہ۔

محقق دہلوی فرماید کہ امام را در میان محدثان امیر المومنین فی الحدیث و ناظر الاحادیث النبویہ القاب است۔ مسلم صاحب صحیح چون بخدمت امام آمد میگفت کہ بگذار تا بوسہ زنم پائے تو کہ تو شایان این تعظیمی ہی۔ ابو زید مروزی گوید کہ در میان رکن و مقام ابراہیم در خواب بودم از حضوری جناب سرور کائنات صلعم مشرف گشتم فرمودند اے ابو زید چرا کتاب مرا درس نمی گوئی گفتم یا رسول اللہ صلعم کتاب تو کدام است فرمود کتاب محمد بن اسمٰعیل بخاری۔

بسیارے از مشائخ و علما و بر آنند کہ ختم صحیح بخاری برائے قضائے حاجات و رفع بلیات و شفاء امراض بکار آید۔ آخر عمر در خرتنگ کہ قریہ بہ نزدیک سمرقند است آمد و از سماعت خبر اختلاف جیلے دل تنگ شدہ و بعد از نماز تہجد دست بدعا در از کرد کہ خداوند ارض باین وسعت بر من تنگ آمدہ تو مرا بسوئے خود کش ہمان رنجور شدہ و بجوار رحمت حق پیوست۔ کان ذالک فی شہور سنہ ۲۵۶ دو صد و پنجاہ و شش ہجری۔

بخاری شریف کہ بار اول در ہندوستان چاپ شدہ چاپ بمبئی است۔ چاپ دوم از ساعی جمیلہ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری در دہلی در سنہ ۱۲۶۰ در مطبع احمدی کہ بہتر از ان کتاب مذکور در مصر وغیرہ ہم طبع نشدہ۔

مولوی احمد علی بہ تحشی اسامی روات و حل لغات و انتخاب شروح کتاب را جان محشی و مزین فرمودہ کہ مستغنی از شروح و اساتذہ نمودہ کمال محنت و مشقت بکار بردہ و خود تصحیح و مقابلہ وقت طبع آن نمودہ۔ و بار دوم در میرٹھ ہم بہ تصحیح مولانائے موصوف در سال سنہ ۱۲۸۳ یکہزار و دو صد و ہشتاد و سہ ہجری طبع شدہ۔ بعد آن در لکھنؤ در مطبع نظامی وغیرہ کہ ہر کجا صحیح بخاری طبع شد منقول از نسخہ مولوی احمد علیصاحب است۔ مختصر حالات و ذکر تصانیف مولوی احمد علی در حدیقۃ الحنفیہ مذکور است و ششم جمادی الاولی در سنہ ۱۲۹۷ در وطن مالوف خود سہارنپور بمرض فالج

داعی اجل را لبیک گفتہ راہی عالم قدس گردید۔ چہار فرزندان فاضل وکامل خلف گذاشت منجملہ آن جناب مولانا حکیم عبد الرحمٰن سہارنپوری محدث وقت و فرید عصر و شیخ جلیل بودہ کہ تا بہ عمر ہشتاد سالگی تخمیناً در بلدۂ حیدرآباد دکن بدرس و تدریس و تصنیف و تالیف و علاج مرضا مشتغل بودہ واز سرکار عالی وظیفہ برائے او شان جاری و مقرر بودہ۔ چند سال گذشتہ کہ داعی اجل را لبیک گفتہ۔ مزارش در خطہ صالحین بلدہ مطر انوار است۔

طرح التثریب فی شرح التقریب

حافظ زین الدین عبدالرحیم بن حسین العراقی المتوفی ۸۰۶ھ هشتصد و شش هجری تقریب علامه نووی را که در اصول حدیث است شرح نموده۔

موضوع کتاب بیان اقسام حدیث و ذکر روات حدیث و تفصیل ثقه و غیر ثقه و معتبر و غیر معتبر از رواة۔

اولش این است۔ الحمد لله الذی بین احکام الملة السنية الخ۔

نسخهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری ۲۷۷ محض یک جلد غالباً نصف اول است بخط عرب نسخهٔ قدیمه۔ در آخر ناتمام است باین وجه سال کتابت و نام کاتب معلوم نشده اما بر ورق اول کتاب این عبارت که نوشته است۔

الجزء الاول من طرح التثریب فی شرح التقریب للحافظ زین الدین العراقی تغمده الله برحمته واسکنه فسیح جنته آمین۔

شخصے بعد آن نوشته که این عبارت تحریر کردهٔ علامه سخاوی است که وفاتش در سنه ۹۲۷ نهصد و بست و هفت بوده ازین معلوم میشود که این نسخه مکتوبهٔ صدی نهم یا هشتم است و کم از کم صدی نهم ضرور است و از ملاحظهٔ کاغذ کتاب و کتابت هم ظاهر می شود که اگر مکتوبه پنج صد سال خواهد بود۔ و صحیح باد که وفات سخاوی در سنه ۹۰۲ھ واقع شده تاریخ مذکور غلط نوشته است۔

جمله اوراق کتاب دو صد و پنجاه (۲۵۰) و سطور فی صفحه سی (۳۰) ام۔

غایة التوضیح لجامع الصحیح

علامہ عثمان بن عیسیٰ بن ابراہیم الصدیقی الحنفی المتوفی شرح بخاری نمودہ ودر خطبہ گفتہ کہ ماخذ شرح من شروح کرمانی ومقاصد وفتح الباری وقسطلانی وزرکشی وفیض الباری است۔

اول کتاب۔ الحمد للہ الذی شرح صدور المحدثین بالہام مقاصد الخ

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۔ ۲۲۰ ۔ فن حدیث بخط نسخ معمولی است۔ از آخر چند اوراق ناقص بہمین وجہ سال کتابت ونام کاتب موجود نیست۔ جملہ صفحات یکہزار وسہ (۱۰۰۳) وسطور فی صفحہ بست وسہ (۲۳)۔

وبرورق اول یک عبارت نوزدہم شوال سنہ ۱۲۸۰ یکہزار ودوصد وہشتاد ہجری تحریر است۔

فتح الباری بشرح صحیح البخاری

تالیف حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد مشہور بابن حجر العسقلانی الکنانی الشافعی است کہ در مصر بہ کنار دریائے نیل بست و دوم ماہ شعبان سنہ ۷۷۳ ہفتصد و ہفتاد و سہ ہجری متولد شد و ہمانجا نشو و نما یافتہ در قاہرہ آمدہ و در سنہ ۸۵۲ ہشتصد و پنجاہ و دو ہجری در قاہرہ وفات نمود۔

شرح مذکور مشتمل است بر فوائد حدیثیہ و نکات ادبیہ و مسائل فقہیہ کہ در شروح دیگر یافتہ نمی شود۔

علامہ مذکور اولاً یک مقدمہ برائے این شرح نوشتہ کہ مشتمل است بر دہ فصول و نامش ہدی الساری الی فتح الباری است و از تصنیف این مقدمہ در سنہ ۸۱۳ ہشتصد و سیزدہ ہجری فارغ شدہ بعد آن در اوائل سنہ ۸۱۷ ہشتصد و ہفدہ ہجری تصنیف فتح الباری شروع نمودہ در یکم رجب سنہ ۸۴۲ ہشتصد و چہل و دو ہجری از تصنیف آن فارغ شد و بعد فراغ تصنیفش در شکریہ فراغ ولیمہ عظیمہ بصرف پانصد دینار سرخ باہل اسلام آن شہر دادہ کہ شاذ و نادر کسے بود کہ دران ولیمہ حاضر نشدہ باشد۔

اول کتاب۔ الحمد للہ الذی شرح صدور اہل الاسلام بالہدی الخ۔

درین کتب خانہ آصفیہ نسخ قلمیہ و مطبوعہ ہر دو از کتاب مذکور موجود است۔

اما نسخ قلمیہ۔ پس یک نسخہ در چہار جلد نمبر۔ ۴۹-۵۰-۵۱-۵۲- فن حدیث مرتب است۔
نمبر ۴۹- جزو اول است و در شروع چند اوراق تخمیناً دوازدہ ورق کم است۔ خط عرب نسخ مکتوبہ سنہ ۸۷۰ ہشتصد و ہفتاد ہجری ست۔ نام کاتب در آخر مرقوم نیست و جملہ اوراق این جزو دو صد و نود (۲۹۰) و سطور در ہر صفحہ بست و یک می باشد۔ و خاتمہ جزو ہذا بر کتاب الطہارت است۔

نمبر ۵۰ - جزو دوم از کتاب الصلوٰة شروع بخط ہمان کاتب جزو اول می باشد از آخر چند اوراق ضایع شده با ینوجه سال کتابت موجود نیست - اما بظاہر سال تحریر ہمان سال جزو اول خواہد بود جمله اوراق این جزو دو صد و شصت (۲۶۸) و ہشت وسطور فی صفحه بست (۲۱) و یک - و خاتمه این جزو ہم بر کتاب الصلوٰة است بلکه چند اوراق از آخر ضایع شده -

جزو سوم نمبری - ۵۱ - شروع از کتاب التفسیر است خط عرب خوشخط سال کتابت و نام کاتب در آخر نیست جمله اوراق دو صد و ہشتاد و شش (۲۸۶) وسطور فی صفحه بست و نه - اما در جزو دوم نمبری ۵۰ - و این جزو سوم نمبری - ۵۱ - تسلسل نیست از میان قریب ہر دو جلد ساقط است پس در اصل این جزو پنجم خواہد بود -

جزو رابع نمبری - ۵۲ - شروع از کتاب استتابة المرتدین است - خوشخط نسخ بخط عرب ظاہرا قلم ہمان کاتب جزو سوم است - جمله اوراق دو صد و پنجاه و ہفت (۲۵۷) وسطور فی صفحه بست و نه - و این جزو رابع ملحق بجزو سوم نمبری - ۵۱ - نیست - زیرا که در میان کتاب التفسیر که خاتمه جزو سوم است و درین جزو چہارم که شروع از کتاب استتابه مرتدین است چند کتب مفصلهٔ ذیل می باشد -

کتاب النکاح - طلاق - نفقات - اطعمه - عقیقه - الصید و الذبائح - اضاحی - اشربه - المرضی - طب لباس - ادب - استیذان - دعوات - رقاق - قدر - ایمان و نذور - فرائض - حدود - محاربین - دیات -

۳ جزو دیگر قلمی است که بر نمبر - ۵۴ ام - ۵۵ - ۵۶ - فن حدیث مخزول است -

نمبر ۵۴ ام - مخزونه کتب خانه کاظم علیخان دہلوی می باشد بر ورق اول مہر مدور کلان ثبت است دران نوشته است - "کاظم علیخان بہادر فدوی بادشاه غازی شاه عالم" - جمله صفحات پانصد و ہفت (۵۰۷) سطور فی صفحه بست (۲۱) و یک - سال کتابت و نام کاتب نیست چراکه چند اوراق آخر ضایع شده - اما خط قدیم می باشد - این جزو اول کتاب شروع است و بر باب قضاء الصلوٰة ختم است -

نمبر ۵۵ - خط نسخ خوشخط کاغذ خان بالغ لوح مطلا بر جمله اوراق جدول طلائی و شنجرفی ہر دو ہم شروع از اول است و ختم بر باب الاشارة فی الصلوٰة - جمله اوراق پانصد و بست (۵۲۷) و ہفت سطور فی

صفحہ بست و ہفت ۲۷ - سال کتابت و نام کاتب مذکور نیست لاکن خط قدیم است -

نمبرہ ۱۷۱۵ - شروع سہ ورق اول از باب تخریج الاحادیث بخط عرب است - ختم بر کتاب الاشربہ خط قدیم -

جملہ اوراق چہار صد و شش ۴۰۶ و سطور فی صفحہ سی و یک ۳۱ - مکتوبہ سنہ ۱۰۷۲ یکہزار و ہفتاد و دو ہجری - نام کاتب مذکور نیست -

نسخہ مطبوعہ در چہار دہ ۱۴ جلد مجلد و از نمبر ۵۳ تا ۶۶ - فن حدیث مخزون است چاپ مصری سنہ ۱۳۰۱ یکہزار و سہ صد و یک ہجری می باشد -

---

الفیض الطاری

شرح صحیح البخاری

تالیف علامہ جعفر بن جلال الدین محمد مقصود عالم شاہی متوفی بعد سنہ ۱۱۶۰ھ غالباً

شرح مختصر است۔

اولش۔ الحمد للہ الکرم علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم الخ۔

نسخہ مخزونہ کتب خانۂ آصفیہ در دو جلد مجلد است نمبر ۴۳۳ - ۴۳۴۔ فن حدیث خوشخط نسخ اوراق نصف اول نمبری ۴۳۳۔ دوصد و پنجاہ و دو (۲۵۲)۔ سطور فی صفحہ بست و سہ (۲۳)۔ ختم این نصف بر باب ما یجوز من الشروط المنافی الاقرار۔ رقم بخط ہمان کاتب و ہمین خط۔

ونصف دوم نمبری ۴۳۴۔ جملہ اوراق دوصد و پنجاہ و سہ (۲۵۳)۔ سطور فی صفحہ بست و سہ (۲۳)۔ در آخر سنہ کتابت و نام کاتب نیست۔ چراکہ صفحہ آخر را صحاف نصف قطع کردہ۔ بجائے آن کاغذ جدید وصل کردہ است۔ و بر ورق اول یک مہر کلان مدور ثبت است و دران این عبارت است "بسم اللہ والحمد للہ الداعی شیخ عبد القادر الرفاعی سنہ ۱۲۹۲ھ" و چند مواہیر دیگر بود ہمہ را حک کردہ شد۔

القول البدیع

فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع

تصنیف شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی المتوفی سنہ ۹۰۲ھ سنہ اثنین و تسعمائۃ۔

موضوع کتاب بیان حکم درود فرستادن بر حضرت رسالت پناہ صلعم و ثواب آن و ذکر آیات قرآنی کہ دران حکم صلوٰۃ فرستادن بر آنحضرت آمدہ است۔

اول کتاب۔ الحمد للہ الذی شرف قدر سیدنا الخ۔

علامہ سخاوی از اکابر اعلام مشاہیر و معارف و صاحب تصانیف مفیدہ است۔ ضوء لامع در حالات علمائے قرن تاسع ہم از مصنفات اوست۔ و ذکرش در کتب تراجم مثل النور السافر وغیرہ موجود است۔ علامہ سخاوی یکے از اجلائے تلامذہ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ صاحب فتح الباری بودہ۔

کافی کلینی

در حدیث از جملہ اصول اربعہ شیعہ است کہ محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی متوفی سال سہ صد و بست و نہ (۳۲۹) ہجری در مجلدات عدیدہ جمع نمودہ۔ جلد اول آن متعلق بہ اصول دین است باقی مجلدات در فروع۔

جلد اصول دین چند بار در ایران چاپ شدہ۔ و مجلدات فروع در دو جلد در لکھنؤ در مطبع منشی نولکشور بتصحیح برادر عزیز نحیف مولوی سید محمد علی کاظمی نیشاپوری کنتوری چاپ شدہ۔

جلد اصول طبع طہران مطبوعہ سنہ ۱۲۸۱ھ درین کتب خانہ بر نمبر ۶۹۸ فن حدیث و جلد فروع چاپ لکھنؤ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۳ھ ہم بر نمبر ۱۶۷ فن حدیث موجود است۔ اما نسخہ قلمیہ آن پس دو نسخہ جلد اصول آن درین کتب خانہ بر نمبر ۱۹۲ و ۸۶۲ و دو جلد فروع آن بر نمبر ۵۹۶ و ۵۹۷ فن حدیث موجود است۔ نمبر ۱۹۲ خوشخط بخط نسخ کاغذ کشمیری از اول تا آخر محشی بحواشی کثیرہ مفیدہ۔ مکتوبہ دوم ماہ صفر سنہ ۱۱۴۶ یکہزار و یکصد و چہل و شش ہجری نبوی بخط محمد تقی بن محمد حسین المناری۔ جملہ اوراق سہ صد و سی و نہ (۳۳۹)۔ و سطور فی صفحہ بست و یک (۲۱)۔

نسخہ مذکورہ در مطالعہ و کتب خانہ ہائے چند اہل علم بودہ چنانچہ در صفحۂ اول نوشتہ است کہ از کتب خانہ مولوی سید علی حسن صاحب بلگرامی بمن رسیدہ است۔ و عبارت دیگر در ہمین صفحہ بزبان عربی تحریر است ترجمۂ آن اینست کہ این کتاب را بہ فرزند اعز خود مسمی بہ محمد محسن ہبہ نمودم۔

مخفی نماند کہ بہ زمانہ سلطنت در لکھنؤ کتب خانہ میرزا محمد محسن نہایت مشہور و معروف بود و اکثر کتب قلمیہ نفیسہ دران موجود بود چنانچہ حقیر از بزرگان خود شنیدہ ام کہ مجلدات بحار الانوار مصنفہ و مصححہ خود جناب مجلسی کہ برائے شاہ عباس صفوی نویسانیدہ شد دران موجود بود۔

و مولوی سید حسن بلگرامی ملازم سرکار میرزا محمد محسن بودند در کتب خانہ شان اکثر کتب کتب خانہ

میرزا محمد المحسن جمع شدہ۔
ونیز در ہمین صفحہ اولین یک عبارت عربی بقلم محمد بن محمد کاظم مشہور بہ میر علی بن محمد رضا لکھنوی مرقوم
است ازان ظاہر است کہ این نسخہ را در نجف اشرف از ہراج کتب شیخ محمد رشتی بعوض سی و
سہ قران خریدہ شدہ۔
مختصر اینکہ نسخہ نہایت قابل قدر است چراکہ مطمح نظر اکثر اہل کمال بودہ عبارت خطبۂ این
جلد چنین است۔
الحمد للہ المحمود لنعمتہ المعبود لقدرتہ المطاع لسلطانہ المرھوب لجلالہ المرغوب
الیہ فیما عندہ النافذ امرہ فی جمیع خلقہ علا فاستعلی ودنی فتدلی وارتفع فوق
کل منظر الخ۔
ونسخہ ثانیہ اصول کافی کہ بر نمبر ۸۶ ۷ مخزون است آن ہم نسخہ قدیمہ بخط نسخ خوشخط
نہایت محشی مجدول بجدول شنجرفی ولاجوردی در اول صفحہ لوح طلائی۔ نام کاتب و سنہ کتابت
دران مرقوم نشدہ اما بر پشت ورق اول یک مہر ثبت دران این عبارت کندہ است۔
"غلیم فدوی بادشاہ غازی محمد شاہ" و سنہ مہر ۱۱۳۵۔
نزد حقیر نسخہ مکتوبہ تخمیناً صدی یازدہم می باشد۔ جملہ صفحات ۹۰۳۔ وسطور فی صفحہ ۲۷۔ و این نسخہ
علاوہ اصول بر کتاب طہارت ختم است۔
و دو جلد فروع کہ بر نمبر ۵۹۶ و ۵۹۷ منسلک است ہر دو نصف آخر کتاب است۔
یعنی مکرر است۔
نمبر ۵۹۶ بخط نسخ خوشخط بقلم محمد اشرف الانصاری ابن محمد بن الحسین مکتوبہ یکہزار و شصت و شش از ہجرت۔
جملہ اوراق آن دو صد و ہشتاد [۲۸۰] وسطور فی صفحہ سی و یک [۳۱]۔
از کتاب النکاح شروع و بر کتاب الایمان والنذور والکفارات تمام است۔
و نمبر ۵۹۷ نسخہ قدیمہ ژولیدہ بر کاغذ حنائی بخط نستعلیق۔ نام کاتب بوجہ نقصان آخر معلوم نشدہ
اما سنہ کتابت پس در آخر کتاب العقیقہ کہ بر ورق ۱۳۳ تمام است یکہزار و پنجاہ و چہار
ہجری نوشتہ است و نیز در آخر کتاب الشہادات کہ بر ورق ۲۶۵ موجود است سال کتابت

ہمین یکہزار و پنجاہ و چہار نوشتہ است۔

دریں مجلد کتب فقہیہ حسب ذیل است:۔

کتاب المعیشت۔

کتاب النکاح۔

کتاب الطلاق۔

کتاب العتق والتدبیر والکتابۃ۔

کتاب الصید۔

کتاب الاطعمہ۔

کتاب الدواجن۔

کتاب الزی والتجمل۔

کتاب الرجم والجلد۔

کتاب الشہادات۔

کتاب الایمان۔

جملہ اوراق چہار صد و پنجاہ و یک۔ وسطر فی صفحہ بست و نہ ۲۹۔

جناب خال علامہ در کشف الحجب، ذکر کتاب کافی انچہ تحریر فرمودہ خلاصہ ترجمہ آں نوشتہ می شود۔

کافی از تصنیف ثقۃ الاسلام قدوۃ الانام رئیس محدثین کرام مجدد طریقۂ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام بر سر صدی سوم از ہجرت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام من الرب المنعام شیخ اقدم ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی اعلی اللہ شانہٗ فی دار السلام متوفی سال سہ صد و بست و ہشتم ہجری است۔ و کافی مذکور از جملۂ کتب چہارگانہ است کہ بداں اعتماد اصحاب انجاب مذہب شیعہ می باشد و علمائے اعلام و محدثین و فقہائے کرام ہمیشہ بہ مدح و ثنا و تعریف و توصیف کلینی رطب اللسان ہستند چنانچہ خلیل قزوینی در شرح خود بہ صافی کہ بر کافی کتابے است کہ مثل آن در زمان غیبت صغریٰ حضرت امام ثانی عشر تصنیف نشدہ۔ و بفضل و جلالت و علو مدارج علمیہ و مہارت مصنف ہمہ موالف و مخالف معترف

هستند۔ وکتاب مذکور برسی وچهار کتاب مرتب است۔ ودر هر کتاب چند ابواب هست۔ تعداد ابواب جمله کتب سه صد وبست وشش باب است وتعداد جمله احادیث که در کافی جمع شده۔ شانزده هزار ویکصد ونود ونه است منجمله آن به اصطلاح محدثین متاخرین پنجهزار وهفتاد ودو حدیث صحیح است ویکصد وچهل حدیث حسن۔ ویکهزار ویکصد وهجده حدیث موثق۔ وسه صد ودو حدیث قوی۔ ونه هزار وچهار صد وهشتاد ونه حدیث ضعیف۔

وکلینی بضم کاف واماله لام بعد آن یاء مثناة تحتانیه بعد آن نون است وابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی از فقها ومصنفین شیعه است۔ ابو عبد الله صیمری وغیره از وروایت می کنند ودر بغداد باب کوفه سلسله درس منزل وے است وهمانجا درسال سه صد وبست وهشت هجری به عالم قدس خرامید ودر باب کوفه در مقبره خود مدفون شد۔ حاسر گوید که من قبر جناب کلینی دیده ام برقبر مطهرش در لوح کنده است ۔۔

"هذا قبر محمد بن یعقوب الرازی الکلینی الفقیه"

کتاب الالزامات علی صحیحی البخاری و مسلم

تصنیف الامام الحافظ ابی الحسن علی بن عمر بن مهدی الدارقطنی متوفی سنه خمس و ثمانین و ثلثمائة (۳۸۵ھ)۔
اولش این است:-

"اخبرنا الامام الحافظ ابوطاهر احمد بن محمد بن ابراهیم السیفی الاصبهانی قراءة علیه وانا اسمع فی ذی القعدة سنة ثلاث وسبعین وخمسمائة بثغر الاسکندریة انبانا الشیخ ابوالحسین المبارک بن عبدالجبار الصیرفی قراءة علیه ببغداد من اصل سماعه خمس وتسعین اربعمائة انبانا ابوطالب محمد بن علی بن الفتح بن محمد بن الفتح الحربی الزاهد بقراءة ابی محمد بن عبدالعزیز بن محمد النخشبی علیه قال اخبرکم ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مهدی الدارقطنی الحافظ فی کتابه وقال ذکر ما حضر فی ذکره مما اخرجه البخاری ومسلم او احدهما من حدیث بعض التابعین وترکا من حدیثه شبیها به ولم یخرجاه او من حدیث نظیر له من التابعین الثقات ما یلزم اخراجه علی شرطهما ومذهبهما تذکره ان شاء الله تعالی وبالله التوفیق الخ"

موضوع کتاب اینکه علامه بخاری و مسلم در صحیحین خود از بعض تابعین ثقات بعض احادیث در صحیح خود روایت کرده اند و دیگر احادیث مرویات همین تابعی که مشابه مثل حدیث مخرجه شان است آن را ترک نموده اند حالانکه آن احادیث متروکه موافق شروط ایشان بوده۔
پس مصنف علامه این چنین جمله احادیث متروکه علامه بخاری و مسلم درین رساله جمع نموده و در آخر رساله از ابن الفلاح نقل کرده که او بر حاشیه نسخه حافظ نسفی بخط خود نسفی نوشته دید که دو صد و هفت مقامات است که علامه دارقطنی تتبع آن بر صحیح و مسلم نموده۔
نسخه موجوده کتب خانه آصفیه که بر نمبر ۹۸۰ فن حدیث مرتب است جدید الخط بخط نستعلیق معمولی میباشد نام کاتب و سال کتابت در آخر مرقوم نیست۔ جمله صفحات یکصد و سه (۱۰۳) سطور فی صفحه سیزده (۱۳)۔

کتاب الوسائل فی معرفۃ الاوائل

تصنیف علامہ حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ نہصد و یازدہ ہجری است۔

مصنف علامہ این کتاب را از کتاب اوائل علامہ عسکری اخذ نمودہ و دیگر چیزہا کہ دران نبود افزودہ و بر ترتیب کتب فقہ آن را مرتب نمودہ۔

موضوع کتاب اینکہ ابتداء ہر کار و ہر امر بواسطۂ قرآن مجید و احادیث نبوی دریافت شدہ درین کتاب جمع نمودہ۔ مثلاً می نویسد۔ اول ما خلق اللہ قلم قال کتب ما ہو کائن الی یوم القیامۃ اخرجہ احمد والترمذی عن عبادۃ بن الصامت یعنے اول چیزے کہ خداوند عالم خلق فرمودہ قلم است کہ ہر شئے کہ تا قیامت خواہد شد آن را تحریر نمودہ۔

امام احمد حنبل و ترمذی این را روایت کردہ اند۔ شروع کتاب این ست:۔

الحمد للہ الاول فلیس لہ اخر واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ولا قتنی علیہ المناصر واشہد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ ذو النسب الطاہر صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ ذوی المفاخر والماثر وبعد فہذا الکتاب لطیف جامع الاوائل لخصتہ فیہ کتاب الاوائل للعسکری وزدت علیہ اضعافہ ورتبتہ ترتیبا حسن التناول علی الابواب وہی بدء الخلق الطہارۃ الصلوۃ الجنائز والمریض الزکوۃ

الصوم الحج البیوع الفرایض النکاح الحدود والجنایات الجهاد اللباس الاسامی والالقاب الاطعمه البعث النبوی الامارة العلم الامثال - باب جامع البعث والنشور وسمیته الوسائل الی معرفة الاوائل "

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن حدیث بر نمبر ۹۸۱ مخزون است مکتوبہ سنہ ۱۰۰۱ یکہزار و یک ہجری بخط عالمانہ است۔

جملہ اوراق شصت و شش (۶۶)۔ وسطور فی صفحہ بست و یک (۲۱)۔

الکواکب الدراری شرح البخاری

تصنیف علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانی المتوفی ۷۸۶ھ ہفتصد و ہشتاد و شش ہجری است۔

کتاب مذکور درمیان اہل علم ملک ہند بلفظ کرمانی مشہور و معروف است بطور اختصار اکثر طلبہ علوم آنرا کرمانی یا شرح کرمانی می نامند۔

مصنف علامہ در ماہ شوال ۷۷۵ھ ہفتصد و ہفتاد و پنج ہجری در خانہ کعبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً از تالیف آن فارغ شدہ۔

اول کتاب۔ الحمد للہ الذی انعم علینا بجلائل النعم ودقایقہا الخ

درین کتب خانہ آصفیہ دو نسخہ کاملہ قیمیہ و یک نسخہ نصف آخر بر نمبر ۲۸-۲۹-۳۰-۳۱ و ۵۸۵ و ۵۵۹ فن حدیث موجود است۔

نسخہ اولی کاملہ در دو جلد نمبری ۲۸ و ۲۹ مخزونہ است منقول از نسخہ مصنف مکتوبہ ۸۵۱ھ ہشتصد و پنجاہ و یک ہجری است بقلم محمد بن کزل العبسوی۔ جملہ اوراق نصف اول ۳۸۷ سہ صد و ہشتاد و ہفت و سطور فی صفحہ ۳۱ سی و یک۔ و جملہ اوراق نصف دوم ۳۹۶ سہ صد و نود و شش و سطور فی صفحہ ۳۸ سی و ہشت۔ مگر ہندسہ ہر دو جلد مجمع است پس این نصف شروع از ہندسہ ۳۸۸ و ختم بر ہندسہ ۷۰۲ می شود و در آخر کتاب عبارت ذیل مرقوم است:-

"نقلت هذه النسخة من نسخة نسخت من نسخة بخط ولد المصنف لهاو علقت أعلى وقرئه وكتبه الفقير محمد بن كزل العبسوى وكان فراغها في يوم السبت المبارك الموافق للسابع من شهر رجب الفرد سنة ۸۵۱ھ احدى وخمسين وثمانمائة الخ"

نسخہ ثانیہ کہ بر نمبر ۳۰-۳۱ مخزونہ است بخط عرب۔ نصف اول شروع از ابتدائے خطبہ ختم بر باب المصافحہ۔ جملہ اوراق ۹۹۶ نہصد و نود و شش و سطور فی صفحہ سی و پنج۔

مکتوبه ۱۹ ماه ربیع الثانی سنه ۱۱۰۰ یکهزار و یکصد هجری.

نصف دوم نمبری ۳۱ - بخط همان کاتب و تقطیع و کاغذ و قلم همه واحد - و شروع از کتاب بدء الخلق ختم بر باب قوله تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیامة جمله اوراق سه صد و بست و (۳۲۷) هفت و سطور فی صفحه سی و پنج (۳۵). در آخر سنه کتابت و نام کاتب تحریر نیست.

اما نسخه نمبری ۵۵۸ - ۵۵۹ - پس ۵۵۸ - شروع از کتاب مناقب الانصار است تا باب شرب البرکة والماء المبارک - بخط نسخ بقلم عرب کاغذ عمده گنده بر صفحه اول لوح طلائی و بر دو صفحه جدول طلائی باقی بر جمله صفحات جدول سرخی - سنه تحریر و نام کاتب تحریر نیست - جمله اوراق چهار (۴۳۹) صد و سی و نه - و سطور فی صفحه سی و هشت.

و نمبر ۵۵۹ - آن هم در خط و تقطیع مثل نمبر ۵۵۸ - است و کاتب هم یکی است - شروع است از کتاب العمرة تمام بر مناقب مهاجرین (۳۸) - نام کاتب و سنه کتابت مذکور نیست جمله اوراق پانصد و بست و یک (۵۲۱) - و سطور فی صفحه سی و هشت.

الکواکب المنیر
شرح الجامع الصغیر

برائے جامع صغیر تالیف علامہ سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ شروح متعددہ تصنیف شدہ و از جملہ آن کوکب منیر است کہ علامہ شیخ شمس الدین محمد بن العلقمی متوفی سنہ ۹۲۹ نہصد و بست و نہ ہجری تلمیذ علامہ سیوطی نوشتہ۔

اولش۔ الحمد للہ الذی اطلع انوار شمس الامۃ الخ

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ در سہ جلد مجلد است و بر نمبر ۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵- فن حدیث مخزون است۔ ہر سہ جلد بخط نسخ عرب بقلم کاتب واحد۔ صفحات جزو اول ۹۷۹ نہصد و ہفتاد و نہ۔ و صفحات جزو دوم ۹۲۹ نہصد و بست و نہ۔ و صفحات جزو سوم نہصد و ہفتاد و دو۔ و سطور فی صفحہ در ہر جلد بست و چہار۔ در آخر جزو اول سنہ کتابت ۱۰۶۰ یکہزار و شصت ہجری و نام کاتب محمد الملا الحموی تحریر است۔

و در جزو دوم و سیوم از آخر دو یک ورق کم است باین وجہ تاریخ و کتابت دران نیست۔ دیگر پارہ ازین کتاب بر نمبر ۲۷۴ ہم مرتب است۔ آن ربع آخری باشد۔ آن ہم بخط عادی نسخ است۔ صفحات آن چہار صد و دوازدہ ۴۱۲ و سطور فی صفحہ سی و سہ ۳۳۔ نام کاتب و سنہ کتابت نیست۔

مبہمات الاسماء

تصنیف امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النواوی الشافعی متوفی ۶۷۶ سنہ ششصد و ہفتاد و شش ہجری۔

اول کتاب۔ الحمد للہ الذی باری المصنوعات و مدبر المحدثات الخ۔

موضوع کتاب اینست کہ در بعض احادیث لفظ مبہم وارد شدہ۔ مثلاً اینکہ (جاء رجل عند رسول اللہ) پس نام این رجل مینویسد۔ و علامہ نووی کتاب خود را از کتاب خطیب بغدادی وغیرہ اخذ کردہ و بعض فوائد جدیدہ مفیدہ از طرف خود زیادہ نمودہ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۱۳۲۔ فن حدیث بخط نسخ خوشخط و منقول است از نسخہ کہ از اصل نسخہ مصنف منقول شدہ بود و این نسخہ با نسخہ منقول عنہا مقابلہ ہم شدہ است چنانچہ در آخر نوشتہ است "بلغ مقابلۃ علی اصلہ"۔ نام کاتب قاسم خان۔ سنہ ۱۲۹۹ کتابت یکہزار و دو صد و نود و نہ ہجری است۔ جملہ صفحات یکصد و شش ۱۰۶ و سطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳۔

مختصر ثبت العلامة الشیخ محمد البدیری

علامہ محمد بن سالم الحفناوی الشافعی الخلوتی اسانید استاد خود علامہ شیخ محمد بن محمد البدیری الدمیاطی درین مختصر جمع نمودہ ۔ شروع این است :-

"الحمد للہ الظہر فی سماء السعادۃ بدور الفلاح وجعل انوارھا مقتبسۃ من شمس النبوۃ فتم لھا فی ابراج القرب من بدر النجاح فمن ثم حافظوا علی الاسانید فی العلوم والاسیما الاحادیث الصحاح ولما قیل انہا من الدین وانہا للعالمین سلاح والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد معدن الانوار منبع الاسرار وجہ الوجوہ الملاح وعلی آلہ واصحابہ الذین لم یکن لہم ہم سوی حفظ شریعۃ والعمل نسبۃ ولیس لہم علی تلک المعاھد براح صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہم ما طلع بدر فی العلم وما اشتہر بدر فی العلم کالعلم وما قال موذن حی علی الفلاح الخ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۹۲ فن حدیث مرتب است بخط فرحت اللہ مکتوبہ ۱۳۲۶ ہجری است

جملہ صفحات پانزدہ ^{15} ۔ وسطور فی صفحہ پانزدہ ^{15} ۔

المختصر الجامع المعلم بمقاصد صحیح مسلم

علامہ شیخ الامام الحافظ زکی الدین ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی المنذری المتوفی ۶۳۹ سنہ ششصد و سی و نہ ہجری صحیح مسلم را مختصر فرمودہ۔

اول کتاب نیست۔ قال شیخنا الامام العالم الحافظ زکی الدین ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ المنذری اثابہ اللہ الجنۃ الحمد للہ الرحیم الغفار الکریم القہار مقلب القلوب والابصار الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۶۸ فن حدیث نسخہ قدیمہ مکتوبہ ۹۴۳ سنہ نہصد و چہل و سہ ہجری بخط یحییٰ بن احمد بن عبد الرحمن الشاہد الطحلاوی بلداً والمکی محتداً والشافعی مذہباً۔ خوشخط نسخ اما اکثر اوراق را سیاہی ضایع کردہ معلوم میشود کہ در مداد چیزے اکال مثل توتیا وغیرہ داخل کردہ است۔ جملہ صفحات ۳۴۶ سہ صد و چہل و شش۔ و سطور فی صفحہ ۲۱ بست و یک۔

مدارج الاسناد

تصنیف علامہ ابوعلی محمد الملقب بہ ارتضاء الصفوی الحنفی العمری الجوفاموی البخاری المتوفی سنہ ۱۲۷۰
یک ہزار و دو صد و ہفتاد ہجری۔

علامہ موصوف خدمت خاتمۃ المحدثین فی البلد الامین و قدوۃ النقاد الغواص عمر بن عبد الکریم بن عبد الرسول یک خط از مدراس بہ طلب اجازہ نوشتہ علامہ عمر بن عبد الکریم بجواب آن دو اجازہ برائے ارتضاء علی خان موصوف تحریر کردہ فرستاد و تاریخ تحریر آن اجازہ ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۱ ہجری است۔ بعد وصول این اجازات مصنف مذکور جملہ اسانید مودر البسط تحریر کشیدہ نام آن مدارج الاسناد مقرر کردہ۔

شروع رسالہ این است:۔

"الحمد للہ الواصل لمن انقطع عما سواہ الیہ والرافع لمن اخفض جناح الذل بین یدیہ والصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق محمد تسلسلت آثار فضائلہ و تعبعبت با لصحۃ اخبار فواضلہ وعلی الہ البررۃ الاطہار اصحابہ الکملۃ الاخیار الذین ھاجروا النصرتہ ونصروہ فی ھجرتہ فنعم المھاجرون ونعم الانصار وبعد فیقول العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ القوی الباری ابوعلی محمد الملقب بارتضاء العمری الصفوی الجوفاموی البخاری بصرہ اللہ تعالیٰ بعیوب نفسہ وجعل یومہ خیرا من امسہ ان اتصال اسناد الاخبار لما کان من وثائق الدین ومن جملۃ الرسائل الموصولۃ الی سید المرسلین الخ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۹۲۲ فن حدیث مرتب است بخط عادی بقلم محمد فرحت اللہ مکتوبہ سنہ ۱۳۲۱ ہجری است۔

جملہ صفحات سی و دو ۳۲ و سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

مسند الشافعی

مرویات امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ۔ اربع و مائتین ہجری درین مسند مذکور است۔

امیر سنجر بن عبداللہ الجاولی ترتیب این مرویات نمودہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۲۴ مخزون است نسخۂ قدیمہ بخط نسخ معمولی مکتوبہ سنہ ۸۴۸ھ ہشت صد و چہل و ہشت است و نام کاتب مذکور نیست۔

جملہ اوراق دو صد و سی و سہ ۲۳۳ و سطور فی صفحہ بست و پنج ۲۵۔

مسند عبد بن حمید

مرویات حافظ محدث عبد بن حمید المتوفی سال ۲۴۹ھ دو صد و چہل و نہ ہجری درین جمع ہست و علامہ حافظ محدث جلیل امام بخاری در صحیح خود درباب دلائل النبوۃ از ہمیں عبد بن حمید روایت فرمودہ چنین گفتہ :۔ "و قال عبد بن حمید ثنا ابن عثمان بن عمر الخ"
شروع کتاب این است :۔

"وصلی اللہ علی سیدنا محمد خاتم النبیین واٰلہ وسلم اخبرنا الشیخ الصالح الثقۃ الامین ابوبکر بن مسعود بن بہروز الطبیب البغدادی سماعا علیہ بہا فی سنۃ ثلاث وثلاثین وستمائۃ قال انبانا الشیخ الامام ابو الوقت عبد الاول بن عیسیٰ بن شعیب السجزی الصوفی قال انا ابو الحسن عبد الرحمن بن محمد بن المظفر الداؤدی قال انبانا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن حمویہ السرخسی قال انا ابو اسحٰق ابراہیم بن خزیم الشاشی الخرسکی قال انبانا ابو محمد عبد الحمید بن نصر الکشی قال انبانا یزید بن ہارون انبانا اسمٰعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال انکم تقرؤن ہٰذہ الآیۃ. یا ایہا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا راوا الظلم فلم یاخذوا علی یدیہ اوشک ان یعمہم اللہ بعقابہ الخ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۶۲ فن حدیث مرتب است جدید الخط بخط الشیخ صاف مکتوبہ فتح محمد النغامالی السندی در سال یکہزار و سہ صد و سی و پنج ہجری است اما چون کتاب کمیاب بود تا حال طبع نشدہ باین وجہ ذکر آن درین فہرست نمودہ شد۔

جملہ صفحات (۲۵۳) سطور فی صفحہ ۲۴۔

مشکوٰۃ المصابیح

شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب المتوفی بعد ۷۳۷ھ تکمیل و ترتیب مصابیح السنہ علامہ بغوی المتوفی ۵۱۶ھ باینطور نمودہ کہ صاحب مصابیح از احادیث مذکورہ مفاتیح حذف اسانید احادیث کردہ بود خطیب در ہر حدیث سند حذف شدہ را باز دگر نمودہ و اسامی کتب کہ در مصابیح ازان احادیث نقل شدہ بود افزودہ و کتاب را بر ابواب مرتب نمودہ و در آخر کتاب یک فصل دیگر از طرف خود افزودہ و در سلخ ماہ رمضان ۷۳۷ھ ہفتصد و سی و ہفت ہجری از ترتیب و تکمیل آن فارغ شدہ نام آن مشکوٰۃ المصابیح قرار داد۔ سال وفات مؤلف علماء فن تراجم را بہ تحقیق معلوم نہ گشتہ اما قیاس کردہ شود کہ تقریباً ۷۴۸ھ باشد۔ اول کتاب این ست۔ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ الخ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۶۰۲ – فن حدیث۔ خوشخط نسخ مکتوبہ ۸۰۴ھ ہشتصد و چہار ہجری بقلم علی بن حسن بن محمد حافظ شیرازی تحریر شدہ۔ و محشّی و مجدول و مقروئہ اکابر اعلام است جملہ اوراق سہ صد و ہژدہ ۳۱۸۔ و سطور در ہر صفحہ بست و پنج ۲۵۔

مصابیح السنۃ

از

علامہ حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی المتوفی سنہ ۵۱۶ھ ست عشرہ وخمسمائۃ۔ این کتاب از صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ جمع نمودہ۔

در کشف الظنون مذکور است میگویند کہ عدد جملہ احادیث مصابیح چہار ہزار وہفتصد ونوزدہ است بجملہ آن سہ صد وبست وپنج (۳۲۵) متفردات بخاری وہشتصد وہفتاد وپنج متفردات مسلم ویکہزار وپنجاہ ویک حدیث متفق علیہ صحیحین وباقی یکہزار وچہار صد وشصت وہشت حدیث از کتب دیگر گرفتہ۔

اولش این است۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی الخ۔

درین کتب خانۂ آصفیہ دو نسخہ قلمیہ آن بر نمبر ۶۷ - ۲۸۷ فن حدیث موجود است۔

نسخہ نمبری ۶۷ بخط نسخ عادی است از اول وآخر چند اوراق ضایع شدہ بود آنرا بزرگے در سنہ ۱۲۵۵ خمس وخمسین بعد الالف ومائتین یوم الاربعاء فی التاسع من ذی الحجہ مکمل نمودہ۔

اوراق این نسخہ چہار صد وبست وہفت (۴۲۷) وسطور فی صفحہ نوزدہ (۱۹)۔

نسخۂ ثانیہ کہ بر نمبر ۲۸۷ مخزون است بخط عرب نہایت قدیم مکتوبہ سنہ ۶۵۵ ششصد وپنجاہ وپنج ہجری۔

نہایت محشّٰے نسخہ مخدومہ بملاحظہ اکثر علمائے کرام بود۔ جملہ ۳۴۴ سطور ۱۸۔

المفاتیح فی شرح المصابیح

مظہر الدین حسین بن محمود بن الحسن الریدانی بر مصابیح السنۃ علامہ بغوی شرح نوشتہ نامش المفاتیح نہادہ۔

اولش این است۔ قوله الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ والصلوٰۃ الدائمۃ علی رسوله المجتبیٰ الخ۔

نسخہ مخزونہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۔ ۴۰۴۴ ۔ فن حدیث نسخہ قدیمہ مخدومہ محشے۔ محض نصف اول است بخط عادی سال کتابت ہشت صد و ہفتاد ہجری بخط اسکندر بن رسول بن صالش جملہ صفحات چہار صد و شصت و سطور فی صفحہ بست و یک۔

المنهاج

فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج

از

حافظ علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی المتوفی سنہ ۶۷۶ ششصد و ہفتاد و شش ہجری بر صحیح مسلم شرح مفید و متوسط نوشتہ و در خطبہ کتاب گفتہ اگر ہمت و رغبت طالبان علوم قاصر و کم نشدہ بودے من در صد جلد شرح صحیح مسلم می نوشتم حالا بوجہ قصور ہمم مردم برین اکتفا می کنم۔
اول کتاب اینست۔

نسخہ قلمیہ کتب خانہ آصفیہ و در دو جلد مجلد و بر نمبر ۶۹-۷۰ فن حدیث مخزون است خوشخط نسخ نسخہ صحیحہ مقابلہ شدہ۔

نمبر ۶۹ نصف اول از شروع کتاب است تا آخر کتاب الحج۔ جملہ اوراق سہ صد و سی و نہ (۳۳۹) وسطور فی صفحہ سی و سہ۔ در آخر این عبارت مرقوم است۔

آخر المجلد الثالث من شرح صحیح مسلم رحمہ اللہ علیہ یتلوہ انشاء اللہ تعالیٰ فی الرابع کتاب النکاح والحمد للہ وحدہ وافق زبرہ عشیة الجمعة آخر یوم فی شہر جمادی الاولیٰ من عام خمسین (سنہ ۹۵۰) وتسعمائہ من الہجرة۔

ونیز در آخر یک عبارت مرقوم است از ان ظاہر می شود کہ این جلد در مکہ معظمہ در خانہ کعبہ در سنہ (۹۷۰) نہصد و ہفتاد ہجری محمد قاسم بن شاہ محمد کہ کاتب و مالک کتاب بود مقابلہ و تصحیح ہم نمودہ۔
نصف دوم نمبری ۷۰ شروع از کتاب النکاح تا ختم کتاب است ابتداء اینجا سہ اوراق از ۳۴۱ سہ صد و چہل و یک تا چہار صد و ہفت (۴۰۷)۔ وسطور فی صفحہ ہمان بست و ہفت۔
مکتوبہ سنہ ۹۵۰ نہصد و پنجاہ ہجری و مقابلہ شدہ۔

واین شرح در ہندوستان در دہلی در سنہ ۱۳۰۱ھ یکہزار و سہ صد و یک ہجری ہمراہ متن صحیح مسلم چاپ شدہ۔ و بر نمبر۔ ۸۰۔ ۷۔ فن حدیث درین کتب خانہ آصفیہ موجود است۔

منہج الطالبین

فی فضل العلم والعلماء العاملین

علامہ سید شریف جعفر بن احمد بن باعلوی در سال یکہزار و یکصد و نود و یک ہجری تصنیف کردہ مصنف علامہ درین رسالہ مختصر جملہ فضائل علم و اہل علم از آیات و احادیث و اقوال و سیر علما جمع نمودہ و گفتہ کہ نام این است کہ قبل ازین در کتابے اینقدر مطالب و فضیلت علم و ارباب علم جمع نکردہ باشد۔

شروع این است۔

"الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله واشکره اذ فضل العلماء العاملین وجعلهم افضل العالمین بعد الانبیاء والمرسلین واصلی واسلم علی سیدنا محمد الذی جاءنا بالرسالة فهدانا من الغوایة والضلالة وعلی اله وصحبه وشیعته ووارثیه وعترته وبعد فیقول الفقیر الی الله الغنی السید الشریف جعفر بن احمد باعلوی عامله الله بعفوه الخفی هذه نبذة الفتها ومقدمة جمعتها وانتخبتها منهج الطالبین فی فضل العلم والعلماء العاملین لم اقصد فیها الاستیعاب ولا الاحاطة بما ورد فی هذا الباب اذ هذا لا یتیسر الا بالاحاطة بکتب الحدیث ولعله لم یتیسر لاحد فی زمن قدیم والحدیث ورتبتها علی ثلث فصول وخاتمة طالبا من الله القبول وحسن الخاتمة وراجیا ان تکون تذکرة بین الاصحاب والاخلاء والاحباب الخ"

کتاب مرتب است بر سہ فصول و خاتمہ۔

در خاتمہ تحریر است کہ مصنف این رسالہ را در سال یکہزار و یکصد و نود و یک ہجری تصنیف نمودہ۔

وآں عبارت این است:۔

"قال المؤلف نسخ اللہ تعالیٰ فی مدۃ عمرہ و افاض علیہ جزیل نعمتہ فی آخر الکتاب ما صورتہ وکان الفراغ منہ بعد الظہر یوم الاثنین فی التاریخ التاسع والعشرین من شہر جمادی الثانی سنۃ ۱۱۹۱ھ"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۸۰ فن حدیث مربوط است خط نسخ بقلم میر محمود ماہی الدین شارق ابن محمد ہدایۃ اللہ رضوی گردیزی است۔ سال تحریر مرقوم نیست۔
جملہ صفحات پنجاہ و ہشت (۵۸)۔ وسطور فی صفحہ شانزدہ (۱۶)۔

مودۃ القربیٰ

تصنیف علامہ سید علی العلوی ابن شہاب الہمدانی المتوفی ۷۸۶ھ ست وثمانین وسبعمائۃ۔

شروع کتاب این است۔

"الحمد للہ علی ما انعمنی اولی النعم والہمنی الی مودۃ حبیبہ جامع الفضائل والکرم الذی بعثہ اللہ رسولا الی کافۃ الامم محمد ن الامی العربی صلی اللہ علیہ وسلم وبعد فقد قال اللہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احبوا اللہ لما ارقد کم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اھلبیتی لحبی فلما کانت مودۃ آل النبی صلعم مسئولا عنہا حیث امر اللہ تعالیٰ لحبیبہ العربی بان الایسئل من قوم منی الا المودۃ فی القربیٰ وان ذلک سبب النجاۃ للمحبین وموجب وصولھم الیہ الخ"

موضوع کتاب ذکر فضائل ومناقب آل اطہار جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کتاب مرتب است بر چند مودات۔

مودت اولی در بیان فضائل حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مودت ثانیہ در بیان اہلبیت علیہم السلام۔

مودت ثالثہ فضائل امیر المومنین علی علیہ السلام۔

مودت رابعہ در بیان اینکہ علی بن ابی طالب امیر المومنین وسید الوصیین وحجۃ اللہ است۔

مودت خامسہ در بیان اینکہ ہر کس را کہ رسول اللہ صلعم مولی بود علی ابن ابی طالب مولای اوست۔

مودت سادسہ در بیان اینکہ علی بن ابی طالب علیہ السلام برادر ووزیر رسول اللہ است وطاعت او طاعت خداوند عالم است۔

مودت سابعہ در بیان اینکہ علی بن ابی طالب علیہ السلام مودی دین جناب رسالتماب

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم است و ایمان علیؑ بن ابی طالبؑ راجح بر ایمان جملہ خلایق است و اینکہ علی بن ابی طالب علیہ السلام بعد رسول اللہ اعظم از جملہ مردمان است۔

مودت ثامنہ در بیان اینکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام از نور واحد ہستند و ہر قدر فضائل کہ بہ حضرت علیؑ دادہ اند باکسی از عالمیان ندادہ اند۔

مودت تاسعہ در بیان اینکہ کلید ہائے جنت و نار بدست علی بن ابی طالب علیہ السلام است۔

مودت عاشرہ در بیان اینکہ خلفائے رسول اللہ دوازدہ ہستند مثل نقباء بنی اسرائیل۔

مودت حادی عشر در فضائل جناب فاطمہ زہرا سیدہ نساء العالمین بنت حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

مودت ثانیہ عشر در فضائل جملہ البیت علاوہ آن فضائل کہ سابقاً مذکور شد۔

و سید علی ہمدانی از اجلہ اعلام و علمائے مشاہیر کرام است۔ علامہ عبد الرحمٰن بن احمد الجامی در کتاب نفحات الانس من حضرات القدس میفرماید کہ امیر سید علی شہاب الدین بن محمد الہمدانی قدس سرہٗ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و ویرا در علوم اہل باطن مصنفات مشہور ست چون کتاب اسرار النقط و شرح اسماء اللہ و شرح فصوص الحکم و شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ وغیر آن۔ وے مرید شیخ شرف الدین محمود بن عبد اللہ المزدقانی بود اما کسب طریقت پیش صاحب السیر بین الاقطاب تقی الدین علی دوستی کرد و چون تقی الدین علی از دنیا برفت باز رجوع بہ شیخ شرف الدین محمود کرد و گفت فرمان چیست وی توجہ کرد و گفت فرمان آنست کہ در اقصای بلاد عالم بگردی سہ نوبت ربع مسکون را سیر کرد و صحبت ہزار و چہار صد ولی را در یک مجلس دریافت صحبت داشت ورد کرد و متحیر شد کہ چہ نام نہد چون بشرف مدینہ مبارک مشرف شد التماس از روح مقدس مطہر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرد و در واقعہ دید کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میگوید کہ این مجموعہ را اوراد فتحیہ نام نہ۔ بعد از آن اوراد فتحیہ نام کرد

که حالا مریدان خانوادهٔ او بعد از نماز صبح میخوانند و فائده میگیرند. و در سادس ذی الحجه ۹۸۶ھ
ست و ثمانین و تسعمائة نزدیک بولایت کبرو سواد فوت شد و از الاجابه اخلافش نقل کردند.

نسخهٔ کتب خانهٔ آصفیه که بر نمبر ۹۰۷ فن حدیث مربوط است بخط نسخ معمولی جدید الخط می باشد.
نام کاتب و سال کتابت دران مرقوم نیست. جمله اوراق شصت و شش (۶۶). و سطور فی صفحه ۹.

الوافی شرح کافی وغیرہ

از مؤلفات و مصنفات محمد بن مرتضی المدعو بہ محسن کاشی متوفی سال سنہ ۱۰۹۱ھ یکہزار و نود و چند است و آن در پانزدہ مجلد است۔ و ہر مجلد آن بجائے خود کتاب مستقل است۔

مصنف علامہ درین کتاب ہر چہار کتب حدیث شیعہ کہ آن را اصول اربعہ میگویند جمع نمودہ۔ کہ مراد ازان کافی و من لایحضرہ الفقیہ و استبصار و تہذیب است۔ و محض جمع نہ نمودہ بلکہ برائے شرح احادیث مشکلہ احادیث دیگر آوردہ کہ درین کتب اربعہ مذکور نبود۔ و ہم در اسناد حدیث ہر امرے کہ از جرح و تعدیل قابل ذکر و تعرض بود کردہ۔ و در سال یکہزار و ہشتاد و ہشت ہجری از تصنیف آن فارغ شدہ۔

درین کتب خانہ آصفیہ در فن حدیث بر نمبر (۱۶۸) ایک مجلد ازان موجود است و در (آن) سہ جلد از جملہ پانزدہ جلدی باشد۔

جلد دہم متضمن معاشیات و مکاسب و معاملات مثل بیع و رہن و ہبہ و اجارہ و تملیک وغیرہ۔

جلد یازدہم مشتمل بر صید و ذبائح و ماکولات و مشروبات حلال و حرام و لباس و زینت۔

جلد دوازدہم در نکاح و طلاق و ولادات۔

اول جلد دہم این است:۔

"الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ ثم علی اہل بیت رسول اللّٰہ ثم علی رواۃ احکام اللّٰہ ثم علی من انتفع بمواعظ اللّٰہ کتاب المعایش والمکاسب والمعاملات وہو العاشر من اجزاء کتاب الوافی تصنیف محمد بن مرتضی المدعو بمحسن ایدہ اللّٰہ"

نسخۂ مذکورہ بخط نسخ خوشخط قلم محمد ابراہیم بن محمد رضا است سنہ کتابت کاتب نہ نوشتہ۔ جملہ صفحات ہشتصد و پنجاہ و ہشت (۸۵۸) و سطور فی صفحہ بست و پنج (۲۵)۔

وملا محسن از علمائی اعلام ومجتہدین عظام مذہب شیعہ بودہ چنانچہ مولوی میرزا محمد علی کشمیری لکھنوی متوفی ۱۳۱۲ھ یکہزار وسہ صد ودوازدہ ہجری تخمینا کہ ہم درس حقیر ہم بودہ درکتاب نجوم السماء فی تراجم العلماء کہ دران تراجم بعض علماء شیعہ کہ وفات شان در صدی یازدہم ودوازدہم وسیزدہم واقع شدہ نوشتہ درسہ ورق طولانی ترجمہ ملا محسن بہ کمال بسط وتفصیل تحریر کردہ بعض مقالات آن نقل می شود۔

محمد بن مرتضی المعروف بہ ملا محسن الکاشانی از مشاہیر مجتہدین واکابر مفسرین ومحدثین وارکان متاخرین معاصرین بودہ۔ در تذکرۂ خود بعد مدح وثنائے او گفتہ کہ ملا محسن تلمیذ فاضل مشہور ملا صدرائے شیرازی است وبمصاہرت وے اختصاص داشتہ وتخلص ہم از ملا صدرا یافتہ۔ چون صیت فضلش شرق وغرب را فرا گرفتہ بود شاہ عباس ثانی صفوی مغفور بالتماس تمام او را طلبیدہ در سفر وحضر با خود می داشت وبا کمال ادب واحترام با وسلوک می نمود۔ ملا محسن تا زمان شاہ سلیمان صفوی مغفور در قید حیات مستعار بود اولادش در کاشان تا حال معزز ومکرم ومرجع اند۔ ودیوانش از دہ ہزار بیت متجاوز است۔ ودر تذکرہ نتائج الافکار مسطور است کہ مستجمع کمالات انسانی ملا محسن متخلص بہ فیض کاشانی کہ ہمشیرزادہ مولانا ضیاء الدین کاشانی است شاگردی بخدمت صدرائے شیرازی داشتہ واز معقول ومنقول بہرہ وافی برداشتہ۔ وپیش شاہ عباس ثانی اعزاز واحترام تمام داشت۔ در آخر مائہ حادی عشر دنیئ مرحوم گذاشت انتہی۔ بالجملہ ملائے موصوف در اوان تحصیل از بلدۂ کاشان بسوئے شیراز آمدہ بخدمت سید ماجد بحرانی تحصیل علوم فقہ وحدیث فرمودہ۔ چنانچہ سید نعمت اللہ جزائری کہ شاگرد رشید ملا محسن مذکور بود در حکایت تفاول او بہ دیوان منسوب بہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کہ در احوال سید ماجد بحرانی مذکور شد نقل فرمودہ۔ ودران حکایت گفتہ کہ استاد من ملا محسن کاشانی مصنف کتاب وافی وغیر آن کہ قریب بہ دو صد کتاب ورسالہ دارد۔ الی ان قال۔

واز جملہ تصانیف ملائے موصوف رسالہ ایست کہ دران فہرس مصنفات خود ذکر کردہ در نیجا انتخاب کردہ شد۔ الصافی در تفسیر قرآن مجید کہ فراغ از تالیف آن در ۱۰۷۵ھ بود ذہبین دیگر تصانیف رابع ذکر زمان تصنیف وعدد ابیات آنہا نام بردہ۔ کتاب الاصفی کہ منتخبی از تفسیر صافی است۔ کتاب الوافی مشتمل بر پانزدہ جزو است وہر جزوی آن کتابے برأسہ است۔ کتاب الشافی وآن منتخب از وافی است۔ الی ان قال

ونیز ملائے موصوف در فہرست تصانیف خود آوردہ کہ آنچہ از سن بست سالگی تا این زمان کہ عمرش بہ ہشتاد و سہ سالہ رسیدہ است تصنیف کردہ است آن می نویسم و تاریخ تالیف فہرست مذکور سنہ یکہزار و نود ہجری است بریں تقدیر ولادتش در سنۂ سبع و الف بودہ باشد و شاید کہ وفات ملا محسن مذکور بعد از سنہ ۱۰۹۱ احدی و تسعین و الف کہ سال تالیف فہرست تصانیف اوست بہ فاصلۂ قلیل واقع شدہ باشد۔ قبرش در بلدہ کاشان مشہور و از جملہ تلامذہ اوست پسر او محمد علم الہدیٰ مصنف کتاب نضد الایضاح۔ دیگر برادر زادہ او ملا محمد ہادی بن مرتضیٰ کہ کتاب او مفاتیح الشرائع را شرح نمودہ الخ۔

بیاض ابراہیمی

تالیف و تصنیف یک جماعت علمائے شیعہ کہ ابراہیم علی خان بن علی مراد خان خال کشمیر جماعت مذکورہ را برائے ہمین کار جمع کردہ بود کہ مضامین و عبارات مویدات مذہب شیعہ و جواب الزامات و اعتراضات کہ بر مذہب شان می شود از کتب احادیث و فقہ علمائے اہل سنت منتخب نمایند۔ گو اسامی شریفہ این جماعت معلوم نشدہ اما یک نام ازان جماعت فاضل عبدالمجید ساماتی است کہ نام ش خال علامہ در کشف الحجب تحت بیاض ابراہیمی ذکر فرمودہ۔

مولوی خدابخش خان در محبوب الالباب گفتہ کہ۔

"کتاب کامل در ہفت جلد می باشد و تفصیل مجلدات سبعہ ہم تحریر نمودہ۔"

"و مولوی خدابخش حال کتاب مذکور از کشف الحجب خال علامہ غالباً اخذ فرمودہ ختم و قطع کردہ کہ کامل کتاب در ہفت جلد می باشد حالانکہ در کشف الحجب جناب خال علامہ ہمین فرمودہ کہ من ہفت جلد از کتاب مذکور دیدہ ام و شروع ہر جلد و مضمون ہر جلد بیان فرمودہ۔

پس ازین عبارت این مطلب ظاہر نمی شود کہ کتاب در ہفت جلد تمام است۔

درین کتب خانہ آصفیہ یک جلد بلکہ پارۂ یک جلد ازان بر نمبر ۵۹۳ فن حدیث موجود است جملہ صفحات ۴۳۴ و سطور فی صفحہ ۱۵ و ۱۹ مختلف۔

تحفۂ ملکی

ترجمہ عیون اخبار الرضا بزبان فارسی علامہ علی بن طیفور بزمانہ سلطنت عبداللہ قطب شاہ بادشاہ دکن (۱۰۳۵ھ ۔ ۱۶۲۵ء) سال بست وششم جلوس قطب شاہ حسب فرمائش ملک محمد انصاری در حیدرآباد دکن نمودہ ونام آن تحفۂ ملکی قرار داد۔

اصل کتاب عیون اخبار الرضا از مصنفات ابن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ سیصد و ہشتاد ویکم ہجری است

درین کتاب یکصد وسی و نہ باب است:۔

باب اول وجہ تسمیہ امام ہشتم وامام ہشتم بہ اسماء مبارکہ شان۔

باب دوم در ذکر احادیث کہ در حق مادر گرامی امام رضا وارد شدہ۔

باب سوم در ولادت حضرت امام رضا علیہ السلام۔

باب چہارم بر نص امامت امام رضا علیہ السلام۔

باب پنجم نسخہ وصیت حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام بر امامت جناب امام رضا علیہ السلام۔

باب ششم نصوصیکہ از جملہ ائمہ اثنا عشر بر امامت حضرت امام رضا منقول شدہ۔

باب ہفتم ذکر حالات واخبار کہ در میان ہارون رشید وجناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام واقع شدہ۔

باب ہشتم در اخبار وروایات متعلق بہ صحت وفات جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔

باب نہم در ذکر جمعی از اولاد رسول خدا کہ ہارون بعد زہر دادن حضرت موسیٰ کاظم اوشان را قتل نمودہ۔

باب دہم در ذکر سببے کہ از ان روبرو موت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام بعض مردمان توقف کردہ اند وزندگی امید اند وانکار امامت دیگر ائمہ کہ بعد او ہستند مینمایند۔

باب یازدهم در ذکر مجالس امام رضا با اہل ادیان و اصحاب مقالات در توحید نزد مامون۔

پس این جملہ ابواب تا آخر باب یکصد و سی و ششم در ذکر اقوال و ارشاد حضرت امام رضا علیہ السلام می باشد کہ با مردمان دیگر ادیان بطور وعظ یا مباحثہ میفرمودند و نیز ذکر و حالات وقت موجودگی حضرت تا من ؑ در محافل و مجالس ہارون و نیز سوالات متعلق بہ امامت و افضلیت وغیرہ کہ ہارون وغیرہ از آن حضرت نمودند حضرت امام رضا جواب آنہا فرمودند۔

و باب آخرین یعنے باب یکصد و سی و ہم در ذکر صفت و سیرت و صورت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ است کہ از حضرت امام رضا علیہ السلام روایت شدہ۔

شروع ترجمہ این است۔

چون کلک سخن گوئی با مداد ملاد ۔ در گلشن اخبار زبان باز کشاد

بر طبق حدیث گل امزدی بال ۔ از حمد الٰہی سخن آغاز نہاد

آغاز سخن گذاری بحمد و ثنائے حضرت باری شمہ ستودہ راویان اخبار است۔ و بنیاد حدیث گوئی بسپاس ستایش پرودگارے شیوۂ رضیہ ناقلان آثار ابرار۔ بیت

لاجرم حامد پاکیزہ نہاد ۔ دفتر حمد خدا باز کشاد

آن خداوندے کہ وصاف زبان فصیح بر صدور وصاف عزتش سرایہ در جواہر الالفاظ گزیدہ در رشتہ بیان کشد عاقبت بہ عجز معرفت گشتہ بکار لا احصی ثناء علیک تکلم نماید۔

و بعد حمد و ثنا مترجم گفتہ۔

چنین گوید بندہ خاکسار ذرہ بیمقدار الملتجی اللہ الغفور علی بن طیفور اصلح اللہ احوالہما و حقق بجودہ العمیم آمالہما کہ چون در سال بست و سیم از جلوس میمنت مانوس پادشاہ جم جاہ ملائک سپاہ حامی شرائع و الاسلام حارس ہمہ جمہور انام قہرمان مملکت و ابہت و حشمت شہسوار میدان شجاعت و مکرمت ہو شش مبانی جہانبانی وارث تاج و تخت کیانی مہر سپہر عزت و اقبال قطب فلک جاہ و جلال جوہر فرد خزینہ شاہی در یکتائے گنجینہ شاہنشاہی السلطان بن السلطان الخاقان ابن الخاقان السلطان عبد اللہ قطب شاہ الخ ۔

نسخہ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر (۹۵۲) فن حدیث مرتب است خوشخط بخط نستعلیق با جدول شنجرفی تقطیع کلان است۔ جملہ صفحات ۴۲۱ سطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔

در سال یکہزار و دو صد و سی ہجری از قلم سید امام الدین نوشتہ شد۔

عبارت خاتمہ این است۔

ختم بالصواب بعون الملک الوہاب در یکہزار و دویست ۱۲۳۰ و سی من الہجرۃ صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین الف تحیۃ والثنا والسلام علیہم اجمعین العبد الفقیر المذنب سید امام الدین محمد غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ وستر عیوبہ ولوالدیہما محمد و علی ولدایہ و حسین و حسن۔

جناب خال علامہ در کشف الحجب ذکر این ترجمہ نمودہ اما بعض اوراق اولین نسخہ موجودہ نزد شان ضائع شدہ بود باین وجہ نام مترجم جناب ممدوح را معلوم نشد چنانچہ فرمودہ۔

"ترجمہ عیون اخبار الرضا علیہ السلام بالفارسیہ رأیتہا فی خزانۃ کتب الوالد الماجد اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرامہ لکن لما ضاعت بعض اوراقہا من الدیباجہ لم یعرف اسم المترجم اولہ رباعی۔

چون سخن گوئی باِمداد مداد الخ"

ترجمہ قطب شاہی

شیخ محمد بن علی بن خاتون عاملی المتوفی بعد ۱۰۴۵ھ اربعین شیخ بہائی را بزبان فارسی در زمانہ سلطان محمد قطب شاہ بادشاہ ملک دکن ترجمہ نمودہ۔

جناب حال علامہ احلہ اللہ دار الکرامہ در کشف الحجب بہ ذکر آن پرداختہ بچنین فرمودہ:-

ترجمہ قطب شاھی للشیخ محمد بن علی بن خاتون العاملی العینانی ھی ترجمۃ کتاب الاربعین للشیخ البھائی قال الحر العاملی کتب لہ الشیخ البھائی علی نسخۃ ترجمۃ کتاب الاربعین انشاء لطیفا یشتمل علی مدحہ والثناء علیہ وعلی کتابہ سنۃ ۱۰۲۷ سنۃ سبع وعشرین بعد الالف انتھی اقول لا یخفی علی ناظرہ النبیل انہ کان یحسن الظن ببعض الصوفیۃ ویذکر اسمائھم بالتعظیم والتبجیل

شروع کتاب ترجمہ قطب شاہی این است:-

اے از تو حدیث معرفت را تبیین ÷ وے ترجمہ وصف تو تنزیل مبین
گر شکر تو آرائش عنوان نبود ÷ تبلیغ رسالت نہ کند روح امین

بہتر حدیثے کہ مجلس آرایان انجمن یقین را بر لوح کتاب بیان مزین بجواہر حقایق آن تواند بود و زیباتر کلامے کہ گل چینان حدائق دین را خار شبہت و ریب از گلدستۂ عقاید تواند ربود حمد مبدئیست کہ خلق کونین پر تو ے از اشعۂ لوای شاہی اوست و شکر منعمی است کہ ذرات خافقین را دوش امتنان گران بانعم غیر متناہی او۔ و درود نامحدود بر خاتمہ کتاب ہدایت و مقدمۂ انجمن رحمت بے نہایت او۔ الخ

نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۹۵۳) فن حدیث مرتب است بخط نستعلیق معمولی ست در آخر کتاب نام کاتب و سال کتابت تحریر نیست۔ اما بر ورق اول تاریخ خریداری ماہ محرم سال یکہزار و یکصد و ہفتاد و دو ہجری نوشتہ است۔ ازان ظاہر است کہ تاریخ کتابت بیشتر آن خواہد بود۔

جملہ اوراق دو صد و چہل و شش ۲۴۶ و سطور فی صفحہ بست و سہ ۲۳۔

شرح من لایحضرہ الفقیہ

اصل نام آن لوامع صاحبقرانی است۔ مولانا الاجل محمد تقی بن مقصود علی المجلسی متوفی ۱۰۷۰ھ سنۃ سبعین و الف والد ماجد ملا محمد باقر مجلسی بزبان فارسی شرح کتاب من لایحضرہ الفقیہ کہ یکے از اصول اربعہ کتب حدیث شیعہ است نمودہ۔ مگر این شرح کتاب الحج والزیارات تصنیف شدہ۔

جناب خال علامہ در کشف الحجب ذکر آن باین عبارت فرمودہ۔

لوامع صاحبقرانی فارسیۃ شرح من لایحضرہ الفقیہ لمولانا الاجل محمد تقی بن مقصود علی المجلسی المتوفی سنۃ سبعین والف خرج منہ الی کتاب الحج والزیارات صنفہ للسلطان شاہ عباس الحسینی الموسوی الصفوی۔

اولہ۔ حمدیکہ بہ اقلام اشجار و مداد بحار بر صفحات لیل و نہار الخ۔

کتاب مذکور در طہران در دو جلد چاپ شدہ در ۱۳۲۲ھ۔ و آن نسخہ مطبوعہ ہم درین کتب خانہ بر نمبر ...... موجود است۔

و نسخہ قلمیہ آن کہ بر نمبر (۸۲۶) فن حدیث مخزون است نصف آخر کتاب است۔ و شروع است از باب وجوب نماز و ختم است بر ابواب اعتکاف۔ و خوشخط بخط نسخ می باشد۔ جملہ صفحات آن ہشتصد و ہشت و سطور فی صفحہ بست و سہ۔

اولش این است۔

این بابیست در بیان وجوب نماز جمعہ و فضیلت نماز جمعہ و در بیان جمعی کہ نماز جمعہ از ایشان ساقط است و در بیان نماز جمعہ و خطبہ کہ وارد شدہ است در نماز جمعہ اما وجوب جمعہ پس دلالت می کند بر آن آیات بسیار از انجملہ قول حق سبحانہ تعالی کہ فرمودہ است۔ یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون الخ

سراج النبوة

سید بابا القادری الحیدرآبادی ابن سید محمد یوسف القادری المتوفی ۔۔ سنہ ۔

شرح شمائل ترمذی در ماه رمضان سنه ۱۲۲۶ یکهزار و دو صد و بست و شش هجری بزبان اردو نموده ۔ اول کتاب ادرفست ۔

نسخه کتب خانه آصفیه در چهار جلد مجلد و بر نمبر ہائے ۳۲۶ ۔ ۳۲۷ ۔ ۳۲۸ ۔ ۳۲۹ ۔ فن حدیث مخزون است ۔ و تاریخ کتابت هم هفده (۱۷) ماه رمضان سنه ۱۲۶۶ یکهزار و دو صد و شصت و شش هجری است ۔ نام کاتب محمد عبد الرزاق است ۔ جمله اوراق هر چهار جلد هشتصد و هفتاد و چهار (۸۷۴) است و سطور فی صفحه هفده (۱۷) ۔ خط نستعلیق بالقراءة ۔

ربع اول ختم است بر ورق دو صد و هفتاد (۲۷۰) ۔ ربع دوم شروع از ورق دو صد و هفتاد و یک (۲۷۱) و ختم بر ورق چهار صد و پنجاه و نه (۴۵۹) ۔ ربع سوم شروع از ورق چهار صد و شصت و یک (۴۶۱) و ختم بر ورق ششصد و هشتاد (۶۸۰) ۔ ربع چهارم شروع از ورق ششصد و هشتاد و یک (۶۸۱) و ختم بر ورق هشتصد و هفتاد و چهار (۸۷۴) ۔

ایوان نعمت

تالیف محمد عاشق۔

درین تالیف اشعار مختلفہ فارسی برائے ہر مطلب جمع نمودہ۔ مثلاً اشعار متعلقہ سراپا و اشعار حسن و اشعار طلب چیزے و اشعار فراق و اشعار وداع وغیرہ وغیرہ یکجا ذکر کردہ و کتاب را بر پنجاہ باب مرتب نمودہ و ہر باب برائے یک مطلب خاص کردہ۔ شروع این است :-

"تعریف سراپا و حسن وغیرہ شعر

حسن این سبزان گندم گون نصیب ما نشد ٭ ما سیہ بختان مگر فرزند آدم نیستیم

و در خاتمہ این عبارت تحریر است :-

"الحمد للہ والمنہ کہ بعون خدائی عزوجل کتاب مستطاب موسوم بہ دستور العمل من تصنیف محمد عاشق کامل و اکمل زمان در بلدہ خجستہ بنیاد بتاریخ احسن چہاردہم شہر مبارک صفر المظفر ۱۱۶۹ھ سنہ ہجری بخط اضعف ہیچمدان گنہگار میرزا محمد یار صورت اتمام و انصرام یافت تمت تمام شد کار بانجام شد۔"

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۸۶۳ فن دواوین مرتب است و بخط ماتقرار از قلم میرزا محمد یار در بلدہ خجستہ بنیاد بتاریخ ۱۴ ماہ صفر سال یکہزار و یکصد و شصت و نہ ہجری مرقوم شد۔

عدد اوراق سہ صد و چہل و چہار۔ و سطر یعنے اشعار فی صفحہ بست شعر۔

دیوان آصفی

خواجہ آصفی پسر خواجہ مقیم است متوفی ۹۲۸ سنہ نہصد و بست و ہشت ہجری۔ مطلع دیوان اینست۔

بازآ باد خدایا دل ویرانی را ؎ یا مدہ مہر بتان ہیچ مسلمانی را

مقطع این غزل آصفی کیست کہ توحید تو گوید ہیہات ؎ حد وصفت نبود ہیچ سخندانی را

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۶۴۳ فن دواوین مرتب است بخط عادی۔ کرم خوردہ وصلہ کردہ است۔

نام کاتب و سنہ کتابت در آخر موجود نیست۔ از آخر قدرے ناقص در رباعیات۔

جملہ اوراق نود و سہ ۹۳ سطور فی صفحہ سیزدہ ۱۳۔

اما خواجہ آصفی از مشاہیر فصحائے دہر و بلغائے عصر خویش است و گوئی سبقت از اکثر اقران خود ربود۔ پدرش خواجہ نعیم وزیر سلطان ابوسعید خان بودہ۔

وفاتش در زمان سلطان حسین میرزا در سال نہصد و بست و شش ہجری شانزدہم شعبان در عمر ہفتاد سالگی واقع شد۔

دیوان ازرقی

اسم او حکیم زین الدین ابوبکر است و در سال ۵۲۶ھ پانصد و بست و شش ہجری وفات یافت.
مصاحب و ندیم سلطان طغان شاہ و رئیس و افسر شعراء آن دربار بودہ و در علم و فضل و تزکیہ نفس پایہ بلندداشتہ و
باشیخ عبداللہ انصاری ہروی سلسلہ ارادت داشت و در شعر و شاعری بدرجۂ اعلیٰ رسیدہ در مجمع الفصحا تصنیف
رضاعلی ترجمہ حکیم ازرقی بدین چنین نوشتہ۔

"اسمش حکیم زین الدین ابوبکر بودہ و در اوائل دولت سلجوقیہ ظہور نمودہ جامع کمالات و حاوی حالات
گردیدہ بہ شیخ عبداللہ انصاری ہروی ارادتے داشتہ و در تصفیہ و تزکیہ نفسانی ہمت می گماشتہ بہ مدارج
ارجمند و معارج بلند و ابج و معارج در مطبوع طبع داخل و خارج آن شہر شدہ۔ سلطان طغان شاہ ابن
مؤید وے را بہ منادمت و مصاحبت خویش برگزیدہ و اختصاص دادہ التفات بے نہایات
ازان سلطان دیدہ گویند چون سلطان را در قوت باہ ضعفے بود حکیم بجہت القوۃ صور الفیہ و شلفیہ را
اختراع نمودہ بتدبیری بتدریج رنج آن مرض از مزاج سلطان شدہ در آنحضرت بالاستقلال و ولا استحقاق
ملک الشعرائی متعلق بہ او بودہ وے را در مرتبہ شعر و شاعری پایۂ اعلیٰ است و مبدع المعانی است
معاصر عبداللہ قرشی و شجاع نسوی و احمد بدیہی و حسینی و نیمی از شعراء عہد بودہ است و فقیر را بہ قصائد وے
نہایت اعتماد او را از ہیچیک از استادان سخن کمتر نمی شمرد و کتاب سندباد از منظومات اوست
وفاتش در ۵۲۴ھ پانصد و بست و چہار واقع شدہ"

شروع دیوان است۔

عروس باغ نوروزی چہ کردان دانہ گوہر ٭ کہ نورش ماہ تابان بود و سعدش زہرۂ زہرہ

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی کہ زیر نمبر ۹۲۳ مخزون است بخط ایرانی خوشخط بر کاغذ خان بالغ
جلد طلائی مکتوبہ بتاریخ ۱۲۶۹ھ یکہزار و دوصد و شصت و نہ ہجری است۔ نام کاتب در آخر مرقوم نیست۔
جملہ اوراق ۶۲ شصت و دو۔ و سطور فی صفحہ ۱۴ چہاردہ۔

دیوان امیر خسرو دہلوی

متوفی ۷۲۵ھ ہفتصد و بست و پنج ہجری۔ مطلع دیوان این است۔

ای سپهر آفریده و انجم ٭ نه ملک مدرک تو نه مردم

مطلع غزل ہمہ بود دوست اندر دل که دران نقش یارا ٭ من دو رویت چو تو درمان نمی خواهی دل را

مقطع مزن الماس صبوری خسروا در عشق کین صرصر ٭ برقص آرد چو انگشت صنوبر کوه پائے بر جا را

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری (۱۹۶) فن دواوین نهایت خوشخط نستعلیق۔ نام کاتب و سنه کتابت در آخر تحریر نیست۔ لوح نهایت خوشخط و طلائی و لاجوردی و جدول هم طلائی و لاجوردی۔

جمله اوراق دو صد و هشتاد و دو۔ و سطور فی صفحه نوزده ۱۹۔

در آخر رباعیات و قطعات هم موجود است از ورق ۲۶۷ شروع میشود۔ قطعه اولی این است۔

هر که گوید که من از عقل شناسم حق را ٭ بی خرد باشد و بر وی صفت عقل بلند

عقل با آنکه بلند است بدانجا برسد ٭ که رسد او سر کنگرهٔ قدرش به کمند

فی المثل ره که دراز است ازانجا تا چرخ ٭ سهل باشد که چه کوته شود از بام بلند

احوال برکت اشتمال حضرت امیر خسرو رحمة الله علیه در تذکرهٔ ریاض الشعراء مصنفهٔ علی قلی خان داغستانی برین منوال تحریر است که حضرت امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه امیر شعرا و خسرو بلغا است شرح کمالاتش زیاده ازانست که درین اوراق گنجایش تحریر داشته باشد۔ ایشان مرید حضرت شمس الاصفیا شیخ نظام الدین اولیا است۔ شیخ را کمال توجه نسبت به امیر خسرو بوده چنانچه میفرمود که چون حق تعالی از من پرسد که چه آورده خواهم گفت که سوز سینهٔ امیر خسرو را آورده ام از یکه یاران معرکه ولایت و پهلوانان عرصهٔ هدایت بوده در جمیع فنون هنرمندی و فضائل سرآمد عالم گردیده و تصانیف عالیه در هر فنی به یادگار گذاشته در نظم و نثر صاحب معجزه بوده است اعجاز خسروی که یکی از تصانیف ایشان است باین معنی برهانیست قاطع و در فن موسیقی زهرهٔ چنگی را در پردهٔ خجالت نشانیده۔ مخترع اقسام

فنون موسیقی است۔ قول و غزل و کار و گل چند تصنیف کرده هر یکے وانمود که خنیاگر فلک را هوش از سر برده است چنانچه تا حال که قریب پانصد سال از عهد او گذشته است۔ مدار علیه قوالان هندوستان اقوال اوست۔ و در فن شاعری کار بجائے رسانیده که دست شعرا و فلک بدامن جاهش نمی رسد۔ بجواب خمسه نظامی گنجوی را گفته مشهور است۔ سه دیوان دارد۔ مسمی به تحفة الصغر و وسط الحیات و غرة الکمال اکثر بعضی از افکار بلاغت آثارش چنان واقع شده که هر یک با صد هزار بیت برابری کند۔ ۳۱۔ امیر خسرو از اتراک است پدرش که مسمی به سیف شمسی بود با پدر خود از نواحی غزنین به هندوستان آمده گویا امیر خسرو در صغر سن بوده که همراه پدر به هند آمده است بعضے گویند که والده اش حامله بوده و تولد امیر خسرو در دهلی واقع شد۔ ظاهر قول اول صحیح باشد۔ ۶۵۱ھ هفتاد و چهار سال عمر یافت۔ و در ۷۲۵ھ هفتصد و بیست و پنج هجری به روضهٔ رضوان خرامید۔ طوطی شکر مقال تاریخ وفات اوست۔ در پائین شیخ خود مدفون است۔ گویند که حضرت امیر خسرو رح با شیخ سعدی شیرازی قدس سره ملاقات کرده و این مصرعه وی موید این قول است۔ ع

خسرو از میخانهٔ مغنم که در شیراز بود

و خواجه حسن دهلوی رح نیز هم عصر و هم صحبت ایشان است۔

دیوان اہلی شیرازی

ولو

مولانا اہلی شیرازی متوفی سنہ ۹۴۲ھ نہصد و چہل و دو ہجری در فنون شاعری مثل عروض و قوافی بر جمیع شعرائے عصر لوائے رجحان افراشت و ہموارہ در شیراز ہنگامۂ سخنوری گرم داشت۔ چون بہ ہرات آمد قصیدہ مصنوع خواجہ سلمان ساوجی مع زیادتی تتبع نمودہ بنام میر علی شیر موشح ساختہ بصلۂ گرانمایہ سرفراز گردید و بعد معاودت از ہرات ملازم شاہ اسمعیل صفوی گشتہ کمال اعزاز و احترام یافت تا در سنہ ۹۴۲ھ نہصد و چہل و دو ہجری بروضۂ رضوان شتافت۔

پادشاہ شعرا بود اہلی تاریخ وفات اوست۔

مثنوی سحر حلال کہ دو بحرین و دو قافیتین با تجنیس است گفتۂ اوست و اشعار وے در نہایت اشتہار است۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۱۰۱ فن دیوان مخزون بخط جدید جلد اوراق ۸۴ ۵ سطری صفحہ ۱۵ تقطیع کلان اول۔

اے حیرت صفات تو بند در زبان ما ⁂ انگشت حیرت است زبان در دہان ما

دیوان بساطی سمرقندی

مطلع دیوان این است۔

اے زمہر عارضت در تاب شمع خاوری ۞ حلقہ در گوش زخورشید جمالت مشتری

مقطع دل چو گو در حلقۂ چوگان دولت بستہ ام ۞ وقت آمد تا کہ در حال بساطی بنگری

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ حاشیۂ دیوان کمال نمبری ۲۸۶ ۔ فن دواوین مرقوم است۔ خوشخط نستعلیق۔ نام کاتب محمود کنگسری تبریزی۔ جملہ صفحات شصت وشش (۶۶)۔ و ابیات در ہر صفحہ دوازدہ (۱۲)۔ و این دیوان بر ردیف مرتب نیست۔

اما بساطی سمرقندی از تلامذہ مولانا عصمت اللہ بخاری بودہ و در سمرقند بکار حصیر بافی مشغول۔ در اول حال حصیری تخلص میکرد و بعد ازان حسب ارشاد استاد خود بساطی تخلص کرد۔

مولانا عصمت اللہ بخاری از اکابر و افاضل آن دیار بود در عہد الغ بیگ گورگان در سنہ (۸۲۹) ہشتصد و بست و نہ ہجری وفات یافتہ۔

دیوان حافظ علیہ الرحمہ

تصنیف خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی المتوفی ۷۹۲ھ علیہ الرحمہ است۔ شروع دیوان این است:۔

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا ٭ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

درین کتب خانۂ آصفیہ ہفت نسخۂ نفیسہ ازین دیوان بر نمبرہائے:۔ ۲۷۰ + ۴۳۳۴ + ۴۷۳ + ۲۰۵۵ فارسی

۳۷۹ + ۳۸۵ + ۵۰۸ فن دواوین موجود است۔

نسخہ نمبری (۲۷۰) تقطیع خورد خوشخط نستعلیق مکتوبہ ۱۰۳۲ھ یکہزار و سی و دو ہجری۔ نام کاتب مرقوم نیست۔ درین نسخہ در ابتدا کسے دیباچہ نوشتہ است۔ اولہ:۔

"حمد بیحد و ثنائے بیعد و سپاس بیقیاس حضرت خداوندے را کہ جمع دیوان حافظان الخ۔

جملہ اوراق سہ صد و شش و سطور در ہر صفحہ ۱۰ دہ۔ لوح و جدول طلائی۔

نسخۂ ثانیہ نمبری (۴۳۳۴) خوشخط نستعلیق مکتوبہ ۱۱۸۹ھ یکہزار و یکصد و ہشتاد و نہ بقلم گل محمد وزیرآبادی حسب فرمایش چودھری پیر محمد نوشتہ شد۔ لوح و جدول طلائی۔ جملہ اوراق ۲۹۳ دو صد و نود و سہ و فی صفحہ ۱۵ پانزدہ۔

نسخۂ ثالثہ نمبری (۴۷۳) خوشخط نستعلیق خوش تقطیع مکتوبہ ۹۹۴ھ نہصد و نود و چہار ہجری۔ بقلم پیر محمد کاتب۔ لوح و جدول طلائی۔ جملہ اوراق ۱۸۰ یکصد و ہشتاد و سطور فی صفحہ ۱۱ یازدہ۔

نسخۂ رابعہ نمبری (۵۰۲) بنہایت خوشخط پاکیزہ نستعلیق۔ تقطیع متوسط۔ در ابتدا دیباچہ نوشتہ است۔ اما ورق اول ضایع شدہ۔ لوح خوشنما طلائی ولاجوردی و جدول ہم طلائی۔ و از آخر تقریباً یک ورق ناقص۔ ازین وجہ نام کاتب و سنہ کتابت معلوم نشدہ۔ و این نسخہ در کتب خانہ جات شاہی بادشاہ شاہجہان و اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بودہ چنانچہ مواہیر کتب خانہ شاہان موصوف در اول صفحہ ثبت است۔

جملہ اوراق این نسخہ ۱۹۲ یکصد و نود و دو۔ و سطور در ہر صفحہ ۱۴ چہاردہ۔

نسخهٔ خامسه نمبری (۳۷۹) نسخهٔ قدیمه خوشخط نستعلیق خوش تقطیع لوح و جدول طلائی و لاجوردی جملہ اوراق سه صد و شصت۔ ۳۶۰ و سطور فی صفحه چهارده ۱۴۔ نام کاتب و سنه کتابت مرقوم نیست۔ و این نسخه در کتب خانهٔ مبارز جنگ رکن الدوله معین الملک محمد حسن علیخان بوده و در اول صفحه علاوه مهر صاحب موصوف دیگر سه ۳ مواهیر هم ثبت است اما خوانده نمی شود۔

نسخهٔ سادسه نمبری (۲۸۵) خوشخط نستعلیق لوح و جدول طلائی تقطیع خورد۔ جمله صفحات سه صد و نود و سه ۳۹۳ و سطور فی صفحه دوازده ۱۲۔ نام کاتب و سنه کتابت مرقوم نیست۔ در آخر صرف ۱۷ سنه نوشته است غالباً سنه ۱۰۱۷ھ یکهزار و هفده هجری خواهد شد۔

نسخهٔ سابعه نمبری (۵۰۸) بر حاشیه کتاب کلیله دمنه نمبری (۱۸۸) فن اخلاق نوشته است بخط نستعلیق معمولی نام کاتب و سنه کتابت تحریر نیست۔ و این نسخه نزد شاهزاده دانیال بوده چنانچه بر ورق اول نوشته است۔

و خواجه صاحب موصوف از مدح و توصیف مستغنی است۔ اما مختصر احوال آنجناب از محبوب الالباب نوشته می شود۔

"خواجه حافظ شیرازی بزمرهٔ صوفیائے کرام مدارج اعلیٰ میداند و در غزل سرائے موجد روش خاص خود است و در علم قرأت مهارت تمام داشت هر شب جمعه گرد مقصوره که میان مسجد شیراز واقع است تا طلوع صبح به الحان خوش ختم قرآن می نمود۔ حافظ تخلص ازین جهت است و به ظاهر دست ارادت پیرے نه گرفته اما سخنان او چنان بر مشرب صوفیان واقع شده که هیچ کس را اتفاق نیفتاده۔

در حاشیه نفحات الانس محمد دهدار گفته پیرے بود مشهور به گلرنگ در شیراز بود و اکثر اوقات در جامع عتیق می بود۔ خواجه حافظ بیشتر صحبت و ملازمت وے را بر خود لازم داشته و چنین شهرت دارد که خواجه مرید وے بوده چنانچه ازین بیت مستفاد می گردد۔

پیر گلرنگ من اندر حق ازرق پوشان ؎ رخصت خبث نداد ورنه حکایت ها بود

از جمیع انواع شعر التفات خواجه بر غزل است و تمام دیوانش لطیف و مطبوع و در عذوبت و سلاست فوق کلام هاست بلکه بعض قریب بحد اعجاز رسیده۔ ازین جهت اشعار وے را "لسان الغیب"

لقب کردہ و ترجمان الاسرار نامند۔ بسا اسرار غیبیہ و معانی حقیقیہ در کسوت صورت و لباس مجاز باز نمودہ۔ و بسکہ علو ہمت و نشاء فقر در سر داشتہ با توجہ باحکام و سلاطین ملتفت نبودہ با درویشان بے تکلفانہ صحبت داشتی و بہ قناعت گذر میکرد۔ و شیخ موصوف در ۷۴۸ھ ہفتصد و چہل و ہشت ہجری۔ بہ زمان سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی والی دکن حسب خواہش میر فضل اللہ انجو صدر دکن ارادۂ نہضت افروزی دکن فرمود و چون بمقام ہرمز رسیدہ در کشتی محمودی کہ از دکن فرستادہ بود سوار گشتہ ہنوز کشتی روانہ نشدہ بود کہ باد مخالف وزیدن و شورش آمد پس خواجہ حافظ از کشتی بیرون آمدہ از ان سفر متنفر گردید۔ و غزلے برائے میر فضل اللہ انجو نوشت خود بہ شیراز مراجعت فرمود۔ مطلع آن غزل این است۔

دمی با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ॥ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد

و تا آخر عمر در شیراز مقیم بود و در ۷۹۲ھ ہفتصد و نود و دو ہجری برحمت حق پیوست۔ تاریخ وفات "خاک مصلی" مزارش در شیراز زیارت گاہ خاص و عام است۔

دیوان حسن دہلوی رح

اسم شان خواجہ حسن دہلوی بن علاء سنجری الملقب بہ نجم الدین متوفی ۷۳۸ھ ہفتصد و سی و ہشت ہجری

دریں کتب خانہ آصفیہ ازاں سہ نسخہ موجود است بر نمبر ۲۱ - ۳۹۰ - و برحاشیہ نمبر ۲۸۷

فن دواوین۔

منجملہ ازین سہ نسخہ یک نسخہ نمبری ۲۱ - کاملہ و نفیسہ است۔ نہایت خوشخط نستعلیق بقلم سلطان محمد الکاتب کاغذ خان بالغ زرافشان مجدول بطلا لوح مطلا و مذہب خوشنما۔ جملہ صفحات چہار صد و پنجاہ و چہار ۴۵۴ سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵ بشمول سطر عنوان غزل کہ خالی است۔

مطلع قصیدہ اول این نسخہ کہ در حمد باریتعالی میفرماید اینست۔

اے حاکم جہاں و جہاں داور حکیم ؛ محدث ہمہ بدایع و تو مبدع قدیم

مطلع قصیدۂ دوم این نسخہ۔

اے قلم راندہ بر سفید و سیاہ ؛ از درون و برون ما آگاہ

مطلع دیوان این است۔

یارب بکش خط کرم بر سیئات ماضی ؛ پر ہیزہا کردم ولے جاء القضاء ضاق الفضا

رباعی اولی۔ خسروا از رہ کرم بپذیر ؛ آنچہ من بندہ حسن میگویم

سخنم چون سخن خسرو نیست ؛ سخن اینست کہ من میگویم

علاوہ نسخۂ مذکورۂ بالا دو نسخہ دیگر ہم موجود است۔ یکے بر نمبر ۳۹۰ - مخزون ست نسخہ قدیمی باشد اما بسیار کرم خوردہ و وصلہ کردہ و از وسط جابجا ناقص است۔ و ترتیب این نسخہ از نسخۂ اول الذکر مخالف می باشد مکتوبہ ۹۰۹ھ نہصد و نہ ہجری۔ خوشخط مطلا بقلم منعم الدین اوحدی۔

و نسخہ سومین کہ برحاشیہ دیوان حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نمبری ۲۸۷ فن دواوین مکتوب است خوشخط مجدول بہ طلا۔ و این نسخہ را مطلع قصیدۂ اول این است

اے قلم راندہ بر سفید و سیاہ ✦ از درون و برون ما آگاہ

بہر حال از سہ نسخۂ موجودہ، نسخۂ اعلیٰ مکمل و خوشخط و عمدہ می باشد۔

اما خواجۂ موصوف بہ طبع لطیف و اخلاق شریف معروف و متصف بود و در طبقۂ صوفیہ مدارج عالیہ و در زمرۂ شعرا مقام رفیع داشت و شعرش ہم رنگ شیخ سعدی است۔ مولد و منشاء خواجہ دہلی است و ہمعصر حضرت امیر خسرو بودہ بزمانۂ سلطنت محمد تغلق شاہ۔

و خواجۂ موصوف مرید حضرت سلطان المشائخ بود۔ چون سلطان محمد تغلق شاہ تختگاہ خود دیوگیر را قرار داد بیشتر اکابر دہلی را مع خواجۂ موصوف بہ دیوگیر رسانید و خواجہ ہمانجا در ہفتاد سالگی در سنہ ہفتصد و سی و ہشتم ہجری بریاض رضوان خرامید و بجوار شاہ برہان الدین غریب آسودہ۔

دیوان سعدی

کہ بر نمبر ۱۶۳ فن دواوین مرتب است نہایت خوشخط نستعلیق بخط ولایت جدول طلائی بر حاشیہ و ہم در میان ہر سطر از اول تا آخر۔ کاغذ خان بالغ۔ در متن و بر حاشیہ ہر دو اشعار تحریر شدہ۔
نام کاتب و سال تحریر در آخر نوشتہ اما نسخہ قدیمہ کم از سہ صد سال نیست۔
جملہ صفحات سہ صد و بیست (۳۲۰) وسطور فی صفحہ در متن ہفدہ (۱۷) و بر حاشیہ بست و شش (۲۶)۔
و نسخہ ثانیہ کہ بر نمبر ۱۸ ہمین فن مخزون است بخط ایرانی خوشخط مجدول بہ جدول طلائی و لوح طلائی اوراق ہم ۲ سطور متن ۱۴ سطور حاشیہ ۲۵ و ۲۶ کاغذ خان بالغ در آخر کتاب خاتمہ چنین نوشتہ است تمت تمام دیوان ملا سعدی قدس اللہ سرہ تاریخ شہر رجب بست و نہم ۳۰۲؁۔ اما معلوم نمی شود کہ مراد ازین ہند چیست۔ شاید کہ ۱۰۳۲؁ باشد
بظاہر مکتوبہ صدی دوازدہم باشد۔
بخط نستعلیق ایرانی خوشخط در متن و بر حاشیہ ہر دو نوشتہ۔ جدول طلا در میان سطور ہم کار طلائی نقش و نگار ساختہ۔
از اول تا آخر حاشیہ کاغذ جدید وصل شدہ است۔
جملہ صفحات شش صد و چہل (۶۴۰) وسطور فی صفحہ
در آخر سنہ کتابت و نام کاتب موجود نیست۔ اما معلوم می شود کہ عبارت خاتمہ نوشتہ بود آن را ضائع نمودہ بجائے آن کاغذ جدید چسپانیدہ بران گلکاری نمودہ اند بظاہر کم از سہ صد (۳۰۰) سال تحریر نخواہد بود۔
شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی حم از حالات کمالات شان کتب سوانح و تذکرہ مشحون است۔ در عمر یکصد و دہ (۱۱۰) در ۶۹۱؁ ششصد و نود و یک ہجری بمقام شیراز رخت اقامت ازین دار فانی بعالم جاودانی بربست۔ و مزار او زیارت گاہ مردم است۔

دیوان سیف الدین اسفرنگی

سنہ وفات پانصد و ہفتاد و سہ (۵۷۳) ہجری۔ اوّل دیوان این است۔

شبی وارد حجاب از موج امریها ⁂ خفته گیر در صبح را چشم دل بیدار من
در شب تاریک حیرت کار روز صبح را ⁂ صد شباهنگ ست در یک آه آتشبار من

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۶۱۸ فن دواوین نہایت خوشخط نستعلیق نسخہ قدیمہ لوح و جدول طلائی۔ ورق اول قریب نصف حصہ ضایع شدہ۔ نام کاتب و سنہ تحریر در آخر مرقوم نیست جملہ اوراق دو صد و شصت و شش (۲۶۶)۔ و سطور در ہر صفحہ پانزدہ (۱۵)۔ این نسخہ بر ردیف مرتب نیست۔

اما سیف اسفرنگی از اوستادان کہن و دانشوران این فن است۔ صیت بلاغتش و آوازہ فصاحتش بعالم رسیدہ۔ و صد سال عمر یافتہ۔
و در شمع انجمن وفاتش سنہ ۶۵۲ ششصد و پنجاہ و دو ہجری بیان نمودہ۔ و لے معلوم می شود کہ غلط است۔

دیوان شاعر قراباغی

مطلع دیوان:-

الٰہی گلشن آرای سخن گردان زبانم را ٭ قبول خاطر ارباب معنی دہ بیانم را

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری-۵۴۶ فن دواوین بطور بیاض است، بخط شفیعہ پاکیزہ لوح و جدول طلائی۔ نام کاتب و سنہ کتابت تحریر نیست۔

جلد اوراق ۱۹۵ و در ہر صفحہ دہ ابیات۔

تخلص صاحب دیوان شاعر است۔ ساغر نیست۔ ذکرش نیافتم۔

دیوان شانی

اسم اصلی او ناصف آقا است از قبائل ترک بود و در مشهد مقدس شاه خراسان حضرت امام رضا علی ابن موسی علیه السلام زندگی بسر کرده و در سال یکهزار و بست و سه هجری وفات یافت۔ مادۂ تاریخ وفاتش "بادشاه سخن" ۱۰۲۳ھ است۔

در فهرست برٹش میوزیم ذکرش نموده خلاصه ترجمه آن این است:۔

"مولانا شانی اسم اصلی او ناصف آقا است او از قبائل ترک بوده و در طهران متولد شد۔ شاه عباس صفوی او را نهایت دوست میداشت گویند که شانی یک قصیده در مدح جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیه السلام نظم نموده پیش شاه عباس صفوی خوانده شاه موصوف این قدر خوش و محظوظ شد که حکم فرمود که شانی را در طلا وزن نمایند و هر قدر طلا مساوی وزن شانی باشد به شانی بدهند۔

شانی آخر حصه عمر خود به مشهد مقدس امام رضا علیه السلام بسری نمود و در سنه ۱۰۲۳ یکهزار و بست و سه وفات یافت۔ ماده تاریخ وفاتش "بادشاه سخن" یافته اند۔"

شروع دیوان این است:۔

ای خیالت حیرت افزای دل حیران ما ÷ خون چکان از شوق رویت دیده گریان ما
نقد صد جان گرامی صرف این سودا شده ÷ گر دوای داشتی اندوه بی پایان ما
دیده یعقوب بی نور است ورنه ظاهر است ÷ صد هزاران یوسف از گوشه زندان ما
گر بقدر حسرت دل گریه را رخصت دهم ÷ چرخ را بیرون نیاید کشتی از طوفان ما

الحذر شانی که باز از گریه طوفان میکند
ابر آتش بار یعنی چشم خون افشان ما

نسخه کتب خانه آصفیه که بر نمبر ۱۰۰ فن دواوین مخزون است نسخه قدیم بخط بابصر است اما نام کاتب و سال کتابت در آخر موجود نیست۔ جمله صفحات سه صد و پانزده و سطور فی صفحه پانزده۔

دیوان شاہ راجو قتال حسینیؒ

ایشان پدر بزرگوار حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمہما اللہ ہستند۔ نام ایشان سید یوسف بن علی بن محمد الحسینی الدہلوی الدولت آبادی المشہور بہ سید راجا۔ و دریں زمان بہ راجو قتال مشہور شدہ۔ وفاتش بتاریخ پنجم ماہ شوال المکرم سنہ ۷۳۱ھ ہفتصد و سی و یک ہجری واقع شد مرقد منورش در خلد آباد من مضافات اورنگ آباد بیرون حصار روضۂ مقدسہ موجود است۔

ایں دیوان منسوب بہ ایشان است و تخلص راجا می کند مطلع دیوان این ست۔

روئے کہ من بدیدم اندر عیان نگنجد ؛ لذت جمال آن رو اندر جہان نگنجد

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۳۲۹ فن دواوین مخزون ست۔ بر ردیف مرتب نیست۔ بخط عادی۔ مکتوبہ سنہ ۱۱۵۰ فصلی کہ مطابق آن سنہ ۱۱۵۶ھ ہجری می شود۔ بقلم شہر ہری شاگرد علی اکبر۔ در صفحۂ اول و آخر مہر اسمی عباس علی خان ثبت است۔ جملہ صفحات سی و ہشت (۳۸) و سطور در ہر صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

اما شاہ راجو قتال حسینیؒ از مشاہیر اولیائے کرام بودہ۔ در ابتدائے صدی ہشتم ہجری بزمانہ برہم زنی از دہلی بدولت آباد تشریف فرما شدند دران وقت حضرت سید محمد گیسو دراز فرزند ایشان بعمر چہار سالگی ہمراہ بودند۔

دیوان شاہی سبزواری

نام شاہی سبزواری۔ آقا ملک بن ملک جلال الدین فیروز کوہی است۔ متوفی ۸۵۷ھ ہشتصد و پنجاہ و ہفت ہجری مدفون بہ سبزوار نیشاپور۔ مطلع دیوان این است:-

لبالب است ز خون جگر پیالۂ ما ؛ دم نخست چنین شد مگر حوالۂ ما

مطلع غزل دوم این ست:-

اے نقش بستہ نام خطت بر سرشت ما ؛ این حرف شد ز روز ازل سرنوشت ما

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۷۴۲ فن دواوین مرتب است بخط نستعلیق معمولی۔ مکتوبہ ۹۹۹ھ نہصد و نود و نہ ہجری۔ نام کاتب تحریر نیست۔ جملہ اشعار این نسخہ تخمیناً پانصد (۵۰۰)۔ جملہ اوراق بست و ہشت (۲۸) و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

این نسخہ موجودہ غالباً نصف حصہ دیوان می باشد چنانچہ در اول صفحہ "الجزو الاول دیوان شاہی" مرقوم است زیراکہ صاحب حبیب السیر تعداد ابیات این دیوان یکہزار ذکر نمودہ است و در نسخہ موجودہ تخمیناً پانصد ابیات است۔

در کتب خانۂ بانکی پور ہم یک نسخہ ازین دیوان موجود است اما در فہرست خدابخش خان مرحوم مطلع دیوان این نسخہ "اے نقش بستہ نام خطت الخ" نوشتہ۔ و این مطلع غزل دوم نسخہ موجودہ کتبخانۂ آصفیہ است۔

اما امیر شاہی سبزواری از ندمای میرزا بایسنغر بن سلطان میرزا شاہرخ بودہ و خواہر زادۂ خواجہ علی موید است کہ آخر ملوک سربداریہ بود و اجدادش از اکابر سربداران بودہ اند۔

و در شعر او ستاد مولانا جامی علیہ الرحمۃ است و مذہباً شیعہ بودہ و در صنعت خط و تصویر و موسیقی کمال مہارت میداشت و عود و بربط را خوب می نواخت و بسیار خوش اخلاق و نیک صفات از این جہت فضلاء عصر احترام او میکردند و راغب صحبتش بودند و بادشاہ وقت میرزا بابر نیز اعزاز و اکرام

او میفرمود - در بهارستان مولانا جامی میفرماید که امیر شاهی را اشعار لطیف است یکدست و هموار با عبارات پاکیزه و معانی پر چاشنی -

و در تذکرهٔ دولت شاه سمرقندی مذکور است که فضلا متفق اند که سوز خسرو - لطافت حسن - و ناز کمال - و صفائی سخن حافظ - در کلام امیر شاهی جمع است و لطافت او را همین کفایت است که با و ایجاز و اختصار کوشیده است - صاحب حبیب السیر گوید که امیر شاهی دوازده هزار بیت گفته از جمله یکهزار بیت را دیوان ساخته که میان اکابر و افاضل مشهور است و بقیه ابیات را از آب شسته معدوم کرد و در تذکرهٔ بهارستان سخن مصنفهٔ عبدالرزاق مخاطب به شهنواز خان صمصام الدوله احوال امیر شاهی بشرح و بسط مذکور است -

شاهی سبزواری در آخر عمر از جمیع امور دنیاوی مستعفی شده و از قید تعلقات ظاهری خلاصی یافته بگوشهٔ قناعت اختیار نموده در عمر هفتاد سالگی بعهد سلطان بابر در بلدهٔ استرآباد بقضائے الٰهی رحلت فرمود و نعش او را از آنجا به سبزوار آورده بخانقاهے که اجدادش ساخته بودند بیرون شهر بجانب نیشاپور بخاک سپردند -

---

دیوان شهیدی قمی

مطلع دیوان این است۔

بطوف بتکده ها روز بے نوائی ما ؛ سفال چرخ بود کاسۂ گدائی ما

مقطع شهیدی از نظری فروغش دور مرا ؛ کرو ز قید خودی میدهد رهائی ما

درین کتب خانۂ آصفیه دو نسخه ازان موجود است بر نمبر ۳۸۹ و ۱۶۳ از فن دواوین۔

نسخۂ اولین نمبری ۳۸۹۔ نسخۂ قدیمه بسیار نفیس خوش خط بر کاغذ عمده۔ لوح و جدول و عنوان هر غزل مطلا نهایت خوشخط نستعلیق نام کاتب و سنه کتابت در آخر تحریر نیست۔

جمله صفحات این نسخه ۳۵۴ سیصد و پنجاه و چهار و سطور فی صفحه ۱۲ دوازده و صد عنوان۔ جمله عنوان تقریباً چهار هزار است۔

نسخۂ ثانیه نمبری ۱۶۳۔ خوشخط نستعلیق۔ کرم خورده۔ مکتوبه سنه ۹۶۷ نهصد و شصت و هفت هجری۔ نام کاتب تحریر نیست۔ جمله صفحات (صد و) هشتاد و دو۔ سطور در هر صفحه ۱۲ دوازده۔ اما این نسخه از نسخۂ اولی بسیار کم است۔ جمله ابیات این نسخه تخمیناً ۹۰۰ نهصد است۔

اما ترجمۂ شهیدی در شمع انجمن مولفۂ نواب صدیق حسن خان بهادر بهوپالی مذکور است که شهیدی قمی ملک الشعراء سلطان یعقوب والی تبریز بود۔ زمین سخنش یک قلم کنعان خیز کلاه گوشۂ موزونی شعری می شکست هیچ سخن سنج را در میزان اعتبار نمی سنجید ناچار بعد فوت سلطان مجال اقامت ندیده هجرت بدیار هند برگزید و قریب صد سال عمر یافت و مقرب اسمعیل شاه گردید۔ ملا قاطعی در تذکرۂ خود نوشته که وی در سرکنج گجرات مدفون گردیده۔

محمد عارف بقائی در تذکرۂ خود نوشته که وفاتش در سنه ۹۳۵ نهصد و سی و پنج هجری واقع شده و از تاریخ فرشته سنه ۹۳۶ نهصد و سی و شش هجری معلوم می شود۔

دیوان ادیب صابر

ادیب صابر تخلص شہاب الدین احمد بن اسمعیل ترمذی است در سال پانصد و چہل و شش ہجری (بجساب ۵۴۶) در دریائے جیحون غرق کردہ شد۔

از شعرائے کاملین دولت سنجری است و در بارگاہ سلطان معز الدین سنجر باریاب و از ارکین دولت بودہ۔ از ترمذ بہ مرو آمدہ اصل او از بخارا است و در خراسان نشو و نما یافتہ معاصر و معارض وطواط بودہ خاقانی بمقابلہ کلام وطواط کلامش پسندی نماید۔ چنانچہ در تذکرہ دولت شاہ سمرقندی گفتہ۔

"استاد شہاب الدین احمد بن اسمعیل ترمذی دانشمندی بود ماہر و فاضل در عہد دولت سلطان سنجر از ترمذ بہ مرو افتاد اصل او از بخارا است اما در خراسان نشو و نما یافتہ و معارض رشید وطواط است خاقانی معتقد اوست و خلاف وطواط۔ و انوری صابر را در شاعری مسلم دارد۔ و الحق صابر بسیار خوش گو و سخن او صاف و روان است۔ و صابر نزد سلطان سنجر و ارکان دولت او محترم بودے۔ و چون اتسز خوارزم شاہ در خوارزم عصیان کرد سلطان صابر را بایلچی بہ خوارزم فرستادہ دائم تفحص حالات باشد اتسز شخصے فدائی را فرستاد تا روز جمعہ سلطان را زخم زند و ہلاک کند۔ صابر صورت آن شخص را بر کاغذ تصویر کرد و بہ مرو فرستاد تا آن شخص را طلب کردہ او را یافتہ و سیاست کردند۔ صابر در خوارزم بود و اتسز خبر یافت کہ صابر چنین کارے کردہ پس او را دست و پا بستہ در جیحون انداخت و غرق ساخت و کان ذلک فی شہور (۵۴۶) ستہ و اربعین و خمس مائۃ"

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بہ نمبر ۹۳۶ فن دواوین مرتب است از اول آن چہار پانچ شعر ضائع شدہ۔ بخط نستعلیق معمولی است۔

در عہد شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ دہلی در بلدہ برہان پور بقلم شیخ جیا سرہندی نوشتہ شد۔
جملہ صفحات یکصد و پنجاہ و ہفت (۱۵۷) و سطور فی صفحہ شانزدہ (۱۶)۔

دیوان صاحب

اشعارش بلیغ و لطیف است۔ مطلع دیوان است:۔

اے روشن از چراغ رخت بزم سینہا ٭ در آب و آتش از گل تو آبگینہ ہا

مطلع غزل دوم:۔

لخت دلے چون شاخ گل در آستین داریم ما ٭ اشک در دامن چو برگ یاسمین داریم ما

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ در فن دواوین بر نمبر ۳۱۸ مخزون است مکتوبہ قدیم خوشخط نستعلیق خط ولایت۔ لوح و جدول طلائی نام کاتب و سنہ تحریر در آخر مرقوم نیست۔ کرم خوردہ و وصلہ کردہ است۔ جملہ صفحات یکصد و پنجاہ و ہفت و سطور در ہر صفحہ سیزدہ۔

در کتب خانہ برٹش میوزیم و بانکی پور نسخہ این دیوان نیست۔

اما ترجمہ صاحب در کدامی تذکرہ بدست نیامدہ۔ در تذکرۂ علی قلی خان داغستانی کہ بہ ریاض الشعراء موسوم است۔ سہ اسماء شعراء مذکور است کہ اوشان صاحب تخلص میکردند کہ تفصیل اوشان این است۔

(۱) مولانا فصیح الدین متخلص بہ صاحب۔ (۲) مسیحا کاشی تخلص صاحب (۳) حکیم کاظم تخلص صاحب بزمانہ عالمگیر بادشاہ بودہ۔

اما اشعار منتخبہ کلام آنہا کہ در تذکرۂ مذکور منقول است در این دیوان دیدہ نشد۔ پس بلطافت کلام و نیز بلحاظ قدامت کتابت و خط این نسخہ ظاہر می شود کہ این صاحب یکے از شعراء متقدمین عجم است کہ تذکرہ نویس احوالش نیافت۔

دیوان صرفی

اسمش شیخ یعقوب تخلص صرفی می نماید۔ اولش این است:۔

اے از بیان حمد تو عاجز زبان ما ٭ تیغ ادب بریدہ زبان بیان ما

مانند عاجی کہ ندا ند الف زبے ٭ در وصف قدس تو خرد تو ردہ دان ما

چون ابلہے کہ قطع بوادی کند نیوش ٭ حیران براہ حمد تو طبع روان ما

در پایہ سریر ثنایت کجا رسیم ٭ از نہ فلک اگرچہ بود نردبان ما

از کنگرہ تصور کنہ کمال تو ٭ کوتہ فتادہ است کمند گمان ما

یارب سیاہ روئی ما را سبب ساز ٭ دودیکہ ظاہر است ز سوز نہان ما

زان آتش نہان کہ بدل شعلہ میزند ٭ گویا زبانہ ایست زبان در دہان ما

خواہم ز ابر فیض تو باران رحمتے ٭ کز صفحہ وجود بشوید نشان ما

گر ظل المشتمل زبر تو او ہر الوریم

صرفی زمین قصر بس است آسمان ما

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۶ فن دواوین مخزون است بخط نستعلیق ایرانی خوشخط بر کاغذ بابغ۔ نام کاتب و سال کتابت در آخر مرقوم نشد۔ جملہ صفحات پانصد و پنجاہ (۵۵۰)۔ و سطور فی صفحہ سیزدہ (۱۳)۔

دیوان صیدی اصفہانی

اسمش سعید علی متوفی ۱۰۶۹ھ یکہزار و شصت و نہ ہجری۔

در فہرست برٹش میوزیم آوردہ کہ از سادات طہران بودہ و در اصفہان بتحصیل علم نمودہ در سال یکہزار و شصت و چہار وارد ہندوستان گردیدہ بہ دربار دُربار شاہجہان بادشاہ دہلی باریاب گشتہ در سن سی و شش سالگی در سال یکہزار و شصت و نہ ہجری در دہلی این دار محن را وداع گفت"۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۰۷ مخزون است از اول و آخر قدرے ناقص بخط نستعلیق معمولی است۔

شروع از این شعر است۔

شد بسکہ از خرام تو تغییر حالہا ٭ از جا در آمدند بہ گلشن نہالہا

جملہ اوراق سی و ہفت سطور فی صفحہ سی و پنج۔

دیوان ظهیر فاریابی

نامش ظهیرالدین طاهر بن محمد فاریابی المعروف به ظهیر فاریابی متخلص به ظهیر متوفی ۵۹۸ھ پانصد و نود و هشت هجری۔

شاگرد استاد رشید سمرقندی است. مطلع دیوان این است:۔

در ابتدای کون و جهان آفریدگار ؛ بر نام خسرو ازلی این عقد نامدار

رباعی اولی۔ شاها ز تو کار ملک و دین با نسق است ؛ دریا ز خجالت کفت با عرق است

نسخهٔ قلمیه موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری (۲۶۴) فن دواوین بر ردیف مرتب است اما به ترتیب حروف هجائیت نسخه نهایت خوشخط نستعلیق بخط ولایت کاتبه خان بابلغ مکتوبه ۹۹۵ھ نهصد و نود و پنج هجری ناظم محمد خان کرمانی۔

جملهٔ صفحات ۲۴۶ دو صد و چهل و شش۔ و سطور فی صفحه ۱۶ شانزده۔

و رباعیات درین نسخه از صفحهٔ ۲۳۵ دو صد و سی و پنج شروع می‌شود و در هر صفحه ۶ شش رباعی است۔

کلیات ظهیر فاریابی مطبوعهٔ ۱۲۹۷ھ مطبع نولکشور لکھنؤ بر نمبر ۶۰۰ فن دواوین موجود است و با این نسخهٔ قلمیه در ترتیب موافق نیست۔ در ترتیب قصاید و غزلیات تقدیم و تاخیر بسیار است۔

ظهیر فاریابی اعجوبهٔ زمان و نادرهٔ دوران بوده در فضیلت و دانش یگانهٔ آفاق و در فن سخنوری در عالم طاق است و با جماع استادان سخن زمان و یگانهٔ دوران است و سالار فصحاء متقدمین و نقاوهٔ بلغاء سحر آفرین و نظم روانش نمونهٔ عقد پروین است۔ دیوانش آئینهٔ صفا و جلوه‌گاه پریزادان خوش سیما است۔

او در علم هیئت بسیار فایق بود چنانچه او را صدر الحکماء می‌گفتند۔ در مبادی حال به نیشاپور آمده و از طغان شاه بن مؤید نوازش‌ها یافته۔ پس به مازندران شتافت و ملوک آن دیار را مدح گفت و از آنجا

حرکت بسوی آذربائیجان نمود- جهان پهلوان مقدم او را گرامی داشته و همت به تربیت او
گماشته بعد فوتش بسابه به قزل ارسلان قرار گرفت و آخر از و رنجیده به اتابک ابوبکر جهان پهلوان
رجوع آورده به لوازم اکرام اختصاص یافت و در آخر عمر دامن از ملازمت کشیده در تبریز بگوشه نشین
طاعت الهی گشت و در همونجا ۵۹۸ھ پانصد و نود و هشت هجری وفات یافت و به پهلوی
خاقانی مدفون گردید-

سنه وفاتش بروایت دولت شاه سمرقندی ۵۹۸ھ و بقول صاحب هفت اقلیم ۵۹۲ھ
بوده-

دیوان عارف

میرزا ابوالقاسم شیرازی شیرین قلم متخلص بہ عارف علی شاہ نعمت اللہی۔

میرزائے مذکور از اہل زبان و از مردمان ایران است۔ در زمانہ نواب میر تراب علی خان شجاع الدولہ سر سالار جنگ مختار الملک مدار المہام سلطنت آصفیہ حیدرآباد دکن بودہ۔ بعض قصاید در مدح نواب ممدوح در آخر دیوان مرقوم و مضبوط است۔ (عہد نواب سالار جنگ سنہ ۱۲۷۰ تا سنہ ۱۳۰۰ھ)

دیوان مذکور غالباً بقلم خود شیرین قلم است چہ قبل بسم اللہ این عبارت تحریر است:۔

"دیوان غزلیات من نتائج طبع عہد المذنب میرزا ابوالقاسم الشیرازی شیرین قلم المتخلص بعارف علیشاہ"

شروع دیوان این است:۔

من بیچارہ سودا زدہ سرگردانم ؛ کہ باوصاف خداوند سخن می رانم
من و توحید تو ہیہات دلم می لرزد ؛ این قدر بسکہ حدیثت بزبان می آرم
کردگارا ملکا بادشہا دیانا ؛ چونکہ بیچونی و من چون ترا چون دانم
نظری کن ز سر لطف کہ عیرت گرنہ ؛ در بیابان تمنای تو سرگردانم

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۷۰۷ مربوط است خوشخط نستعلیق۔ نام کاتب و سال کتابت مرقوم نہ شدہ۔ جملہ صفحات ۱۸۲ و سطور فی صفحہ دوازدہ۔ ۱۲

دیوان قاسم انوار

نامش سید معین الدین علی است نسبش به چند واسطه به امام زادهٔ هارون بن امام موسی کاظم علیه السلام میرسد متوفی است ۸۳۷ هشتصد و سی و هفت ہجری۔

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری (۶۲۰) فن دواوین از اول قدرے ناقص است از ابتداء زین غزل است که مطلعش این است۔

بس بمشهد رسیدیم ہر تولا ❊ مسجد اقصا کجاست مسجد اقصا

مقطع این غزل قاسمی آن ماه ظاهر است چو خورشید ❊ دیده بینا کجاست دیده بینا

این نسخه تقطیع خورد نوشته قدیم بخط شفیعه مجدول طلائی ست۔ نام کاتب و سنهٔ تحریر در آخر مرقوم نیست جمله اوراق دو صد و پنجاه و سطور فی صفحه یازده۔

اما سید قاسم انوار رحمة الله علیه از اکابر صوفیای کرام و مشائخین عالیمقام بوده و دیوانش مشتمل است بر حقائق و معارف انوار و عرفان و اسرار و ایشان مرید شیخ صدر الدین موسیٰ اردبیلی هستند و چون روزے بخواب دیده بودند که قسمت انوار می کند صورت واقعه را بعرض شیخ رسانید حسب الاشاره مرشد به قاسم انوار موسوم شدند مولد و منشاء ایشان ولایت سراب تبریز است۔ مدتے به سلوک مشغول بوده ریاضات شاقه کشیدند و بعد تکمیل کمالات صوری و معنوی در عهد شاهرخ مرزا عازم خراسان گردید و در دار السلطنت هرات قیام فرمودند به ارشاد و عباد اشتغال نمودند و در اندک زمان اعیان و اکابر آنجا در سلک مریدانش انسلاک یافتند۔

و چون سید موصوف در نهایت استغنا با بادشاه و شاهزادگان ملاقات می کردند شاهرخ میرزا و شهزاده بایسنغر از طرف سید خیره خاطر داشتند۔ اتفاقاً در سنه ۸۳۰ هشتصد و سی ہجری در مسجد جامع شخصے که بخدمت سید هم آمد و رفت داشت کارد به شاهرخ زد این معامله را به اطلاع سید گل نموده ایشان را از شهر هرات اخراج کردند پس سید موصوف عزم ماوراء النهر فرمودند و این غزل در ان ایام طرح کرده که مطلع

ومقطع اش این است:-

اے عاشقان اے عاشقان ہنگام آن شد کز جہان ⁂ مرغ دلم طیران کند بالائے ہفتم آسمان
قاسم سخن کوتاہ کن برخیز و عزم راہ کن ⁂ شکر بر طوطی فگن مردار پیش کرگسان

و چندگاہ در سمرقند باعزاز تمام بسر بردہ در حین معاودات در قصبہ جرخرد از نواح جام اقامت افگندہ و ہمانجا در ۶۳۷ھ ششصد و سی و ہفت ہجری بہ عالم خرامید۔

دیوان کامل

بر صفحۂ اولیٰ از ورق اول دیوان مذکور این عبارت ذیل بخط شفیعہ خوشخط مرقوم است:۔

"حسب فرمودۂ سید اجل و مخدوم امیر منصور دام ظلہ جمع این مزخرفات و تدوین این کلمات شد۔ ناظرین این صنائع قائل را معذور داشتہ ذیل عفو صفح مسطورہ بپوشند و بگزلک لطف و کرم اصلاح بکوشند"۔

ازین عبارت ظاہر می شود کہ عبارت مذکورہ رقم زدہ خود کامل است و ظاہرا اصل دیوان ہم بخط کامل معلوم می شود۔ و بر ورق اول دو سہ مہر بود آن حک کردہ شدہ است۔

نام کاتب و سال کتابت موجود نیست اما بظاہر تحریر دو صد سالہ خواہد بود۔

یک نسخہ ازین دیوان در کتب خانۂ آصفیہ بر نمبر ۲۰۷ مخزون است جملہ اوراق ہشتاد۔ و سطور فی صفحہ سیزدہ۔ ۱۳

اولش این است:۔

خدایا فیض الہامی زبان نکتہ پیمارا ۔ کہ از مدحت بیارایم بطرز تازہ انشارا
قماش عقل شدگان را رواج عشق دہ یارب ۔ کہ در دکان ما بازار گرمی ہست سودارا
عجب نہ بود اگر یاد تو گنجد در دل تنگم ۔ کہ در یک پیرہن جا دادہ با قطرہ دریارا
اگر تنگ است جا بر اہل شہر از نالہ زارم ۔ کسے نگرفتہ است از دست من دامان صحرارا
بامیدی کہ دارم در دل از وصل بتے کامل ۔ ہوس را سر بہ بر دیدم شکستم پای تمنارا

دیوان گلشن

اسمش علی جونپوری انصاری متخلص به گلشن متوفی در اواخر سنه ۱۲۰۰ یکهزار و دوصد هجری است۔

نسخهٔ موجوده کتب خانهٔ آصفیه بطور کلیات است یعنی در ابتدا دیباچهٔ مصنف است بعد آن قصائد و بعده دیوان و در آخر رباعیات نوشته است۔ اول دیباچه این است:۔

"رنگینی گلشن سخن به آبیاری حمد گلے است که دیوان جهان را الخ"

مطلع قصائد   بسم الله الرحمن الرحیم ٭ طوطی سر سبز ریاض نعیم

مطلع دیوان   نقش بسم الله بر پیشانی دیوان ما ٭ سر نوشت طالع سعد بر عنوان ما

مقطع این غزل   چون ولای مهدی هادی هست بر ما ثابت ٭ از خزان ایمن بود گلشن گل ایمان ما

رباعی اولی

بسم الله آنکه هست رحمن و رحیم ٭ باشد حافظ ز شر شیطان الرجیم

از نور جمالش اثرے باغ نعیم ٭ وز نار جلالش شررے تاب جحیم

نسخهٔ موجوده کتب خانهٔ آصفیه نمبری (۱۳۱) فن دواوین بخط زشت بسیار کرم خورده و وصله کرده مکتوبه سنه ۱۲۳۵ یکهزار و دوصد و سی و پنج هجری بقلم ن سکه رائے کایسته در قصبهٔ بلگرام نوشته شده۔

اما گلشن شاگرد ثابت و فقیر بود و از نواب شیر افگن خان تعلقات محبت و موانست میداشت و نیز رفیق والد و حزین است۔ چنانچه در دیباچه دیوان مذکور نوشته است که باعث تصنیف این دیوان ایما و ارشاد نواب موصوف است۔

و قصبهٔ مالی مضاف جونپور به دامن انزوا کشیده در اواخر سنه ۱۲۱۱ یکهزار و دوصد هجری رخت بعالم بربست۔

جمله اوراق نود و هشت ۹۸ و سطور در هر صفحه نوزده ۱۹۔

دیوان لسانی شیرازی

شمس وجیہ الدین عبداللہ شیرازی متخلص بہ لسانی متوفی سنہ ۹۴۱ نہصد و چہل و یک ہجری - مدفون بہ تبریز "ابیات عاشقانہ" تاریخ وفات اوست -

بوفور سخندانی و رنگین بیانی مقبول و دل نشین خاص و عام بودہ - سام میرزا کہ اکثر از صحبتش فیض یاب گشتہ میگوید کہ او درویشے بود - و میگوید کہ در سنہ ۹۴۱ وفات یافت - در مجالس المومنین نوشتہ است کہ لسانی شیرازی اکثر در مدح اماماں شعر گفتہ - در مسجد تبریز نماز میکرد کہ طائر روحش پرواز کرد -

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری (۵۷۷) فن دواوین خوشخط بخط نستعلیق کاغذ بوسیدہ و کرم خوردہ و وصلہ کردہ است - و از آخر چند ورق ناقص -

نام کاتب و سنہ کتابت بوجہ نقصان آخر معلوم نشد - جملہ اوراق دو صد و ہفتاد - و سطور در ہر صفحہ پانزدہ -

مطلع دیوان این است :-

سازآباد خدایا دل ویرانے را ❊ یا مدہ مہر بتان ہیچ مسلمانے را

مقطع این غزل :-

وصف تو چند لسانی کہ بگوید ہیہات ❊ حد وصفت نہ بود ہیچ مسلمانے را

دیوان محتشم کاشی

سنہ وفات محتشم کاشی سنہ یکہزار ہجری است۔

نسخہ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۹۰۹ فن دواوین بخط معمولی شفیعہ آمیز مکتوبہ سنہ ۱۱۸۶ یکہزار و یکصد و ہشتاد و شش ہجری در دار العلم شیراز۔ غالباً یک صفحہ از اول ناقص است۔ و درین نسخہ دو دیوان محتشم مجلد است۔ دیوان اولی از ابتدا ناقص است باین وجہ مطلع دیوان معلوم نشد۔ اما شروع ازین مقطع است غالباً این مقطع غزل اول دیوان اولی است:۔

گر محتشم از غم علم عشق نگون کرد ٭ انا علم البہجۃ باسمہ رفعنا

و از ورق ۹۳ نسخہ ہذا دیوان ثانی مسمی بہ شابیہ شروع می شود۔ مطلع آن اینست:۔

اے گوہر نام تو تاج سر دیوان ہا ٭ ذکر تو بصد عنوان آرایش دیوان ہا

مقطع این غزل:۔

چون محتشم از دردش میکاہم و میخواہم ٭ رنجوری خود در رہ مہجوری درمان ہا

جملہ اوراق این نسخہ یکصد و پنجاہ و نہ (۱۵۹) و اشعار در ہر صفحہ یازدہ (۱۱)۔ تقطیع خورد۔

اما محتشم کاشی از شعرای مکرم و فصحائے محتشم است در زمان سلطنت شاہ اسمعیل و شاہ طہماسپ کوس یکتائی در عالم نواخت۔ دیوانش مشہور است۔ بند محتشم مرثیہ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام بسیار خوب گفتہ۔ و مثنوی مختصرے کہ در مدح خانخانان گفتہ مشہور است۔

وفاتش در تذکرہ شمع انجمن مولف نواب صدیق حسن سنہ ہجری نوشتہ است۔

و در تذکرۂ ریاض الشعرا مصنفہ علی قلی خان داغستانی تاریخ وفاتش "دردِ محتشم" مذکور است کہ اعدادش سنہ ۱۰۰۲ یکہزار و دو ہجری برمی آید۔

و در فہرست کتب خانہ خدابخش خان مرحوم سنہ وفاتش نہصد و نود و شش (سنہ ۹۹۶) نوشتہ۔

دیوان مظہر جان جانان

اسمش میرزا جان جان اما بر زبان ہائے مردم جان جانان شہرت گرفتہ۔ و تخلص مظہر میکند۔

مطلع دیوان این است:۔

مارا بہ آب گریہ ماداد بخت ما ؎ غم بارکرد بر سر سیلاب رخت ما

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۔ ۲۶۶ ۔ فن دواوین مرتب است بخط شفیعہ معمولی۔ مکتوبہ ۱۱۸۹ھ یکہزار و یکصد و ہشتاد و نہ ہجری ۔ بمقام قلعہ دھارور فتح آباد۔

این نسخہ از وسط (در ردیف الف و میم) ناقص است۔

جملہ صفحات ہفتاد و سہ۔ سطور فی صفحہ سیزدہ۔

این نسخہ غالباً انتخاب دیوان شان می باشد زیرا کہ بسیار مختصر است۔

میرزائے ممدوح از صوفیائے کرام بودہ ولادتش در ہند در عشرۂ اول صدی ۱۱ھ دوازدہم ہجری واقع شدہ و در اکبرآباد نشو و نما یافتہ و تربیت باطنی در شاہجہان آباد از جناب سید محمد بداونی نقشبندی مجددی حاصل نمودہ و در زمانہ سلطنت عالمگیر ثانی گوشۂ قناعت اختیار نمودہ وفاتش در ۱۱۹۵ھ واقع شد۔ اشعارش بسے چاشنی میدارد۔

دیوان مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جلال الدین محمد بلخی مشہور بہ مولوی رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ بہاء الدین متوفی سنہ ۶۷۲ ششصد و هفتاد و دو هجری تخلص مولوی می فرمایند۔ مطلع دیوان این است :۔

الله الله چه نوشیم که بود خوب سزا ؛ بر سر صدر سخن خوبتر از نام خدا

مقطع مولوی بنده بیچاره مضروب بهست ؛ فانا العبد و سبحانک انت المولی

نسخه موجوده کتب خانه آصفیه نمبری (۶۷۰) فن دواوین بخط معمولی صاف می باشد۔ جمله اوراق ۱۸۱ وسطور فی صفحه ده۔

ترجمه مولانائے موصوف در کتب ہائے تذکره و تواریخ مفصل و مشرح مذکور است مختصراً دریں جا تحریر میشود۔

جناب مولوی روم در فنون ظاهر محقق کامل و در علوم باطن عارف بودند۔ از زمان وجود تا حال شخصے بریں حسب و نسب و کمالات صوری و معنوی قدم در هستی نهاد۔ نزد جمیع فرق و در همه مذاهب ستوده است نکات کثیر البرکات شان مشعر در فوائد نامتناهی و اشعار کرامت آثارش متضمن فتوحات الٰهی است۔

پدرش مولانا شیخ بهاء الدین ولد و دختر زادهٔ علاء الدین محمد است که عم سلطان خوارزم شاه بود۔ مثنوی معنوی تصنیف آنجناب می باشد که مقبول خاص و عام و مایه اہل ظاهر و باطن است۔
آن دیوان که در خاص و عام بنام دیوان شمس تبریز مشهور است دیوان همین مولانا روم است۔

دیوان میلی

⁂

اسمش میرزا قلی ہروی تخلص میلی متوفی اواخر صدی دہم در زمانۂ سلطنت شاہ طہماسپ صفوی۔
مطلع دیوان است:۔

منم و دلی نگاری نبُوَد سپارم اورا ⁂ بچہ کار خواہد آمد کہ نگاہ دارم اورا

مقطع۔ تو اگر قبول داری ہمین خوش است میلی ⁂ کہ بر آستانۂ تو زسگان شمارم اورا

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۲۰۴۶۔ فن دواوین بخط ما نقرا۔ کرم خوردہ۔ نام کاتب و سنہ تحریر در آخر مرقوم نیست۔ و رباعیات ہم در آخر موجود۔

جملہ اوراق چہل و دو [۴۲]۔ و سطور در ہر صفحہ سیزدہ [۱۳]۔

میرزائے موصوف از اعاظم طبقۂ جلائر قزلباش ترک و از شعرائے مشہور زمانۂ طہماسپ است۔ سلطان ابراہیم میرزا اورا تربیت کردہ ترقی عظیم داد۔ بعد از وفات میرزا موصوف بغرض سیاحت ہندوستان آمدہ در مالوہ وفات یافت۔

دیوان نظیری نیشاپوری

مطلع دیوان۔
اذا ما شئت ان تحیی حیاة یعلوه المحیا
برسوائی برآور سر ز مستوری برون نه پا

مطلع آن غزل۔
نظیری گر طمع داری که مقبول مغان باشی
فلا تحسد ولا تبخل ولا تحرص علی الدنیا

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری ۶۲۲ فن دواوین نهایت نفیس ماخوش تقطیع و خوشخط نستعلیق پاکیزه۔

مکتوبه سنه ۱۰۳۲ یکهزار و سی و سه هجری بقلم محمد بن ملا میرا محیی الاستاذی۔ کاغذ خان بالغ موج طلائی و لاجوردی خوشنما جدول ہم طلائی و لاجوردی۔

جملهٔ اوراق یکصد و هشتاد و پنج ۱۸۵۔ سطور فی صفحه سیزده ۱۳ و چهارده ۱۴۔ غالباً این نسخه در کتبخانهٔ عالمگیر بادشاه بوده باشد زیرا که صفحهٔ اول مهرے ثبت است که بالائے آن لفظ الله اکبر قلمی هست و مهر را کسے محکوک کرده۔

و در اکثر کتب مخزونهٔ کتب خانهٔ آصفیه دیده شد که بر مهر عالمگیر بادشاه لفظ الله اکبر مرقوم است در آخر دیوان از ورق (۱۷۱) تا آخر ورق یعنی (۱۸۵) رباعیات مرقوم است۔ مولنا نظیری متوفی سنه ۱۰۲۳ یکهزار و بست و سه هجری در مشاهیر عصر خود بینظیر بوده دیوانش نهایت شهرتی دارد۔ مولنا موصوف بعد از تحصیل کمال از نیشاپور به هندوستان جنت نشان وارد گردیده در سلک ملازمان سپه سالار عبدالرحیم خانخانان منسلک گشت و همواره قصائد غرا در مدح وے انشاء نموده بصلات گرانمایه معززی باشد۔ نوبتے حسب الامر جهانگیر بادشاه غزلے بجهت کتبه عمارتے گفت که مطلعش اینست۔

اے خاک درت صندل سرگشته سران را ⁂ باد اثره جاروب رهت تاج وران را

بمعاوضهٔ این غزل قریب سہ ہزار بیگہ اراضی معاش یافتہ بعد از مدتے عازم زیارت بیت اللہ الحرام شد و بعد از فراغ زیارت معظمہ مراجعت نمودہ از ملازمت استعفا خواست و بہ کمال بے نیازی در احمد آباد گجرات گوشہ نشینی اختیار نمودہ در سنہ ۱۰۱۳ہ یکہزار و بست و سہ ہجری این عالم فانی را خیرباد گفت۔

دیوان نعمت اللہ ولی

تصنیف شاہ نورالدین نعمت اللہ ولی بن سید عبداللہ متوفی ۸۳۲ھ ہشتصد و سی و دو ہجری۔
نعمت اللہ ولی از کاملین و عاملین صاحب علم و کمال بودہ چنانچہ در مجمع الفصحا گفتہ۔
شاہ نورالدین سید نعمت بن سید عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن کمال الدین بن یحیی بن ہاشم بن موسی بن جعفر بن صالح بن محمد بن جعفر بن الحسن بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسمعیل بن ابی عبداللہ محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین السبط بن علی الوصی و فاطمہ بنت النبی صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین آبا و اجداد و امجادش ہمہ صاحب مقامات عالیہ و از اہل مکاشفہ و ریاضات و کرامات بودہ اند و جدش در شہر حلب سکونت گرفتہ۔ سید در پنجشنبہ بست و دوم رجب ۷۳۰ھ ثلاثین و سبعمائہ و قیل احدی و ثلاثین و سبعمائہ متولد گردیدہ است۔ پدرش سید عبداللہ از عربستان و حلب و بہ ایران آمدہ و در کیچ مکران رحلت نمودند و والدہ سید از شبانکارہ فارس بودہ و سید در نزد علما تحصیل علم کردہ۔
از پنج سالگی آثار رشد از جبین حالش ظہور داشتہ۔ نوشتہ اند کہ تحصیل مقدمات علوم نزد شیخ رکن الدین شیرازی و علم بلاغت نزد شیخ شمس الدین مکی و کلام و الہی را در خدمت سید جلال الدین خوارزمی دیدہ۔ علم کلام و اصول نزد قاضی عضد الدین خواندہ مرصاد العباد و متن فصوص در انجا مباحثہ کردہ چون بہ صحبت اولیاء اللہ رغبت نمود مسافرت بسیار کرد و جمعی را دید تا در سفر مکہ معظمہ خدمت شیخ عبداللہ یافعی مکی صاحب روضۃ الریاحین و در النظم و کتاب تاریخ و نشر المحاسن رسید و در بست و چہار سالگی بود و ہفت سال در انجا بماند۔ و قطب الدین رازی را نیز در انجا بدید و از مکہ بمصر رفتہ سلطان حسین اخلاطی را ملاقات فرمودہ بہ ایران آمد و در سراب تبریز سید قاسم الانوار را بہ خدمت وی آوردند مورد التفات شد و در سفر ماوراء النہر چندی بہ شہر سبز توقف کرد و در کوہستان سمرقند اربعینہا داشت و در سرمای زمستان فرداً وحیداً در آن غارہا بہ ریاضت بسر برد و از کثرت برف راہہا مسدود شد چون در بہار شبانان بدان کوہسار شد و برف بگداخت سید را در غارے دیدند۔

ومتحیر ماندند با امیر گورگانی معاصر بود در حدود کوہستان اور گنج بواسطہ بعضے کرامات نود ہزار کس با سید اظہار ارادت کردند"

و بیتر دراں گفتہ:-

"الحاصل سید نورالدین نعمت اللہ قدس سرہ یکصد و پنج سال عمر در ماہان وفات یافت "عارف اسرار وجود" تاریخ فوت اوست۔ سلطان شہاب الدین احمد بہمنی دکنی کہ از مریدان سید بودہ ایچی فرستادہ گنبد و بارگاہ وسیع عالی بر مرقد سید بر افراختہ عدد رسالات حقایق و معارف آیات سید زیادہ از سی صد است۔ مؤلف ہشتاد و در رسالہ عربی و فارسی او را دیدہ و الآن حاضر است و ذکر اسامی آن موجب تطویل خواہد بود و دیوانش را جمع کردہ اند۔ و سید داعی اللہ شیرازی بران دیباچہ نوشتہ است اینک دہ دوازدہ ہزار بیت موجود است"

شروع دیوانش این است:-

"الحمد للہ الذی علی عین الاعیان بقبضہ الاقدس الاقدم و سبحان من تجلی بذاتہ لذاتہ فاظہر آدم و استخلفہ علی مظاہر سمائہ المعرفۃ بالعلم وصلی اللہ علی من ھو الاسم الاعظم المبعوث بالرسالۃ الی خیر الامم وآلہ وسلم۔

خوش بگو اے یار بسم اللہ بگو ؛ ہر چہ می جوئی ز بسم اللہ بجو

اسم جامع جامع اسما بود ؛ صورت این اسم عین ما بود

دو نسخہ آں قلمی و مطبوعہ طہران درین کتب خانہ آصفیہ موجود است۔

نسخہ قلمیہ در فن تصوف بر نمبر ۲۹۵ بنام کلیات مخزون است بخط نستعلیق صاف مکتوبہ بقلم عبدالعلی نعمۃ الٰہی۔

جملہ اوراق چہار صد و ہفتاد و ہشت ۴۷۸۔ و سطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔ سال کتابت تحریر نیست۔ و بر حاشیہ این نسخہ مثنوی انیس العارفین و دیوان قاسم انوار و دیوان حافظ ہم تحریر است۔

و نسخہ مطبوعہ کہ بر نمبر ۵۵ فن دواوین مرتب است در یک سطر دو شعر یعنی چہار مصرعہ دارد در عہد ناصر الدین شاہ در سال یکہزار و دو صد و ہفتاد و چہار ۱۲۷۴ ہجری چاپ شدہ و در آخر این نسخہ مفصل ترجمہ او از کتاب مجمع الفصحا نقل نمودہ۔

دیوان نوری

نام او قاضی نورالدین محمد اصفهانی متوفی یکهزار ہجری سنہ ۱۰۰۰ھ۔

مطلع دیوان
ز تیغ عشق بود خون ما بگردن ما
بروز حشر بود دست ما بدامن ما

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۲۲ فن دواوین مربوط است بخط نستعلیق معمولی کرم خوردہ۔ مکتوبہ سنہ ۱۲۴۹ھ یکہزار و دو صد و چہل و نہ ہجری است۔

نام کاتب نیست۔

جملہ اوراق پنجاہ و چہار ۵۴ و ابیات ہر صفحہ پانزدہ ۱۵۔ غالباً این دیوان کامل نیست زیرا کہ کاتب این نسخہ در آخر نوشتہ است کہ تمام شد دیوان نوری ہر قدر کہ دستیاب گردید بتاریخ ہفتم شہر جمادی الاخری سنہ ۱۲۴۹ھ۔

دیوان وحشی

وحشی دولت آبادی متوفی سنه ۱۰۶۳ یکہزار و شصت و سہ ہجری۔

مطلع دیوان خیز باز جلوہ دہ قامت دلنواز را
چون قد خود بلند کن پایۂ قدر ناز را

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۶۳۰۔ فن دواوین نستعلیق معمولی۔
تقطیع خورد کرم خوردہ۔
سنہ کتابت و نام کاتب نیست۔
جملہ اوراق ہفتاد و دو ورق ابیات در ہر صفحہ دوازدہ ۱۲۔

رباعیات عمر خیام

اسم خواجه عمر خیام - ابوالفتح غیاث الدین عمر بن ابراهیم الخیام النیشاپوری - متوفی ۵۱۵ه پانصد و پانزده یا ۵۱۷ه -

نسخهٔ قلمیه که در کتب خانهٔ آصفیه بر نمبر - ۳۲۸ - فن دواوین مربوط است - خوشخط نستعلیق مجدول طلا - جملهٔ صفحات یکصد و نه - سطور فی صفحه هشت یعنی چهار رباعی -

نام کاتب و سنهٔ کتابت در آخر تحریر نیست - اما بر صفحهٔ اول عبارتے مرقوم است ازان ظاهر میشود که مکتوبه قبل ۱۰۱۷ه یکهزار و هفده هجری است و عبارت اینست :-

" الله اکبر بتاریخ ۱۰۱۷ه این رباعیات خیام در دار الخلافه آگره از عزیزے بطریق تحفه داخل کتب شده "

و درین نسخهٔ قلمیه ابتداءً مختصر احوال امام عمر خیام بطور دیباچه نوشته است و دران پیشین گوئی خیام که " گور من در موضعی باشد که هر بهارے باد شمال برزن گل افشانی میکند " و بظهور پیوست - مرقوم است - و درین نسخهٔ قلمیه رباعی اولی این است :-

اے سوخته سوخته سوختنی ؛ وے آتش دوزخ ز تو افروختنی
تا کی گوئی که بر عمر رحمت کن ؛ حق را تو که و نصیحت آموختنی

و نسبت این رباعی واقعه در دیباچه مذکور است که " بعد وفات عمر خیام مادر ایشان روزے بخواب از زبان مرحوم این رباعی شنیده بود و بعد از بیداری او را مشهور کرد "

رباعیات عمر خیام بمقامات مختلفه متعدد بار طبع شده است چنانچه درین کتب خانهٔ آصفیه چهار نسخهٔ مطبوعه هم موجود است -

یکے ازان مطبوعه پیرس مترجم بزبان لاطینی مطبوعه ۱۸۶۷ع یکهزار و هشت صد و شصت و هفت عیسوی میباشد که بر نمبر ۶۵ - فن دواوین مخزون است -

ونسخه دیگر چاپ لندن ۱۸۹۸ء یکهزار و هشتصد و نود و هشت عیسوی که بر نمبر ۶۹۲ - مرتب است
این نسخه بکمال اهتمام طبع شده است۔ ابتداءً مفصل سوانح عمری خیام و مفید کیفیات متعلق طبع
رباعیات بزبان انگریزی مرقوم است بعد اصل رباعیات که از آن این نسخه چاپ شده بذریعهٔ
فوٹو نقل کرده۔ و بعد رباعیات معه ترجمه انگریزی طبع شده۔

دو نسخه مطبوعه حیدرآباد دکن مطبوعه مطبع شاهی رکاب سعادت تقطیع خورد معه سوانح عمری خیام
موجود به نمبر ۱۴۷ - ۱۴۸ از فن دواوین۔

و یک نسخه طبع امرتسر هم به نمبر ۱۲۱ - مربوط است۔

خواجه موصوف در سنه ۴۵۵ھ چهارصد و پنجاه و پنج هجری بمقام نیشاپور متولد شد۔ و در سنه ۵۱۵ھ
پانصد و پانزده هجری وفات یافت۔ و مشهور است که قبل وفات در مشهد مقدس النبویه
صلوٰة الله علی ساکنها چهل روز معتکف بود بعد از آن به نیشاپور رفته بعد ۳ روز وفات یافت۔
امام عمر خیام از مشاهیر حکما و ریاضیین اواخر قرن پنجم و اوائل قرن ششم هجری بوده و او یکے از
مفاخر بزرگ ایران است۔ رباعیات وے حکمت آمیز و مشحون به لطائف است ولیکن
بظاهر شعر به ترک ادب شرعیست لهذا علمائے هرات تکفیر وے نموده‌اند۔ اما عذب و
شیرینی کلامش بمذاق صاحبدلان است۔

و ایشان شاگرد حجة الاسلام امام غزالی رحمه الله علیه است۔ گویند که خواجه ابواسحٰق الشهیر به
نظام الملک و حسن صباح همدرس ایشان بودند ولیکن این قول تا به پایهٔ تحقیق نمی رسد۔ و عمر خیام
در شعر غیر از رباعی نگفته ست۔

در کتاب چهار مقاله مصنفه نظامی عروضی سمرقندی که معاصر عمر خیام بود و با ایشان ملاقات نموده
مفصل احوال عمر خیام بشرح و بسط مذکور است۔ و نیز پیشین گوئی عمر خیام متذکره بالا هم درین
کتاب مفصل مرقوم است۔

شرح دیوان منسوب بہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

تصنیف قاضی کمال الدین حسین بن معین الدین میبذی الترمذی متوفی سنہ ۸۷۰ھ ہشتصد و ہفتاد ہجری شرح نوشتہ۔

اول شرح اینست۔ سپاس سعادت آساس و شکر عبادت لباس الخ۔

این شرح مبسوط ممزوج است۔

درین کتب خانۂ آصفیہ دو نسخہ ازان برنمبر ۶۷ و ۱۱۵ فن دواوین موجود است۔

نسخۂ اولی نمبری ۶۷۔ بغایت محشی منقول از نسخۂ مکتوبہ سنہ ۸۹۰ھ ہشتصد و نود ہجری می باشد بخط نسخ معمولی نوشتہ سنہ ۹۸۰ھ نہصد و ہشتاد ہجری بخط دو کاتب۔

جملہ اوراق سہ صد و دو و سطور فی صفحہ نوزدہ تا ورق دو صد و بست و ہفت و از انجا کہ خط کاتب دیگر شروع می شود یعنی از ورق دو صد و بست و ہشت۔ سطور در ہر صفحہ بست و ہفت است

نسخۂ ثانیہ نمبری ۱۱۵ خوشخط نستعلیق سنہ کتابت در آخر مرقوم نیست بقلم بدر الدین بھکری۔

جملہ اوراق این نسخہ سہ صد و سی و سہ و سطور در ہر صفحہ بست و یک علامۂ موصوف از اجلۂ علماء عراق بودہ۔

صاحب حبیب السیر در مدح او گفتہ۔ قاضی کمال الدین میر حسین میبذی در سلک افاضل علماء عراق بل اعظم دانشمندان آفاق انتظام داشت و در مملکت یزد بامر قضا منسوب بود و علم امانت می افراشت از جملہ مولفاتش شرح دیوان معجز نشان حضرت مقدس امیر المومنین علی علیہ السلام تصنیفے است دانش اثر و مطبوع طباع سلیمہ دانش پروران فضیلت پرور و ہمچنین آنجناب بر کافیہ و ہدایت الحکمۃ و طوالع و شمسیہ حواشی دقیقہ در

عقد انشاء انتظام دادہ دران مولفات کمال دانش وجودت خود را بر منصۂ عرض نہادہ۔
و علامۂ موصوف از فضلاء اہل سنت اند و در فن معما دست رسی کامل داشتند۔
در زمان اوائل سلطنت شاہ اسمعیل صفوی ازین دنیائے فانی بعالم جاودانی خرامید۔

کلّیات اسحاق حلاج

موسوم به کنز الاشتها

نام صاحب کلیات جمال الدین ابو اسحٰق شیرازی معروف به حلّاج مشهور به اسحاق اطعمہ۔
متوفی ۸۲۷ھ سنہ ہشتصد و بست و ہفت ہجری۔

اوّل دیباچہ این است "حمد بحد و سپاس بے قیاس رزاق بے سبب و خلاق بے تعب را الخ"
ابتدائے کلیات برین شعر است ؎

گوش و ہوش دل و جان مگسی با من دار ÷ تا بدانی کہ غرض چیست مرا زین اشعار

مطلع دیوان: اہلست روی رشتہ ندیدن بسالہا ÷ ما را بخور گذشت امید وصالہا

مقطع این غزل: بسحاق کس نہ بخت خیر چنین دقیق ÷ مخصوص تست از شعرا این خیالہا

نسخہ موجودۂ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۴۷ فن دواوین مرتب است بتقطیع خورد بخط نستعلیق معمولی شفیعہ آمیز۔ جملہ اوراق شصت و چہار (۶۴) و سطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵)۔

نام کاتب و سنہ کتابت در آخر تحریر نیست۔

بعد ختم دیوان چند اوراق از نثر رنگین است کہ مضامین آن ہم بوصف الوان طعام است و بعد ازان رباعیات و قطعات مرقوم است۔

غالباً این کلیات کمیاب است و در کتب خانہ برٹش میوزیم و بانکی پور موجود نیست۔

جمیع اشعار رنگینش بوصف الوان طعام معنون است ازین جہت بہ اسحاق اطعمہ مشہور بود و بیش از وکسے باین نہج شعر نگفتہ گویا کہ موجد نظم الوان و اقسام طعام در شعر فارسی ہمین شخص است و چون او در ظرافت طبع ممتاز بود پیوستہ در مصاحبت حکام و اکابر عصر خود بسر بردے و باو شاہزادہ اسکندر بن عمر شیخ پسر دومین امیر تیمور کہ حاکم فارس بود رابطہ تمام داشت در تذکرۂ بہارستان سخن مصنفہ عبد الرزاق شاہنواز خان صمصام الدولہ شرح احوال او بتفصیل مرقوم است۔

کلیات شیخ الاسلام اسعد افندی

بزبان ترکی

مطلع قصاید   محبوب جناب حق شفیع محشر

اول در سبب خلق جہان اول آگاہ

اخلاص ایلہ جان و دلدان آغاز ایدم

نظم در مدحتہ بالبسم اللہ

مطلع دیوان   اولاً دیوان حسن بارگاہ کلک خوش ادا

ایلدی نو مطلع ابروسی ایلہ ابتدا

نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبرۂ ۶۲ فن دواوین مرتب ست خوش خط نستعلیق

لوح و جدول طلائی۔ خوش تقطیع۔

نام کاتب و سنہ کتابت در آخر مرقوم نیست۔

بعد ختم دیوان معمات و قطعات و رباعیات ہم موجود است۔

جملہ اوراق ۵۵ و سطور ۱۹۔

بر ورق ۲۹ دیوان مذکور چند تا ماد ہائے تاریخی مذکور است۔

آخر مادہ ہا کہ بر صفحۂ دوم ورق مذکور نوشتہ است ازان سال یکہزار و یکصد و شصت و دو

سنہ ۱۱۶۲ ہجری ست ازین معلوم می شود کہ دیوان مذکور در قرب ہمین سال جمع و تالیف شدہ۔

کلیات طالب آملی

اصل نام او میرزا طالب آملی متوفی یکهزار و سی و شش هجری سنه ۱۰۳۶ھ ۔ او برادر خاله زادهٔ حکیم رکن الدین مسعود معروف به حکیم رکنا کاشی بود۔

مطلع قصائد۔ چرخ نهم بفرق فرو افسر بیان
از مدح شه اتاقه زنم بر سر زبان

مطلع دیوان۔ بایما کنه می سنجد نمی دانم زبانش را
خدایا فیض الهامی که دریابم بیانش را

رباعی اولیٰ۔ یارب بکرم چاشنی تحقیقی ÷ زین باغ تصورم گل تصدیقی
سیر طلبم را بسوئے طلب تا چند ÷ از دست شد کرشمهٔ توفیقی

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانهٔ آصفیه نمبری ۶۱۶ فن دواوین خوشخط نستعلیق معمولی مکتوبه سنه ۱۰۴۳ھ یکهزار و چهل و سه هجری بقلم محمد شریف درویش کشمیری۔ لوح و جدول طلا۔ جملهٔ اوراق هر سه حصه ۱۹۱ و سطور فی صفحه در متن چهارده ۱۴ سیزده ۱۳۔ وعلاوه ازان بر حاشیه هم یازده شعر نوشته است۔

درین کلیات قصاید و دیوان و رباعیات هر سه حصه را علحده نوشته است یعنی هر حصه را لوح مطلا علحده است۔ اوراق حصهٔ اولیٰ ۴۸ ۔ اوراق حصهٔ ثانیه ۱۰۱ ۔ اوراق حصهٔ ثالثه ۴۲ ۔ اما مرتبه و منزلت طالب آملی در شاعری بس اولیٰ و شاعر خوش تخیل بوده اشعارش در کمال عذوبت بلاغت و روانی و نازکی واقع شده۔ در ابتدائے شباب از ولایت خود برآمده به هندوستان وارد گشت و چندے نزد میرزا غازی ناظم قندهار زیر پرورش بادشاه جهانگیر بسر برده و از بادشاه جهانگیر نوازش فراوان یافت۔ بعد رحلت ناظم موصوف چندے به عبد الله خان ناظم گجرات بسر برده و در سنه ۱۰۲۸ھ یکهزار و بست و هشت هجری بخطاب ملک الشعرا بلند نامی یافت چون جهانگیر

بادشاہ بہ تتبع پدر خود (اکبر بادشاہ) ریش خود می تراشید وقتے طالب را ریش تراشیدن فرمود۔ طالب قطعہ گفتہ بعرض رسانید و ریش خود را محفوظ داشت شعر اول آن قطعہ اینست ؎

سخن میکنم صاحبا ورنہ من ٭ چہ سر بلکہ گردن تراشیدمے

در سن شباب در سنہ یکہزار و سی و شش ۱۰۳۶ ہجری چراغ حیاتش از آسیب قضا خاموش شد۔

کلیات فیضی

شیخ ابوالفضل ابن شیخ مبارک متوفی سنہ ۱۰۰۴ھ یکہزار و چہار ہجری۔ در زمان محمد اکبر شاہ پادشاہ دہلی بودہ و از دربار محمد اکبر شاہ بہ خطاب ملک الشعرا سرفراز و ممتاز گردیدہ ولادت در اکبر آباد (آگرہ) در سال نہصد و پنجاہ و چہار ہجری واقع شد۔ وفات ہم در آگرہ یافت۔ اولش این است۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ گنج ازل راست طلسم قدیم
گنج ازل چیست کلام خدائے ؛ مہر ابد کردہ بنام خدائے
بستہ در گنج بہ قفل خفا ؛ دادہ کلیدش بکف مصطفا

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وعترتہ مدارج مرقات علتہ وجواہر مرات فطرتہ۔ این ذرہ چند بیست از ریگ بیابان خیال کہ سراب جہان صنیعت چون بادیہ پیمایان تشنہ لب وآبلہ پایان وادی طلب ناگہانش از دور بچند تموج دریا انگاشتہ توجہ نمایند۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۶۲۶ فن دواوین مرتب است بخط معمولی طبقی نستعلیق کہ بہ سنہ ۱۰۳۴ھ یکہزار و سی و چہار ہجری بخط عادی است۔ جملہ صفحات پانصد و ہفتاد۔ وسطور فی صفحہ ۱۵ بعدہ۔ در اول و آخر چند مواہیر بود کہ ہمہ را از سیاہی خراب کردہ اند۔

کلیات کمال اسمٰعیل اصفہانی

کمال الدین اسمٰعیل اصفہانی خلف الصدق خواجہ جمال الدین عبدالرزاق اصفہانی الملقب بہ خلاق المعانی مقتول در سنہ ۶۳۹ ششصد و سی و نہ ہجری بقتل عام اصفہان بزمانہ ہلاکوخان ۔ و نواب صدیق حسن خان در شمع انجمن سنہ وفاتش ششصد و چہل و ششش نوشتہ ۔

اولش :-

ای جلال تو بیان را ز بیان انداختہ ؛ عزت ذاتت یقین را در گمان انداختہ

نسخہ موجودۂ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۴۶ - فن دواوین مرتب است نسخہ قدیمہ نہایت خوشخط نستعلیق لوح و جدول طلائی ۔ نام کاتب نصیر الدین مکتوبہ سنہ ۹۹۱ نہصد و نود و یک ہجری جلدا و راق ۲۹۳ سہ صد و نود و سہ ۔ سطور فی صفحہ ہفدہ ۔ و این نسخہ موجودہ بر ردیف مرتب نیست ۔
و این نسخہ در کتب خانہ عماد الدین محمود الموسوی بودہ بر صفحہ اولی مہر و تحریر آن موجود است ۔ و نیز ہفت مواہیر دیگر و تحریرات بر صفحہ اول ثبت است ۔

اما کمال اسمٰعیل از اکابر طبقات علماء و افاضل فرقہ شعرا بودہ ۔ و جاہ و مرتبہ تمام داشتہ و نظم و نثرش لطافت باسلاست دارد ۔ و سخن کمال نزد اساتذہ در مضامین نازک و معانی دقیق بپایہ کمال رسیدہ از این جہت او را خلاق المعانی نام کردہ اند و جمیع فصحاء و بلغاء ہر عصر او را اوستادِ مسلّم شمردہ اند ۔
مولانا جامی در بہارستان خود می فرماید "الحق قدر معانی دقیق کہ در اشعار کمال اسمٰعیل مندرج است ہیچکس از شعرائے متقدمین و متاخرین دست نداد اما مبالغۂ وے در تدقیق معانی عبارات از سلاست و روانی بیرون بردہ "۔

الحاصل کمال اسمٰعیل اصفہانی ہمان رتبہ دارد کہ حسان در عرب داشت ۔ نزد شعرا و اساتذہ دیوانش قدر تمام دارد و در قتل عام اصفہان کہ در سنہ ۶۳۹ ششصد و سی و نہ ہجری از حکم ہلاکوخان حادث شد کمال ہم بدرجہ شہادت فائز گردید و این رباعی دم نزاع از خون خود بدیوار سرے نوشت ۔

دل خون شد و شرط جانگدازی اینست ٭ در حضرت او کمینه بازی اینست
با این همه هم هیچ نمی آرم گفت ٭ شاید که ترا بنده نوازی اینست

ایضاً

این کشته اگر کمال اسمٰعیل است ٭ قربانی او قابل تبدیل است
قربان تو شد کمال اندر رہ عشق ٭ قربان گشتن کمال اسمٰعیل است

این ہر دو رباعی در آخر نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ مرقوم است۔

کلیات کمال خجندی

اصل مولد و منشاء شیخ کمال خجند است از مضافات ماوراءالنہر۔ متوفی سنہ ۸۰۳ھ ہشتصد و سہ ہجری مدفون تبریز۔

درین کتب خانہ آصفیہ کہ دو نسخہ ازان موجود است۔ بر نمبر ۵۹۲ و ۳۸۶۔ فن دواوین۔
نسخہ اولی نمبری ۵۹۲۔ نسخہ کاملہ است بخط معمولی۔ نام کاتب و سنہ تحریر در آخر مرقوم نیست۔
جملہ صفحات چہار صد و پنجاہ و دو ۴۵۲۔ سطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔ و این نسخہ آب رسیدہ است۔
اولش اینست۔ ایہا العطشان فی واد الہوا ∴ جوئے جویان برلب دریا بیا
نسخہ ثانیہ نمبری ۳۸۶۔ خوشخط و خوش تقطیع مجدول بہ طلا۔ نام کاتب و سنہ تحریر نیست۔ جملہ صفحات دو صد و بست و پنج ۲۲۵۔ سطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵ بشمول عنوان۔ این نسخہ تا ردیف محلہ است۔
وابتدائے این نسخہ از قصیدہ مدح و ثنا میشود۔ اولش اینست۔

افتتاح سخن آن بہ کہ کنند اہل کمال ∴ بہ ثنائے ملک الملک خدائے متعال

وازانجا کہ دیوان شروع میشود مطلع غزل اول اینست۔

از تو یکساعت جدائی خوش نمی آید مرا ∴ با دگر کس آشنائی خوش نمی آید مرا

اما شیخ کمال از اکابر عصر خود بود در طبقہ صوفیہ کرام مراتب عالی و در شعر شیرین مقال داشت و اکثر اوقات بریاضات مشغول می بود۔ و بمرتبہ رسیدہ بود کہ بعد از وفاتش در حجرۂ او غیر بوریائے و سنگے کہ زیر سری نہاد چیزے نیافتند۔
از خجند بعزم زیارت بیت اللہ شریف برآمدہ بعد از فراغ زیارت مشرفہ بدیار آذربائیجان رسیدہ و در تبریز اقامت ورزیدہ و تا آخر عمر ہمانجا بسری برد و مدتہا در انجا معتکف بودہ و شہرتے عظیم و مراتب عالی یافتہ و اکثر بزرگان و اکابران دیار بحلقہ مریدی شیخ در آمدند و سلطان حسین بن اویس برائے وے در تبریز منزلے عالی ساختند و برائے لنگرش جاگیرہا وقف نمودہ و چون میرانشاہ

پسر سومین امیر تیمور صاحبقران حاکم تبریز گردیده در خدمت شیخ موصوف اعتقاد تمام بہم رسانیدہ۔ رتبہ شاعری شیخ کمال بغایت بلند است بعضے بر آنند کہ ہیچکس از قدما و متاخرین شیرین تر از خواجہ کمال غزل نگفتہ در ایراد امثال و اختیار بحور تنگ در شعر تتبع خواجہ حسن دہلوی میکند ازینجہت اُو را دزدِ حسن میگویند۔ اما آنقدر کہ معانی لطیف کہ در اشعارش است در اشعار خواجہ حسن نیست و شیخ موصوف با خواجہ حافظ شیرازی معتقد بودہ و خواجہ حافظ نیز با دیدہ اخلاص داشتہ۔

در بہارستان جامی مذکور است کہ بعضے از عارفان بہ صحبت شیخ کمال و خواجہ حافظ رسیدہ اند فرمودہ اند کہ صحبت شیخ بہ از شعر وے و شعر حافظ بہ از صحبت وے۔

کلیات نصیر

نصیر در زمان سلطنت شاہ عباس صفوی بود و نصیر ہمدانی خواندہ می شد و غالباً در سال ۱۰۲۱ھ وفات یافت در آخر دیوان قصیدہ در مدح شاہ ممدوح مذکور است۔

مقطع قصیدہ این است:۔

گل شاہ ولایت شاہ عباس ⁂ خلیل کعبۂ دین قبلۂ ناس

وشروع دیوان ازین قصیدہ است کہ مطلع آن اینست:۔

زتیرہ بختی خود آن زمان شدم آگاہ ⁂ کہ دایہ ام سر پستان خویش کردہ سیاہ

ترتیب کلیات بہ این طور است کہ اول قصائد بعد آن غزلیات و بعد آن دیوان و در شروع دیوان دیباچہ در نثر ہم نوشتہ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن دواوین برنمبر ۵۰۷ مربوط است بخط ولایت نستعلیق نہایت خوشخط با جدول و لوح طلائی کاغذ خان بالغ زرافشان تقطیع خورد نام کاتب و سنہ کتابت مرقوم نیست اما بر پشت ورق آخر دو عبارت نوشتہ است از آن معلوم می شود کہ جائزہ نسخۂ مذکورہ در کتب خانۂ شاہان دہلی بتاریخ ۱۵ شعبان سال یکہزار و یازدہ ہجری شدہ۔

اصل عبارت جائزہ اول این است:۔

"عرض دیدہ شد بتاریخ ۱۵ شعبان سنہ ۱۰۱۱ ہجری میر نجف علی داروغہ کتب خانہ"

عبارت جائزہ دوم این است۔

"عرض دیدہ شد سنہ ۳ جلوس سلطانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری"

صفحات قصائد چہاردہ ۱۴۔ صفحات غزلیات ہشتاد و شش ۸۶۔ صفحات دیوان ہشتاد و شش ۸۶۔
جملہ صفحات یکصد و ہشتاد و شش ۱۸۶۔ و سطور فی صفحہ چہاردہ ۱۴۔

مجمع الاشعار

کلام قدما شعرای شیراز قریب بست شاعر درین مجموعه جمع شده۔

نسخه مذکوره از کتب خانه فیلسوف جنگ حکیم سید محب حسین مرحوم که از و منجمله تمام کتب خرید شده در سرکار خرید شده می باشد۔

حکیم صاحب موصوف بقلم خود بر جلد کتاب و هم بر یک ورق ساده در اول کتاب نوشته اند که این قصائد و غزلیات جمع کرده ابوالفیض فیضی و بخط خود و بعض بخط میر حسین کاتب در شهر بخارا سنه ۹۸۳ھ می باشد۔

و این است عبارت حکیم صاحب۔ در اول قصاید و غزلیات جمع کردهٔ ابوالفیض فیضی بخط خود و بعض نوشته دیگر بخط میر حسین کاتب در شهر بخارا سنه ۹۸۲ھ و دیوان مولانا امیدی علیه الرحمة۔ و بر آخر صفحه دوم ورق بست و هفتم این عبارت میر حسین کاتب مرقوم است:۔

”تحریر یافت در بلدهٔ فاخره بخارا بتاریخ غره ماه محرم الحرام سنه ۹۸۲ھ وقت گل سرخ در روضه منوره حضرت قطب الاقطاب خواجه نقشبند علیه الرحمه و الرضوان۔ در ملازمت حضرت عالیات خدام حسن خواجه نقشبندی مذکور و جناب حاجی الحرمین میرزا ابرکو و خدمت افضل الفضلا میرزا احمد و مولانا مظفر علی و حاجی الحرمین مولانا پاینده و از جوانان مشهور بلدهٔ مذکور میرزا باقی خالو و خواجه عوض اطلس و حافظ عوض کاهی و جمعی دیگر هم از یاران بودند که اگر نام تمام گفته می شود بطول می انجامید و بندهٔ ضعیف میر حسین کاتب مشهور به میر کلنگی در مجلس مذکور تکمیل مسوده نموده۔“

در آخر کتاب ورق ۴۲ نوشته است:۔

”بواسطه تضیق وقت تمام نوشته نشد۔ قائله و کاتبه ابوالفیض فیضی۔“

نسخه مذکوره بنمبر ۹۳ فن دواوین درین کتب خانه آصفیه مخزون است۔ جلد و اوراق آن ۱۰۲ سطور فی صفحه مختلف۔

مجموعۂ منتخب دیوان ہائے اساتذۂ ماضیہ

درین مجموعۂ عمدہ کلام اساتذہ و شعرائے متقدمین مثل قاسم انوار۔ امیر خسرو۔ خواجہ حسن دہلوی۔ حافظ شیرازی۔ کمال خجندی۔ جامی۔ شیخ سعدی و شہیدی وغیرہ وغیرہ رحمہم اللہ علیہم شخصے انتخاب کردہ جمع نمودہ۔

درین مجموعہ انتخابات ہفتاد و دو دواوین و مثنویات اساتذہ ہست کہ تفصیل آن در آخر ثبت است و درین نسخہ نام جمع کنندہ تحریر نیست۔ ابتدائے انتخاب دیوان سید قاسم انوار ہست۔ شروع انتخاب این ست۔

من بیچارۂ سودا زدہ سرگردانم ٭ کہ بار صاف تمدار ذکر چہ اندازم

وہر انتخاب و نام منتخب عنہ جداگانہ نوشتہ است۔

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ در فن دواوین بر نمبر ۲۷۳ مرتب است بخط ولایت نستعلیق نہایت خوشخط لوح و جدول طلائی۔ نسخۂ بسیار ضخیم است۔ تعداد جملہ اوراق ششصد و پنجاہ و ہشت [۶۵۸] و سطور در ہر صفحہ نوزدہ [۱۹]۔ و در ہر سطر چہار مصرع است۔

تفصیل انتخابات

۱۔ انتخاب دیوان سید قاسم انوار رح
۲۔ " " دیوان امیر خسرو رح
۳۔ " " دیوان امیر حسن دہلوی رح
۴۔ " " دیوان خواجہ حافظ شیرازی رح
۵۔ " " دیوان شیخ کمال خجندی رح
۶۔ " " دیوان خواجہ سلمان رح
۷۔ انتخاب دیوان مولانا جامی رح
۸۔ " " دیوان مولانا کاتبی رح
۹۔ " " دیوان خواجہ عصمت رح
۱۰۔ " " دیوان شیخ عراقی رح
۱۱۔ " " دیوان مولانا مغربی رح
۱۲۔ " " دیوان روح عطار رح

۱۳ - انتخاب دیوان شیخ اوحدی رح
۱۴ - " دیوان خواجہ کرمانی رح
۱۵ - " دیوان مولانا عماد رح
۱۶ - " دیوان امیر شاہی رح
۱۷ - " دیوان مولانا سعد اللہ رح
۱۸ - " دیوان قاضی عیسیٰ رح
۱۹ - " دیوان امیر ہمایون رح
۲۰ - " دیوان امیر سہیلی رح
۲۱ - " دیوان سیفی رح
۲۲ - " دیوان مولانا اغانی رح
۲۳ - " دیوان شہیدی رح
۲۴ - " دیوان ثنائی رح
۲۵ - " دیوان خیالی رح
۲۶ - " دیوان خواجہ مسعود رح
۲۷ - " دیوان مولانا طوسی رح
۲۸ - " دیوان مولانا ترکی سید نسیمی رح
۲۹ - " ترجیع بند شیخ سعدی رح
۳۰ - " " امیر قاسم انوار رح
۳۱ - " " مولانا عراقی رح
۳۲ - " " مولانا اوحدی رح
۳۳ - " " مولانا سلمان رح
۳۴ - " دیوان قصاید ابن حرام رح
۳۵ - " قصیدہ حکیم انوری رح

۳۶ - انتخاب دیوان مولانا فخر الدین احمد رح
۳۷ - " " دیوان مولانا ابو اسحاق رح
۳۸ - انتخاب از نثر من کلام مولانا نظام الدین قاری رح
۳۹ - " قصیدہ امیر عبید زاکانی رح
۴۰ - " مطائبات شیخ سعدی رح
۴۱ - " دیوان مولانا کاتبی رح
۴۲ - " نغزیات
۴۳ - قصۂ گربہ و موش
۴۴ - انتخاب دیوان قاضی علاء رح
۴۵ - " " اشعار شیخ نجم الدین رح
۴۶ - کتاب سعادت نامہ شاہ خسرو رح
۴۷ - باب اول در توحید
۴۸ - شکرستان تبریز گلستان خوان روضۃ البیان مہرایام -
۴۹ - ترکیب بند صیرفی
۵۰ - انتخاب قصائد امیر ناصر بخاری رح
۵۱ - " " قصاید خواجہ سلمان رح
۵۲ - " " مولانا کاتبی رح
۵۳ - " غزا من کلام شیخ فرید الدین عطار رح
۵۴ - " مرآۃ الصفا امیر خسرو رح
۵۵ - " تحفۃ الابکار امیر علی شیر رح
۵۶ - " مرآۃ مولوی جامی رح
۵۷ - " قصائد قاآنی

۵۸۔ انتخاب مراۃ الصفا امیر خسروؒ
۵۹۔ " جلاء الروح مولانا جامیؒ
۶۰۔ " شاہنامہ فردوسیؒ
۶۱۔ خلاصہ خمسہ نظام الدینؒ
۶۲۔ گلشن راز شیخ محمود شبستریؒ
۶۳۔ انتخاب حدیقہ حکیم سنائیؒ
۶۴۔ " مثنوی معنوی
۶۵۔ " رسالہ تیغ و قلم
۶۶۔ کتاب حال نامہ مولانا عارفیؒ
۶۷۔ رسالہ فرس نامہ
۶۸۔ دہ نامہ شیخ اوحدیؒ
۶۹۔ مقطعات سلمان ساوجیؒ
۷۰۔ " فصیح المتکلمین ابن یمینؒ
۷۱۔ رباعیات خواجہ افضل کاشیؒ
۷۲۔ رباعیات حکیم خیامؒ

منتخب اشعار متقدمین

انتخاب کردهٔ میرزا محمد علی صائب تبریزی متوفی سنه ۱۰۸۰ یکہزار و ہشتاد ہجری۔

عمدہ اشعار شعرائے متقدمین و معاصرین خود انتخاب نمودہ۔ و یکے از شاگردان میرزائے موصوف مسمی زین العابدین اصفہانی متخلص بہ مجنون آن اشعار منتخبہ را کہ متفرق بودند یکجا مرتب کردہ و نقل نمودہ بقلم خود تحریر ساختہ۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۲۴۴۲ فن دواوین مرتب است ہمان نسخہ است کہ زین الدین موصوف بعد ترتیب بقلم خود نوشتہ بود۔ مکتوبہ سنہ ۱۰۹۹ یکہزار و نود و نہ ہجری است۔ نہایت خوشخط نستعلیق خط ولایت لوح و جدول طلائی۔ تعداد جملہ اشعار منتخبہ ۱۶۹۱۴ شانزدہ ہزار و نہصد چہاردہ۔ جملہ اوراق ۱۹۹ یکصد و نود و نہ و سطور در ہر صفحہ ۲۲ بست و دو و چہار مصرعی یعنے در ہر سطر دو بیت۔ در اول این مجموعہ فہرست اسامی شعرا بہ ترتیب حروف تہجی مرقوم است اما از آخر ناقص است۔ تعداد شعرا کہ اشعار ایشان درین مجموعہ منتخب است ۷۴۹ ہفتصد و چہل و نہ می باشد۔ منجملہ ازان تعداد شعرا کہ اشعار ایشان درین مجموعہ منتخب است ۷۴۹ ہفتصد و چہل و نہ می باشد۔ منجملہ ازان تعداد شعرا کہ انتخاب اشعار ایشان زیادہ از پنج بیت نیست چہار صد و بست شعرا است۔

اول کتاب۔ ای خداوندان مال الاعتبار الاعتبار ٭ ای خداوندان جاہ الاعتذار الاعتذار

بادرین شعر و خاک رنگین است زر ٭ نور عشق این و آن چون آب و آتش بقرار

و بعد اختتام این مجموعہ چند اشعار و مضامین کہ در نظر کاتب این مجموعہ بہتر آمد نوشتہ منسلک کردہ و آن مجموعہ دو ورق است۔

دیوان صاحب

وَلی

بزبان اُردو قدیم تصنیف شاعرکہ تخلص خود در فارسی تحقیق می نماید و ورا ردو صاحب۔ جملہ ابیات آن یکہزار و ہشتصد و ہفت۔ غزل اول دیوان این است۔

کیونکر ہو مخلوق سے خالق اکبر کی ثنا ٭ بت کیتیں طاقت کہاں کھولے جو بگر کی ثنا

حمد میں خلاق کی جس طور میں معذور ہوں ٭ ویسے ہی ہوتی نہیں مجھ سے پیمبر کی ثنا

جو کوئی صدق و عدالت اور حیا و علم کے ٭ باب ہیں اونکی ثنا ویسے ہے مظہر کی ثنا

کوثر و تسنیم سے ایجاد ہن دھوؤں تو ہو ٭ حضرت خیر النسا اور دونوں سرور کی ثنا

پر تو آزاد سے صاحب میں نورانی ہوا

فرض ہے میرے پہ ویسے مہر انور کی ثنا

در خاتمہ این نسخہ نوشتہ۔

جناب شاہ سخن ملک سخن ستودہ ٭ نام جس کا یقین نیک صفات

ایک دیوان نیٹ شیرین ٭ جس کی زینت مثل قند و نبات

زیر چینے یقین کہ نام کے تیئن ٭ اتنی ہی ریختنی صفا کے سات

یعنے دو کلی ہیں یک سو ستر ٭ آٹھ سو پر پچاس ہیں ابیات

اتنے میں ریختنی کہا ہیں نے ٭ جس قدر میرے ہوی اثبات

کل کتاب پر دونوں دیوان کی ٭ ایکہزار اور سات سو اور سات

ختم کر اب یہ گفتگو صاحب ٭ سرور انبیاؑ پہ بھیج صلات

دل نے تاریخ بھی کہا اس کی

صاحب ناقص اور یقین کے نکات

سنہ ۱۰۲۰

نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۹ فن دواوین مخزون است بدخط۔ نام کاتب و سال کتابت در آخر مرقوم نشدہ۔

جملہ اوراق سی و سہ $\frac{۳۳}{}$۔ و سطور فی صفحہ شانزدہ $\frac{۱۶}{}$۔

دیوان ولی دکھنی

شمس ولی اللہ تخلص ولی متوطن احمد آباد گجرات و از خاندان شاہ وجیہ الدین بودہ۔ در شاعری اردو او ملقب بہ آدم می باشد کہ در زبان جدت ہا پیدا کردہ۔

مولوی محمد حسن آزاد در تذکرہ خود کہ موسوم بہ آب حیات است می گوید کہ شاعری اردو بہ برکت ولی ہم پایہ شاعری فارسی گردیدہ چہ بحور کہ شعرائے فارسی دران شعری گفتند ولی ہمہ را در زبان اردو آوردہ و دران بحور نظم نمودہ و غزل و رباعی و قطعہ و مخمس و مثنوی ہمہ را در زبان اردو ایجاد کردہ۔

مرتبہ ولی در شاعری ہمان مرتبہ دارد چنانکہ در عربی مہلہل و در فارسی رودکی و چاسر در انگریزی میدارند۔ ولی در شاعری شاگرد کسی نبودہ بلکہ با شاعری اردو متولد شد۔ در اواخر سنہ ۱۰۷۹ھ بمقام اورنگ آباد متولد گشت و در سنہ ۱۱۵۵ھ نزد احمد آباد گجرات وفات۔ تذکرہ اش بکمال تفصیل در کتاب محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن مصنفہ محمد عبد الجبار آصفی ملکاپوری و دیگر تذکرہ ہائے شعرائے اردو مرقوم است۔ در زمانہ سلطنت محمد شاہ در سال سوم جلوس کہ با سنہ ۱۱۱۲ھ ہجری مطابق بود ہمراہ ابو المعالی بہ دہلی وارد شد و مرید شاہ سعد اللہ گلشن گشت عجب نیست کہ اصلاح شعر از شاہ سعد اللہ گرفتہ باشد۔

در کتب خانہ آصفیہ نسخہ قلمیہ و مطبوعہ آن ہر دو موجود است۔

نسخہ قلمیہ بر نمبر ۹۲ ۷ فن دواوین مرتب است و شروع آن ازین غزل است:-

کیا ہوں ترے ناؤں کوں میں ورد زباں کا ÷ کیا ہوں ترے شکر کوں عنوان بیاں کا
جس خاک اوپر پاؤں رکھے تیرے رسولاں ÷ اوس گرد کوں میں کحل کروں دیدۂ جاں کا
مج صدق طرف عدل سوں اے اہل حیا دیکھ ÷ تج علم کے چہرے پو نہیں رنگ گماں کا
ہر ذرہ عالم منیں ہے خورشید حقیقی ÷ یوں بوجھ کہ بلبل ہوں ہر یک غنچہ دہاں کا

کیا ہم سے آفات قیامت بیتی اسکوں ٭ کھایا ہے جو کوئی تیر تجھ ابرو کے کمان کا
جاری ہوئی اکھواں میری لو سبز خط دیکھ ٭ اے خضر قدم سیر کر اس آب رواں کا
کہتا ہے ولی دل ستی یو مصرع رنگین
ہے یاد ترا اکھوں جب راحت جان کا

نام کاتب ورآخر نیست سال تحریر ۱۱۵۵ھ یکہزار و یکصد و پنجاہ و پنج ہجری نوشتہ جلد یکصد و دہ ورق۔ وسطور فی صفحہ ہفدہ ۱۷۔ خط معمولی۔

ونسخہ مطبوعہ کہ در سال ۱۸۳۳ء مطابق ۱۲۱۹ھ یکہزار و دوصد و نوزدہ ہجری۔ باہتمام غرسین دی تاسی در شہر پارنیز چاپ خانہ شاہی چاپ شدہ۔ بر نمبر (۳۱۸) فن دواوین مخزون است درین خاتمہ در خاتمہ بزبان انگریزی حالات ولی و دیگر کیفیات و آداب وغیرہ ہم نوشتہ۔

شروع این دیوان مطبوعہ این است:-

وہ صنم جب سے بسا دیدۂ حیران میں آ ٭ آتش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ
ناز دیتا نہیں گر رخصت گل گشت چمن ٭ اے چمن زار حیا دل کے گلستان میں آ
عیش ہے عیش کہ اس مہ کا خیال روشن ٭ شمع روشن کیا مجھ دل کے شبستان میں آ
یاد آتا ہے مجھے جب وہ گل باغ وفا ٭ اشک کرتے ہیں مکان گوشۂ دامان میں آ
موج بیتابی اشک جب ہوئے جلوہ نما ٭ جب بسی زلف صنم طبع پریشان میں آ
نالہ و آہ کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سوں ٭ دفتر درد بسا عشق کے دیوان میں آ

مخفی نماند کہ در ہر دو نسخہ قلمیہ و مطبوعہ در ترتیب وغیرہ اختلاف بسیار است۔ آن غزل کہ نسخۂ قلمیہ ازان شروع است در نسخۂ مطبوعہ جدی و دو غزل بر صفحہ دہم مرتب است و نیز در نسخۂ مطبوعہ غزلہا زیادہ است و در نسخۂ قلمیہ تعداد غزل ہا کم است۔

دیوان ہوس

نام شان میرزا محمد تقی خان لکھنوی است۔

دیوان بزبان اردو۔ شروع دیوان از چند قصاید مدحیہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ آلہ وسلم و جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب و امام حسن و امام حسین و امام علی رضا علیہم السلام است و بعد آن قصیدہ در مدح سعادت علیخان و غازی الدین حیدر صوبہ دار و شاہ اودھ نوشتہ۔

شروع قصیدہ این است :-

قصیدہ در مدح محمد مصطفی پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا صلوۃ اللہ علیہ و آلہ

نقوش کلک قسمت میں ہے اندیشہ کو حیرانی ؛ مٹا جاتا نہیں ہرگز کسی سے خط پیشانی

بس کیا کھولوں دکان اس شہر میں گوہر فروشی کی ؛ شب کے زخم میں بکتا ہو جس جا لعل رمّانی

نہیں آتش نفس محتاج کچھ پوشاک بہتر کی ؛ ملی ہے اس صفائی شمع پر شعلہ کو عریانی

تماشا کر گلستان جہان کا چشم عبرت سے ؛ جہاں ہے آج آبادی وہیں ہوتی ہے ویرانی

ہوا میں کی ہے ذروں نے چمک خورشید پیدا ؛ ہماری خاک کے ہی باعث رونق پریشانی

کلاہ سر ہے خاک دشت نقش پا سر پر اورنگ ؛ نہیں وحشی تیرا محتاج تاج و تخت سلطانی

جو بیل چلتا ہے جہان میں کر دام اپنی جنس کے ؛ زمین کو زم گر کر لے ہے دہقان والہ افشانی

شروع دیوان ازین شعر است :-

سورج کو دم صبح جو دہ مہ نگران تھا
مغرب پہ بھی مشرق کا مجھ کو گمان تھا

ہوس درمیان سال ۱۲۳۰ھ و ۱۲۳۹ھ وفات یافت قصیدہ لیلی مجنون ہم ازو یادگار است۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر (۱۲۳) فن دواوین مخزون است

بخط نستعلیق صاف۔

نام کاتب و سالِ کتابت غیر مرقوم۔

جملہ اوراق یکصد و ہشتاد (۱۸۰)۔ و سطور فی صفحہ بست و یک (۲۱)۔

الاجمال فی نظم فہرست الاکمال

مولوی زین العابدین الاروی الشاہ آبادی البہاری المتوفی سنہ ۱۳۴۷ھ۔

ہرگاہ کتاب اکمال ابن ماکولا نقل نمودہ برائے کتاب مذکور یک فہرست اسماء مذکورین کتاب اکمال بر حروف تہجی مرتب نمودہ نام آن الاجمال فی نظم فہرست الاکمال مقرر نمودہ و این فہرست در دو حصہ است۔

حصہ اول پنج ورق در نصف اول اکمال۔ کہ بر نمبر ۱۰۱ برائین فن رجال موجود ست نوشتہ اند و حصہ دوم در نصف دوم اکمال در سہ ورق بر نمبر ۱۰۲ رجال چسپاں است۔

مفصل حال اجمال تحت الاکمال تحریر شدہ آنجا ملاحظہ شود۔

الاکمال

در بیان اسماء رجال تصنیف امیر حافظ ابو نصر علی بن جعفر المعروف با بن ماکولا متوفی ۴۸۷ھ سبع وثمانین واربعمائۃ است۔

موضوع کتاب بیان آں اسماء محدثین و رواۃ وعلماء که در کتابت یک صورت دارد و در تلفظ ہر اسم جداگانہ مثلاً اَبْیَنْ بفتح الہمزہ وسکون الباء الموحدہ وفتح الیاء التحتانیہ و اُبَیْن بضم الہمزہ وفتح الباء الموحدہ التحتانیہ وسکون الیاء المثناۃ التحتانیہ۔

پس مصنف علامہ اول الفاظ مؤتلفہ ومختلفہ تحریر می کند بعد آں تصریح وفرق لفظ ومغائرات ولدیت وغیرہ ذکر می نماید مثلاً می گوید اَبْیَن و اُبَیْن۔ اما اَبْیَن بفتح الہمزہ وسکون الباء المعجمہ بواحدۃ وفتح الیاء المعجمہ باثنتین من تحت فہو ابین بن امیر بن ایمن بن الہمیسع بن حمیر بن سبا الیہ ینسب عدن ابین۔ واما اُبَیْن بضم الہمزہ وفتح الباء المعجمۃ بواحدۃ وسکون الیاء المعجمہ باثنتین من تحتہا فہو ابین بن سفیان یروی عن غالب بن عبداللہ الخ۔

اول کسیکہ توجہ بہ تصنیف چنین کتاب نمودہ علامہ حافظ ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی البغدادی المتوفی ۳۸۵ھ خمس وثمانین وثلثمائۃ است۔ وبعد آں ابوبکر احمد بن علی الخطیب متوفی ۴۶۳ھ چہار صد و شصت وسہ ہجری از کتاب دارقطنی اخذ نمودہ وبراں اضافہ کردہ کتاب مؤتلف تکملۃ المختلف تصنیف نمود۔ بعد آں امیر ابو نصر علی بن ہبۃ اللہ بن ماکولا بر کتاب خطیب اضافہ نمودہ یک کتاب مکمل وجامع وحاوی تصنیف نمودہ نامش اکمال مقرر کرد وبعد آں نوبت بدیگران رسید کما ہو مذکور فی کشف الظنون لحاجی خلیفۃ فی باب المیم فی لغۃ المختلف والمؤتلف۔

اول کتاب۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی اکرم المرسلین محمد وآلہ الطاہرین الخ

نسخ کتب خانہ آصفیہ در دو جلد مجلد و بر نمبر ۱۰۱-۱۰۲ فن رجال مخزون مکتوبہ حیدرآباد در ۱۳۲۰ھ یکہزار وسہ صد وبست ہجری است۔ کاتب آں مولوی زین العابدین الاروی

الشاہ آبادی البہاری کہ درین زمان فن حدیث ماہر کامل بودند و در مدرسۂ انگریزی بہادر گھاٹ مدرس عربی بودند و در آخر سال یکہزار و سہ صد و چہل و یک ہجری از سرکار دولت علیہ آصفیہ وظیفۂ حسن خدمت حاصل فرمودہ قصد بوطن مالوف خود کردند و در ۱۳۴۰ بر حمت حق پیوستند۔

نصف اول نمبر ۔ ۱۰۱ ۔ را جملہ صفحات پانصد و چہار و سطور فی صفحہ بست و ہفت۔

وصفحات نصف دوم نمبری ۔ ۱۰۲ ۔ چہار صد و شصت و سہ و سطور فی صفحہ بست و ہفت۔

سال کتابت این نصف ہم ۱۳۲۰ یکہزار و سہ صد و بست ہجری است و خط ہم مولوی صاحب ممدوح است۔

در آخر ہر دو نصف مولوی زین العابدین موصوف برائے ہر نصف یک فہرست اسماء مذکورین آن نصف بر حروف ہجا از طرف خود مرتب نمودہ نام آن "الاجمال فی نظم فہرست الاکمال" مقرر نمودہ۔

پس در حصۂ اول این فہرست در پنج ورق است و در آخر نصف دوم در سہ ورق۔

اول فہرست ۔ الحمد للہ الذی لہ کل و منہ کل جمال والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ وصحبہ ذوی الفضل والاجلال الخ۔

این فہرست در فہرست مطبوعہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر فنون مرتب است بر صفحہ ۔ ۷۸۶ ۔ بنام کتاب الاجمال علٰحدہ بر نمبر ۱۰۴ ۔ فن رجال منتظم شدہ۔

مولوی صاحب ممدوح در اول این فہرست بعد حمد و نعت قریب یک صفحہ خصوصیات کتاب اکمال ہم تحریر فرمودہ ازان نہایت عظمت کتاب مفید بودن آن بہ نسبت دیگر کتب معلوم می شود۔

الجواهر المضیئه
فی
طبقات الحنفیه

تصنیف محی الدین عبد القادر بن ابی الوفا القرشی المتوفی ۷۵۵ھ خمس و خمسین و سبعمائة ست حالات و سوانح و تصانیف و وفیات علما و رواتِ حضرت احناف درین کتاب جمع نموده و مصنف علامه اول کسی که کتابی در طبقات حضرات حنفیه تصنیف نموده و تراجم ایشان را به حروف تہجی مرتب نموده۔

نسخهٔ موجودهٔ کتب خانه آصفیه نمبر ۷۴ نسخهٔ قدیمه است۔

خط عادی عالمانه از اول یک ورق یا دو ورق ناقص است۔

جمله اوراق دو صد و شش و سطور فی صفحه سی و یک ۳۱۔

و ازین نسخهٔ مخزونهٔ کتبخانه در ۱۳۳۲ھ یکهزار و سه صد و سی و دو ہجری در دائرة المعارف النظامیه این کتاب چاپ شده و در عالم مشهور گشت نسخهٔ مطبوعه در دو جلد بر نمبر ۱۶۹-۷۰ فن رجال موجود است۔

الدرر الکامنه
فی
اعیان المائة الثامنه

تصنیف شیخ الاسلام والحافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی۔ المتوفی سنہ ۸۵۲ھ ہشتصد و پنجاہ و دو ہجری۔

موضوع کتاب و حالات و تراجم محدثین و علمائے صدی ہشتم مرتب است بر حروف ہجا۔

اول کتاب الحمد للہ الذی یحیی و یمیت الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ در سہ جلد مجلد و بر نمبر ۱۶۶ - ۱۶۷ فن رجال مخزون ست۔

بخط نسخ مکتوبہ سنہ ۱۳۱۳ھ یکہزار و سہ صد و سیزدہ ہجری۔

بقلم سید علی رفاعی تاجر کتب برائے مولوی خدابخش خان مالک و واقف کتبخانہ بانکی پور نوشتہ شدہ بود و ریں کتب خانہ فروخت شدہ۔

اوراق جزو اول دو صد و سیزدہ (۲۱۳) و سطور فی صفحہ نوزدہ۔

و شروع از اسم ابراہیم و ختم بر نام تنکز نائب الشام۔

اوراق جزو دوم دو صد و نوزدہ (۲۱۹) و سطور فی صفحہ نوزدہ (۱۹)۔

شروع از حرف ثاء المثلثہ الفوقانیہ از اسم ثابت بن احمد و ختم بر عقبہ بن المکیر۔

و اوراق جزو سوم چہار صد و بست و دو (۴۲۲) و سطور فی صفحہ نوزدہ (۱۹)۔

شروع ذکر من اسمہ علی و بر ختم بر یونس النیروزی۔

و ایں کتاب در مطبع دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد طبع گشتہ شایع و ذائع است۔

ذیل اللباب

اصل لب لباب تصنیف علامہ سیوطی در انساب ست۔
علامۂ عبدالرحمن الاشمونی ذیل آن نوشتہ وآن ذیل ہمین است۔

اول کتاب۔ الحمد للہ رب العالمین وافضل الصلوٰۃ واتم التسلیم علی سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین الخ۔

مصنف در خطبہ گفتہ کہ بر کتاب لب اللباب بخط شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا ومولانا الشیخ احمد العجمی حواشی نوشتہ بود آن حواشی را باجازت فرزند شیخ الاسلام موصوف ابوالعز محمد العجمی من بعدہ جمع نمودہ این کتاب تالیف نمودم۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۱۸۹۔ بخط نسخ مکتوبہ ۱۲۳۵ھ یکہزار و سی صد و سی و پنج ہجری بقلم ابوالخیر محمد ضمیر الحق الآروی می باشد۔
جملہ اوراق ۵ ۳ سطور فی صفحہ بست و شش۔

زہر الربا فی اسماء الرجال الواردۃ فی المجتبیٰ

تصنیف علامہ جلال الدین السیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ نہصد و یازدہ ہجری است در کتاب المجتبیٰ علامہ ہر قدر اسامی رواۃ احادیث مذکور است علامہ سیوطی دریں کتاب ترجمہ ہر یک راوی بشرح و بسط تحریر فرمودہ۔

اول کتاب۔ الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سید المرسلین محمد خاتم النبیین و علی آلہ واصحابہ اجمعین الخ۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۶۰۔ فن رجال خط نسخ قدیم بخط عرب سنہ تحریر و نام کاتب دراں مرقوم نیست۔ جملہ اوراق ۱۱۱ یکصد و یازدہ و سطور فی صفحہ ۲۳ بست و سہ۔

الضوء اللامع فی اعیان قرن التاسع

علامہ شمس الدین بن عبدالرحمن السخاوی المتوفی ۹۲۱ھ اثنین وتسعمائۃ حالات وسوانح علماء اعلام ومحدثین کرام کہ در صدی نہم ہجری وفات یافتند تحریر نمودہ کتاب را بنام ضوء لامع موسوم ساخت۔
درین کتب خانۂ آصفیہ سہ جزو از کتاب مذکور موجود و بر نمبر ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - فن رجال مرتب۔
نسخہ موجودہ از اول یک جلد ناقص و در آخر غالباً دو سہ جلد ناقص است۔

سہ جزکہ موجود است جزء دوم وسوم وچہارم است۔

جزو نمبری ۴۸ - جزء دوم کتاب است وشروع است از حرف الباء الموحدہ از ترجمہ بالی سنقرہ وختم است بر ترجمہ عبید۔ مکتوبہ ۱۲۳۵ھ یکہزار و دو صد وسی وپنج ہجری بخط عرب عادی۔ اوراق این جزء چہار صد وشصت وہشت وسطور فی صفحہ بست وہفت۔

جزء سوم نمبری ۴۹ بخط ہمان کاتب احمد بن احمد الانبابی الشافعی مکتوبہ در ۱۲۳۶ھ یکہزار و دو صد وسی وشش ہجری شروع از ترجمہ عتیق ختم بر ترجمہ محمد بن محمود بن ہر۔
جملہ صفحات یکہزار و نود ونہ۔ وسطور فی صفحہ بست وہفت۔

جزء چہارم نمبری ۵۰ نیز بخط ہمان کاتب مکتوبہ ۱۲۳۷ھ یکہزار و دو صد وسی وہفت ہجری شروع از ترجمہ محمد بن حاجی۔ ختم بر ترجمہ محمد بن میمون۔ جملہ اوراق چہار صد وہفتاد ونہ۔ وسطور فی صفحہ بست وہفت۔

این کتاب درین والا کہ ۱۳۵۶ھ است از مطبعہ قدسی مصر طبع گشتہ شائع شدہ است ونسخہ مطبوعہ ایضاً در کتب خانۂ آصفیہ در فن تراجم موجود است۔

طبقات الحنبلیہ

تصنیف قاضی ابو الحسن محمد بن قاضی ابو علی محمد بن الحسین بن خلف بن احمد بن الفرا المتوفی ۵۲۶ سنہ ست وثلاثین وخمسمائۃ ہجری۔

اول کتاب۔ الحمد للہ العلی العظیم السمیع البصیر ذی الفضل الواسع الخ۔

موضوع کتاب حالات علماء حنابلہ۔ کتاب مرتب است بر طبقات و جملہ طبقات شش طبقہ است و در ہر طبقہ رعایت اسم آبا میکند و در ترتیب لحاظ اسامی آبا مینماید۔

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۲۹۔ فن رجال بخط نسخ صاف مکتوبہ ۱۳۰۷ سنہ یکہزار و سیصد و ہفت ہجری بقلم قاسم علی حیدرآبادی است۔ اوراق ۱۵۵ یکصد و پنجاہ و پنج و سطور فی صفحہ ۲۹ بیست و نہ۔

بر ورق اول این عبارت تحریر است۔

استکتبتہ من حیدرآباد احقر العباد الحقیر والفقیر الی المولی القدیر العلی ابو بکر بن محمد خوقیر المکی الکتبی الحنبلی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی والجلی ووفقہ لما یحبہ ویرضیہ وجعل مستقبل حالہ خیرا من ماضیہ سنہ ۱۳۰۸ یکہزار و سہ صد و ہشت ہجری۔

طبقات الشافعیہ

تصنیف علامہ تقی الدین ابوبکر احمد بن شیبہ الدمشقی الاسدی المتوفی ۸۵۱ھ ہشتصد و پنجاہ و یک ہجری۔
مصنف علامہ حالات مشاہیر و معاریف علماء و محدثین و فقہائے شافعیین درین کتاب جمع نمودہ
اول کتاب۔ الحمد للہ الذی رفع قدر العلماء وجعلہم بمنزلۃ النجوم فی السماء۔
کتاب مرتب است بر بست و نہ طبقہ و در ہر طبقہ اسماء مذکورین آن طبقہ را بر حروف ہجا
مرتب ساختہ۔

الطبقۃ الاولی فی الآخذین عن الامام الشافعی الخ۔

الطبقۃ الثانیہ فی الاصحاب الی الثلثمائۃ۔

وبعد آن برائے ہر دہ سال یک طبقہ مقررہ نمودہ و در آخر طبقہ تاسعہ وعشرین کسانے را ذکر نمودہ
کہ در عشرہ ثانیہ از صدی نہم بودند۔
نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۴۳ فن رجال مخزون است بخط نستعلیق عادی است۔
اکثر اغلاط ہم دارد۔ نام کاتب عبدالقادر محمد بن جبرئیل بن موسی۔ جملہ صفحات ۱۵۰ و سطور فی صفحہ ۱۵۔

الطبقات الوسطی

قاضی تاج الدین عبدالوهاب ابن السبکی المتوفی ۷۷۱ سنه احدی وسبعین وسبعمائة درحالات علماء شافعیین دو کتاب تصنیف نموده یکے را الطبقات الشافعیة الکبری ودیگرے را الطبقات الوسطی موسوم کرد۔

طبقات کبری در مصر چاپ ہم شد۔ در کتب خانہ آصفیہ نسخۂ قلمیہ ومطبوعۂ آں ہر دو موجود است۔
اما الطبقات الوسطی پس اول آں۔ "الحمد للہ حمدا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ الخ۔"

نسخۂ موجودۂ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۱۰ فن رجال نسخہ بخط عرب است۔ تاریخ ختم تصنیف بست وسوم (۲۳) ذیقعدہ سال ہفتصد و پنجاہ و چہار (۷۵۴) است و در شہر دمشق تصنیف نمودہ۔
تاریخ کتابت پانزدہم ربیع الآخر ۸۶۷ ہشتصد وشصت وہفت ہجری است۔
نام کاتب محمد بن احمد بن محمد اللیثی الشافعی۔ جملہ اوراق کتاب سہ صد و پانزدہ (۳۱۵) وسطور در ہر صفحہ بست و پنج۔

القول المختار
فی معرفة الصحابة الابرار

در بیان اسماء شریفہ وحالات رفیعہ صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان من اللہ العلام۔
نام مصنف معلوم نشد۔
اول کتاب۔ الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی وایدہ باصحابہ فکانوا نقمۃ الادنی الردی۔
مصنف علامہ درین کتاب ہمان اصحاب کرام را ذکر نمودہ از وشان حدیثے مروی شدہ یاکسانیکہ درغزوہ یاغزوات حاضر شدند۔
نسخۂ موجودۂ کتب خانۂ آصفیہ در سہ جلد مجلد و بر نمبر ہائے۔ ۵۱ و ۵۲ و ۵۳۔ فن رجال مخزون است بدخط و از آخر ناقص است۔ بظاہر یک ربع کم و ہمین وجہ تاریخ کتابت و نام کاتب و مصنف ہم معلوم نشدہ۔ اما بغایت جدید الخط معلوم می شود۔
جلد اول از شروع تا بعض حروف الحاء المہملہ تا اسم خرابہ بن عمرو۔ جملہ اوراق ۴۰۶ چہار صد و شش۔ سطور فی صفحہ چہاردہ۔
جلد دوم شروع از خدام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی القرشی الاسدی تا صالح بن حیوان السبائی۔ جملہ صفحات ۵۵۲ پانصد و پنجاہ و دو وسطور فی صفحہ ۱۴ چہاردہ۔
جلد سوم شروع از صالح القرشی تا مالک بن عبادۃ الہمدانی۔ جملہ صفحات ۶۳۳ ششصد و سی و سہ وسطور فی صفحہ ۱۴ چہاردہ۔

كاشف الاسماء

فی معرفة من له رواية فی الكتب الستة

تصنیف علامہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی متوفی سنہ ۷۴۸ھ علامہ ذہبی درین کتاب آن رواۃ را ذکر نمودہ کہ ازاو شان روایتے در صحاح ستہ یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مذکور است۔

و برائے ہر کتاب یک حرف علامت مقرر نمودہ آن حرف بالائے اسم راوی از سرخی نوشتہ تا معلوم شود کہ ازین راوی در فلان کتاب روایت شدہ۔

پس برائے بخاری (خ) و برائے مسلم (م) و برائے ابوداؤد (د) و برائے ترمذی (ت) و برائے نسائی (س) و برائے ابن ماجہ (ق) و اگر ازان راوی در جمیع ستہ روایات منقول شدہ پس بر نام او لفظ (ع) کہ مراد از جمیع است می نویسد و اگر محض در سنن اربعہ ازو روایت است برائے آن ہندسہ (۴) اربعہ می نویسد و اگر در دو و سہ یا چہار مختلفہ روایت است پس برائے آن علامت آن جملہ کتب می نویسد۔

نسخہ مخزونہ کتبخانہ آصفیہ نمبری ۴۲ فن رجال خوش خط نسخ بخط عرب مکتوبہ سنہ ۷۵۰ھ ہفتصد و نود ہجری است۔

یعنی چہل و دو سال بعد وفات مصنف نوشتہ شد نام کاتب در آخر مرقوم نیست۔

جملہ صفحات چہار صد و نوزدہ ۴۱۹ و سطور فی صفحہ بست و سہ ۲۳۔

این کتاب از مصر چاپ گشتہ شایع است۔

کتاب الجمع بین کتابی ابی نصر الکلاباذی و ابی بکر الاصبهانی

شیخ ابو نصر احمد بن محمد بن الحسین الکلاباذی المتوفی ۳۹۸ھ ثمان و تسعین و ثلثمائه ہجری۔ اسماء رجال صحیح بخاری نوشته بود۔ و رجال صحیح مسلم علامه ابوبکر احمد بن ابی الاصبهانی المتوفی ۲۷۹ھ تسع و سبعین و مائتین ہجری نوشته بود۔ این ہر دو کتاب علامه حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی الشیبانی المتوفی ۵۰۷ھ سبع و خمسمائه ہجری یکجا جمع نموده۔ در ہر نام اشاره نموده که ہر دو صحیحین ازین راوی روایت است یا محض در یک صحیح۔ و ہمچنین اگر دیگر حفاظ محدثین در باب آن راوی از قسم جرح و تعدیل و دیگر علل بیان کرده باشند آن ہم بشرح و بسط مذکور نموده۔ و نیز بر ہر نام نشانی میدہد که ازین راوی در صحیحین یا در صحیح در فلان فلان احادیث منقول شده۔

ترتیب کتاب بر حروف ہجا مرتب است۔

اول کتاب۔ الحمد لله علی کل حال و امام کل حاجة و سوال الخ۔

نسخهٔ کتب خانه آصفیه نمبری۔ ۳۸ - فن رجال بخط عالمانه است۔ سال کتابت و نام کاتب مرقوم نیست

جمله اوراق یکصد و سی و پنج (۱۳۵) و سطور فی صفحه سی و یک (۳۱)۔

و کتاب مذکور در مطبع دائرة المعارف النظامیه واقع حیدرآباد دکن صانها الله عن المکاره و الفتن در سال ۱۳۲۳ھ یکہزار و سه صد و بست و سه ہجری چاپ شده۔

و درین کتب خانه آصفیه نسخهٔ مطبوعه بر نمبر ۸۰ - فن رجال موجود و در آخر این نسخهٔ مطبوعه ترجمه مصنف ہم بشرح و بسط تمام چاپ شده و ہم یک فہرست در آخر کتاب طبع شده که نہایت مفید است۔

الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث

علامہ برہان الدین ابوالوفا ابراہیم بن محمد سبط ابن العجمی المتوفی ۸۴۱ھ اسماء وضاعین و متہمین بوضع احادیث را درین کتاب جمع نمودہ بر حروف ہجا مرتب ساخت و ماخذ آن میزان الاعتدال علامہ ذہبی و موضوعات ابن الجوزی و تلخیص مستدرک حاکم علامہ ذہبی وغیرہ وغیرہ می باشد۔ کما ذکرہ فی اول الکتاب۔

شروع کتاب۔ الحمد للہ الذی جعل الکذب سوی ما رخص فیہ فی ملتنا و فی جمیع الملل محرما الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۲۲۔ فن رجال بخط نسخ عادی ظاہرا منقول است از نسخہ کہ از نسخہ مصنف منقول شدہ بود۔ تاریخ کتابت ۸۴۰ھ ہشتصد و چہل ہجری کہ در آخر مرقوم است غالباً تاریخ ہمان نسخہ منقول عنہا خواہد بود و عبارت کہ در آخر تحریر است این است۔

نقل من خط نسخۃ المصنف متع اللہ ببقائہ ابوبکر بن محمد بن عمر بن ابی بکر النصیبی الشافعی الحلبی بالمدرسۃ الشریفۃ بحلب المحروسۃ فی سلخ شہر رمضان المعظم سنۃ ۸۴۰ اربعین وثمانمایۃ

جملہ اوراق یکصد و چہل و یک ۱۴۱ و سطور فی صفحہ ۱۷ ہفدہ۔

مصنف علامہ البرہان الحلبی یکے از مشہور ترین علمائے حلب بودہ تذکرہ اش در کتاب اعلام النبلاء بکمال شرح و بسط موجود است۔

میزان الاعتدال

تصنیف حافظ علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ ثمان واربعین وسبعمائۃ در اسمائے رجال کتابے است مبسوط و بر ہر اسم راوی حروف مصطلحہ می نویسد تا ازان معلوم می شود کہ ازین راوی در فلان صحیح از صحاح ستہ وسنن اربعہ روایت وارد شدہ۔ اگر در جمیع صحاح از راوی مذکور روایت شدہ حرف (ع) بالائے اسم می نویسد۔ برائے مخصوص بخاری (ب) و برائے مخصوص مسلم (م) و برائے داؤد (د) وہمچنین۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۹۵ بخط عرب قدیم صحیحہ مخصوص یک پارہ است از بعض اسمای حرف العین مہملہ و حرف الغین معجمہ و حرف الفاء و حرف القاف و حرف الکاف و حرف اللام کامل است و تا خاتمہ بر بعض حرف المیم است شروع است از نام عبید بن الحسن و ختم است بر نام محمد بن ابی الازعر جملہ اوراق این پارہ یکصد و شصت [۱۶۰] و سطور فی صفحہ بست وسہ [۲۳] نام کاتب و سال کتابت بوجہ ناقص آخر موجود نیست۔

و مخفی نماند کہ میزان الاعتدال در لکھنؤ در سال یکہزار و سہ صد و یک ہجری در مطبع تیغ بہادر طبع شدہ دو نسخہ آن درین کتب خانہ موجود است۔

یک نسخہ کاملہ در یک جلد بر نمبر ۹۵ مخزون است۔

و نسخہ دیگر در دو جلد بر نمبر ۴۲ و ۷۴ فن رجال مخزون۔

نفحة الریحانة و رشحة طلاء الحانة

علامه امین الدین المحبی المورخ المتوفی سنه ۱۱۱۱ھ صاحب خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر برائے ریحانة الالبا تصنیف علامه شهاب الدین احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاة الخفاجی المتوفی سنه ۱۰۶۹ھ یک ذیل نوشته نام آن نفحة الریحانه قرار داده از مصنف ریحانة الالبا و آنچه اسماء شعراء وغیره فرو گذاشت شده بود۔

اول کتاب این است ۔ وانزه الله واسبعه الخ۔

باب اول در محاسن شعراء دمشق و نواحی آن ۔

باب دوم در نوادر ادبای حلب ۔

باب سوم در توابع بلغاء روم ۔

باب چهارم در ظرائف ظرفاء عراق و بحرین ۔

باب پنجم در لطائف لطفاء یمن ۔

باب ششم در عجائب نبغاء حجاز ۔

باب هفتم در غرائب نبهاء مصر ۔

باب هشتم در تحائف اذکیاء مغرب ۔

نسخهٔ موجوده کتب خانهٔ آصفیه نمبری ۔ ۱۷ ۔ فن رجال بخط نسخ صاف بقلم احمد بن مصطفی کنجی مکتوبه سنه ۱۱۵۱ھ یکهزار و یکصد و پنجاه و یک هجری است ۔ جمله صفحات ۴۶۰ چهارصد و شصت ۔ و سطور فی صفحه ۲۵ بست و پنج ۔

اظہار اسرار الخفیہ فی حل الفاظ الرسالۃ المجیبیہ

مؤلفہ

احمد بن محمد بن عبدالحق السابلی الشافعی بر رسالہ شیخ علامہ بدرالدین الماردینی شرح نوشتہ۔
شارح در خطبہ گفتہ کہ ہرگاہ من رسالہ ماردینی از شیخنا العلامہ السید الشریف محمد بن ابوالخیر الاریبونی المالکی میخواندم آن وقت این شرح نوشتم۔
اول شرح این است۔ الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد خاتم النبیین والمرسلین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ اجمعین الخ۔
مخفی نماند ربع مجیب یک آلہ است از جملہ آلات رصد کثیر الفوائد کہ اکثر اعمال نجومی وامور حسابی بطریق تناسب ازین آلہ روشن و مبرہن می گردد ونیز صنعت این آلہ نہایت آسان ونفعش بے پایان است۔
پس درین رسالہ طریق ساختن این آلہ واین طریقہ عمل ازان آلہ مذکور است۔
نسخۂ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر۔۱۰ فن ریاضی مخزون است بخط نستعلیق جملہ اوراق ۲۸ سطور فی صفحہ ۱۳ بعدہ۔
سال کتابت ونام کاتب درآخر نیست۔ ودر آخر این حل رسالہ ماردینی ہم مجلد است۔ جملہ اوراق آن محض ورق است۔

انباط المیاہ الخفیہ

تصنیف ابوبکر محمد بن الحسن الحاسب الکرخی المتوفی فی المائۃ الثالثۃ۔
در بیان آلات کندیدن چاہ و طریق دریافت کیفیت آب شیرین و شور قبل از کندیدن چاہ و طریقہ دانستن اینکہ در فلان زمین آب کثیر بر آمد خواہد شد
نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۔ ۱۲۰ ۔ فن ریاضی مخزون است خط نسخ مکتوبہ بسنہ (۱۰۳۳ھ) یکہزار و سی و سہ ہجری است ۔ بخط احمد بن علی المکی الشیرازی ۔ جملہ اوراق جدول و سطور فی صفحہ بست و یک (۲۱)۔
مگر اشکال آلات درین نسخہ ترک شدہ جا بجا بیاض برائے آن کاتب گذاشتہ است اما نوبت تحریر اشکال نرسیدہ۔

تحفۃ الاحباب فی علم الحساب

تصنیف ابوعبداللہ محمد بن محمد الشہیر بسبط المارِدینی المتوفی سنہ ۸۹۰ھ رسالہ مختصرہ در فن حساب است و مرتب است بر مقدمہ و سہ باب و یک خاتمہ۔

اولش این است۔ الحمد للہ مسہل الحساب الخ

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری۔ ۱۱۔ فن ریاضی بخط نسخ۔ مکتوبہ سال سنہ ۱۰۲۰ھ یکہزار و ہجری ست و در مکہ معظمہ بقلم احمد بن اختیار الدین بن محمد الہرموزی بلداً و المکی مسکناً و الشافعی مذہباً نوشتہ شد۔

جملہ اوراق بعدد ۱۲۲ و سطور فی صفحہ ہژدہ ۱۸۔

حاشیہ علی شرح اشکال التاسیس لاقلیدس

اصل کتاب اشکال التاسیس از علامہ شمس الدین محمد بن اشرف سمرقندی متوفی سنہ ٦ ششصد ہجری است علامہ موسیٰ بن محمد مشہور بہ قاضی زادہ سمرقندی متوفی سنہ ٨١٥ھ ہشتصد و پانزدہ ہجری بران شرح نوشتہ و تلمیذ وے ابو الفتح السید محمد بن ابو سعید الحسینی الموعو بہ تاج السعیدی بران شرح حاشیہ نوشتہ۔ این ہمان حاشیہ است۔ شروع آن اینست:۔

"الحمد للہ مقدر مقادیر الاشیاء بحکمتہ ومصور تصاویر الاشکال بقدرتہ والصلوٰۃ والسلام علی محمد مرکز النبوۃ وعلیٰ الہ حبیب کسوۃ الفتوۃ مادارت علی سطوح السمٰوات حائمۃ حول الصبا قھادائرۃ اوسارت فی زوایا الارض قائمۃ علی ساقھا سائرۃ وبعد فیقول ابو الفتح محمد الھادی ابو نصر بن ابو سعید الحسینی العراقی المدعو بتاج السعیدی سعد جدہ وحمد جدہ ھذہ الحواشی المعراۃ عن الغواشی محررۃ علی شرح الاشکال عدیم المثال لاستاذی استاذ السلاطین وملاذ الائمہ شیخ الصنایع رب البراعۃ والبراعۃ سالک النھج القویم القیومی سمی الکلیمی قاضی زادہ رومی جعل الیہ اخراہ اطیب من اولاہ وعقباہ اتوب من دنیاہ رحمہ اللہ۔

بعین عنایۃ والانصاف ولا ینظر بنظر العناد والاعتاف بالنبی وآلہ الکریم وصحابۃ العظام علیہ وعلیھم التحیہ والسلام قولہ الحمد للہ لقد اعجب رحمہ اللہ فی تصویر المقام بتحریر الکلام لتقریر المرام بلطائف الاشارات وطوائف الاستعارات فی عبارات رائقہ واعتبارات فائقہ بصنائع انیقہ وبدائع لطیفہ ملایم المقصود عموما وخصوصا بحیث لاحاجۃ الی التصریح کما لا یخفیٰ"

نسخۂ موجودہ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۶۶ فن ریاضی مخزون است بخط عادی معمولی ست
از قلم احمد بن مصطفی افندی نوشتہ شدہ۔ سال کتابت نوشتہ۔
جملہ اوراق شش[۶]۔ و سطور فی صفحہ بست و یک[۲۱]۔

حاشیۃ نزھۃ النظار

نزہۃ النظار تصنیف علامہ احمد بن محمد بن الہائم متوفی ۸۱۵ھ ہشتصد و پانزدہ ہجری است۔
علامہ شیخ عرفہ بن محمد الارموی بران حاشیہ نوشتہ۔
کتاب در علم حساب است۔ شروع آن اینست۔

"الحمد للہ الذی نزہ قلوب اولیائہ فی ریاض انسہ فیما والی محبتہ الاید ودقق کل الحساب علی نفسہ لما افاض علیھم المدد الصمد الفرد الواحد والامن عاد قرب من الطاعہ بلطفہ واسعد واشقی من خالفہ وعن بابہ طرد وابعد الخ"

وعلامہ عرفہ از تصنیف آن دہم محرم سال نہصد و شش ہجری فارغ شدہ کما مذکور فی اخر الکتاب۔

"وکان ابتداء تالیف ھذا التعلیق المبارک عاشر الحجہ الحرام سنہ ۹۰۶ وختامہ عاشر شہر صفر سنہ ۹۰۶ وھذا علی ضعف حال قصر باعی وقلۃ فراغی لطلب المعیشۃ وقلۃ مطالعتی کتب ھذا العلم الشریف"

نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۴ فن ریاضی مربوط است بخط عرب مکتوبہ عبداللہ تلمیذ مصنف است در سال نہصد و دوازدہ ہجری است۔ چنانچہ در آخر مرقوم است۔

"ونقل من خط مولفہ الشیخ الامام عمدۃ العرضیین والحساب الشیخ عرفہ بن محمد الارموی الشافعی نفع اللہ لہ وکتب مستھل شہر جمادی الاول سنہ ۹۱۲ احسن اللہ ختامہا"

ونسخہ مذکور با نسخہ مولف مقابلہ ہم شدہ در آخر صفحہ نوشتہ است۔

"الحمد للہ رب العالمین بلغ مقابلتہا علی نسخہ مولفہا علی حسب الطاقۃ علی ید کاتبہا۔"

جملہ صفحات نود سطور فی صفحہ ہفدہ۔

الدّر المنثور

فی العمل بربع الدستور

عبداللہ بن جلیل بن یوسف المارديني الشافعی در سال یکہزار و ہجدہ ہجری (۱۰۱۸ھ) این رسالہ تصنیف نمودہ و دران طریقہ دریافت اوقات ہر مقام بذریعہ سایہ آفتاب بیان نمودہ و آلات دریافت و طریقہ ساختن آن بتفصیل ذکر نمودہ و رسالہ را بر یک مقدمہ و شصت و یک خاتمہ ترتیب دادہ۔
شروع رسالہ این است :۔

"الحمد للہ الذی خلق السموات ورفعہا بغیر عمد ولاعلایق وزین سماء الدنیا بزینۃ الکواکب وحرکہا فی جمیع المشارق والمغارب وحیّر الباب العقلاء الوقوف علی حقایق ہذہ الدقایق فادل دلیل علی وحدانیۃ واعظم برہان علی فردانیتہ تعاقب اللیل والنہار واختلافہما فی جمیع الجہات لقولہ عز من قال ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات احمدہ حمد مدبر فی آیاتہ متفکر فی خلق ارضہ وسمواتہ۔"
در آخر رسالہ یک عبارت مرقوم است ازان معلوم می شود کہ این نسخہ از نسخہ مکتوبہ مصنف نقل شدہ آن عبارت این ست :۔

"کتبہ الفقیر الی اللہ تعالی مولفہا عبد اللہ بن جلیل بن یوسف المارديني الشافعی وانتہت فی ثالث عشر ربیع الاول سنۃ ثمانیۃ عشر والف وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما تسلیما تسلیما"
و بر سرورق از سرخی بخط ہمان کاتب نوشتہ است۔

ہذہ رسالۃ فی علم المواقیت نقلت من خط مولفہا رحمہ اللہ تعالی عبد اللہ بن جلیل بن یوسف المارديني الشافعی وورقات فی العمل بربع الدائرۃ الموضوع المقنطرات مشتملۃ علی

مقدمة وابواب وفيه رسالة فى تعريف القبلة واوقات الصلوة تصنيف العلامة علی بن محمود النقاش نفع الله به امين۔

ولکن درین نسخہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۰۸ فن ریاضی مرتب است بخط نسخ صاف منقول از نسخۂ مؤلف است کہ در سال یکہزار و ہجدہ مصنف نوشتہ بود۔ [illegible]

نام کاتب و سال کتابت در آخر موجود نیست۔ جملہ اوراق آں سی و شش۔ و سطور فی صفحہ نوزدہ۔

رسالہ فی علم المجیب

بزبان عربی تصنیف علامہ شمس الدین المدعو بہ مبارک الخجندی ثم البالاپوری از صوبہ برار ملک دکن ہندوستان است۔

شروع رسالہ این است:-

"انی وجہت وجہی للذی فطرت السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین القول فی تحقیق علم سمت القبلہ شرفہا اللہ تعالی محتوی بعلمین الخ"

مصنف علامہ متوطن صوبہ برار از صوبہ جات حیدرآباد دکن است۔

رسالہ مذکور در اورنگ آباد دکن تصنیف نمودہ چنانچہ در آخر گفتہ:-

"ھذا اخر ما جمع ...... اضعف المحصلین شمس الدین المدعو بمبارک الخجندی ثم البالاپوری من صوبۃ البرار فی تحقیق سمت القبلۃ (الی ان قال) وقد الفتہا فی البلد الفاخرۃ خجستہ بنیاد حین اقامتی فیہا والحمد للہ اولا واخرا والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ ظاہرا وباطنا"

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ کہ بر نمبر ۱۹۶ فن ریاضی مربوط است خط صحیح ظاہر ابخط مصنف ست چنانچہ از عبارت خاتمہ مذکورہ بالا استفادہ می شود۔

جملہ اوراق دوازدہ ۱۲۔ وسطور فی صفحہ پانزدہ ۱۵۔

نام کاتب وسال کتابت در آخر ونوشتہ۔

رساله کمالیه

تصنیف جمشید بن مسعود بن محمود الملقب به غیاث متوفی سنه

در بیان مساحت ارض۔ و ابعاد قمر و قطر قمر و ابعاد شمس و قطر آن و ابعاد کواکب علویه و ابعاد فلک ثوابت و اجرام کواکب۔

سال تصنیف رساله مذکوره ۸۰۹ سنه هشتصد و نه هجری کما هو مکتوب فی آخره۔

اول کتاب۔ الحمد للہ الذی رفع السماء بغیر عمد فزینها بمصابیح السیارات والثوابت ووضع الارض للانام بلا مدد الخ۔

در رساله مرتب است بر هفت مقاله و خاتمه۔

مقاله اولی در مساحت ارض و متعلقات آن۔

مقاله ثانیه در ابعاد قمر و قطر آن۔

مقاله ثالثه در ابعاد شمس و مقدار قطر آن۔

مقاله رابعه در ابعاد زهره و عطارد و مقدار قطر آنها۔

مقاله خامسه در ابعاد کواکب علویه و اقطار آنها۔

مقاله سادسه در ابعاد فلک ثوابت۔

مقاله سابعه در اجرام کواکب۔

خاتمه در جداول۔

نسخه موجوده کتب خانه آصفیه نمبری ۱۲۶ فن ریاضی بخط نسخ عادی است۔ نام کاتب و سال کتابت مرقوم نیست اما بظاهر بخط همان کاتب میزان الحکمت است که بر نمبره ۱۲۵ فن هذا مخزون است و سال کتابت هم غالباً همان سال ۱۰۳۳ یکهزار و سی و سه هجری است و در آخر این عبارت تحریر است :۔

فرغ المصنف عن تالیفها و استخراجها یوم الاربعاء الحادی والعشرین من شهر رمضان سنه تسع وثمانمائة هجریه۔

جلد اوراق نوزده وسطور فی صفحه بست[۲۱] ویک۔

شرح ارجوزہ ابن یاسمین

اصل ارجوزہ یعنے منظومہ تصنیف ابو عبداللہ بن حجاج المعروف بابن الیاسمین در جبر و مقابلہ است و علامہ شیخ شہاب الدین احمد ابن الہایم در ۸۰۴ھ ہشتصد و ہشتاد و نہ ہجری در مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً بشرح آن پرداختہ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ مخزونہ بر نمبر ۸ ۔ فن ریاضی نسخہ قدیمہ بخط نسخ خوشخط از اول یک ورق و از آخرہم قدرے ناقص است بانوجہ سال کتابت و نام کاتب دریافت نشدہ۔ اما بہ گمان فقیر مکتوبہ کم از سہ صد سال نخواہد بود۔

جملہ اوراق یکصد و سیزدہ ۱۱۳ و سطور فی صفحہ بست و یک ۲۱۔

شرح تحریر اقلیدس

کتاب تحریر اقلیدس که محقق طوسی نصیر الدین محمد بن محمد بن الحسن الطوسی المتوفی سنہ ۶۷۲ ششصد و هفتاد و دو هجری از کتاب اقلیدس ترجمه بزبان عربی نموده بر پانزده مقاله مرتب است۔ این کتاب شرح تحریر اقلیدس مترجمه محقق طوسی است۔

نسخه کتب خانه آصفیه که بر نمبر ۲ فن ریاضی مخزون است نسخه نهایت قدیم بخط عرب خوشخط مکتوبه سنه ۷۲۳ ثلاث و عشرین و سبعمائة۔ بخط محمود بن محمد المتطبب در آخر مقاله رابعه صفحه ۷۰ این عبارت تحریر است آخر شرح المقالة الرابعة والحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ذلك يوم الاربعاء في العشر الاواسط من شهر رمضان المعظم سنة ۷۲۳ ثلاث وعشرين و سبعمائة على يد العبد الفقير الى رحمة الله الغنى محمود بن محمد المتطبب وصلى الله على سيدنا محمد وصحبه وسلم وشرف وكرم۔

و در آخر مقاله ثانیه این عبارت مرقوم است۔ آخر المقالة الثامنة من كتاب اقليدس في الاصول۔ والحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى يوم الثلثاء اربع عشر ذى حجه سنة ۷۲۳ ثلث وعشرين وسبعمائة۔

و این شرح از مقدمات و از مقاله اولی شروع است و تا شکل بست و هشتم مقاله عاشره است و در آخر هم ناقص است۔ و بر پیشانی صفحه آخر این عبارت تحریر است۔

در یازدهم شهر رجب المرجب سنه ۱۰۹۹ یکهزار و نود و نه هجری در بیجاپور خرید شد کتبه العبد الاقل المحتاج الى ربه الغنى محمد رضا المتطبب القمی اوفی کتابه بیمینه۔

جمله اوراق یکصد و شصت و یک ۱۶۱ و سطور فی صفحه سی و هفت ۳۷۔

و از مطالعه کتاب واضح است که شارح از ترجمه حجاج و ثابت بن قره و اسحق بن حنین و ابن هیثم و ابو محمد دمشقی و انطاکی و تبریزی در این شرح اخذ کرده و اقوال شان نقل نموده۔

شرح تحفة الاحباب فی علم الحساب

علامه عبد الله بن شیخ بهاء الدین محمد بن عبد الله القشوری الشافعی العرضی بر رسالهٔ تحفة الاحباب سبط ماردینی شرح بسیط تحریر کرده این همان شرح است۔

آغازش۔ الحمد لله الذی خص العلماء باوفر مقام واشهر الخ۔

دریں کتب خانهٔ آصفیه دو نسخه ازاں موجود است۔

بخط نسخ یک نسخه مجدول است بر نمبر ۷۔ فن ریاضی۔ آن مکتوبه سنه ۱۱۰۵ھ یکهزار و یکصد و پنج هجری است۔ مجلد اوراق (۶۳) شصت و سه۔ سطور فی صفحه (۱۹) نوزده۔

ونسخهٔ ثانیه که همراه خود تحفة الاحباب نمبر ۱۱۔ فن ریاضی مجلد است مکتوبه سنه ۱۲۰۲ھ یکهزار و دوصد و دو هجری۔ بخط همان کاتب تحفة الاحباب است۔

شرح تذکرہ طوسی

علامہ محقق نصیر الدین طوسی المتوفی سنہ ۶۷۲ھ در علم ہیئت کتابے تصنیف نمودہ نام آن تذکرہ قرار داد۔ اکثر علماء بران شروح نوشتند منجملہ آنہا عبد العلی بن محمد بن حسین البرجندی المتوفی سنہ ۹۳۵ھ ہم شرحی نوشتہ۔ این ہمان شرح است۔ اولش این است:۔

"الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور وبسط علی بساط الساھرۃ عیانا من قدرتہ الباھرۃ الظل والحرور وزین کلمۃ السماء الدنیا بزینۃ الکواکب ونور وجھۃ الغبراء بانوار النجوم الثواقب تولج اللیل فی النھار والنھار فی اللیل بدوران الافلاک المستدیرۃ ودونج الاھداء فی ظلمات البر والبحر بمصابیح الاجرام المستنیرۃ ھو الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا وصیر الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ وکان علی ذلک قدیرا الخ"

نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۵۵ فن ریاضی نسخہ کاملہ بخط نستعلیق صاف واشکال ہم نیز کشیدہ در آخر نام کاتب سید ابراہیم رضوی نوشتہ سال کتابت تحریر نہ کردہ بظاہر مکتوبہ اوائل صدی دوازدہم باشد عجب نیست۔

جملہ اوراق ۲۷۴ وسطور فی صفحہ نوزدہ ۱۹۔

شرح مجسطی

برائے کتاب مجسطی اکثرے از علماء اعلام شروح نوشته اند منجمله آن فاضل نظام الدین الاعرج بن حسن بن محمد النیشاپوری که از علماء رأس قرن تاسع معاصر علامه محقق دوانی المتوفی سنه ۹۰۸ھ بوده یک شرح مبسوط نوشته۔ این همان شرح است۔

اوّلش۔ السعد قرین من صدر کلامه بالحمد لواهب السیادة الخ۔

در کتب خانه آصفیه دو نسخه نمبری ۹۸۔ ۳۴۷۔ فن ریاضی موجود است۔

نسخهٔ اولین خوشخط خط عرب نسخه قدیمه است۔ سال کتابت و نام کاتب مرقوم نیست۔ اما بر ورق اول چند عبارات مالکان کتاب تحریر است که دران سال سنه ۹۱۸ نهصد و هژده هجری و در بعض سنه ۱۱۱۱ یکهزار و یکصد و یازده هجری تحریر است ازین معلوم میشود که نسخهٔ مذکوره مکتوبه زائد از چهار صد سال هجری خواهد بود۔ جمله اوراق ۲۲۸ و سطور فی صفحه بست و پنج ۲۵۔

نسخهٔ ثانیه خوشخط نستعلیق کاغذ خان بالغ بر اول صفحه لوح طلائی اما نوبت تحریر عبارت نیامده صفحه ساده است و کتاب بعد خطبه از نسخهٔ دوم ازین جمله شروع کرده العلوم النظریه کلها الخ۔

و این نسخه منقول است از نسخه که منقول شده بود از اصل نسخهٔ شارح و بر منقول از نسخه شارح کاتبش این عبارت نوشته بود۔ هذه النسخة نقلت من نسخة كان مكتوبا عليها بالخط ناسخها ان هذه النسخة نقلت من الاصل وكان مكتوبا فى آخرها بالخط المصنف انتهى التعليق بالفوز والنجاح صباح يوم الاربعاء لست خلون من الشهر المعظم شعبان عمت ميامنه سنة اربع وسبعمائة هجرية والحمد لله وحده وكفى والصلوة على نبيه المصطفى وعلى آله مصابيح الدجى وسلم تسليما وهذه نسخة الاصل حررها مؤلفها النظام النيشابورى نظم الله احواله فى اولاه واخراه بمدينة تبريز حماها الله تعالى. وقد كتب هذه السطور من استكتب هذا الاجزاء لاجل نفسه فى شيراز سنة تسعين وثمانمائة هجريه۔

ونیز یک عبارت دیگر بعد این عبارت تحریر است ازان معلوم میشود که این نسخهٔ کتب خانه آصفیه با منقول عنہائے خود بکمال احتیاط مقابله هم شده۔ عبدالغنی صاحب که این را برائے خود نویسانیده بودند مقابله آن با منقول عنہا نمودند۔

جملهٔ اوراق یکصد و چهل و شش [۱۴۶] و سطور فی صفحه بست و هفت۔

کتاب الاکر مانالاوس

در بیان کرہ از یونانی بعربی بحکم خلیفہ عباسی ابو العباس احمد بن معتصم باللہ ترجمہ شدہ و محقق طوسی تحریر آن نمودہ۔

اول کتاب این است ۔ تحریر کتاب مانالاوس فی الاشکال الکریۃ اقول بعد حمد اللہ والثناء علیہ بما یلیق بہ و الصلوۃ و السلام علی محمد و آلہ انی کنت اریدان احرر الکتاب الموسومہ بالمتوسطات اعنی الکتب التی من شانہا ان یتوسط فی الترتیب العلی بین الاصول لاقلیدس و بین الکتاب المجسطی لبطلیموس فلما وصلت الی کتاب مانالاوس فی الاشکال الکریۃ وجدت لہ نسخاً کثیرۃ الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۔ ۴۴ ۔ فن ریاضی بخط نسخ صاف ۔ نام کاتب و سال کتابت مرقوم نیست ۔ جملہ اوراق یکصد و ہشت (۱۰۸) ۔ سطر فی صفحہ ہفدہ (۱۷)

مخفی نماند کہ کتاب الاکر ثاوذوسیوس فی الاشکال الکریۃ کہ بحکم معتصم از یونانی بعربی ترجمہ شدہ و ثابت بن قرہ اصلاح آن نمودہ نیز در کتب خانہ آصفیہ بر نمبر ۹۳ ۔ فن ریاضی موجود است ۔ و مطبوعہ ایران است ۔

و علاوہ کتاب اکر درین کتاب المناظر و کتاب الکرۃ المتحرکۃ لاوطولوقس و مقالہ نجم در اختیار نور و انعکاس ظلمت و کتاب المساکن ثاوذوسیوس و کتاب المعطیات اقلیدس ترجمہ اسحاق بن حنین و اصلاح کردہ ثابت بن قرۃ است و این مجموعہ در ۱۲ محرم سنہ ۱۳۰۴ یکہزار و سہ صد و چہار ہجری طبع شدہ چنانچہ تاریخ طبع در صفحہ ۷۰ مرقوم است ۔
جملہ صفحات مجموعہ یکصد و شصت و دو است ۔

کشف الریب فی العمل بالجیب

تصنیف علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبدالرحیم المدنی المالکی در ساختن آلہ ربع مجیب۔

اول رسالہ۔ اللہم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہما و صحبہما اجمعین الخ۔

نسخہ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۱۲۔ خط نستعلیق عادی مکتوبہ سنہ ۱۳۰۱ھ یکہزار و سہ صد و یک ہجری است۔ جلد اوراق بست و چہار (۲۴) و سطور فی صفحہ شانزدہ (۱۶)۔ نام کاتب عبدالقادر حاجی الخوقندی۔

وعلاوۂ این رسالہ دو رسالہ بزبان عربی و چہار رسائل بزبان فارسی در عمل ربع مجیب در این کتب خانۂ آصفیہ موجود است۔

عربیہ بر نمبر ۱۹۵ و ۱۹۶ فن ریاضی مخزون۔

نمبر ۱۹۵۔ ہم بخط عادی۔

اولش۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین الخ۔

مکتوبہ سنہ ۸۹۸ھ ہشتصد و نود و ہشت ہجری۔ و در آخر رسالہ مرقوم است:۔

وقع الفراغ من کتابۃ ہذہ الرسالۃ المبارکۃ فی یوم الخمیس ثانی عشر من الربیع الاٰخر الاٰحد شہور سنۃ تسع و تسعین و ثمانمائۃ بمکۃ المشرفۃ بمدرسۃ الباسطیۃ علی ید مالکہا العبد الفقیر الی ربہ الغنی الوفی الباری السید محمد الحسینی الحنفی البخاری غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ۔

در فہرست مطبوعہ کتب خانۂ آصفیہ بنام القول فی تحقیق عمل سمت القبلہ این رسالہ چاپ شدہ۔

نمبر ۱۹۶۔ بخط نستعلیق عادی۔

اولش۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا و مسلما وما انا من المشرکین الخ۔

و این رسالہ تصنیف شمس الدین المدعو میرک البخندی البزازی است۔ چنانچہ در آخر رسالہ مرقوم است۔

هذا اخر ما نسخ..... اضعف المحصلین شمس الدین المدعو بمیرک نجندی تم.
.....من صوبة البرار الی ان قال وقد اتممتها فی البلدة الفاخرة خجستہ بنیاد -
ازین عبارت ظاہر است کہ میرک نجندی متوطن صوبہ برار در اورنگ آباد تصنیف این رسالہ نمودہ - جملہ اوراق دوازدہ (۱۲) وسطور فی صفحہ پانزدہ (۱۵) -

در رسائل فارسی بر نمبر ہائے - ۷۲ - ۱۱۶ - ۱۳۶ - ۱۵۸ - در ہمین فن رضی مرتب است۔
کیفیت آنہا در بیان کتب فارسی ملاحظہ شود۔

متوسّطات

مترجمہ و مصنفہ علامہ محقق طوسی المتوفی ۶۷۲ھ این رسائل را متوسطات باین وجہ نامیدہ اند کہ درمیان کتاب تحریر اقلیدس و تحریر مجسطی اینہا متوسطی باشد فہم مجسطی موقوف است کہ اول شخصی تحریر اقلیدس را خواندہ باشد و بعد آن این متوسطات را۔

درین مجموعہ سی وشش[۳۶] رسائل است تفصیل آن این است :۔

۱۔ منتخب فی حل شکوک اقلیدس لابن ہیثم۔
۲۔ رسالہ فی الماہانی فی الشکل من امر النسبۃ۔
۳۔ تفسیر صدر المقالۃ العاشرہ من کتاب اقلیدس لابی جعفر الخازن۔
۴۔ کلمات من شرح المقالۃ العاشرہ للاہوازی۔
۵۔ رسالہ فی بیان المصادرۃ المشہورۃ للاقلیدس للفضل بن حاتم التبریزی۔
۶۔ رسالہ فی بیان مصادرۃ اقلیدس لرجل مجہول اللقب۔
۷۔ مقالہ ثابت بن قرۃ اذا خرجا۔
۸۔ خواص الخطوط المتوازیۃ لنصیر الدین الطوسیؒ
۹۔ ماکتب علم الدین قیصر بن ابی القاسم الحنفی علی ماکتب نصیر الدین طوسی۔
۱۰۔ رسالہ ابی نصر منصور۔
۱۱۔ تحریر کتاب مانالاوس فی الاشکال الکریہ۔
۱۲۔ متعلقات کتاب مانالاوس از ارشمیدوس۔
۱۳۔ تحریر المساکین لثاوذوسیوس۔
۱۴۔ مناظر اقلیدس۔
۱۵۔ رسالہ فی انعکاس الشعاع وانعطاف لنصیر الدین الطوسی۔

۱۶- رسالۃ ظاہرات الفلک لاقلیدس۔

۱۷- رسالہ فی الایام واللیالی لثاوذوسیوس۔

۱۸- معرفۃ مساحۃ الاشکال البسیطہ والکریہ لبنی موسی محمد والحسن۔

۱۹- مفروضات ثابت بن قرہ۔

۲۰- کتاب اوطولوقس فی الطلوع والغروب۔

۲۱- کتاب فی المطالع لابسقلاوس۔

۲۲- کتاب ارسطرخس فی جرمی النیرین۔

۲۳- الماخوذات لارشمیدس۔

۲۴- کتاب المعطیات لاقلیدس۔

۲۵- کتاب الاکر لثاودوسیوس۔

۲۶- تحریر کتاب الکرۃ المتحرکہ لاوطوقس اصلحہ ثابت۔

۲۷- کتاب الکرۃ والاسطوانہ لارشمیدس

۲۸- مقالہ ارشمیدس فی تکسیر الدائرہ و

۲۹- رسالہ ابن ہثیم فی تربیع الدائرہ " "

۳۰- کتاب ارشمیدوس فی قسمۃ تسبیل " "...

۳۱- کتاب کشف القناع فی حل القطاع لنصیر الدین طوسی

۳۲- رسالہ فی بیان لایمکن ان یجتمع

۳۳- رسالہ فی ان المرئی من القمر ابداً اصغر من نصفہ

۳۴- رسالہ فی النقلہ والحفہ کتاب اقلیدس

۳۵- رسالہ فی سبب ظہور الکواکب لیلاً لابی البرکات البغدادی ۹ ۲۷

۳۶- رسالہ فی دقول ان لایمکن

درین کتب خانہ آصفیہ دو نسخہ قلمیہ آن بر نمبر ۳۲۷ - ۳۳۱ - فن ریاضی موجود است۔
نسخہ اولی بخط نسخ خوب مکتوبہ ۱۰۶۱ھ یکہزار و شصت و یک ہجری است در بلدہ ٹھٹھہ ملک سندھ

تحریر شد چنانچہ در آخر رسالۂ تفسیر صدر المقالۃ العاشرۃ من کتاب اقلیدس ورق ۲۷ و ۲۱۷ مرقوم
است :- فرغ الکاتب من تسویدہ فی یوم الاربعاء سابع عشر من شہر الصفر سنہ ۱۰۶۱
یکہزار و شصت و یک ہجری فی بلدۃ ٹھٹھہ من بلاد سندھ ۔

و این نسخہ اولاً در کتب خانہ میرزا محمد بن معتمد خان بدخشی دہلوی مخزون بود چنانچہ عبارت میرزا محمد
موصوف بقلم شان بر ورق اول مع مہر شان موجود است و ہی ہذا ۔
اللہ اکبر من عواری الزمان عند الضعیف الراجی رحمۃ ربہ المنان میرزا محمد بن معتمد خان
اللہ لہ بالامن و الایمان ۔

بعدہ نسخۂ مذکورہ نزد علامہ تفضل حسین خان لکھنوی منتقل شدہ و در مطالعۂ علامہ موصوف بودہ و خان
علامہ جا بجا حاشیہ ہم بر آن نوشتہ و بر صفحۂ ثانیہ ورق ۸۰ اخان علامہ بقلم خود این عبارت نوشتہ :-
قد وقع الفراغ عن مطالعۃ ہذا الکتاب المستطاب بفضل اللہ الوہاب تاریخ السابع عشر
من شہر جمادی الاخری فی بلدۃ اللکھنو و انا العبد المذنب تفضل حسین عفی عنہ ۔

و نیز بر ورق ۷۶ صفحۂ ثانیہ و ۷۷ او ہر دو صفحہ و ورق ۸۰ صفحۂ اولی خط خان موصوف بطور
حاشیہ موجود است ۔

در اول کتاب علاوہ رسائل متوسطات حل شکوک کتاب اقلیدس ہم مرقوم است کہ عمر بن
سہلان الساوی از کتاب ابو علی بن الہیثم منتخب نمودہ ۔

نسخۂ ثانیہ بخط میانہ نستعلیق و شکستہ است ۔

در اول کتاب علاوہ رسائل متوسطات حل شکوک کتاب اقلیدس است کہ عمر بن سہلان الساوی
از کتاب ابو علی بن الہیثم منتخب نمودہ ۔ و بعض امور از طرف خود ہم بران اضافہ نمودہ ۔
شروع کتاب بعد بسم اللہ این است ۔ منتخب من کتاب ابی علی بن الحسین بن الہیثم فی
حل شکوک کتاب اقلیدس مع زیادات من تصرفات الکاتب من الشکوک الخ ۔
و این حل شکوک بر ورق ہشتم ختم است و در آخر این حل شکوک این عبارت مرقوم است ۔
فہذا آخر المنتخب من حل شکوک کتاب اقلیدس والحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی النبی
محمد و آلہ قد نقلت عن خط المصنف طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ کاتب این ۔

رقوم فضل و کمال سید بایزید بن سید جمال عفی عنهما۔

بعد این حل شکوک رسائل متوسطات شروع است از ورق ۲۱ بست و یک این فهرست نوشته است۔

کتاب متوسطات۔

اول معطیات اقلیدس۔ اکر ثاوذوسیوس۔ تحریر الکرۃ المتحرکۃ از اوطولوقس۔ اکر مانالاوس۔ مساکن ثاوذوسیوس۔ مناظر اقلیدس۔ ظاهرات فلک اقلیدس۔ ایام و لیالی ثاوذوسیوس۔ طلوع و غروب اوطولوقس۔ کتاب اسقلاوس فی المطالع۔ جرمی نیرین ارسطرخس۔ ماخوذات ارشمیدس۔ مساحت اشکال بسیطه و کریه بنی موسی۔ مفروضات ثابت بن قرۃ۔

و این نسخه هم از کتب خانه میرزا محمد ابن معتمد خان ابن دیانت خان بدخشی دهلوی است و بر ورق اول عبارت بقلم میرزا محمد موصوف مع مهر شان موجود۔

نسخه مذکوره در مطالعه میرزا محمد ممدوح بوده و محشی است بحواشی مفیده۔ جمله اوراق دو صد و شصت [۲۶۵] و پنج سطور فی صفحه سی و یک [۳۱]۔ و در آخر هر یک رساله تحریر است:۔

فرغ المصنف برد الله مضجعه سنه خنج (یعنے خا و جیم و نون و جیم که اعداد آنها) ستة ۶۵۳ ثلاث و خمسین و ستمائة هجری می باشد۔

مجسطی

بکسر المیم والجیم وتخفیف الیاء المثناة التحتانیه کلمه یونانی است بمعنی ترتیب۔
حاجی خلیفه در کشف الظنون گفته که مجسطی از تمامی مصنفات فن هیئت اشرف و اعلیٰ بلکه اصل اصول آنهاست و از همین مجسطی تمامی کتب ساخته شده۔ مصنف آن حکیم بطلیموس القلوذی است۔
موضوع کتاب بیان قواعد هیئت که بذریعه آن وصول باثبات اوضاع فلکیه و ارضیه مع دلائل تفصیلیه می شود۔

مجسطی را ابتدا در زبان عربی در زمانه خلیفه مامون حنین بن اسحاق ترجمه نموده و حجاج بن یوسف و ثابت بن قره اصلاح آن کرده بعد از آن حکیم محقق نصیر الدین محمد بن حسن الطوسی المتوفی سنه ۶۷۲ ششصد و هفتاد و دو هجری هم در عربی تحریر نموده و نام آن تحریر مجسطی مقرر کرده و این مجسطی که درین زمان دائر و سائر است همان ترجمه محقق طوسی است۔
اولش این است۔ الحمد لله مبدأ کل مبدأ وغایة کل غایة الخ۔
کتاب مشتمل است بر سیزده ۱۳ و یکصد و چهل و یک ۱۴۱ فصول و یکصد و نود و شش ۱۹۶ اشکال بموافق نسخه مترجمه حنین بن اسحاق۔

درین کتب خانه آصفیه دو نسخه قلمیه کامله از آن موجود و بر نمبر ۵۸ - ۲۸ - فن ریاضی مخزون۔
نسخه اولی بخط نسخ صاف مکتوبه سنه ۱۲۵۱ یکهزار و دو صد و پنجاه و یک هجری بقلم محمد رضا ابن غلام محی الدین است که بفرمایش حکیم غلام حسین خان تحریر نموده۔ جمله اوراق دو صد و پنج ۲۰۵ و سطور فی صفحه بست و یک ۲۱۔
نسخه ثانیه نمبری ۲۸ - بخط نسخ از اول تا آخر بجدول طلائی و سرخی و نیلی۔ جمله اوراق جدید وصلی شده بدست صحافان کتب خانه آصفیه۔ سنه کتابت این نسخه یکهزار و چهل ۱۰۴۰ است۔ پس دو صد و یازده سال هجری قبل از نسخه اولی تحریر شده۔ نام کاتب اسد الله قلی عباسی۔
جمله اوراق دو صد و شش ۲۰۶ و سطور فی صفحه بست و یک ۲۱۔

مختصر فی بیان آلات الرصد

تصنیف عبد العلی بن محمد بن حسین البرجندی المتوفی ۹۳۵ھ۔
سال تاریخ وفاتش معلوم نگشته اما شرح مجسطی کہ مصنفہ اوست از تصنیفش در سال ۹۳۱ھ فارغ گشتہ۔
در بیان ساختن آلات رصدیہ۔
اول کتاب۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ اجمعین امابعد فھذا مختصر فی صنعۃ بعض الآلات الرصدیۃ والعمل بھا الخ۔
کتاب مرتب است بر نوزدہ ۱۹ باب۔
نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۱۲۰ بخط نسخ عادی۔ مکتوبہ ۱۰۳۳ھ یکہزار و سی و سہ ہجری بالقلم احمد بن علی المکی الشیرازی۔ جملہ اوراق ہشتاد و دو و سطور فی صفحہ بست و یک ۲۱۔
و یک رسالہ بنام شرح آلات الرصدیہ بزبان فارسی بر نمبر ۱۲۹ فن ریاضی ہم درین کتب خانہ موجود است۔ بیان آن در کتب فارسی می آید۔

میزان الحکمة

تصنیف علامہ ابوریحان محمد بن احمد الخوارزمی البیرونی المتوفی سنہ [۴۳۰ھ] ثلثین واربعمائۃ۔

دربیان اوزان وفلزات واحجار وجواہر وبیان اختلاف وزن اشیاء در ہوا ووزن آنہا در آب وطریقہ دریافتن طلا ونقرہ ودیگر فلزات مغشوشہ وطریقہ دریافت فلزات خالصہ وتراکیب ساختن میزان مختلفہ واشکال آنہا۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری۔ ۱۲۵۔ بخط نسخ عادی است ومشکل باشکال صحیحہ مکتوبہ بسال سنہ ۱۰۳۳ھ ثلث وثلاثین والف ہجری۔ بقلم احمد بن علی المکی الشیرازی۔ جملہ اوراق یکصد ویازدہ [۱۱۱] وسطور فی صفحہ بست ویک [۲۱]۔

حل و عقد لاری

در شرح زیج الغ بیگی

نثر

قطب الدین عزیز الدین لاری برائے زیج الغ بیگ شرحے نوشتہ۔

اوّلش۔ ستائش دور از آلایش الخ۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبری۔ ۳۰۸۔ فن ریاضی خط نستعلیق معمولی محررہ سنہ [۱۲۰۰] یکہزار و دوصد ہجری۔ نام کاتب غیر مرقوم است۔ جملہ اوراق دوصد و شصت [۲۶۴] و چہار و سطور فی صفحہ [۱۴] مختلفہ۔ و در آخر یک رسالہ تصنیف عبد القادر رومانی است نہایت مختصر در معرفت تقویم و از آخر این رسالہ غالبا یک ورق ناقص است۔

رسالہ ربع عمل مجیب

تصنیف عطاء اللہ قادری درزمانہ برہان نظام شاہ بن نظام شاہ سنہ ۹۹۹-۱۰۰۳ھ تصنیف نمودہ ورسالہ بریک مقدمہ وبست باب مرتب کردہ۔

اولش۔ حمد متوافر وثنائے متکاثر شایستہ معبودیست کہ عوائش احسان وغفران وعبادتش موجب فرادی خلعان الخ۔

۱۔ نسخہ موجودہ کتب خانہ آصفیہ نمبری ۷۲۔ فن ریاضی بخط نستعلیق عادی۔ سال تحریر ونام کاتب درآخرنیست ودرآخرقدرے ناقص است۔ جملہ اوراق ہژدہ [۱۸]۔ وسطور فی صفحہ پانزدہ [۱۵]۔

۲۔ نسخہ نمبر ۱۳۶ ہمین رسالہ عطاء اللہ قادری است خط معمولی وکاغذ فلسکیپ اوراق بست [۲۰] وسطور فی صفحہ سیزدہ [۱۳]۔ سال تحریر ونام کاتب نیست۔

۳۔ نمبر ۱۱۲۔ مسودۂ مصنف است نہ نام مصنف است نہ سال تصنیف امارسالہ مشروحہ ومبسوطہ است۔ جملہ اوراق چہل وچہار [۴۴] وسطور فی صفحہ ہفدہ [۱۷]۔ خط معمولی۔

۴۔ نام تیسیر المطلوب فی اعمال المجیوب۔ تصنیف حافظ احمد بن شیخ محمد تلمسانی الانصاری السمائی الخ۔

اولش این است۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین واصحابہ الاکرمین الخ۔

جملہ اوراق بست وپنج [۲۵] وسطور ہر صفحہ دہ [۱۰]۔ خط نستعلیق معمولی شفیعہ آمیز۔

شرح آلات رصدیه

بزبان فارسی حسب فرمان سلطان اسکندر مصنف این رساله در شرح آلات رصدیه نوشته۔ شروع رساله این است:۔

"الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ اجمعین امابعد فھذا مختصر فی صنعۃ بعض الآلات الرصدیۃ والعمل بھا مشتمل علیٰ تسعۃ عشر بابا۔ الباب الاول فی صنعۃ الصفحۃ الزرقالیہ والعمل بھا الخ"

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ کہ بر نمبر ۔ ۱۵۳ ۔ فن ریاضی مربوط است بخط نسخ مکتوبہ سنہ ۱۰۳۳ھ یکہزار و سی و سہ ہجری بخط احمد بن علی المکی الشیرازی ۔

و اشکال آلات دران تحریر نشدہ و بجائے اشکال بیاض گذاشتہ ۔

جملہ اوراق شانزدہ (۱۶) ۔ و سطور فی صفحہ بست و ہفت (۲۷) ۔

شرح آلات رصدیہ

آلات رصدیہ را مفصل و شرح بیان نمودہ نام مصنف معلوم نشدہ۔

اوّلش اینکہ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ اجمعین الطیبین الطاہرین الخ۔

این رسالہ حسب فرمایش سکندر بادشاہ تصنیف شدہ۔

نسخۂ کتب خانۂ آصفیہ نمبری ۱۲۹ - فن ریاضی بخط نسخ معمولی است۔ در آخر نام کاتب و سال کتابت نیست۔ اشکال آلات کاتب فروگذاشت نمودہ بیاض برائے آلات گذاشتہ بود اما صورت اشکال نہ کشیدہ۔

جملہ اوراق بست و شش ۲۶ و سطور فی صفحہ بست و یک۔

اما بظاہر ہمان کاتب میزان الحکمت وغیرہ احمد بن علی المکی است و سنہ کتابت ہم ہمان ۱۰۳۳ھ۔

تذکرۂ رشیدیہ

شاہ علی متوطن قلعہ ادھونی متعلقات حیدرآباد دکن حسب فرمایش نواب اقتدار الملک اقتدار الدولہ محمد رشید الدین خان مرحوم ابن شمس الامرا محمد فخر الدین خان مرحوم رئیس پائیگاہ حیدرآباد۔

این رسالہ در مسائل ہندسہ در زبان اردو تحریر نمودہ و نامش تذکرۂ رشیدیہ قرار داد۔

اول کتاب: "ایک روز جناب اقتدار مآب اقتدار الملک اقتدار الدولہ محمد فخر الدین خان بہادر" الخ

در اول کتاب تعریفات اصطلاحات ہندسہ و در آخر کتاب ترجمہ مقالۂ اولی اقلیدس۔

نسخہ کتب خانہ آصفیہ نمبر ۳۲۵ فن ریاضی بخط نسخ صاف۔ مکتوبہ سنہ ۱۲۵۸ یکہزار و دو صد و پنجاہ و ہشت ہجری۔ نام کاتب مرقوم نیست۔ جملہ اوراق سی و پنج ۳۵ و سطور فی صفحہ ہفدہ۔